إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ

مُصَدِّقٌ مِنْ زُبُرِ الْأَوَّلِينَ

ہر ایک نبی کی صداقت اس کی تائید میں پہلوں کی کتابوں سے ہوتی ہے

۱۴۱۰ھ

سوانح بے بہائے

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۱۰ھ

امام الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان ثابت کوفی قدس سرہٗ کے مبارک احوال

تصنیف

حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بحسن سعی

صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری

ایم اے معاشیات

ناشر

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری

ناظم دار المبلغین حضرت میاں صاحبؒ

شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

لس
۱۵۵ ز

إِنَّهُ كِتَابٌ كَرِيمٌ

مُصَدِّقٌ مِنْ زُبُرِ الْأَوَّلِينَ

یہ کتاب نادر کتاب ہے جس کی تصدیق پہلوں کی کتابوں سے ہوتی ہے۔

۱۴۱۰ھ

سوانح بے بہائے

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۱۰ھ

امام الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ بن ثابت کوفی قدس سرہ کے مبارک احوال

تصنیف

حضرت شاہ ابو الحسن زید فاروقی نقشبندی مجددی دہلوی

بحسن سعی

صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری

ایم اے عصائیات

تلمیذ

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری

ناظم: دار المبلغین حضرت میاں صاحبؒ

شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب کا نام	سوانح بے بہائے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
مصنف	حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی نقشبندی مجددی دامت برکاتہم
صفحات	۲۸۴
اشاعت بار اول	سنہ ۱۴۱۱ھ سنہ ۱۹۹۱ء
سائز	۲۰ × ۲۶ / ۸
ناشر	شاہ ابوالخیر اکادمی شاہ ابوالخیر مارگ دہلی-۶ انڈیا
اشاعت بار دوم	سنہ ۱۴۱۲ھ سنہ ۱۹۹۲ء
سائز	۱۸ × ۲۳ / ۸
ناشر	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری ناظم: دارالمبلغین حضرت میاں صاحب، شرقپور شریف
بحسن سعی	صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری ایم اے معاشیات
تعداد	ایک ہزار (۱۰۰۰)

ملنے کے پتے:
مکتبہ نور اسلام، شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ
جامع مسجد شیر ربانی، اکبر روڈ، مدینہ چوک دسن پورہ، لاہور
دفاتر ماہنامہ "نور اسلام" جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ۲۱۔ انجینئرز سوسائٹی نیو مزنگ روڈ سمن آباد لاہور

نوٹ: خواہشمند حضرات مبلغ ۹ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوا حاصل کریں

LAHORE 1968 LIBRARY

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بانی حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیمات اور اشاعت کا کام ہزارہ دوم کے مجدد اور آپ کے خلیفہ اعظم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی جانفشانی سے سرانجام دیا ہے۔ آپ نے مسلک اہل سنت اور فقہ حنفی کے فروغ کے لیے اپنے مکتوبات اور دیگر تصانیف کے ذریعہ گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تعلیمات کو عام کرنا اُن کے مسلک و مشرب سے لوگوں کو آگاہ کرنا اور اُن سے عقیدت و محبت رکھنا ہمارا مشن ہے، اُن کی اولاد امجاد کا احترام اور اُن کے ساتھ وابستگی ہمارے لیے وجہ خیر و برکت ہے، اسی وجہ سے ہمارے آباؤ اجداد کے روحانی رشتے اور تعلقات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی نسل پاک سے دیرینہ ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے اسلاف اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ سرانجام دینے میں سرفہرست ہیں جیسا کہ برصغیر پاک و ہند میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اکبر اور جہانگیر جیسے جابر بادشاہوں کے سامنے کلمۂ حق کہا، اسی طرح آپ کے خانوادہ میں سے حضرت فضل عمر مجددی کابلی المعروف مُلّا شور بازار نے افغانستان کے بادشاہوں کے سامنے جرأت کا مظاہرہ کیا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے دین حق کی سربلندی کے لیے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور نتیجۃً طاغوتی طاقتوں کو قرآن و سنت کی تعلیمات کے سامنے سرنگوں ہونا پڑا، لیکن

R 9868

سوئے اتفاق سے آپ کی اولاد کو افغانستان کے حکمرانوں نے ملک بدر کر دیا اور حضرت فضل عمر مجددی کے صاحبزادوں کو ملک چھوڑ کر پاکستان، سعودی عرب اور مصر میں پناہ لینا پڑی اس خاندان سے راقم الحروف کے گہرے مراسم تھے، حضرت فضل عثمان مجددی سے اکثر و بیشتر ملاقات کی سعادت نصیب ہوتی تھی، حضرت ابوالحسن زید فاروقی نقشبندی مجددی دامت برکاتہم سے میری پہلی ملاقات کا شرف بھی حضرت فضل عثمان مجددی کابلی کے ہاں حاصل ہوا، یہ حضرت کی نگاہ التفات تھی کہ آپ کی یاد ہر گھڑی دل میں جاگزیں ہے، اور جب بھی آپ پاکستان تشریف لاتے ہیں آپ سے اکثر و بیشتر ملاقات کا شرف حاصل ہوتا ہے، دور حاضر میں آپ دنیائے اسلام کا علمی و روحانی سرمایہ ہیں، آپ روحانی تربیت و رہنمائی کے ساتھ ساتھ اس پیرانہ سالی میں بھی تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے ہیں۔

حضرت ابوالحسن زید فاروقی نقشبندی مجددی دہلوی زید مجدہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، آپ کی ذات گرامی اکابر علماء و اصفیاء میں جانی پہچانی ہے ہر مکتب فکر کے علماء و فضلاء آپ کے تبحر علمی کی بناء پر آپ کا بے حد احترام کرتے ہیں اور آپ کی تصانیف سے مستفیض ہونا از حد ضروری سمجھتے ہیں، آپ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک میں سے ایک عظیم روحانی پیشوا شیخ طریقت حضرت شاہ ابوالخیر عبد اللہ محی الدین فاروقی نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں، حضرت علامہ شاہ ابوالخیر دہلوی کا شمار کامل اولیاء اللہ میں ہوتا ہے، اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے بے حد عقیدت و محبت تھی اور انہوں نے لاہور میں حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی، دوران ملاقات حضرت صاحب موصوف نے اپنے ارادتمندوں سے فرمایا،

حضرت ایشان بہ حاضرین گفتند "شیر محمد شیر پنجاب است" ایشان خلیفہ امیر الدین، خلیفہ امام علی شاہ، خلیفہ سید حسین علی شاہ، خلیفہ حاجی احمد، خلیفہ خواجہ زمان، خلیفہ شیخ محمد

خلیفہ خواجگان کی خلیفہ خواجہ حنیف خلیفہ حضرت عبد الاحد و حدت بودند روزے مصروفی کردند کہ یک سکھ راور محطہ دیدند بے اختیار دست خود را بر ریش فرا آوردہ گفتند، این ریش تو ریش مسلمانی است، آن سکھ از قول ایشان برہم شد و چیزے سخت و سست گفت، جناب ایشان در صالونے داخل شدند و آن سکھ بہ جائے دیگر نشست، قطار روان شد و در احوال سکھ تغیر رونمود، در محطہ دیگر جناب ایشان را تلاش کردہ بہ خدمت ایشان رسید و مسلمان شدہ داخل سلسلہ گشت۔ (رحمہما اللہ تعالیٰ: از نقشبندیہ اطہار، اصل اول، صفحہ ۱۸۹)

اردو ترجمہ:

آپ نے حاضرین سے فرمایا "شیر محمد پنجاب کے شیر ہیں" آپ امیر الدین کے خلیفہ ہیں جو سید امام علی شاہ کے خلیفہ ہیں اور وہ سید حسین علی شاہ کے خلیفہ ہیں اور وہ حاجی احمد کے خلیفہ ہیں اور وہ خواجہ زمان کے خلیفہ ہیں اور وہ شیخ محمد کے خلیفہ ہیں اور وہ خواجگان کی کے خلیفہ ہیں اور وہ خواجہ حنیف کے خلیفہ ہیں اور وہ حضرت عبد الاحد کے خلیفہ ہیں۔

ایک روز آپ سفر کر رہے تھے کہ ایک سکھ کو اسٹیشن پر دیکھا، بے ساختہ اپنا ہاتھ اس کی داڑھی پر پھیرا اور فرمایا یہ داڑھی تو مسلمان کی داڑھی ہے وہ سکھ اس بات سے ناراض ہو گیا اور سخت و سست کہنے لگا، آپ ڈبے میں داخل ہو گئے اور سکھ کسی دوسری جگہ بیٹھ گیا، گاڑی روانہ ہو گئی اور اس سکھ کی کیفیت میں تبدیلی آنے لگی، دوسرے اسٹیشن پر آپ کو تلاش کرتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو کر سلسلے میں داخل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ دونوں پر رحم فرمائے۔

حضرت ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ العالی کی رگوں میں خون فاروقی گردش کرتا ہے اور جب کسی کی کوئی خلاف شرع بات ان کے سامنے آتی ہے تو ان کی رگ فاروقی حرکت میں آجاتی ہے۔

زیر نظر کتاب سوانح کے بہانے امام اعظم ابوحنیفہ حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی

زید مجدہٗ کا ایک عظیم علمی کارنامہ اور شاہکار ہے جو عام قلمکاروں اور سوانح نگاروں کی روش سے ہٹ کر لکھی گئی ہے جس میں حوالہ جات نقل کرتے وقت بڑی احتیاط سے کام لیا گیا ہے بلکہ روایت کو درایت کی کسوٹی پر پرکھ کر کھرے کھوٹے کی تمیز کی گئی ہے اور جن لوگوں نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بے جا اعتراضات کیے ہیں اُن کا عالمانہ طرز استدلال کے ساتھ دفاع کیا گیا ہے، گویا کہ یہ کتاب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارکہ پر عظیم علمی و تحقیقی کارنامہ ہے اور اُردو زبان میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کی پہلی سیرت و سوانح پوری تحقیق اور پوری دیانت کے ساتھ ضبط میں لائی گئی ہے۔

میرے لیے یہ بات سرمایۂ افتخار ہے کہ مجھے حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی نقشبندی مجددی دہلوی دامت برکاتہم العالیہ کی تصانیف "حضرت مجدد اور اُن کے ناقدین" (اردو اور انگریزی) "مدارج الخیر" بیان طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کا انگریزی ترجمہ (زیر طبع) اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس عظیم شاہکار کتاب "سوانح بے بہائے امام اعظم ابو حنیفہؒ" کی طباعت و اشاعت کا شرف حاصل ہوا ہے اور اس کی طباعت و اشاعت کی اجازت آپ نے عطا فرمائی ہے۔

آپ کے اجازت نامے کی فوٹو کاپی مندرجہ ذیل ہے

میں کتاب "سوانح بے بہائے امام اعظم ابو حنیفہؒ" کے چھاپنے کی اجازت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کو دیتا ہوں

ابوالحسن زید فاروقی

شنبہ ۱۰ ربیع الآخر ۱۴۱۲ھ

19 اکتوبر سنہ 1991ء

یہ کتاب اُن لوگوں کے لیے مفت تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں جن کا علمی ذوق تو ہے لیکن خریدنے کی طاقت نہیں رکھتے، جو حضرات اس کو حاصل کرنا چاہیں ڈاک خرچ بھیج کر بذریعہ رجسٹری حاصل کر سکتے ہیں۔

خاکپائے شبیر ربانی و گدائے آستانہ لاثانی

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری

صدر انجمن حزب التوسل
ناظم دار المبلغین حضرت میاں صاحب
مدظلہما العالی نور اللہ مرقدہما
شرقپور شریف
ضلع شیخوپورہ (پاکستان)

قصیدۃ النعمان

سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا ۔۔۔ أَرْجُو رِضَاكَ وَأَحْتَمِي بِحِمَاكَا

سیدالسادات میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، آپ کی رضا کا امیدوار ہوں اور آپ کی پناہ میں آیا ہوں

يَا لَيْتَ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ إِنَّنِي ۔۔۔ قَلْبٌ مُشُوقٌ لَا يُرِيدُ سِوَاكَا

اے کاش اے بہترین مخلوقات! میرا دل آپ کی زیارت کا بہت مشتاق ہے، آپ کے سوا کسی کو نہیں چاہتا

وَبِحَقِّ جَدِّكَ إِنَّنِي بِكَ مُغْرَمٌ ۔۔۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّنِي أَهْوَاكَا

اور مجھے آپ کے نانا پر قسم کہ میں آپ کا عاشق ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں،

أَنْتَ الَّذِي لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُؤٌ ۔۔۔ كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرَى لَوْلَاكَا

آپ وہ ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا، بلکہ آپ نہ ہوتے تو تمام لوگ پیدا ہی نہ ہوتے۔

أَنْتَ الَّذِي مِنْ نُورِكَ الْبَدْرُ اكْتَسَى ۔۔۔ وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُورِ بَهَاكَا

آپ وہ ہیں کہ چودھویں رات کا چاند آپ کے نور سے منور ہے اور آپ ہی کے جمال باکمال سے سورج روشن ہے

أَنْتَ الَّذِي لَمَّا رُفِعْتَ إِلَى السَّمَا ۔۔۔ بِكَ قَدْ سَمَتْ وَتَزَيَّنَتْ لِسُرَاكَا

آپ وہ ہیں کہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی سیر کرائی تو آپ کے خیر مقدم کے لئے زمین و آسمان نے اپنی سجاوٹ کر دیئے

أَنْتَ الَّذِي نَادَاكَ رَبُّكَ مَرْحَبًا ۔۔۔ وَنَقَلْتَ دَعْوَتَكَ بِقُرْبِهِ وَحَبَاكَا

آپ کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرحبا کہا اور اپنے قرب میں بلا کر بہت محبت و مہربانی کی اور جو کچھ آپ نے مانگا سو عطا کیا۔

أَنْتَ الَّذِي لِنَبِيِّنَا سَأَلْتَ شَفَاعَةً ۔۔۔ لِأُمَّتِكَ فَهُوَ تَكُونُ لِوَاكَا

آپ وہ ہیں کہ آپ نے جاتے وقت ہمارے نبی ﷺ سے خدا سے عفو گناہ کی درخواست کی تھی، آپ نے بندے پکار کر کہہ دیا کہ ہر نبی کے لئے آپ کے کئے پر بھروسہ ہے

أَنْتَ الَّذِي لَمَّا تَوَسَّلَ آدَمٌ ۔۔۔ بِمَنِ ارْتَضَاهُ فَازَ وَهُوَ أَبَاكَا

آپ وہ ہیں کہ حضرت آدم نے جو آپ کے پیارے نام کا وسیلہ لیا تو ان کی خطا معاف ہوئی

رَبِّ اغْفِرْ ذَا فَقَدْ تَوَسَّلَ بِالَّذِي ۔۔۔ بَرَّأْتَهُ وَقَدِ اخْتَصَصْتَ بِسُؤْدُدِهِ

اور آپ کے وسیلہ سے حضرت ابراہیم نے دعا کی، تو آپ کے نور کی روشنی کی برکت سے جن کی پیشانی میں اللہ تعالیٰ نے بھلائی رکھی تھی

رَدَّ عَنْكَ أَيُّوبَ لِمَسِّ مَسَّهُ ۔۔۔ فَأَزَالَ عَنْهُ الضُّرَّ حِينَ دَعَاكَا

اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری کی شکایت میں آپ کے وسیلے سے دعا کی، تو ان کی بیماری رفع کر دی گئی

فہرست کتاب امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ النعمان زوطی کوفی رحمۃ اللہ وارضی عنہ

موسوم بہ اسم تاریخی "امام اعظم ابوحنیفہ کی سوانح"

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
فہرست کتاب	۳	حضرت امام کی کنیت	۵۹
تقریظ از جناب مولانا قاضی سجاد حسین	۱۵	اہل عراق روات کو حنیفہ کہتے ہیں	۶۰
تبصرہ از مولانا حکیم خیر مقدم	۱۷	کوفی کو حنیفہ کہتے ہیں	۶۰
مقدمہ فصل اول از مولانا عبدالستار خاں	۲۰	حضرت امام کی کوئی صاحبزادی نہ تھی	۶۰
" فصل دوم "	۳۷	حضرت امام کی ولادت اور وفات	۶۱
" فصل سوم "	۴۳	قاضی ابو یوسف کی روایت	۶۱
ابتدائیہ	۴۹	حضرت امام کی ولادت ستاسی میں ہونی	۶۳
۱۳۶۵ھ (۱۹۴۶ء) میں حجاز کا سفر	۵۰	ایک روایت سلمہ کی ہے	۶۳
ابوزہرہ کی کتاب کا خلاصہ	۵۰	ابونعیم کی روایت سنہ کی ہے	۶۳
عبدالحمید قید کے دو تاریخی قطعات	۵۰	علامہ کوثری نے سنہ کی روایت کو لیا ہے	۶۲
حضرت عطار کے اشعار	۵۲	ایک افواہ	۶۳
حضرت امام کا نام و نسب اور عربیت	۵۳	حضرت امام کی تابعیت	۶۳
لفظ زوطی پر حاشیہ	۵۳	حضرت امام کی مرویات	۶۴
عمر بن حماد بن ابوحنیفہ کا بیان	۵۳	حضرت امام کا وطن کوفہ	۶۶
اسماعیل بن حماد بن ابوحنیفہ کا بیان	۵۴	کوفہ مجموعہ الاسلام ہے، مخزن ایمان ہے	۶۶
عربیت کے متعلق مختار قول	۵۵	کوفہ قبۂ اسلام ہے	۶۷
کوفہ کا بیان	۵۶	دو شعر	۶۸
خضری کا بیان	۵۶	حضرت امام کی وجہ معاش	۶۸
ایک غلط فہمی کا ازالہ	۵۷	حضرت امام کے چار خصال	۶۹
بشارت سراپا کرامت	۵۸	ایک عورت کا واقعہ	۶۹
امام مالک اور امام شافعی کی بشارت	۵۸	ایک ضعیفہ کا واقعہ	۷۰

مضمون	صفحہ
آپ کے شریک جلیس کا واقعہ	۷۰
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پیروی	۷۱
صاحبزادہ حماد کے استاد کو عطیہ	۷۲
چار ہزار درہم سے کم نفقہ ہے	۷۲
امام ابو یوسف کی ثنا	۷۲
شفیق کا بیان "ایک مسئلہ فرض	۷۳
ابن حجر ہیتمی کا بیان	۷۳
خلیفہ منصور کی عطیات بیت المال میں جمع کرانے	۷۳
منصور اور اس کی بیوی کا فیصلہ	۷۳
حضرت امام کا حلیہ اور اخلاق	۷۴
آپ کا قدر لباس اور خوشبو کا استعمال	۷۴
مکہ مکرمہ میں عطا سے ملاقات اور کلام	۷۴
بوسیدہ لباس والے سے معاملہ	۷۴
ابراہیم بن عُیَیْنَہ کا قرض آپ نے ادا کیا	۷۵
یوسف بن خالد سمتی کا بہتان	۷۵
قد میانہ صورت اچھی لہجہ شیریں	۷۵
حضرت امام کا زہد ورع خشیت عبادت	۷۶
امام قاضی ابو یوسف کا بیان ہارون رشید عباسی سے	۷۶
ہارون رشید نے ابو یوسف کا بیان قلمبند کرایا	۷۶
امام محمد بن حسن کا بیان	۷۷
امام زفر کا بیان	۷۷
امام ابن مبارک ابوحنیفہ کے حاسد کو دیکھنا نہیں چاہتے	۷۷
ابن جریج کی مدحی	۷۷
شام کے وضو سے صبح کی نماز پڑھنی	۷۷
آپ کی نماز کی خوبی کا بیان از ابو نعیم	۷۸
ابو جریرہ کا بیان	۷۸
بیت اللہ میں ختم قرآن ایک رکعت میں	۷۸
بیت اللہ کے خدمتگاروں کو مال وصول دینا	۷۸
مَا رَأَيْتُ أَصْبَبَ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَالْعُبَّادِ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ	۷۹
مؤلف نے بشارت دی	۷۹
بارگاہ نبوی سے اپنے مذہب کو پھیلانے کا حکم	۷۹
گاہک سے زیادہ رقم لینے کے سلسلہ میں مدینہ منورہ کا سفر	۸۰
سب کا اتفاق ہے کہ ابوحنیفہ سب سے افقہ تھے	۸۰
حضرت امام کا علم کی طرف راغب ہونا	۸۱
شعبی نے آپ کو علم کی ترغیب دلائی	۸۱
علم کلام میں آپ کا مشغلہ	۸۱
اللہ نے آپ کو علم کلام سے الگ کیا	۸۲
حضرت امام نے علوم پر نظر ڈالی اور فقہ کو اختیار کیا	۸۳
خوارج سے زنادقہ اور شراب کے متعلق مناظرہ	۸۳
خوارج کا ہدایت پانا	۸۴
اپنے صاحبزادے سے فرمایا علم کلام چھوڑ دو	۸۶
قیامت برپا نہ ہوگی جب تک علم ظاہر نہ ہوگا	۸۶
حسن بن زیاد نے کہا ہے علم سے مراد ابوحنیفہ کا علم ہے	۸۶
حضرت امام کی سند قرآن مجید کی	۸۷
امام عاصم سے قرارت پڑھی ہے	۸۷
حضرت امام کی سند حدیث شریف کی	۸۸
حضرت امام کے مشائخ تین سو چوبیس ہیں	۸۸
حضرت امام کے شاگرد نو سو چونتیس ہیں	۸۸

مضمون	صفحہ
امام زہبی کا بیان	۸۸
امام سیوطی کا بیان	۸۹
امام ابن حجر ہیتمی کا بیان	۸۵
حافظ ابن کثیر دمشقی کا بیان	۹۰
علامہ ابن عماد حنبلی کا بیان	۹۱
خطیب تبریزی کا بیان	۹۱
آگاہی۔ امام مالک سے روایت کا واقعہ	۹۲
حضرت امام کی مسند فقہ	۹۳
حماد بن ابی سلیمان کا بیان	۹۴
امام داؤد طائی کا بیان	۹۴
وہ افراد جو حضرت امام کے ہمراہ ہیں	۹۴
فقہ حاصل کرنے کیلئے کس چیز سے مدد لی جائے	۹۴
اسرائیل کی مداحی	۹۵
علی بن عاصم کی مداحی	۹۵
مرجئہ میں فقہ اور اہل فقہ کی نسبت نہیں جانتا	۹۵
فقہ اور قیاس میں مہارت کا بیان	۹۵
ابوحنیفہ کے متعلق شعبہ کی رائے اچھی تھی	۹۵
ائمہ نے ابوحنیفہ سے حدیث کی روایت کی ہے	۹۶
یحییٰ بن سعید ابوحنیفہ کا قول لیتے تھے	۹۶
امام ابوداؤد آپ کی امامت کا اعتراف کرتے ہیں	۹۶
مسائل میں تحقیق کرنی اہل مدینہ اہل کوفہ کا حق ہے	۹۶
ایوب سختیانی کی مداحی پڑھو	۹۶
جو اس درجہ کا متقی ہوگا وہ مسائل میں احتیاط کیسے کریگا	۹۶
جس کی تعریف تیرہ امام کریں وہ بے احتیاط کیسے ہوگا	۹۷
حضرت امام کی فقہ کا سلسلہ	۹۸
مکہ مکرمہ میں ابوحنیفہ اور اوزاعی کا مکالمہ	۹۸
رفع یدین نہ کرنے کی سند نہایت اعلیٰ	۹۸
حضرت امام حماد	۹۹
حضرت حماد سخی، مالدار، منعم اور صادق تھے	۹۹
حضرت امام ابراہیم ابو عمران نخعی	۱۰۰
اہل بیت اطہار سے محبت رکھتے تھے	۱۰۱
حضرت ابو عبدالرحمٰن علقمہ نخعی	۱۰۲
ان سے صحابہ فتویٰ لیتے تھے	۱۰۲
آپ کی ذات پر ابن عباس نے کہا علم کا سرپرست چلا گیا	۱۰۲
حضرت اسود بن یزید نخعی	۱۰۲
حضرت معاویہ نے ان سے استغفار کی دعا کرائی	۱۰۳
حضرت عبداللہ بن مسعود مخدوم ابن ام عبد	۱۰۴
پہلے ہی دن نظام معلم کا اعزاز ملا	۱۰۴
علوم ابوبکر کے سلسلہ میں آپ کا قیاس مقبول ہوا	۱۰۶
آپ علقمہ سے ستہ تک کوفہ میں رہے	۱۰۸
کوفہ کی جامع مسجد ہمیشہ اسلامی دور کنز الایمان ہے	۱۰۸
مبارک سلسلہ، گیارہ اشعار بجا قطعہ	۱۰۹
افسوس کا مقام	۱۱۰
حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آغاز فتنہ	۱۱۰
تجاج کی شقاوت اور بے ادبی	۱۱۱
حضرت امام کے اساسی اصول	۱۱۲
ابن حجر ہیتمی کا بیان	۱۱۴
امام فضیل بن عیاض کا ارشاد	۱۱۴

مضمون	صفحہ
۱۔ امام ابن مبارک کی روایت	۱۱۳
امام شافعی نے کہا لوگ قیاس میں ابو حنیفہ کے محتاج ہیں	۱۱۳
ناسخ و منسوخ کی تحقیق	۱۱۳
علامہ ابن حزم کا قول	۱۱۴
ابو حنیفہ حدیث کو مقدم رکھتے ہیں۔ ابن قیم	۱۱۴
سلف کے نزدیک ضعیف حدیث	۱۱۴
۲۔ اصل اول کتاب اللہ تعالیٰ	۱۱۵
حضرت امام کے شاگردوں کی کثرت	۱۱۵
۳۔ اصل دوم احادیث مبارک	۱۱۶
۴۔ اصل سوم حضرات صحابہ کا عمل اور ان کے فتاویٰ	۱۱۶
میں ان میں صحابہ کیلئے اور وہ ان میں میری امت کیلئے	
۵۔ اصل چہارم اجماع	۱۱۷
اجماع یہ ہے قول ہو چاہے سکوتی	۱۱۸
اجماع حجت ہے	۱۱۸
امام ابو یوسف کا رسالہ "رد بر ابوذکائی"	۱۱۹
۶۔ اصل پنجم قیاس	۱۱۹
نصوص کا معلوم کرنا سب کا ممکن نہیں	۱۲۰
۷۔ اصل ششم احسان اللہ کا استحسان	۱۲۰
قیاس کا چھوڑنا اور مناسب حکم اختیار کرنا	۱۲۱
سہولت کی راہ اختیار کرنی	۱۲۱
زحمت سے بچنا استحسان ہے	۱۲۱
علم کے دس حصوں میں سے نو حصے استحسان ہے۔ امام مالک۔	۱۲۱
بعض شرائع کی مخالفت	۱۲۱
تفصیل سے کام لینا استحسان ہے (بلغۃ المحققین)	۱۲۱

مضمون	صفحہ
قیاس کو چھوڑ کر استحسان پر عمل کیا جاتا ہے	۱۲۲
۸۔ تعامل پر بھی عمل ہوتا ہے جس کو عرف کہتے ہیں	۱۲۲
۹۔ حیلے۔ ابن قیم نے تین قسم کے حیلے بیان کئے ہیں	۱۲۳
خطیب بغدادی نے کتاب الحیل کی روایت کی ہے	۱۲۴
ابن تیمیہ نے شدت سے اس کا رد لکھا ہے	۱۲۴
خطیب کی روایت کردہ کتاب ہے حضرت امام کی تکفیر ثابت ہوتی ہے	۱۲۵
عمار نے کتاب الحیل کا صرف تذکرہ کیا ہے	۱۲۵
مُحَیِّرُ العقول جوابات	۱۲۶
۱۔ از کتاب صیمری	۱۲۶
۱۔ زنی کا واقعہ اور امام ابو یوسف	۱۲۷
۲۔ دو بھائیوں کا دو بہنوں سے نکاح	۱۲۸
۳۔ جوان سید کی وفات اور اس کی والدہ	۱۲۸
۴۔ دیوار میں ہو کھ پھوڑنا	۱۲۹
۵۔ ایک عورت کو چھ سو دینار میں سے ایک دینار ترکہ	۱۲۹
۶۔ امام تمرتاش سے امام ابو حنیفہ کا مکالمہ	۱۳۰
۷۔ ۸۔ ابن ابی داؤد سے حضرت امام کا سوال	۱۳۱
وآتیناہ اھلہ ومثلھم معھم کا ترجمہ	۱۳
۹۔ از عقود الجمان	۱۳۲
۱۔ دیوانی خورت پر اجرائے حد کا واقعہ	۱۳۲
۲۔ قحط کے زمانہ میں خارجی کا واقعہ	۱۳۳
۳۔ صادق کا واقعہ اور سفیان ثوری کو جھنجھوڑنا	۱۳۲
بالآخر حضرت امام کے فضل کا اعتراف	۱۳۳
۴۔ ہلکتی ہوئی ہنڈیا میں ہر دہ کا گرنا	۱۳۴
۵۔ ان دنوں کیا چیز بھول گیا	۱۳۴

مضمون	صفحہ
۱۰۔ سال چرایا مالک سے طلاق کی قسم لی کہ بتائیگا نہیں	۱۳۴
۱۱۔ اقامت کہنے والے کا اقامت سے پہلے کھڑا ہونا	۱۳۵
۱۲۔ مرنے والے کے ابو حنیفہ کے واسطے وصیت کی	۱۳۵
۱۳۔ ربیعہ رای اور یحییٰ بن سعید کی کوفہ میں آمد	۱۳۵
۱۴۔ آپ کے سرعت جواب سے امام لیث متحیر ہو گئے	۱۳۶
۱۵۔ اسماعیل کو طلاق دینے میں شک ہوا	۱۳۶
۱۶۔ امام محمد اور ان کی زوجہ کا واقعہ	۱۳۷
۱۷۔ ابو حنیفہ کے پاس شیطان طلاق کا آنا	۱۳۷
۱۸۔ کوفہ میں عمر اج کا داخل ہونا	۱۳۸
۱۹۔ مردوں سے مکالمہ اور ان کا تائب ہونا	۱۳۸
۲۰۔ آپ کا مخالف حافظ حدیث اور اسکی زوجہ کا واقعہ	۱۳۸
۲۱۔ کیا لا الہ الا اللہ کھینچ کر پڑھتے ہو	۱۳۹
۲۲۔ از مناقب امام موفق	۱۳۹
۱۔ حضرت امام نے حجام سے فرمایا	۱۳۹
۲۔ خوارج کے قتل کرنے یا دکرنے کا مسئلہ	۱۳۹
احکام شرعیہ کے مدوّن اول حضرت امام اعظم	۱۴۰
اشد کا علم ابو حنیفہ کو ملا ہے (ایوب)	۱۴۱
ابو حنیفہ کے مذہب اور دلیل کی تحقیق سے متعلق ہے	۱۴۱
شافعی نے کہا ہے ابو حنیفہ فقہ کے پہلے مدوّن ہیں	۱۴۲
تدوین اہل کوفہ نے کی ہے	۱۴۲
ابو حنیفہ نے مشکل مسائل بیان کئے لہٰذا محسود ہوئے	۱۴۳
امام شعرانی شافعی کا بیان خیانت مطالعہ ہے	۱۴۳
ابو حنیفہ کے اتباع بڑھتے جاتے ہیں	۱۴۳
امام شافعی آپ کے مداح ہیں	۱۴۴

مضمون	صفحہ
امام ابو حنیفہ کے حدیث کی روایت کرنے والوں کا بیان متعدد ہے	۱۴۵
عظیم القدر فقہاء اور محدثین کے نام جو رزین نے لکھے ہیں	۱۴۶
حضرت امام کی شاگردوں کو نصیحت	۱۴۷
پانچ دھایا	۱۴۷
آپ کی مرویات اور آثار کے ناقل آپ کے اصحاب ہیں	۱۵۰
آپکے اصحاب آپ کی حیات میں درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے	۱۵۰
قاضی القضاۃ امام ابو یوسف	۱۵۱
آپ کی کتابوں کے نام	۱۵۲
کتاب الخراج ہارون رشید کے واسطے لکھی	۱۵۲
اس کا ترجمہ جائزے کے نام سے چھپا ہے	۱۵۳
جائزے کا ابتدائی حصہ	۱۵۳
کتاب الآثار اور اس کی ایک روایت	۱۹۴
کتاب اختلاف ابو حنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ	۱۹۴
کتاب رد بر سیر اوزاعی	۱۹۵
امام محمد بن الحسن شیبانی	۱۹۶
کتاب الآثار اور اس کی چار روایتیں	۱۹۸
امام زفر بن ہذیل	۱۴۰
امام حسن بن زیاد لؤلؤی	۱۴۰
حضرت امام کے اصحاب کے بعض شاگرد	۱۴۰
یحییٰ بن ابان	۱۴۰
امام ابو جعفر طحاوی	۱۴۱
حضرت امام کی فقہ کا مرتبہ	۱۴۲
امام سراج الدین ابو حفص عمر الفرغانی	۱۴۳
حضرت امام کی تعریف حضرات ائمہ کی زبانی	۱۴۵

مضمون	صفحہ
۱۔ از اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصیمری	۱۷۵
آپ کو برا کہنے والا جاہل یا حاسد ہی ہے (خریبی)	۱۷۵
آپ علم میں محسود ہیں (فوری)	۱۷۵
مشکل مسائل میں فوری کا بیان	۱۷۵
سمتی نے کہا، کہاں سمندر کہاں نالی	۱۷۶
ابو حنیفہ کی تعریف میں دو شعر	۱۷۷
ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ کی عداوت	۱۷۷
امام احمد حضرت ابو حنیفہ کا ذکر خیر کرتے	۱۷۷
مصیبت پڑنے پر انسانیت کی قدر ہوتی ہے (ابن مبارک)	۱۷۷
سفیان ثوری کا آپ کی کتابوں کے بارے میں خیال	۱۷۸
آپ کے چار شاگرد ثقاہت کے حفاظ تھے	۱۷۸
سفیان تو عمر تھے	۱۷۸
مذہب حنفیہ میں حنبلی سے مناظرہ	۱۷۹
ایوب نے ابو حنیفہ کو سلام کہلایا	۱۷۹
اعمش نے حج کے مناسک ابو حنیفہ سے لکھوائے	۱۸۰
آپ کی وفات سے لوگوں کو علم کی (رونق) بجھ گئی (سعید)	۱۸۰
اعمش لوگوں کو ابو حنیفہ کے پاس بھیجتے تھے	۱۸۰
امام ابو حنیفہ اور امام مالک کی مسجد نبوی میں گفتگو	۱۸۰
سعید بن عروبہ کا اعتراف فضل	۱۸۰
امام داؤد طائی کی نظر میں آپ کا علم	۱۸۱
یحییٰ بن معین کی نظر میں آپ کا علم	۱۸۱
آپ کے اہل سنت وجماعت کی صاف نشانیاں بتائیں	۱۸۱
محمد بن حسن کا علم ثاقبی کی نگاہ میں	۱۸۲
فقہاء کی ثنا از امام مزنی	۱۸۲

مضمون	صفحہ
حافظ عیسیٰ بن ابان کی امام محمد سے وابستگی	۱۸۲
۲۔ از تاریخ بغداد تالیف خطیب	۱۸۵
آپ کی وفات پر ابن جریج کا اظہار تاسف	۱۸۵
اسرائیل نے ابو حنیفہ کی ستائش کی	۱۸۵
امام فضیل بن عیاض کی جامع تعریف	۱۸۶
ابو یوسف نے کہا حدیث میں ابو حنیفہ زیادہ صابر تھے	۱۸۶
سفیان ثوری کے بھائی کی تعزیت کا واقعہ	۱۸۷
نضر بن شمیل نے کہا لوگ فقہ سے غافل تھے ابو حنیفہ نے کھولا	۱۸۸
ابو حنیفہ کی رائے اور حمزہ کی قرأت	۱۸۸
علم بن ہشام تفقہ کی ستائش	۱۸۸
ابن مبارک نے بڑا کہنے والے کو ڈانٹا	۱۸۹
ابو حنیفہ کی عبادت کا بیان از زائدہ	۱۹۰
حضرت امام کی عاجزی وزاری اور قندیل کی ضوفشانی	۱۹۰
دو شعر جن کو حضرت امام اکثر پڑھا کرتے تھے	۱۹۱
۳۔ امام حافظ ابو عمر یوسف بن عبد البر	۱۹۳
اہل حدیث کے طعن پر فقہا توجہ نہیں دیتے	۱۹۳
ابن عبد البر نے الانتقاء میں لکھا ہے	۱۹۴
پچھیس بلند پایہ افراد نے آپ کی مدح کی ہے	۱۹۵
خصیب نے مسافر الوراق کے تین شعر پڑھے	۱۹۶
ایک مسئلہ میں حسین بن واقد کا بیان	۱۹۶
حضرت امام نے ابن عیینہ کو حدیث پڑھانے کیلئے بٹھایا	۱۹۷
سعید بن ابی عروبہ نے کہا ابو حنیفہ عالم عراق ہیں	۱۹۷
عورتیں عاجز ہیں کہ ابو حنیفہ کا مثل جنیں (ابن شبرمہ)	۱۹۸
اگر کسی مسئلہ میں ہم نے اختلاف کیا تو کیا سب میں کریں گے	۱۹۹

مضمون	صفحہ
ابن مبارک کے چھ شعر	۱۹۹
ایک مخالف کو ابن معین ابو حنیفہ کے پاس لے گئے (ماننے کا پکا)	۱۹۹
ابو حنیفہ کی یک روزہ صحبت ہماری یک سالہ صحبت سے بہتر ہے	۱۹۹
ابو حنیفہ کے ساتھ علم کثیر گیا (ابن جریج)	۲۰۰
امام عبد الرزاق بن ہمام کی گواہی	۲۰۰
كان ابو حنيفة وكتوفي الفقه ومسائله	۲۰۰
امام وکیع ابو حنیفہ کی رائے پر فتویٰ دیتے تھے	۲۰۱
کوئی ابو حنیفہ کی برائی بیان کرے ہرگز اس کی تصدیق نہ کرو	۲۰۱
ابو حنیفہ کے تلامذہ میں سے مشائخ کے نام (ابن عبد البر)	۲۰۱
از ساقب العلماء ۲۰۲	
ابو حنیفہ مشائخ (شیوخ) کی توقیر کرتے تھے (ابو المؤید)	۲۰۲
ابو حنیفہ سے بہتر قیاس کرنے والا ہم نے نہیں دیکھا (عمر)	۲۰۲
حدیث کا علم لانے سے واقف ابو حنیفہ کے قول کو بغیر خبر کیا کہے	۲۰۳
ابدال کے مسئلہ میں حضرت امام کی رائے	۲۰۳
استاد امام عاصم کا ابو حنیفہ سے فتویٰ لینا	۲۰۴
تم فرد سال میں آئے ہیں کلاں سالی ہیں ہمارے امام عاصم	۲۰۴
جس سے بھی ابو حنیفہ نے بحث کی اس نے تسلیم کیا	۲۰۴
جواب میں ایسی سرعت گویا لکھے ہوئے جواب دے رہے ہیں	۲۰۵
عبد اللہ بن ادریس کی نگاہ میں آپ مثل غواص ماہر	۲۰۵
آپکے بات کرنے میں محسوس ہوتا تھا کہ وحی کا کلمہ بتا رہے ہیں	۲۰۵
آپ علم کا خزانہ تھے (علی بن ہاشم)	۲۰۵
ابو معاویہ کا آپ کی علمی برتری پر اظہار	۲۰۶
قاضی ابو یوسف کا ایک مسئلہ میں اشکال	۲۰۶
حدیث قلتین کا بیان	۲۰۷
دکیع کا بیان آپ کی فضیلت کے بارے میں	۲۰۷

مضمون	صفحہ
حضرت امام کی امامت کا واقعہ	۲۰۸
بقول ابن مبارک کے آپ ایک آیت تھے	۲۰۸
عبد الرحمٰن مقری نے آپ کو شاہان شاہ کہا	۲۰۸
یحییٰ بن سعید نے آپ کے اکثر اقوال لئے ہیں	۲۰۸
آپکے استاد عبد العزیز بن رواد کی نگاہ میں آپ کی اہمیت	۲۰۹
حضرت جعفر صادق کا ارشاد	۲۱۰
امام مالک اکثر آپ کا قول اختیار کرتے تھے	۲۱۱
محمد بن اسحاق آپ سے مسائل روایت کرتے تھے	۲۱۱
امام ابو حنیفہ، امام مالک کی ایک ملاقات کا ذکر	۲۱۱
ابن ابی سلمہ جنون کا بیان	۲۱۱
حضرت عمر کا ارشاد اذا کنی المشیر	۲۱۲
جریر کو سبق نافع کرنے پر مغیرہ کی ملامت	۲۱۲
ابو معاویہ کا قول ابن ابی لیلیٰ کے بارے میں	۲۱۳
ابن مستقلا کا قول آپ کے علم کی گہرائی کے بارے میں	۲۱۳
مسعر بن کدام نے آپ کی مدح وثنا کی	۲۱۳
آپکے اللہ کہنے کے بارے میں سفیان مدنی کا بیان	۲۱۴
ابو حنیفہ پر علماء کم علم ہے (ابن مبارک)	۲۱۴
آپ کی کتابوں کو دھونے کا واقعہ	۲۱۴
نضر بن شمیل کا ایک دوسرا واقعہ	۲۱۵
قاضی خالد بن صبیح کے فیصلہ پر المامون کا اعتراض	۲۱۶
المامون قاضی سے کہا اگر تم اپنی نجات چاہتے ہو تو	۲۱۶
ابو حنیفہ کا قول نہ چھوڑو	۰
۵۔ علامہ ابن عبد البر اندلسی	۲۱۶
قیاس رائے پر ضعیف حدیث اولیٰ ہے ابو حنیفہ کے اصحاب کی نگاہ میں	۲۱۶

مضمون	صفحہ
۶ علامہ ابن تیمیہ	۲۲۰
ابوحنیفہ فقہ، بحث اور علم میں سب سے بہتر	۲۲۰
۷ ابوعبداللہ محمد ذہبی	۲۲۱
آپ کے بارے میں امام ذہبی کی رائے	۲۲۱
۸ امام جلال الدین سیوطی کی رائے	۲۲۵
ابویوسف یعقوب کے دو شعر	۲۲۶
۹ ابن خلکان نے لکھا ہے وفیات الاعیان میں	۲۲۸
خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال کی عبارت	۲۳۰
۱۰ النجوم الزاہرہ کا بیان	۲۳۱
۱۱ علامہ شمس الدین محمد بن یوسف شافعی	۲۳۲
علامہ شمس الدین فرماتے ہیں	۲۳۲
۱۲ علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی	۲۳۵
کتاب الخیرات الحسان کی فصل تیرہ میں لکھا ہے	۲۳۵
۱۳ علامہ شعرانی شافعی	۲۳۷
کتاب المیزان کی عبارتیں	۲۳۷
۱۴ قاضی عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون	۲۵۳
ابن خلدون نے مقدمہ میں لکھا ہے	۲۵۳
۱۵ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ	۲۵۶
آپ نے مکتوب ۶۵ میں از دفتر دوم لکھا ہے	۲۵۶
۱۶ امام لیث بن سعدؒ مصری	۲۶۰
امام لیث کا مکتوب	۲۶۰
مکتوب کا ترجمہ	۲۶۴
نظم دلکش زیبہ	۲۶۲
تبصرہ	۲۶۷

مضمون	صفحہ
اَنتُم شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ	۲۶۸
ائمہ میں کسی کے اتنے جلیل القدر شاگرد نہیں	۲۶۸
امام لیث بن سعد کا بیان	۲۶۹
یہ ظاہر ہوتا تھا کہ فرشتہ تلقین کر رہا ہے	۲۷۹
گفتہ او گفتہ اللہ بود	۲۸۰
مخالفت	۲۸۱
ناکارہ اہل حدیث	۲۸۱
ابن عبدالبر کی روایتیں	۲۸۱
شعبہ نے کہا یہ حدیث اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے	۲۸۲
غریب حدیث کا تتبع جھوٹ بولے گا	۲۸۳
بہ نسبت فاسقوں کے ان اہل حدیث سے خائف ہوں	۲۸۳
دو درجے تو جو تمہارے واسطے حدیث کا بیان کرے	۲۸۳
کیا کوئی سنے گا	۲۸۳
الخیرات الحسان کی فصل ۳۵ کا ترجمہ	۲۸۳
حضرت امام کی قبر کی زیارت علماء اور فضلاء تحمد کرتے ہیں	۲۸۳
حاسدوں نے وفات کے بعد بھی تہمتیں نکالیں	۲۸۴
آپ کو خفیہ قتل کرانے کی کوشش کی گئی	۲۸۴
شافعی نے از روئے ادب جہر سے بسم اللہ پڑھی اور قنوت پڑھا	۲۸۴
علامہ ہیتمی کی توجیہ وتوجیہ	۲۸۴
علامہ ابن عبدالبر نے الانتقاء میں لکھا ہے	۲۸۶
ترجمہ	۲۸۸
ابن عبدالبر کی عبارت جامع بیان العلم میں اور اس کا ترجمہ	۲۹۲
علامہ ابن عبدالبر کی عبارات پر نظر	۲۹۴
ابن عبدالبر کی محمد بن اسماعیل بخاری پر تنقید	۲۹۴

مضمون	صفحہ
نعیم پر ائمہ حدیث کی جرح	۲۹۴
نسائی نے کہا ہے ضعیف ہے فقہ نہیں ہے	۲۹۵
ابوسعید نے کہا ہے وہ ثقات سے مناکیر کی روایت کرتا ہے	۲۹۵
ابن عدی نے کہا ہے وہ حدیث گھڑتا ہے	۲۹۵
سفیان ثوری کی روایت نعیم کی آوردہ ہے	۲۹۵
ابن عبدالبر نے اہل حدیث کی سخت ایذا اور عداوت پر انتہا کی ہے	۲۹۷
صحیح بخاری میں نعیم سے روایت	۲۹۸
صحیح بخاری میں بندر کا قصہ	۲۹۹
بندر کا زنا کرنے کی روایت نعیم کی ہے	۲۹۹
جھوٹے سے تعلیقات میں روایت کرنا کیسی ہی حجت اور استشہاد	۳۰۰
بخاری عقائد میں نعیم کے متبع تھے	۳۰۷
صحیح بخاری کی دو روایتیں	۳۰۸
دونوں حدیثوں کے متعلق نعیم ہی کی روایتیں	۳۰۸
صاحبی ابوحنیفہ کے اصحاب سے حسد کرتا ہے	۳۰۹
حدیث شریف کا ظہور	۳۰۹
اخبار آحاد مدون	۳۱۱
ایمان میں اخبار آحاد عدول مقبول	۳۱۱
اصول فقہ کے خلاف جو اخبار آحاد میں ہے اس کے انکار کیا ہے	۳۱۱
ابوبکر خطیب بغدادی	۳۱۲
ملک معظم ابوالمظفر عیسیٰ کا رسالہ الرد علی الخطیب	۳۱۳
تلقین حدیث کا مسلک	۳۱۳
خطیب نے ۳۱۵ میں کسی خراسانی کا ذکر کیا ہے	۳۱۳
اس روایت کے بطلان سے زیادہ جھوٹا کون ہو سکتا ہے	۳۱۴
اس روایت میں حافظ ابن احمد نے لکھا ہے کہ وہ کذاب دجال ہے	۳۱۴

مضمون	صفحہ
خطیب کی حسن پرستی	۳۰۴
عقیقہ کے متعلق	۳۰۵
حضرت امام کا مسلک	۳۰۵
علماء ازہر کا مسلک	۳۰۶
ایک لطیفہ تحریر	۳۰۷
حضرت امام کی برائیاں - از یمانیات ۲۲	۳۰۹
" " " از عبادت ۹	۳۰۹
" " " از ہدایت ۳۳	۳۱۰
" " " از مؤلفات لہٗ ۱۴۷	۳۱۰
کل یمانیات ۲۵۵	۳۱۶
خطیب نے حضرت امام کے جنازہ کو نعمان کا جنازہ بیان کیا	۳۰۷
اس مذہب کے راویوں کے کرتوت	۳۰۷
امام سیوطی کی تبییض الصحیفہ میں تین روایتیں	۳۰۸
تعلیم مستفاد	۳۰۹
ذہبی نے مناقب عشرہ کا بیان کیا ہے	۳۰۹
تین ناپسندیدہ متعصب حفاظ	۳۱۱
مولانا انور شاہ کشمیری کا بیان	۳۱۱
امام اعظم اور خطیب	۳۱۱
امام اعظم اور ابونعیم	۳۱۲
حافظ ابن سقبہ کی ایرادات	۳۱۳
ابن ابی شیبہ کی مصنف میں ۱۶۷۸۹ روایتیں ہیں	۳۱۳
۱۲۵ روایات ہیں ایرادات ہیں	۳۱۳
اللہ کی لعنت اس پر جو رسول اللہ کی مخالفت کرے	۳۱۴
حافظ شامی نے ان ایرادات کے جوابات دو جلدوں میں لکھے	۳۱۴

مضمون	صفحہ
الخانجی علیہ نے کہا گیا ہے کہ لکھ کر ایرادات لکھے ہیں	۳۱۴
ایسی روایات کا بیان جن کو بعض لوگوں نے چھوڑا ہے	۳۱۴
بالی منزل و بابی کا ہمنہ آنا	۳۱۵
الکفایہ الطریفہ میں عارلاد بحث	۳۱۵
مثال کے طور پر عقیقہ کا ذکر	۳۱۶
استسقاء کی نماز اور خطبہ کا بیان	۳۱۷
إِسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا	۳۱۷
رفع یدین	۳۱۸
حضرت امام کا اوزاعی سے مکالمہ	۳۱۸
اوزاعی کی نظر صرف روایت پر تھی	۳۱۹
ثُمَّ اقْنُتْ بِكَبِّرْ وَارْفَعْ يَدَيْكَ الصَّلَاةَ	۳۲۰
رفع یدین منسوخ ہو گیا ہے	۳۲۱
حضرت عبداللہ بن مسعود کی نماز	۳۲۱
رکن دونوں نمازی پر میں ایک دعا کی کا ورود	۳۲۲
صوفی نیاوری کا ابو عبدل سے مکالمہ	۳۲۳
رفع یدین کی مشروعیت کی نوعیت	۳۲۳
عبداللہ بن زبیر کی روایت	۳۲۴
حضرت امام کوفی کی حدیث کے حافظ تھے	۳۲۵
الفرقہ بنت امرأۃ کے لطائف سے انسان کا سینہ محلی ہے	۳۲۶
لَا كَانَ بَيْنَ بِنْدَةِ الْعَوْرَةِ: علی درجہ کی صحیح حدیث	۳۲۷
لَيْسَ عِنْدَهُ مِنَ الْعِلْمِ سفیان کہہ رہے ہیں	۳۲۷
الإجماع	۳۲۷
ازروئے لغت اسلام میں اور ایمان میں فرق ہے	۳۲۷
جہم سے مناقشہ	۳۲۸
ایمان کا تعلق دل اور زبان سے ہے	۳۲۹
ایمان پختہ اعتقاد اور ظاہری اقرار ہے	۳۴۰
عمل ایمان کا جز نہیں ہے	۳۴۱
ایمان کی حقیقت تصدیق ہے	۳۴۱
امام شافعی تناقض بات کے قائل ہوئے ہیں	۳۴۲
امام بخاری نے اعمال کو ایمان کا جز نہیں قرار دیا ہے	۳۴۲
کلام متین از امام تورپشتی	۳۴۳
ایمان دل کا عمل ہے	۳۴۴
ایمان اسلام ہے، اسلام عین ہے	۳۴۴
اپنے عقائد میں اپنے کو متہم نہ بنائے	۳۴۵
دونوں اقوال کی وجہ جمع	۳۴۵
ایمان کی زیادتی اور کمی	۳۴۶
إرجاء	۳۴۶
عمر بن حماد کو بیان	۳۴۹
ابن مبارک کی تحسین	۳۴۹
حضرت امام کے مسلک پر جمہور متاخرین	۳۵۰
مرجئہ کے تین مرتبہ	۳۵۰
خَلْقِ قُرْآن	۳۵۸
ایک آیت	۳۵۸
محدثین نے امام اعظم سے روایت نہیں کی ہے	۳۶۰
علامہ جمال صنعانی کی تنسیق النظام	۳۶۰
جمود تقلیدیہ کا شکوہ	۳۶۱
حضرت امام کی مدح	۳۶۱
امام یوسف مصری کہتے ہیں	۳۶۱

مضمون	صفحہ
علامہ ابن ابجام کا بیان	۳۶۲
حضرت امام پر ظلم وستم اور آپ کی جلالت قدر	۳۶۳
ظلم شدید اور وفات	۳۶۵
منصور سے کہا گیا کہ ابراہیم کی شورش ابوحنیفہ نے کرائی	۳۶۵
آپ کی تجہیز وتکفین وتدفین	۳۶۵
امام حسن بن عمارہ نے غسل دیا	۳۶۶
حسن بن عمارہ کی توہین	۳۶۷
اہل بغداد کا ہجوم	۳۶۹
چھ مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی	۳۶۹
آخری مرتبہ آپ کے فرزند حماد نے نماز پڑھائی	۳۶۹
ابن جریج نے کہا کیسا علم گیا	۳۶۹
شعبہ نے کہا کوفہ کا نور علم بجھ گیا	۳۶۹
تین رات تک یہ دو شعر پڑھے گئے	۳۶۹
قید خانہ میں آپ پر مشق ستم	۳۶۹
منصور عباسی قہر ہو گیا اور تمام زندگی	۳۶۷
حضرت امام اور روایت حدیث	۳۶۸
جامع مسانید الامام الاعظم	۳۶۸
پندرہ مسانید جن کو محول علماء نے جمع کیا ہے	۳۶۸
علامہ خوارزمی کا خطبہ	۳۶۹
آغاز ترتیب	۳۷۰
ابن مبارک کا قصیدہ	۳۷۱
مسانید پر کلام	۳۷۳
مولانا کاندھلوی نے مزید مسانید کا ذکر کیا ہے	۳۷۳
حضرت امام کے بعض فضائل	۳۷۴
عشرہ من الخیرات ما أحدثه	۳۷۵
ابوحنیفہ کی بحث اتمام سنت ہے	۳۷۰
عبدالحلیم الجندی کے بیان کا خلاصہ	۳۷۲
جذبني صنادیق من الحبر یبث	۳۷۵
چار ہزار احادیث کی روایت	۳۷۹
حضرت امام ۲۱۵ روایات میں منفرد ہیں	۳۷۸
حضرت امام کے پرکھنے کے اصول	۳۷۹
حضرت ابوبکر کا ارشاد	۳۸۵
جلیل القدر صحابہ کا عمل	۳۸۰
ایک واقعہ جو قندھار میں پیش آیا	۳۸۱
علم الخلائق والحرام متلقی من الفقراء	۳۸۰
محقق ابن ہمام رحمہ اللہ کیا فرماتے ہیں	۳۸۳
طبقات حفاظ حدیث کا شائستہ مسلک	۳۸۳
امام ذہبی نے "طبقات حفاظ" میں لکھا ہے	۳۸۴
ابن عبدالہادی نے طبقات حفاظ حدیث میں کہا ہے	۳۸۳
امام شمس الدین نے دو کتابوں میں لکھا ہے	۳۸۵
امام سیوطی نے طبقات حفاظ میں کہا ہے	۳۸۲
ذہبی نے مشیخ اور طبقات میں لکھا ہے	۳۸۶
علامہ عجلونی نے لکھا ہے	۳۸۶
امام ابوحنیفہ کا قول جرح وتعدیل میں مقبول ہے	۳۸۹
حافظ بیہقی نے الدلائل میں لکھا ہے	۳۸۷
عمر بن عبید رحمہ اللہ کی چوکھٹ کا رہرو	۳۸۷
بیہقی نے "القراءۃ خلف الامام" میں لکھا ہے	۳۸۷
زہیر ابوخیثمہ الرازی اور ابوالزناد کے متعلق حضرت امام کی رائے	۳۸۸

مضمون	صفحہ
حضرت جعفر صادق کے متعلق آپ کی رائے	۴۶۸
وہبی کے استاد ابو الحجاج کا شائستہ مسلک	۴۶۸
شعرانی کا ارشاد	۴۶۹
امام فضیل بن عیاض کی ہارون رشید کو نصیحت	۴۶۹
امام اوزاعی کا بیان	۴۶۹
اہل نفس طعن کرنے والوں کی غرض اتفاقات نہیں کرتے	۴۷۰
امام زفر کا قول	۴۷۰
مفتی پلیدانات بحیرہ کا قصہ	۴۷۰
شعرانی کا ارشاد من لم یقتدی بمذہبہ	۴۷۱
حضرت امام کے روضہ مبارک کی زیارت کی سعادت	۴۷۲
اس مسلک اعتماد پر جمہور نماز ہے	۴۷۲
اس مبارک وقت کی یاد تڑپاتی ہے	۴۷۲
امام شافعی کا ارشاد صدائے لاریبی ہے	۴۷۳
بارہ سو سال سے حضرت امام کا مذہب چمک رہا ہے	۴۷۳
جلیل القدر شارح کے کشوفات اور محدثین کی قضا	۴۷۴

مضمون	صفحہ
خواجہ حافظ شیرازی کی غزل	۴۷۴
فقہ میں مخالوق ابو حنیفہ کی محتاج ہے	۴۷۵
کتاب ابن عابدین قاضیوں کی میزان کی زینت ہے	۴۷۵
الفوائد الوسیہ	۴۷۶
کتاب کی تالیف کا تاریخی مادہ کلام اللہ کے الفاظ سے	۴۷۶
باللہ کان کریم مصدقی من ارخ الفوائد الوسیہ	۴۷۶
للجواب تاریخیں از شرر مصباحی	۴۷۷
ان اللہ لا یوآخذ علی قول الحنفی فیہ الفقہاء	۴۷۷
حضرات المجتہدین کا سہم پر حق ہے	۴۷۷
امام بیہقی کی عمدہ توجیہ	۴۷۸
علم سیاست شرعیہ	۴۷۸
امام اعمش کا ارشاد انتم الاطباء ونحن العیادلہ	۴۷۹
مراجع کتاب بے بہائے امام اعظم ابو حنیفہ	۴۸۰
مناجات	۴۸۳

تقریظ

از قلم مقدم مولانا قاضی سید حسین صاحب دامت اللہ مکہ مکرمہ سابق مدیر و صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد۔ ہندوپاک میں ایسے اہل علم کم ہوں گے جو حضرت مولانا ابو الحسن زید فاروقی زید لطفہ کے محققانہ مزاج اور ژرف نگاہی کے تحمل نہ ہوں۔ مولانا کی متعدد تصانیف اہل علم کی نظر میں تحقیق و تنقیح کا اعلیٰ مقام حاصل کر چکی ہیں۔ اب مولانا نے امام الائمہ حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حالات میں یہ کتاب مرتب فرمائی ہے اور اس میں امام اعظم کے احوال پر دادِ تحقیق دی ہے۔ ائمہ دین میں سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر موافق و مخالف جس قدر لکھا گیا ہے، اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ بڑے بڑے اہل علم اور ائمہ نے امام صاحب کے احوال قلم بند کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ امام عالی مقام کی شخصیت علماء ہی کے لئے نہیں بلکہ ائمہ امت کے لئے بھی مشعل راہ رہی ہے۔ آپ ہی کی ذات گرامی ہے جس کو ائمہ متبوعین میں مشرف بامامیت حاصل ہے اور آپ کی ذات گرامی عام علماء کے لئے نہیں بلکہ دیگر ائمہ کے لئے متبوع ہے۔

یہ بات محقق ہے کہ امام مالک مدینہ منورہ میں امام اعظم کی تشریف آوری کے منتظر رہا کرتے تھے تاکہ ان سے مسائل میں رہنمائی حاصل کریں اور ایسا اوقات حضرت امام کے ساتھ علمی مذاکرہ میں ان کی پوری پوری رات گزر جاتی تھی۔ ایک بار ایک طویل مذاکرے سے فارغ ہو کر اپنے شاگردوں کے حلقہ میں پہنچے تو پسینہ سے تر تھے۔ شاگردوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ امام ابو حنیفہ سے مذاکرے میں میں پسینہ پسینہ ہو گیا۔ بے شک وہ بہت بڑے فقیہ ہیں۔

امام شافعی تو ایک عرصے تک امام محمد کے شاگردوں کے حلقہ میں رہے ہیں۔ امام درس کے علاوہ خصوصی طور پر بھی امام محمد نے آپ کو تعلیم دی ہے اور طرح طرح کے انعامات سے بھی نوازا ہے۔ امام شافعی نے بارہا فرمایا ہے کہ علم اور دنیوی معاملات میں مجھ پر امام محمد کا جس قدر بڑا احسان ہے کسی اور کا نہیں ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام محمد جیسا صاحب علم و فضل کوئی دوسرا شخص نہیں دیکھا۔ امام محمد کی علمیت کا رخ سے وہ ابو حنیفہ کے اس قدر مداح تھے کہ فرمایا کرتے تھے جس کو فقہ حاصل کرنا ہو وہ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو لازم پکڑے کیونکہ فقہ میں سب ان کے محتاج ہیں۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ میں نے امام محمد سے ایک

ادنیٰ کے بوجھ کی بقدر کتابیں لکھی ہیں، اگر امام محمد نہ ہوتے تو مجھے علم سے کوئی مناسبت نہ پیدا ہوتی، علم میں سب لوگ بنی عراق کے محتاج ہیں اور اہل عراق اہل کوفہ کے اور اہل کوفہ امام ابوحنیفہ کے دست نگر ہیں، اور ایک بار جب وہ بغداد میں مقیم تھے فرمایا کرتے میں روزانہ امام ابوحنیفہ کی قبر پر حاضر ہو کر برکت حاصل کرتا ہوں اور اپنی کسی پریشانی کے رفع ہونے کی ان کی قبر پر پہنچ کر خدا سے دعا کرتا ہوں تو وہ پریشانی بہت جلد رفع ہو جاتی ہے"

امام احمد بن حنبل نے ارشاد فرمایا۔ حدیث میں میرے سب سے پہلے استاد ابو یوسف ہیں اور میں نے ان کے پاس رہ کر تین الماریاں بھر حدیثیں ان سے لکھی ہیں۔

اب حضرت مولانا ابوالحسن زید نے بھی باوجود اپنی پیرانہ سالی کے امام ابوحنیفہ کے سوانح پر قلم اٹھایا ہے، مولانا کی اس کتاب کے مسودہ کو میں نے حرفاً حرفاً پڑھا ہے۔ اس تصنیف میں مولانا کے پیش نظر اس موضوع پر متقدمین کی اکثر وبیشتر کتابیں ہیں اور مولانا نے نہایت دقت نظر سے مطالعہ کر کے اس کا عطر اس کتاب میں خوارقلم کیا ہے، اور حضرت امام کی شخصیت کے تمام پہلوؤں پر گراں قدر معلومات پیش کی ہیں، ناقدین کے اعتراضات کے مسکت جوابات حوالہ قلم کئے ہیں۔ حضرت امام کے معاملہ میں محدثین کے خلاف زیادتیوں کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔ میری نظر میں مولانا کی یہ کتاب اس موضوع میں جملہ تصانیف کی امین ہے اور اس کے مطالعہ کے بعد اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ اس موضوع پر دوسری تصانیف کا مطالعہ کیا جائے۔

میں دست بدعا ہوں کہ حضرت حق جل مجدہٗ مولانا کی اس تصنیف کو قبولیت عام کی دولت سے نوازے اور حضرت مولانا کی اس گراں قدر محنت کو شرف قبولیت عطا فرما کر حضرت مولانا کو اجر جزیل کا مستحق قرار دے۔ آمین

سجاد حسین

جمعہ ۱۰ ذوالقعدہ ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۹۱ء

تبصرہ

جناب مولانا حکیم محمد فضل الرحمٰن مظفر مصباحی مبارکپوری شعبۂ معالجات طبیہ کالج قرول باغ نئی دہلی

بانیہ منتخبات

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و سوانح پر مشتمل کتاب سوانح بے مثال امام اعظم ابوحنیفہؒ حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ کا علمی شاہکار ہے جو نہایت فاضلانہ شان اور مفکرانہ استدلال کے ساتھ منصہ شہود پر آیا ہے۔

بطور تحدیث نعمت تحریر ہے کہ اس کتاب کے مسودے کو میں نے بالاستیعاب پڑھا ہے اور اپنی دانست میں میں نے ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف پر نگاہ مرکوز کی ہے۔ جواب کہ ایک دن حضرت موصوف نے مجھے طلب کیا اور فرمایا حضرت امام کی سیرت پر کتاب مکمل ہو چکی ہے لیکن پیرانہ سالی اور ضعف بصارت کی وجہ سے ممکن ہے کوئی غلطی صاف نہ لکھا جا سکا ہو اور چھپنے کے بعد افسوس ہو اس لئے آپ مسودہ کو دیکھ لیجئے۔ یہ سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور بیک وقت دل میں آیا کہ خدا کے نیک بندے جب کسی پر شفقت کرنا چاہتے ہیں تو اسی طرح توفیق سے کام لیتے ہیں اور مقصد فیض پہنچانا ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے مسودے کی کاپی سینہ سے لگائی اور اپنی قیام گاہ آ گیا۔

مولانا ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ سررشتہ ولایت حضرت شیخ احمد سہسرامی المعروف بہ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی نسل پاک سے، صاحب کشف و کرامت بزرگ حضرت شاہ ابوالخیر علیہ الرحمہ کے فرزند ہیں، جو ملت اسلامیہ کا عروج دیکھ کر اب امت مرحومہ کے زوال پر خون کے آنسو بہانے کے لئے باقی رہ گئے ہیں۔

پرانی دہلی کی گنجان آبادی، گہما گہمی، شور و غل اور عالم نفسی میں شاہ ابوالخیر درگ پر حضرت مرزا جان جاناں مظہر شہید رحمۃ اللہ علیہ (سنہ ۱۱۹۵ھ) کی خانقاہ میں جائیے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم کسی شہر خموشاں میں آ گئے ہیں، سکوت، سکون، طمانیت اور صحرا کا سا سناٹا معلوم ہوگا۔ دروازے سے اندر داخل ہو کر دیکھئے تو جانب چپ ایک شاندار اور خوبصورت مسجد ہے۔ سامنے حضرت مرزا مظہر جان جاناں کا مقبرہ ہے۔ اسی قبہ مبارکہ میں حضرت شاہ عبداللہ المعروف بہ شاہ غلام علی (سنہ ۱۲۴۰ھ)، حضرت شاہ ابوسعید احمدی فاروقی (سنہ ۱۲۵۳ھ) اور حضرت شاہ ابوالخیر (سنہ ۱۲۴۱ھ) علیہم الرحمۃ ابدی نیند سو رہے ہیں، مسجد کے

مشرقی جانب مشرق میں ایک عظیم الشان کتب خانہ ہے جس میں مختلف علوم وفنون کی ہزاروں کتابیں ہیں، ان میں سے بیشتر کتب کا شمار نوادر میں ہوتا ہے اور جانب راست رہائش کے کمرے ہیں۔ سامنے کے بڑے کمرے (ہال) میں دیکھئے تو بالکل سادہ لباس میں نہایت صاف ستھرے فرش پر دری بچھائے ہوئے ایک کہن سال بزرگ لکھنے پڑھنے میں منہمک اور امام احمد رضا بریلوی کے اس قطعہ کے صحیح مصداق نظر آئیں گے۔

نہ مرا فرش زرنگیں نہ مرا بالش زر بلکہ | نہ مرا ہوش بہ مدحے نہ مرا گوش بہ ذمے
منم و کنج خمولی کہ ز گنجد دردے | جز من و چند کتابے و دواتے و قلمے

یہی ہیں حضرت زید میاں صاحب جو حاجت مندوں سے بقدر ضرورت ملتے ہیں اور ضروری باتوں کا جواب دے کر صاف صاف کہہ دیتے ہیں۔ میاں جاؤ وقت ضائع نہ کرو۔

حضرت زید میاں کے مبلغ علم کے بارے میں اتنا کہنا کافی ہے کہ آپ پچھتر ۷۵ برس پہلے دنیائے اسلام کی سب سے قدیم وعظیم یونیورسٹی "جامع ازہر" مصر سے فارغ التحصیل ہیں۔ عربی زبان وادب آپ کی ڈیوڑھی کے غلام وکنیز ہیں۔ فارسی ادبیات پر آپ کی قدرت اس سے ظاہر ہے کہ آپ ایام جوانی میں افغان نوجوانوں کو فارسی پڑھاتے تھے اور جملہ استفسارات کا جواب اُن کی مادری زبان "پشتو" میں دیا کرتے تھے۔ زیر نظر کتاب میں متعدد مقامات پر آپ کے فارسی اشعار مندرج ہیں، آپ کی ابتدائی دور کی تصنیفات زیادہ تر عربی اور فارسی زبان میں ہیں۔ اردو زبان کے سلسلہ میں کچھ کہنا اگرچہ تحصیل حاصل ہے تاہم اس حقیقت کا اظہار ضروری ہے کہ آپ دہلی کے روزمرہ اور لغۂ معلّیٰ میں بولی جانے والی زبان کے امین ہیں۔ زیر نظر کتاب میں دہلی کی ٹکسالی زبان استعمال کی گئی ہے۔

دہلی جو کہ ارباب فضل وکمال کا گہوارہ رہی ہے، رفتہ رفتہ اہل علم سے خالی ہوتی جارہی ہے علم وآگہی کی ایک ہی شمع رہ گئی ہے جو رامن مرگ کی ہواؤں سے اب تک محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ممدوح کی عمر دراز کرے اور آپ کی تعلیمات وہدایات سے ہمیں فیض یاب کرے۔ مَاهَبَّتِ الْقَبُوْلُ وَالدَّبُوْرُ۔ (آمین)

آپ کو علم ظاہر کے ساتھ سر باطن کا علم بھی اپنے اجداد کرام سے ورثہ میں ملا ہے اور بجا طور پر آپ صاحب حال وقال ہیں لیکن آپ اُن صوفیاء میں سے نہیں ہیں جو شریعت اور طریقت کے مابین خلیج فاصل قائم کرتے ہیں بلکہ آپ طریقت کو شریعت ہی کی ایک قسم سمجھتے ہیں اور اپنے منعم سے

مفاد رکھتی ہے۔

زیر نظر کتاب آپ کی زندگی کا ایک عظیم علمی کارنامہ ہے جو عام سوانح نگاروں کے علی الرغم قدماء کے طرز نگارش کی آئینہ دار ہے، جس میں نہ تو کسی کتاب کا حوالہ نقل کرکے آنکھیں بند کرکے آمنا وصدقنا کہا گیا ہے اور نہ امام ہمام کی عبقریت میں اہل بینش کی صحیح آراء کا انکار کیا گیا ہے بلکہ روایت کو درایت کی کسوٹی پر پرکھ کر کھرے کھوٹے کی تمیز کی گئی ہے اور جن لوگوں نے حضرت امام پر بے جا اعتراضات کئے ہیں ان کا عالمانہ طرز استدلال کے ساتھ دفاع کیا گیا ہے۔ مفہوم ومعانی میں عدم دانستگی تو بڑی بات ہے الفاظ کے ظواہر کی تحقیق کا یہ حال ہے کہ اگر کسی لفظ کے اعراب میں یا تذکیر وتانیث میں ادنیٰ سا شک واقع ہوتا ہے تو جب تک معتبر کتابوں سے اس کی سند حاصل نہیں کر لیتے آپ کو اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ یہی ہمارے اسلاف کا وطیرہ رہا ہے جو مرور ایام کے ساتھ افسانہ کے طور سنا جائے گا۔

حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی کرامت تھے۔ اُمت مسلمہ پر آپ کا یہ احسان عظیم رہتی دنیا تک باقی رہے گا جو آپ نے تفقہ فی الدین کے تعلق سے کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت امام اپنی کتابوں میں ستر ہزار سے زیادہ مدلل مسئلے بیان کئے ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے استدلال واستنباط کیا ہے نیز تراسی ہزار مسائل بیان کئے ہیں جن میں سے اڑتیس ہزار عبادات کے باقی معاملات کے مسائل ہیں (فیض الرسول، اپریل سنہ ۱۹۶۱ء بحوالہ الجواہر المضیئہ ج ۲ ص ۴۸۳) بخاری ومسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے، طبرانی نے حضرت ابن مسعودؓ سے، ابونعیم اصفہانی نے انس بن مالک سے، عبادہ سے کیا خوب روایت کی ہے کہ لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ وَفِي رِوَايَةٍ لَتَنَاوَلَهُ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ وَفِي رِوَايَةٍ لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ (مواہب لدنیہ شرح زرقانی ص ۳۱۰) یعنی اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو فارسی اولاد میں سے بعض لوگ وہاں سے حاصل کر لیتے اور بخاری ومسلم کی روایت کے مطابق قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر دین ثریا میں لٹکا ہوا ہوتا تو فارس کا ایک شخص اس کو وہاں سے حاصل کر لیتا۔ یہ فارسی النسل بالاتفاق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں کسی شاعر نے حضرت امام کی بارگاہ میں کیا خوب نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے۔

اَيْدِيْ سَبَا وَبَنَانُ لَمْ اَنَلْ يَدَهُ | هُوَ الْبَلَاغَةُ مَالَمْ تَرْوِهِ يَضُوْعُ

اور زیر نظر کتاب میں امام ہمام کی یہ کھلی سیرت وسوانح جو بڑی تحقیق اور بہر نہج درایت کے ساتھ معرض تحریر میں لائی گئی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بارگاہ امام میں مقبول ہوگی۔ فَجَزَى اللّٰهُ الْمُؤَلِّفَ خَيْرَ الْجَزَاءِ۔

خاکسار (حکیم) محمد فضل الرحمٰن غفرلہ مصباحی مبارک پوری
شعبۂ عالیات طبیہ کالج، دہلی ۵
۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۶۱ء

مقدمہ

کتاب امام اعظم ابو حنیفہ کی سوانح

از

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں صاحب حنفی نقشبندی قادری سابق صدر مدرس و رفیق شعبۂ عربی جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

فصل اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیْنَا بِنِعْمَۃِ الْاِیْمَانِ وَالْاِسْلَامِ وَعَلَّمَنَا مِنَ الْکِتَابِ وَالْحِکْمَۃِ مَا لَمْ نَعْلَمْ، وَالشُّکْرُ لَہٗ عَلٰی مَا اَلْھَمَ مِنَ الْاُمُوْرِ وَوَفَّقَنَا لِتَسْہِیْلِ الْاَقْوَمِ وَالْاَحْلٰی وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ الْمُصْطَفٰی وَصَفِیِّہٖ الْمُجْتَبٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النُّوْرِ الذَّاتِیِّ وَالسِّرِّ السَّارِیْ فِیْ سَائِرِ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَعَلٰی آلِہِ الْاَطْھَارِ وَاَزْوَاجِہِ الطَّاھِرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہِ الطَّیِّبَاتِ وَصَحْبِہِ الْاَبْرَارِ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ، اَللّٰھُمَّ وَبَارِکْ عَلَیْنَا مَعَھُمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

پاک ہے اللہ جس کا ہے زمین و آسماں — ہیں سب اس کے زیر فرماں ایک ہے وہ مہرباں
پالتا ہے ماہ سے ماہی تلک ہر چیز کو — ریزہ چیں ہے اس کے خوانِ فضل کا سارا جہاں
پھول کو دیتا ہے خوشبو پھل کو دیتا ہے مزا — سیپ کو دیتا ہے موتی جسم کو دیتا ہے جاں
رحمتیں اور برکتیں اپنی الٰہی اور سلام — بیچ ختم المرسلیں پر باہم ہیں مہماں[1]

حمد کے بعد چند نعتیہ اشعار لکھے جا رہے ہیں۔[2]

وہ مہرِ اوجِ قدس وہ شمعِ جمالِ حق — دو ٹکڑے اک اشارہ سے جس کے قمر ہوا
وہ سرورِ زمین و زماں جانِ دو جہاں — دم بھر میں عرش و فرش سے جس کا گزر ہوا
وہ شاہ جس کے سایۂ احساں کے روبرو — شرمندگی سے غرقِ عرق ابرِ تر ہوا
وہ جس کے آستانۂ علیا کے سامنے — افسانۂ بہشتِ بریں مختصر ہوا
ہم لوگ کیوں نہ اس پہ فدا اپنی جاں کریں — جب سجدہ گاہ عرش و ملائک وہ در ہوا

---

[1] از مقالاتِ خیر جلد دوم ص۲۱۲ از مرثیہ حضرت شاہ ابوالخیرؒ کہ از صفر ۵۹۹ مرثیۂ حضرت شاہ ابوالخیرؒ

ہاں اک نگاہ بندہ نوازا دھر بھی ہو — وہ کون ہے جو تم سے نہیں بہرہ ور ہوا

اس حمد و ثنا بر رب العالمین اور نعت شہ لولاک سالار بدر و حنین کے بیان کے بعد یہ بندۂ عاجز بطور تمہید نعت عرض پرداز ہے کہ دنیا کے اس ظلمت زار میں جن کرنوں کی بدولت اس بیچیدان کی نگاہیں منور، دل مستنیر، صلاحیت کار جیسی بھی ہے برابر روشن اور گرمجوش رہی ان کا مصدر اور منبع عالم اسباب میں میرے پیر و مرشد، محدث دکن حضرت مولانا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی و قادری قدس اللہ سرہٗ[1] میرے مربی بعد از فقیہ العصر حضرت مولانا ابوالوفا افغانی رحمۃ اللہ علیہ[2] اور محقق زماں حضرت مولانا شاہ جمیل الدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان تھے اور اب الحمد للہ ثم الحمد للہ ہمیرۂ حضرت امام ربانی مجدد

---

[1] حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ ابن مولانا حافظ سید شاہ مظفر حسین حیدرآبادی النقشبندی قادری معروف بہ محدث دکن (۱۲۹۲ھ - ۱۳۸۴ھ / ۱۸۷۵ء - ۱۹۶۴ء) عالم ربانی، مصنف، فقیہ، صوفی، اصفت بے بدل خطیب، حدیث شریف کی سند مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کے واسطے سے شاہ اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے۔ طریقت کا سلسلہ حضرت سید محمد بخاری قدس سرہ سے حضرت شاہ نظام علی نقشبندی دہلوی تک پہنچتا ہے۔ اردو میں آپ کی تصانیف تفسیر سورۂ یوسف، مراصد حدیث، علاج بالحکمہ گلزار اولیا، اسلامی نماز، معراج نامہ، طہارت نامہ، انوار المصابیح معروف ہیں۔ عربی میں زجاجۃ المصابیح پانچ جلدوں میں مشکوٰۃ المصابیح کے طرز پر ان ساری احادیث کا مستند ذخیرہ ہے جن سے فقہ حنفی مستنبط ہے۔ اس کتاب کے بارے میں مولانا عبدالماجد دریابادی نے کہا ہے: "اگر مشکوٰۃ المصابیح کے مصنف علامہ خطیب تبریزی حنفی ہوتے تو زجاجۃ المصابیح ان کی تالیف ہوتی۔" یہ بھی فرمایا کہ ایک ہزار برس سے، مدت کے کند ہونے جو قرض تھا اس حیدرآبادی فاضل نے اس کو بیباک ادا کیا۔ جَزَاہُ اللّٰہُ عَنِ الْمِلَّۃِ الْاِسْلَامِیَّۃِ خَیْرَ الْجَزَاءِ۔

[2] مولانا سید محمود بن مبارک شاہ افغانی معروف بہ مولانا ابوالوفا افغانی (۱۳۰۰ھ - ۱۳۹۵ھ / ۱۸۸۷ء - ۱۹۷۵ء) عالم ربانی، محدث، فقیہ، اصولی، مصنف، محقق، خطیب جلیل، قندھار افغانستان میں پیدا ہوئے۔ رام پور یوپی میں ایک سال درس عالیہ میں ادبیات میں شریک ہو کر اٹھارہ برس کی عمر میں حیدرآباد دکن پہنچے۔ علوم کی تکمیل جامعہ نظامیہ حیدرآباد میں فرمائی اور اسی جامعہ میں تبلیغ الفقہ کی حیثیت سے تدریس میں عمر گزاری۔ آپ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ مجلس احیاء المعارف النعمانیہ کی تاسیس ہے۔ اس ادارہ کا اساسی مقصد یہ ہے کہ حضرات ائمہ کرام امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد رحمہم اللہ کی اصل غیر مطبوعہ کتابوں کو مہیا کر کے تعلیقات اور مقدمات کے ساتھ شائع کیا جائے۔ اس ادارہ کے ارکان میں امام العصر مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا علامہ زاہد الکوثری، مصر، مولانا مفتی سید مہدی حسن اور مولانا یوسف بنوری علیہم الرحمہ رہے ہیں۔ المحلی، الجامع الکبیر امام محمد کی، کتاب الآثار امام ابو یوسف کی، مختصر الطحاوی، کتاب الحج امام محمد کی، کتاب العالم والمتعلم، کتاب التفقات از فضلات وغیرہ اس ادارہ سے شائع ہوئیں۔ مولانا ابوالوفا نے بڑی جستجو سے کئی نادر عربی مخطوطات جمع کیے ہیں، امام ابوزید دبوسی، امام جصاص وغیرہ کے مؤلفات کے عکس حاصل کیے جمع فرمائی ہیں۔ مولانا نے تجرید میں زندگی گزاری۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً وَّاَفَاضَ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِہٖ۔

[3] مولانا جمیل الدین احمد بن حضرت غلام محمد (ولادت ۱۹۰۶ء) عالم ربانی، مفسر، معلم قرآنی، صوفی، محقق، مصنف حیدرآباد کے نابغہ علماء حضرت مولانا سید ابراہیم ادیب، مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت کے شاگردوں میں (باقی ص۳)

الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ، علامہ اجل، قاموس العلوم یادگار علماء سلف صالحین محقق العصر حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی ہیں۔ بسم اللہ تعالیٰ جلالہٗ برکاتہٖ علی رؤوس نواتین بحرمۃ سید المرسلین وآلہٖ الطاہرین واصحابہ الاتقین۔

اس عاجز کی طبیعت خداوند قدوس نے اپنی مہربانی سے ایسی بنائی ہے کہ علم کی طلب اور جستجو نے ہمیشہ بے تاب و بے قرار رکھا۔

یک منعم و یک نعمت و یک شکر — صد شکر کہ تعداد بجز ہا نہ رود

مصنف علام حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ العالی سے اس عاجز کی وابستگی ۱۹۷۵ء سے قائم ہے اور جن بے پایاں الطاف و عنایات کا تقریباً اس دو دہوں میں بندہ مورد رہا ہے ان کا بیان بندہ کی زبان اور قلم سے ممکن نہیں۔ میرے شیخ پیر و مرشد اور استاذ اور مربی بے بدل مولانا انعامی کی روحانی اور علمی سرپرستی سے یہ عاجز بظاہر محروم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے نوازا اور روحی نعمت بنا کر سر پر حضرت والا مدظلہ العالی کی عاطفت کو سایہ فگن فرما دیا۔

لطف و کرم ہے یہ مرے رب کریم کا — چمکا دیا نصیب اس عبد جہول کا

حضرت والا نے تقریر اور تدریس کی بجائے اپنی مبارک زندگی کو تصنیف و تالیف میں مشغول فرمایا ہے، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ تقریر کے الفاظ ہوا میں اڑ جاتے ہیں جب کہ معیاری تصانیف شہرت عام اور بقائے دوام کا لباس پہن کر تاریخ کا ایک حصہ بن جاتی ہیں۔ ایسی کتابیں ملت کا عظیم سرمایہ ہیں۔ اگر یہ لٹ جائیں تو ملت کی ایک متاع گرانمایہ گم ہو گئی۔

گر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی — انھیں دیکھیں جو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ

یہ معروضات حضرت والا مدظلہ العالی کی کتاب منیف "امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ النعمان علیہ الرحمۃ والرضوان" جس کا تاریخی نام "امام اعظم ابوحنیفہ کی سوانح ہے۔ کے مقدمہ کے سلسلہ میں بیان کئے جا رہے ہیں۔ خدائے ذوالمنن کا کس منہ سے شکر۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے تھے۔ حضرت خواجہ شمس الدین علیہ الرحمہ سے سلسلۂ چشتیہ میں بیعت کی اور حضرت مولانا محمد حسین ناظم دیوبندی سے خلافت حاصل کی۔ معاصرین میں پروفیسر ولی الدین، پروفیسر الیاس برنی، مولانا سید فضل اللہ، مولانا سید شاہ اسحٰق گیلانی جیسے لائق آپ کی زندگی اسلام کی ایک جیتی جاگتی تصویر بلکہ اسلام کا ایک مجسمہ تھی۔ حضرت مولانا ابونصر محمود فاروقی دیوبندی پاکستانی قدس سرہٗ نے آپ کر مخلص کہا ہے۔ حیدرآباد میں ۱۹۵۸ء میں انجمن احیاء دین قائم کی جس میں ایک مدرسہ حفاظ اور کئی دینی مدارس کام کرتے ہیں۔ آپ کی تصنیف "قانون کا علمی تصور اور انسانی آزادی" "قانون فطرت" سلف خلف اور حقیقی آزادی پر ایک فکر انگیز کتاب ہے۔

آپ کا تعلق کایستھ قوم سے تھا۔ آپ کے والد ماجد اور آپ بیسویں صدی میں داخل اسلام ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

اذکروں کو اس مبارک موقع پر مجھ جیسے نالائق و کم فہم انسان اور کج بیان کو اس تقدیم کی سعادت سے سرفراز فرمایا۔ یہ حقیقت میں میرے لئے دینی نعمت مرشد برحق حضرت مولانا شاہ زید ابوالحسن مدظلہ العالی کی نگاہ لطف و کرم اور مشائخ عظام کا فیضان ہے کہ خدائے رحیم و کریم نے اپنے اس عصیاں شعار بندے کو اپنے محبوب بندے کے مبارک اور مسعود تذکرہ پر مقدمہ لکھنے کی سعادت سے نوازا۔ یہ فی الواقع مولائے کریم کی بندہ نوازی ہے کہ اس کے کرم سے بے جانوں میں جان پڑی اور بے زبانوں کو زبان ملی۔

دادِ حق را قابلیت شرط نیست — بلکہ شرط قابلیت، دادِ تست

ہر قوم اپنی تاریخ رکھتی ہے لیکن الحمد للہ ثم الحمد للہ ہم مسلمانوں سے زیادہ مستند تاریخ کسی قوم کے پاس نہیں۔ پھر ہمیں اس لحاظ سے بھی تمام اقوام عالم میں امتیاز حاصل ہے کہ اسلام سیرت و کردار کا جو سانچہ اپنے پیروکاروں کو دیتا ہے تاریخ کے ہر دور میں اس سانچہ میں ڈھلی ہوئی بیشمار شخصیتیں ایک سے ایک عظیم تر دکھائی دیتی ہیں۔ دوسرا کوئی دین اور قوم ایسی مثالیں پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ان شخصیتوں نے اپنے کردار کے چراغ جلائے ہیں جن میں بعض اوقات اُن کے رگ گلو کا خون بھی شامل ہو گیا ہے۔ یہ حضرات بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی زبان مبارک میں زمین کا نمک اور پہاڑی کے چراغ ہیں جن سے نہ صرف ان کی ہم عصر دنیا رشد و ہدایت کا نور حاصل کرتی رہی بلکہ آج کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں بھی ان کے کردار کی شعاعوں سے ہم اپنی زندگیاں منور کر سکتے ہیں۔

کتاب پر کچھ لکھنے سے پہلے سطور ذیل میں مصنف کتاب مدظلہ العالی پر کچھ لکھنا مقصود ہے کہ کتاب کے مطالعہ سے پہلے قاری مصنف مدظلہ سے واقف ہو جائے اور قاری کے قلب و دماغ میں مصنف علام کی قدر و عظمت جاگزیں ہو جس پر کتاب سے صحیح استفادہ اور استفادہ ممکن ہے۔

حضرت مصنف علام نے "مقامات خیر" اپنے والد ماجد حضرت شاہ ابوالخیر مجددی فاروقی قدس اللہ سرہٗ کی سوانح آٹھ سو صفحات پر لکھی ہے۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بھی اللہ کے لطف و کرم سے ۱۹۸۸ء میں بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع ہو گیا۔ اس کتاب کے ۶۹۰ صفحہ سے شروع فرما کر ۹۱۰ صفحہ تک حضرت والا نے اپنی سوانح جس میں بچپن سے لے کر تادم طباعت مقامات خیر میں آپ بیتی لکھی ہے، اللہ اللہ کیا عمدہ ترتیب ہے۔ سارے وقائع مرتب، مورخ پھر اپنے علمی دینی کارنامے ضروری تعارف اور اہل علم و فضل کے تبصروں کے ساتھ مذکور ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجسم جمال و کمال کے ساتھ اخلاق محمدی کا ایک زندہ نمونہ صفحۂ قرطاس پر رونق افروز ہے۔ شائقین سے درخواست ہے کہ ایک عالم ربانی کے کاروان زندگی کو ضرور پڑھیں تاکہ اس مبارک اور مقدس نمونہ سے اپنی زندگی کی ظلمتوں کو دور

کریں۔ یہ عاجز سطور ذیل میں حضرت امام اعظم قدس اللہ سرہٗ پر جو کتاب آپ نے لکھی ہے اس پر کچھ لکھنے سے پہلے حضرت والا کی زندگی کے چند پہلوؤں کو بتانا چاہتا ہے۔ اس لئے کہ حضرت والا کی زندگی ایک مثالی زندگی ہے۔ جس پہلو پر بھی نظر ڈالیں وہ مطلع انوار اور مہبط برکات نظر آتا ہے اور ملت کو اپنی منزل مقصود متعین کرنے کی راہ دکھاتا ہے۔ ایسی مقدس ہستی تک جس کی رسائی ہو جاتی ہے وہ زبان حال سے کہہ اٹھتا ہے۔

شاہم امروز کہ سنگ در تو یافتہ ام　　گرچہ مورم مگر اور تنگ سلیماں دارم

موضوع پر آنے سے پہلے یہ عاجز بطور مقدمہ کے چند چیزیں پیش کرنا چاہتا ہے جو علمی حقائق پر مشتمل ہیں۔

علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکاۃ المصابیح کے "باب فضائل سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ" کی فصل دوم میں زین کی حدیث ترمذی کے حوالے سے بیان فرمائی ہے۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قالوا يا رسول الله متى وجبت لك النبوة قال و آدم بين الروح والجسد۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صحابہ نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ، نبوت آپ کے لئے کب مقرر ہوئی۔ آپ نے فرمایا جب کہ آدم روح اور بدن کے درمیان تھے۔

یعنی حضرت آدم کا صرف پتلا تیار ہوا تھا اور روح داخل نہیں ہوئی تھی۔ اس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منصب نبوت ذاتی ہے، ازلی ہے، ابدی ہے۔ ابھی حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر تیار ہو رہا تھا اور سردار دو جہاں نبوت سے سرفراز ہو چکے تھے۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس والا مرتبت اور منصب نبوت لازم و ملزوم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبوت آپ پر ختم ہو گئی اور آپ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا کیونکہ نبی اولیں صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخریں کی صورت میں جلوہ گر ہیں۔ فرائض نبوت باقی اور قائم ہیں۔ آپ اس وقت بھی اپنی امت کے ساتھ ہیں جس طرح بعثت کے بعد تیئیس ۲۳ برس تک امت کے ساتھ رہے وصال کے بعد بھی آپ اپنی امت کی ہدایت اور نگرانی فرماتے ہیں۔ اور آپ کی ہدایات افراد کے لئے ہوں یا جماعات کے لئے برابر جاری اور ساری ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ گنہ گار ایک حدیث شریف بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

مشکات شریف کے باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فصل دوم میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو بھی مجھ پر سلام کریگا اللہ میری روح کو مجھ پر لوٹا دے گا تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔ ابوداؤد نے اور دعوات کبیر میں بیہقی نے روایت کی ہے۔

میرے پیر و مرشد حضرت سید عبداللہ شاہ قدس سرہٗ حدیث شریف میں مولانا عبدالرحمٰن فرزند مولانا احمد علی سہارنپوری ناشر صحیح البخاری ہیں، غلام نے جس وقت حدیث شریف آپ کو سنائی، آپ نے فرمایا۔ ہمارے استاذ مولانا عبدالرحمٰن سہارنپوری نے اپنے اساتذہ کے حوالے سے یہ نکتہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے بعد پہلی مرتبہ جب آپ پر درود پڑھا گیا اور سلام کے جواب کے لئے روح مبارک جسم اطہر میں داخل ہوئی تو پھر نہیں نکلی، فرشتے گوشہ گوشہ سے تسلسل کے ساتھ آپ کے امتیوں کا تحفہ صلوٰۃ وسلام آپ کو پہنچاتے ہیں اور آپ جواب دیتے ہیں اور یہ سلسلہ ایک لمحہ کے لئے منقطع نہیں ہوتا۔

نسائی نے صفحہ ۱۲۸ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت لکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنِيْ عَنْ اُمَّتِيَ السَّلَامَ۔ زمین میں اللہ کے پھرنے والے فرشتے ہیں، وہ میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ سالار بدر و حنین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر اطہر میں حیات دنیوی سے بہتر حیثیت میں بمصداق "وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى" (ترجمہ) "اور البتہ پچھلی بہتر ہے تجھ کو پہلی سے" زندہ ہیں اور اپنی امت کی نگہبانی فرما رہے ہیں۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت سیدنا بعین حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ کے اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے۔

علامہ ابن جوزی کا بیان ہے کہ مسلم بن عقبہ کو یزید نے ایک بڑا لشکر دے کر اہل مدینہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا[1] اور حکم دیا کہ اولاً ان کو بیعت کی پیش کش کرنا قبول کر لیں تو درست کش رہنا اور انکار کی صورت میں تین دن تک شدت کے ساتھ قتل و غارت گری کا بازار گرم رکھنا اور تین دن تک حرم محترم نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ کی بے حرمتی کر کے بے دینی کی داد دینا۔

---

[1] اس خونی کو واقعہ حرہ کہتے ہیں، یہ واقعہ ذیقعدہ ۶۳ھ میں واقع ہوا۔ (وفاء الوفا ۱/۱۹۴) اور جذب القلوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی واقعہ حرہ۔

مسلم بن عقیہ نے حرّہ واقم میں قیام کیا۔ یہ جگہ مسجد شریف نبوی سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ مسلم بن عقیہ تین دن تک شرائط مدینہ سے یزید کی بیعت پر مذاکرات کرتا رہا لیکن حضرات صحابہ اور تابعین کرام ایک فاسق و فاجر کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر کسی طرح آمادہ نہ ہوئے۔ لہٰذا فریقین کے درمیان آربدست جنگ شروع ہوگئی۔

امام قرطبی بیان فرماتے ہیں کہ حضرات انصار، مہاجرین اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ ایک ہزار سات سو باشندگان مدینہ منورہ کو تہ تیغ کیا گیا، سات سو حفاظ قرآن اور ستانوے[1] سرداران قریش کو ذبح کر ڈالا گیا[2]۔ اس روح فرسا سانحہ میں جب قتل و غارت کا بازار عام گرم ہوا تو کچھ لوگ شہر چھوڑ بیٹھے، بعض حضرات گھروں میں چھپ گئے، شہر کی ویرانی کے ساتھ مسجد نبوی بالکل ویران ہوئی، تین دن تک نہ مسجد میں اذان ہوئی اور نہ جماعت۔ حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں مسجد نبوی میں میرے سوا کوئی آدمی نہ تھا، کوئی آدمی نماز پڑھنے نہیں آیا، گرد و غبار کا یہ عالم تھا کہ نمازوں کے اوقات بھی معلوم نہیں ہو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا ہے۔

إذا حانت الصلاة أسمع أذانا يخرج من قبل القبر الشريف ... لا يأتي وقت الصلاة إلا سمعت الأذان من القبر ثم أقيمت الصلاة فتقدمت وصليت، وما في المسجد أحد

(وفاء الوفاء ۱/۹۴، خلاصۃ الوفاء ص۳۵، ترجمان السنۃ ۳/۴/۳)

جب بھی نماز کا وقت آتا تو قبر اطہر سے اذان کی آواز سنتا پھر اقامت ہوتی اور میں آگے بڑھتا اور نماز پڑھتا اور مسجد میں میرے سوا کوئی نہیں ہوتا تھا۔[3]

پچھلے چودہ سو برس سے ہر صدی میں ایسے واقعات رونما ہوتے رہے اور ہو رہے ہیں جن کی حیثیت تواتر تک پہنچتی ہے[4] ایسی مبارک اور خوش تقدیر ہستیاں بھی ہیں جنہوں نے اپنے کانوں سے روضۂ اطہر کے اندروں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان درفشاں سے سلام کے جواب کو سنا اور بعض نے ہدایات لیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر امت کی اصلاح فرمائی۔

---

[1] امام قرطبی کا بیان ہے کہ مسلم بن عقبہ تین دن کے بعد اسی ارادہ سے مکہ مکرمہ کو روانہ ہوا۔ راستہ میں طبیعت بیمار کے سبب دوچار ہوا، پیٹ زیادتی اور پیچش سے بھر گیا اور بدترین طریق موت کا شکار بنا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ظاہر ہوا کہ جو شخص اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ کرے گا اور ان کو ایذا پہنچائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح گھلائیں گے جس طرح ——— نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ (صحیح مسلم ص۴۳۵) (وفاء الوفاء ۱/۱۳۷، جذب القلوب وانتصار)

[2] تاریخ دعوت و عزیمت از مولانا عبدالحی ص۱۰۰، مکتبہ الحبیب رحمان پورہ اردو بازار لاہور پاکستان۔

[3] ملاحظہ فرمائیں سیرت النبی از شبلی، ذبیح اللہ صدیقی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ لاہور پاکستان۔

مذکورہ بالا وضاحت کی روشنی میں حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہٗ کے مبارک واقعہ کو سماعت فرمائیں۔[1]

حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہٗ مسجد نبوی میں حلقہ فرما رہے تھے اور طالبین کو فیوض دے رہے تھے۔ آپ کے بزرگ حضرت علم اصغر شاہ محمد منظر مہاجر مدینہ تشریف لائے اور تھوڑی دیر تک آپ کی کیفیات باطنیہ کو ملاحظہ فرماتے رہے پھر روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے اور وہاں مراقبہ فرمایا اور پھر حضرت شاہ ابوالخیر کے پاس آئے اور ایک مبارک چادر آپ کے سر اور شانوں پر ڈالی۔ اور انتہائے مسرت سے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ میں تو کسی لائق نہیں ہوں یہ چادر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے بموجب آپ کی طرف سے تمہارے سر اور شانوں پر ڈالی رہا ہوں اور پھر یہ فرمایا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ تم ہندوستان جاؤ۔

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ شاہ ابوالخیر رحمہ اللہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ۹۰۰ھ میں دہلی تشریف لائے اور ہزاروں بندگان خدا کی اور اپنے تینوں صاحبزادوں کی تربیت فرمائی۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ ابوالفیض ہلال اور چھوٹے صاحبزادے حضرت شاہ ابوسعید سالم نے کوئٹہ بلوچستان میں قیام فرمایا اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت شاہ ابوالحسن زید مظلہ العالی کا قیام خانقاہ ارشاد پناہ حضرت شاہ غلام علی معروف بہ درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر واقع دہلی میں رہا۔ حضرت مولانا زید مدظلہ العالی کے بارے میں حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نے کوئٹہ بلوچستان میں علماء افغانستان سے فرمایا تھا[2] "زید جائے گیرا باشد" زید میری جگہ بیٹھنے والا ہوگا۔ حضرات ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت اقدس کا ارشاد حرف بہ حرف ثابت ہوا۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

"اُن کا کہا اللہ کا کہا ہے اگرچہ وہ اللہ کے بندہ کے حلق سے نکلا ہے"

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر ایک فرانسیسی مستشرق کا قول نقل کر دوں تاکہ "الفضل ما شهدت به الأعداء" فضیلت یہ ہے کہ دشمن بھی اس بات کی گواہی دے دیں" کی صورت ظاہر ہو۔

فرانسیسی مستشرق نے لکھا ہے "اس پیغمبر اسلام نبی امی کی ایک حیرت انگیز سرگزشت ہے اس کی آواز نے ایک ایسی قوم کو جو اس وقت تک کسی ملک گیر کے زیر حکومت نہ آئی تھی اپنا ایسا

---

[1] مقامات خیر ص۱۰۵، باردوم ۱۹۹۶ء [2] مقامات خیر ص۱۰۷۔

مطیع و فرمانبردار بنایا کہ اس نے عالم کی بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر و زبر کر ڈالا اور اس وقت بھی وہی نبی امی اپنی قبر کے اندر سے لاکھوں بندگانِ خدا کو کلمۂ اسلام پر قائم رکھے ہوئے ہیں۔[1]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ (سورۂ حج آیت ۷۵) اللہ فرشتوں اور انسانوں میں سے جسے چاہتے ہیں اپنے پیغام کی اشاعت کے لئے منتخب فرمالیتے ہیں بے شک اللہ خوب سننے والے اور خوب دیکھنے والے ہیں۔

اس مبارک آیت کی روشنی میں حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ العالی کی بابرکت زندگی کا اگر مطالعہ فرمایئں جو حیاتِ طیبہ کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہے تو یہ حقیقت ظاہر ہو جائے گی کہ خدائے ذوالجلال والاکرام اپنے جن بندوں کو اپنے دینِ حنیف کی خدمت کے لئے منتخب فرماتا ہے اُن حضرات کو کس طرح تیار کرتا ہے۔ مولانا کی ولادت ۱۹۰۶ء کو خانقاہ ارشاد یہ دہلی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والدِ بزرگوار حضرت شاہ ابوالخیر کے علاوہ دیگر اہلِ علم حضرات سے حاصل فرمائی۔ پھر دہلی کے مشہور و معروف مدرسہ مولوی عبدالرب میں آپ کو آپ کے حضرت والد نے داخل کیا اور آپ نے حضرت مولانا عبدالعلی میرٹھی (م ۱۹۲۵ء) حضرت مولانا محمد شفیع دامادِ حضرت مولانا محمود الحسن (م ۱۹۲۰ء)، مولانا حکیم محمد مظہر اللہ (م ۱۹۲۶ء) اور مولانا محبوب الٰہی (م ۱۹۰۱ء) سے علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد دورۂ حدیث شریف کیا اور پھر حج بیت اللہ کر کے اپنے برادرِ خرد (م ۱۹۸۵ء) کے ساتھ جامعہ ازہر میں تحصیلِ علم کے لئے مصر کا قصد کیا اور تقریباً پانچ سال وہاں قیام رہا۔ جامعہ ازہر کے اساتذہ میں معروف حضرات، علامہ اجل شیخ یوسف دجوی، استاذ الاساتذہ علامہ محمد بخیت المطیعی الحنفی، استاذ الاساتذہ علامہ سوالی شیخ علی شاتب اور شیخ حبیب اللہ مالکی شنقیطی سے استفادہ کیا اور حدیث شریف کی اسنادِ عالیہ حاصل کیں، اور حدیث شریف کی اسنادِ عالیہ فاس کے مشہور محدث سید محمد عبدالحی الکتانی اور دمشق کے محدثِ شہیر شیخ بدرالدین اور مکہ مکرمہ کے علامہ ابوالفیض عبدالستار صدیقی اور مجاہد کبیر سید احمد الشریف السنوسی سے حاصل کیں اور ۱۹۳۱ء کو از راہ فلسطین شام عراق دہلی واپسی ہوئی مسجد اقصیٰ میں ایک دن صرف کی نماز آپ نے پڑھائی اور "خلیل الرحمٰن" جا کر حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق حضرت یعقوب حضرت یوسف علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کی۔ حضرت زکریا کے مزار شریف بھی گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت کی زیارت کی اور اس گہرے کو دیکھا جس کو کنیسۂ قیامہ کہتے ہیں۔ اس کے دروازے کے سامنے وہ مختصر مسجد ہے جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تھی۔ اس مبارک مسجد

[1] "تحریکِ عرب" از ڈاکٹر گستاولی بان بحوالہ تفسیر معارف القرآن از مفتی محمد شفیع پاکستان طبع جدید ص ۱۶۵

میں رکعت نفل پڑھی پھر شام میں اور عراق میں حضرات صحابہ اور اولیائے عظام اور حضرت امام الائمہ امام ابوحنیفہ کے مزار پر انوار کی زیارت کی اور وطن مالوف پہنچ کر توکل و رضا کی وادیِ ایمن میں بیٹھ کر اُمتِ مسلمہ کی ہدایت کے سامان فراہم کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ تادیر اس چشمۂ ہدایت کو باقی اور دائم رکھے۔

اس موقع پر یہ عاجز مقاماتِ خیر کے تبصرے میں سے جو اس عاجز نے لکھا ہے کچھ عرض کرتا ہے۔ عاجز نے لکھا ہے۔

اس کتاب کو پڑھ کر اور حضرت مصنف کو دیکھ کر یہ کہتے ہیں بہ بانگِ دہل کہتا ہے۔

بہ دہلی رَو اگر در جستجوئے آبِ حیوانی

بالفرض اللہ آپ ایک پہلو دار شخصیت کے حامل ہیں۔ شریعت اور طریقت کے مزاج، دین و مذہب کے ماہر، علم حدیث کے کامل، علم قرآن کے فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے سخن شناس اور عظیم سخنور ہیں۔ عربی، فارسی اور اردو (تینوں زبانوں) میں طبع آزمائی فرماتے ہیں۔ کلام میں کہیں بھی آورد نہیں آمد ہی آمد ہے۔ چاہے کلام عربی ہو چاہے فارسی، چاہے اردو۔ تلمیذ الرحمانی کی شان جھلکتی ہے اور یہ حدیثِ مبارک یاد آتی ہے۔ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا۔ بے شک بعض شعر سراسر دانائی ہوتے ہیں اور بلاشبہ بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔

حضرت مخدومنا قاضی سجاد حسین مدظلہ سابق پرنسپل مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی مصنف فتاویٰ تنازعہ نے ایک ملاقات کے دوران فرمایا کہ مولانا زید کے قریحہ اور ملکۂ شعر گوئی پر حیرانی ہوتی ہے کہ اس عمر رسیدگی میں عربی، فارسی اور اردو میں جب چاہتے ہیں اچھے اچھے اشعار موزوں فرماتے ہیں۔ یہاں بطور نمونہ تینوں زبانوں کے چیدہ اشعار ہدیۂ ناظرین ہیں۔

حضرت مجدد کی اولاد امجاد میں سے حضرت محمد حسین سرہندی فاروقی قندھار افغانستان سے اپنے والد ماجد کے ساتھ سندھ تشریف لے آئے اور نائک ضلع میں شہر بار کر میں مقیم ہو گئے، اتفاق سے کوئٹہ کے زلزلہ پر لکھا گیا مرثیہ موسوم بہ "اشکِ غم" ان کی نظر سے گزرا، انہوں نے حضرت مدظلہ العالی کو مستقلم مکتوب ارسال کیا اس کے چند شعر ملاحظہ فرمائیں[1]

مُذْ اَتٰى مِنْ صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَصِيْلِ — غَيْرَ اِرْشَادٍ اِلَى الْعَبْدِ الْخَلِيْلِ

نَاسِيًا سِلْكَ زَكِيٍّ رَامِثَال — قَطْعَهُ بَعْدَ مُرُوْرٍ دَامِثَلِ

[1] مقامات خیر ص ۴۳۶

زَیْدُ وَ الْعَلَّامَةُ الْفَرْدُ الَّذِیْ خَصَّهُ الرَّحْمٰنُ بِالْفَضْلِ الْجَزِیْل

حضرت سرہندی نے اس مکتوب منظوم کو حضرت مولانا کی کمالِ تحضری پر اس طرح ختم کیا ہے۔

حسن ایں نظم از بیاں مستغنی است بر فروغِ خور بجوید کس دلیل
معجز است ایں شعر یا سحرِ حلال ہاتف آورد ایں سخن یا جبرئیل
کس نہ داند گفت شعرے زیں نمط کس نیارد شصت ازے زیں قبیل
نظم سرہندی بہ وصفِ شعرِ تو بار چوں طومار اوصافت طویل

حضرت مولانا کی تحضری کے بارے میں ایک قادر الکلام عمر رسیدہ شاعر یہ فرما رہے ہیں کہ نظم کی خوبی تعریف سے بالاتر ہے۔ سورج کی روشنی پر کون دلیل لاتا ہے۔ یہ اشعار معجزہ ہیں یا جادو، القاءِ غیبی کا یا جبرئیل کا القا اور الہام ہیں، تو اب یہ عاجز اس سلسلہ میں کیا کہے۔

مولانا سرہندی کے منظوم مکتوب کے جواب میں حضرت مولانا نے منظوم عربی خط ارسال کیا ہے۔ اس کے چند شعر ملاحظہ فرمائیں۔

قَدْ اَتَتْ مَاْلَكَةٌ مَنْظُوْمَةٌ مِنْ بَدِیْعٍ ذِیْ صِفَاتٍ بَاهِرَهْ
فِطْعَةٌ مَرْزَانَةٌ لَطَّاسَةٌ لَاحَظَتْ بِهَا الْعُیُوْنُ السَّاهِرَهْ
كُلُّ بَیْتٍ وَزْنَةٌ فِیْ حُسْنِهٖ كُلُّ لَفْظٍ جَنَّةٌ دَانِیْ فَاخِرَهْ
بَهْجَةُ الْاَسْلُوْبِ مِنْ مِیْزَانِهَا رِقَّةُ التَّعْبِیْرِ فِیْهَا الدَّفَاتِرَهْ
اَنَّهَا مِنْ حُسْنِ تَنْسِیْقٍ اَتَتْ فِیْ سَنَاهَا كَالْبُدُوْرِ السَّافِرَهْ

حضرت والا نے اپنا منظوم جواب اس دعائیہ شعر پر ختم کیا ہے۔

وَلْیُرَتِّلْهُ الْاِلٰهُ دَائِمًا فِی الْهَنَاءِ وَالنَّعِیْمِ الْغَامِرَهْ

اب چند فارسی ابیات بھی ملاحظہ فرمالیں۔ یہ ابیات کوئٹہ کے ذکر کے سلسلہ میں فرمائے ہیں جو شب جمعہ ۲۰ صفر ۱۳۵۸ھ میں واقع ہوا۔ اس کا تاریخی نام "نفیر ہجراں" ہے۔ اس حادثۂ جانکاہ میں حضرت والا کی والدۂ ماجدہ ایک بھتیجا اور دو بھتیجیاں اور افغان مخلصین میں سے دو افراد شہید ہوئے جب لبہ صاف کیا گیا حضرت والدۂ ماجدہ سجدہ ریز تھیں اور کاٹ کی پنج صدی تسبیح مبارک انگلیوں میں دبی ہوئی تھی۔ رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِمْ كَامِلَةً دَائِمَةً۔

آپ نے فرمایا ہے۔

اے صبا بشنو ز محزونِ کلام یک زماں بگزار ایں نازو خرام

تا بہ کے در لبو باشی بے خبر چشم وا کن تا کہ بینی صد عبر
رُو بہ سوئے کوئٹہ کن کاں مقام جائے عبرت گشتہ بہر خاص و عام
بود شہرے با خلائق نامور ہم بہ تہذیب و جمالش مفتخر
ہمچو لؤلؤ قصرہا در عمرگی مثل تارِ عقد را ہا مستوی
در میانِ ہند و افغاں آں مکاں ہمچو عقدے وسط جید و صدر داں
داشت از ہار و ثمار بے شمار ہم مزاجش در طراوت چوں بہار
عیش و عشرت گرچہ بودہ بیشتر داشت ہم چیزے ز آدابِ ہنر

چونکہ کوئٹہ حضرت والا کے والد ماجد حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہٗ کا گرمائی مستقر تھا اس لئے "نفیر ہجراں" میں آپ کی منقبت بھی ہے۔ فرمایا ہے۔

بود شیخِ نقشبندان رامصیف کو بہ عرفاں بد مجدد را ردیف
قبلۂ عالم ابوالخیرِ کبیر ذخرِ دیں عبداللہ آں قطبِ شہیر
داشت از گردوں محی الدیں لقب مولدش دہلی و فارو قی نسب
با کمال و بد عریق اندر کمال چوں مجدد داشت جدِ بے مثال
ہر چہ گویم در کمالش کمتر است وز گمان من مقامش برتر است
یک نگاہش زندہ کردے صد قلوب یک دمش از مذنباں شستے ذنوب

حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہٗ کی خدمت میں طالبین پر احوال طاری ہوتے اس کا ایک منظر دیکھ کے اشعار میں کیا خوب بیان فرمایا ہے۔

غارمانِ شاں بہ سوز و دردِ دل ہمچو پروانہ بہ شمعِ مشتعل
آہ و زاری بود ایشاں را شعار عشق حق می داشت شاں را بیقرار
از عتابِ معرفت بیہوش بدند ترکِ اشغل را مثالِ خوش بدند
گریکے از سوز آہے می کشید دیگرے را مرغِ جانش می پرید
گریکے را چشم بودے اشکبار دیگرے را سینہ بودے ہمچو نار
گریکے از شوق و جذبہ می تپید دیگرے از وجد جامہ می درید
چوں بہ حلقہ می نشستے پیشِ پیر ہمچو ہالہ گرد آں ماہ منیر
ہر یکے مبہوت گشتے از جمال محو اندر ذاتِ پاک ذوالجلال

بے خبر گشتہ ز اخبارِ جہاں　　باخبر گشتہ ز اسرارِ نہاں

اس مبارک احوال کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو منظوم فرما کر ختم کیا ہے۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خِیَارُکُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰهُ۔ (ابن ماجہ)

اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا میں تم کو تمہارے بہترین افراد کے متعلق نہ بتاؤں۔ صحابہ نے عرض کیا، ضرور بتائیں۔ آپ نے فرمایا تم میں بہترین افراد وہ ہیں جن پر نظر پڑے تو اللہ یاد آئے۔

حضرت مولانا فرماتے ہیں،

گفت پیغمبر کہ مردانِ خدا　　دیدنِ شاں یاد حق بخشد ترا
بس ہمیں تعریف نیکاں آمدہ　　بس ہمیں توصیف مرداں آمدہ
ختم سازم وصف شاں بر ایں کلام　　تا کرم قولِ مصطفیٰ یابد تمام۔

حضرت مولانا نے کوٹلہ کے زلزلہ اور بربادی کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

کوٹلہ بُد گرچہ یکتا در کمال　　ہست لیکن ہر کمالے را زوال
در شبِ تاریک در وقتِ نیم شب　　شد جلالش را ظہورے بس عجب
کے بدار د تاب انسانِ کہیں　　چوں بلرزد کوہ و شق گردد زمیں
طفلہا در مہدِ راحت بے خبر　　ہمچناں کاندر صدف ماموں گہر
مرد و زن بودند جملہ محوِ خواب　　ناگہاں نازل بروشاں شد عذاب
بہرِ مومن گشت رحمت بالیقیں　　بہرِ کافر صد عذاب و صد مہیں
شد صدائے او زمیں یک دم بلند　　خانہا را یک بیک از پا فگند
قصرہا گشتند در آنے خراب　　جملہ اسباب تعیش شد عذاب
پُر فضا گردید از خاک و غبار　　شد فلک از آہ مردم بے قرار
چشمِ گردوں را نماند چوں تاب دید　　زاں روائے خاک را بر رو کشید
یا الٰہی لامرِ عظیم من ذالک العذاب　　انہ امرٌ عظیمٌ لا ارتیاب
زیرِ خشت و خاک انسانِ ضعیف　　زیرِ پائے فیل چوں مورِ نحیف
در دمے گردید ویراں آں بلد　　بہرِ میت لے کفن بُد نے لحد

سال بربادی چہ پرسی از دلم　　"زلزلہ بود آنجا" شد رقم
بست و ہفتم بود از ماہِ صفر　　در شب آدینہ نزدیکِ سحر
آں سحر کو باعثِ حزن و ملال　　آں سحر کو بہرِ عالم صد وبال
آں سحر کو درد و زحمت را نشاں　　آں سحر کو صبحِ محشر را نشاں
نفسی نفسی بود وردِ ہر بشر　　ہر کسے از بیمِ محشر در خطر
اندریں محشرستاں افراد چند　　از عزیزاں نیز رحلت کردہ اند
بُد شہادت در نصیب والدہ　　زاں "مقامِ عالیش جنت شدہ"
عبدِ رحماں، عائشہ زینب چناں　　جدہ را گشتند مونس در جہاں
ہر سہ اولادِ شقیقِ اکبر اند　　ہر سہ در جنت بفضلِ داور اند
مخلصاں را ہم شدہ جانہا گداز　　چوں سلیماں رفت با احمد فراز
داد رم ہم زیرِ خاکِ بے کراں　　زیرِ چوب و خشت و آہن بُد نہاں
لیک خالق را نگاہے بُد عجب　　زاں بہ صنعت رست از درد و کرب
ناصر و حافظ خدائے پاک بود　　جسمِ سالم جانہا صد چاک بود
ہست احسانِ خدائے ذوالکرم　　ماند سالم آں شقیقِ محترم
چوں ز قبر آمد بروں با صد شتاب　　نعشہا را پس برآورد آنجناب
در ریاضِ قدس سرِ باپ جلیل　　دفن شاں را کرد تا وقتِ اصیل
در حظیرہ گر تو بینی شش قبور　　بر سرِ شش بینی ردائے ہم ز نور
بس ہماں آرام گاہِ آخریں　　ہست بہرِ کشتگانِ پاک دیں
گرچہ اموات اند در زیرِ زمیں　　لیک احیا آند در خلدِ بریں

بطور نمونہ "لآلیِ منظومہ" کے چند اشعار نقل کئے جاتے ہیں جو الہامی ہیں اور ان کی روانی اور اثر جو قاری کے قلب سلیم پر پڑتا ہے، پڑھنے سے اس کا اندازہ ہوتا ہے۔ فرمایا ہے

الٰہی کہاں مشتِ خاکِ ذلیل　　کہاں بارگاہِ رفیع و جلیل
بڑی رحمتوں نے اٹھایا اسے　　الیہ الوسیلہ سنایا اسے
وسیلے نے پھر اس کو پرواز دی　　کہے عرض تجھ سے وہ آواز دی
ترے در پہ آیا وہ عبدِ ذلیل　　تو شکر سے اپنے تو کر لے قبول

توسّل بہ اسمِ جلیل و عظیم — دُعاؤں کو مُن لے بہ لُطفِ عمیم

اس کے بعد سلسلۂ نقشبندیہ مجاہدیہ کو نظم کیا ہے اور اس کے بعد بڑی پیاری مناجات لکھی ہے، ماشاء اللہ ایک بندہ کا اپنے مولیٰ جلّ شانہٗ کے حضور میں کیا خوب تضرع اور عاجزی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

توسّل ہے ان نیک بندوں کے سب — رہی جن کو ہر آن تیری طلب
کیا عشق نے جن کا سینہ فگار — ہُوا وجد سے جن کا دل بے قرار
رہا ذکر میں جن کا ہر ہر رُواں — ہمہ وقت ہر حال رطب اللسان
ہر اک ذرّہ کہتا تھا تحیّرتُ الیک — تری ذات ہے وحدہٗ لاشریک
لگاتے تھے دل پر بہ صُنعِ عجیب — ترے اسمِ عالی کا نقشِ مرتب
انھیں کے توسّل سے یہ بے نوا — کریما اُٹھاتا ہے دستِ دُعا
دعا مانگتا ہے بہ عجز و نیاز — بھی پر ترا بابِ رحمت ہے باز
سوا تیرے در کے نہیں کوئی در — ترا لطف سب پر ہے دائم و سحر
تو ہے سب کا مولیٰ تو ہے کارساز — ہر اک تیرا بندہ، تو بندہ نواز
غنی ہے تری ذات سب ہیں فقیر — ترے در کا سائل صغیر و کبیر
شب و روز کرتا ہے سب پر عطا — مراد اپنی پاتا ہے شاہ و گدا
کرم سے ترے پل رہا ہے جہاں — دعا میری سُن لے مرے مہرباں

دُعا

مرے جرم و عصیاں ہوں سارے معاف — گناہوں کے دھبّوں سے نامہ ہو صاف
جہل اور بھلی کا نہ اُٹھے سوال — خطا اور عمد کا مٹے ہر خیال
ہو جس دم مری جان تن سے جُدا — زباں پر رہے نام جاری ترا
ترے ذکر سے قلب معمور ہو — ترے نُور سے چشم مسرور ہو
مرا جسم جب ہو در آغوشِ خاک — رہے ساتھ اُس دم ترا نُورِ پاک
لحد میں مجھے پھر نہ تکلیف ہو — جوابوں میں ہرگز نہ تو قیف ہو
قیامت میں سر پر ہو جب آفتاب — ہو میزان استادہ بہرِ حساب
نہ ہو نامہ یارب بہ دستِ یسار — ترے لطف سے ہو مرا بیڑا پار
رہے رُخ مسلّم ہی دورِ زماں — ہوں جس دم بہشتِ بریں کو رواں

اس پُرسوز و دردناک کے بعد "اہلِ عظیم" "شفاعتِ کبریٰ" "انبیاء اور اولیاء کی شفاعت" اور "رحمۃ اللعالمین" کے عنوانات پر اسی طرح بڑے سوز و گداز کے ساتھ التہابل المتنوع اشعار کے بعد لامیہ منظومہ کا اختتام اس التجا پر کیا ہے۔

التجا

الٰہی بزرگوں سے اُلفت رہے — ہر اک کو نبی کی محبت رہے
تمنّا تمنّا ہو الٰہی نصیب — مقامِ رضا ہو الٰہی نصیب
لطائف ہوں جاری ترے نام سے — ہر اک ذرّہ تن کا لگے کام سے
نہ ہرگز خلل ہو نہ کوئی قصور — کسی حال میں بھی نہ آئے فتور
رہے زندگی بھر یہی مشغلہ — اسی پر ہو یارب مرا خاتمہ

قطعہ

گزرے ہو اگرچہ میں خستہ حال — برابر یہ رہتا ہے دل میں خیال
نہ ڈر تیرا مرشد ہے خیر جہاں — نبی تیرا شافع، خدا مہرباں

یہاں ایک بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت والا کو ملکۂ حضوری کے ساتھ ساتھ تاریخی مادّہ نکالنے میں بھی اللہ تعالیٰ نے خصوصی کمال عنایت کیا ہے اور ماشاء اللہ اتنا بڑا ظرف اور کشادہ دل ہے کہ اپنے واقف کاروں اور دوستوں کے کارناموں کا تاریخی مادہ بنیں کچھ پس و پیش نہیں فرماتے۔ مجھ کو یہاں علامہ طیبی رحمہ اللہ کی یاد آئی۔ آپکے شاگرد خطیب تبریزی نے مشکاۃ المصابیح کی تالیف کی اور وہ مشکلات لے کر اپنے استاد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت مولانا کتاب کی ترتیب اور تبویب سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔ میں اس کتاب کی شرح لکھوں گا۔ چنانچہ آپ نے مشکلات کی شرح لکھی جو "طیبی" کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت مولانا کا یہ عمل اسلاف کرام کی یاد گازندہ کرتا ہے۔ عاجز چند نمونے لکھتا ہے۔

غالفاہ شریف کے شرقی حصہ میں حضرت مولانا شاہ ابوالخیر قدس سرہ نے کتب خانہ کی بنیاد بہت عمدہ بھراوی تھی پتھر کے عمدہ ستون اور دروازے بنوائے تھے کہ آپ رحلت فرما گئے۔ حضرت والا نے تعمیر مکمل فرمادی اور یہ تاریخ نکالی۔

فیہا کتب قیمۃ

خدا رامنت و رحمت نبی را — گزشتہ تعمیر ہر بنیادِ مسعود
زہاتف زید چوں پرسید سائل — مبارک ایں کتب خانہ بفرمود ۱۴۰۲ھ

خانقاہ شریف کی حرم سرا دو صد سالہ عمارت خستہ حال ہو گئی تھی حضرت والا نے از سر نو اس کو بنوایا اور درج ذیل تاریخ نکالی۔

حَمْدًا لَكَ يَا رَبِّي عَلَى نِعَمٍ — بَارَكْتَ عَلَى بِنَاءِ أَوْلِيَائِكَ حَسَنٍ
از بہر دعائے ذوالجلال زید رشد — "تعمیر حرم سرائے اولیائے حق" ۱۴۰۵ھ

میرے مکرم اور مخلص دوست پروفیسر سید وحید اشرف صدر شعبۂ فارسی مدراس یونیورسٹی حضرت سید جہانگیر اشرف سمنانی قدس سرہٗ کی اولاد امجاد میں ہیں۔ ماشاء اللہ صاحب قلم اور سخنور ہیں، تصوف پر ایک کتاب تالیف کی ہے۔ اُن کی دلی خواہش تھی کہ اس کتاب کا مقدمہ حضرت مولانا زید مدظلہ العالی لکھیں۔ اس عاجز کے عرض کرنے پر حضرت مولانا نے تینتیس صفحے کا مقدمہ لکھا۔ مقدمہ کیا ہے مستقل ایک تحقیقی مقالہ ہے، اور آپ نے اس کتاب پر ایک تاریخی قطعہ بھی ارشاد فرمایا، جو کہ درج ذیل ہے۔

وحیدِ اشرفی حیّاک ربّی — تصوف را چہ خوش تعبیر کردی
چوں دُرہا را بسفتی در کلامت — مُعَرِّر یافتا ۱۴۰۸ھ بگو سالِ طباعت

ایک مشاعرے میں کہا ہے۔

وَحَدَّثْتَنِي يَا سَعْدُ فَوْقَ مَحَبَّتِي — جُنُونٌ فَزِدْنِي مِنْ حَدِيثِكَ يَا سَعْدُ

اے سعد تو نے محبوب کی باتیں بیان کر کے دیوانگی کا توشہ میرے حوالہ کر دیا۔ اب تو اپنی باتوں کا توشہ دیتا ہی رہ تاکہ میں تیری باتوں اور اس دیوانگی پر خوش ہوں۔

جی چاہتا ہے کہ حضرت والا مدظلہ العالی کی شخصیت پر اور لکھا جاؤں مگر چونکہ چند باتیں حضرت امام اعظم ابو حنیفۃ النعمان رضی اللہ عنہ کی شخصیت مبارکہ پر اور بعد ازاں کتاب معلّٰی پر بھی کچھ لکھنا ہے۔

تحدیثِ محبوب" کو اپنے مخلص دوست ڈاکٹر یعقوب عمر اطال اللہ بقاءہٗ بالخیر والیمن العافیۃ پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی کی منقبت پر ختم کرتا ہوں، جس کو موصوف نے حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں حضرت والا سے ملاقات کے موقع پر لکھا تھا، تاکہ یہ منقبت محفوظ ہو جائے اور حضرت کے وابستگان اس سے فائدہ حاصل فرمائیں۔

منقبت

زیدی و فاروقی نسب اے بوالحسن اے بوالحسن — تو وارثِ آں مظہرِ کبریٰ و سلطانِ سخن

با جانشینِ معروف او، گشتہ شہیدِ آرزو — آں گوہرِ دریائے ہُو، اللہ جانِ جاناں درچمن
بے مثل و بے ہمتا قوی، در علمِ قرآن و حدیث — ثانی نہ داری در جہاں، اے صاحبِ شعر و سخن

گفتارِ یار آوردہ ای، گوہر نثار آوردہ ای
در عشقِ آں سرو سہی، تر گشتہ سر تا پا چمن

شکاگو۔ امریکہ
۲۹ جنوری ۱۹۸۵ء

۹ جمادی الآخرہ ۱۴۰۵ھ

فصل دوم

طرباں در کعبہ ربّت خانہ می نالد حیات — تا ز زخمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

تدوینِ قانونِ اسلامی کا آغاز عظمت اور کرامت کا وہ نورانی تاج ہے جو امام اعظم کے نقب کی صورت میں امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ قدس سرہٗ کے مفرقِ مبارک پر زینت افروز ہوا۔ منعم حقیقی جل مجدہٗ نے اپنی شانِ فیاضی سے آپ کو بے مثال قابلیت، فہم و ذکا، بے نظیر حافظہ، فصاحت و بلاغت، سرور ری قلم و لسان، شہد بار زبان و بیان کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ دینی علوم میں آپ کی مسلّم مہارت تو خیر ایک حقیقت ثابتہ ہے لیکن استنباطِ مسائل اور تفریعاتِ شرعیہ میں آپ کو وہ تبحر حاصل تھا کہ محدثین اور فقہاء اپنے اشکالات کے جواب حاصل کرنے کے لئے اس منبعِ علم و حکمت کی بارگاہِ دانش کے محتاج رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی نے فرمایا[1]

مَنْ لَمْ يَنْظُرْ فِي كُتُبِ أَبِي حَنِيفَةَ لَا يَتَبَحَّرُ فِي الْفِقْهِ۔ جو حضرت سیدنا ابو حنیفہ کی تصانیف پر نظر نہیں رکھتا وہ فقہ میں تبحر حاصل نہیں کر سکتا۔

امام شافعی جب کبھی حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے کمالاتِ عالیہ کے اظہار کا ارادہ فرماتے تو جذبات کے عالم میں پکار اٹھتے۔

مَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَعَرَّفَ الْفِقْهَ فَلْيَلْزَمْ أَبَا حَنِيفَةَ وَأَصْحَابَهُ فَإِنَّ النَّاسَ كُلَّهُمْ عِيَالٌ عَلَيْهِ فِي الْفِقْهِ۔ (جو چاہے کہ فقہ کی معرفت حاصل کرے اس کو چاہئے کہ حضرت ابو حنیفہ اور آپ کے شاگردوں کی صحبت کو لازم کرلے، اس لئے کہ سب لوگ فقہ میں ان کے محتاج ہیں)

میرے لئے یہ بات سرمایۂ افتخار ہے کہ حضرت مولانا ابوالحسن زید مدظلہ العالی کے اس عظیم شاہکار کتاب "امام الائمہ امام ابو حنیفۃ النعمان علیہ الرحمۃ والرضوان" کی تقدیم میں اس عاجز کی چند

[1] مناقب الامام الاعظم للموفق ۱/۹۶۔

سطروں کو جگمگا رہی ہے۔ پوری کتاب اندھیرے میں روشنی کی کرن ہے جس کے ہر لفظ سے دلآویز چمک ہے جو حضرت مصنف مدظلہ کے قلب مبارک میں اپنی تمت کے لئے ہے۔

پچھلے صفحات میں اس عاجز نے کوشش کی ہے کہ حضرت مصنف علام مدظلہ کی شخصیت کا تعارف کروائے۔ پڑھنے والے حضرات کو صحیح اندازہ ہوگا کہ یہ کمترین اس تعارف میں کس قدر کامیاب ہوا ہے۔ اب ان اگلے صفحات میں ارادہ ہے کہ اسلام کے مقنن اول جس کو پورا عالم اسلام "امام اعظم" کے لقب سے جانتا ہے چند سطر لکھے۔ حالانکہ قارئین کرام اس زیر نظر کتاب میں حضرت امام اعظم قدس اللہ سرہٗ کی کامل شخصیت پر حضرت مصنف مدظلہ العالی اپنی خاص طرز نگارش سے علمی شان و رعنائی کے ساتھ آپ کی مبارک زندگی اور کارناموں اور آپ کے فیض لازوال کا مطالعہ فرمائیں گے۔

کمترین کا مقصد یہ ہے کہ حضرت امام اعظم کے ایک ادنیٰ مقلد کی حیثیت سے اپنے جذبۂ عقیدت اور مودت کا بجا طور پر اظہار کرے اور امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے محبتین کی فہرست میں شامل ہو جائے۔

اُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِيْ الصَّلَاحَا

مجھے نیکوں سے محبت ہے اور میں نیک تو نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ (نیکوں کی محبت کی وجہ سے) مجھے بھی نیک بنا دے۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، امام الائمہ، سراج الامۃ، رئیس الفقہاء والمجتہدین، سید الاولیاء، والمحدثین، مبشر مصطفیٰ، داعی مرتضیٰ، الغرض نبوت اور صحابیت کے بعد کسی انسان میں جس قدر فضائل اور محاسن پائے جا سکتے ہیں، آپ ان تمام اوصاف کے جامع اور رہنما تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت بمقام کوفہ ۸۰ھ میں ہوئی اور وصال مبارک بمقام بغداد ۱۵۰ھ میں ہوا۔

شرح تحفۂ نصائح میں مولانا محمد گل ہری نے لکھا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایران کے بادشاہ نوشیروان عادل کی اولاد میں ہیں اور نوشیروان حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا و علیہما الصلاۃ والسلام کی اولاد میں ہے۔ اس طرح حضرت خلیل اللہ علیہ السلام پر حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کی خاندانی نسبت حضور خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتی ہے جو آپ کی عظمت اور رفعت پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت

لہ بحوالہ "انوار امام اعظم" از محمد صفدر بلیس قصوری، رضا اکیڈمی لاہور۔

اقدس میں حاضر تھے۔ اسی مجلس میں سورۂ جمعہ نازل ہوئی۔ جب حضور نے اس سورت کی آیت گیارہ "وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ" تلاوت فرمائی تو حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آخرین کون لوگ ہیں جن حضور نے سکوت فرمایا۔ حاضرین کے بار بار سوال کرنے پر حضور نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر دست اقدس رکھ کر فرمایا: "لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ" اگر ایمان ثریا ستارہ کی بلندی پر بھی ہوگا تو ان کی قوم کے کچھ لوگ وہاں سے بھی ایمان کو لے آئینگے۔ [1]

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث جس کو بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے بہ اتفاق اہل صحیح ہے کہ اس میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ ہونے پر اعتماد ہے۔ ... اس لئے کہ اہل فارس سے کوئی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ علم کو نہ پہنچ سکا۔ [2]

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا میں نے عرض کیا میں آپ کو یا رسول اللہ کہاں تلاش کروں؟ فرمایا: عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْكُوْفَةِ۔ ابوحنیفہ کے علم کے پاس۔ [3]

اس خواب کی روشنی میں حضرات ناظرین مشہور محدث عبداللہ بن داؤد خریبی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کو سمجھیں کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ابوحنیفہ کے لئے نمازوں میں دعا کریں کیونکہ انہوں نے ان کے واسطے سنن اور فقہ کی حفاظت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و عبادات ہی سنن ہیں جن کا بیان صحیح طور پر ابوحنیفہ نے کیا ہے۔ حضرت مصنف نے اس کتاب کے ابتدائیہ میں علامہ خریبی کا یہ ارشاد ذکر کیا ہے۔

اور اس روایت سے یہ واضح ہے کہ حضرت امام اعظم کی کنیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی عطا کردہ ہے۔ جیسا کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آں حضور کے ارشاد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اختیار کیا اور وہ اسی کنیت و نام سے مشہور ہوئے جیسے ابوہریرہ۔

صحابیت کے بعد تابعیت سے بڑھ کر اسلام میں کوئی مقام اور مرتبہ نہیں اور ائمہ مجتہدین میں یہ مرتبہ عالی صرف حضرت امام اعظم ہی کو ملا ہے۔ حدائق الحنفیہ میں لکھا ہے کہ آپ ہیں صحابہ سے زیادہ کے زمانے میں پیدا ہوئے ہیں اور کسی ایک کی زیارت کی ہے اور بعض سے حدیث سنی ہے۔ حضرت

لہ تفسیر مظہری، صحیح بخاری و مسلم، بحوالہ معارف القرآن (۸/ ۳۳۰)

ٹہ ابجاۃ الصابیح عربی از سید عبدالحی فاروقی (۱/ ۹۱ و ۹۲) و نور المصابیح ترجمہ ابجاۃ المصابیح (۱/ ۱۶۱، ۱۶۷)

ٹہ کشف المحجوب اردو از گنج بخش ہجویری بحوالہ "انوار امام اعظم"۔

امام قسطلانی شافعی نے آپ کو تابعین کے زمرہ میں ذکر کیا ہے۔ شیخ الاسلام ابن حجر نے اپنے فتاوے میں لکھا ہے۔

امام ابو حنیفہ نے صحابۂ کرام کی ایک جماعت کو پایا جو کوفہ میں تشریف رکھتے تھے۔ اس طرح امام اعظم اس ارشادِ نبوی کے مصداق ہیں۔ طُوبیٰ لِمَنْ رَآنِی وَلِمَنْ رَأَی مَنْ رَآنِی۔ خوش خبری اس شخص کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور اس شخص کے لئے جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔

حضرت امام اعظم کی آٹھ صحابۂ کرام سے ملاقات ثابت ہے۔ جن میں سے بعض کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی، حضرت عمرو بن حریث، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ لیثی رضی اللہ عنہم۔

حضرت عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں۔ جب میں کوفہ پہنچا تو اہل کوفہ سے پوچھا یہاں سب سے زیادہ پارسا کون ہے۔ لوگوں نے کہا۔ ابو حنیفہ۔ چنانچہ ابن مبارک کا قول ہے۔ مَا رَأَیْتُ أَوْرَعَ مِنْ أَبِی حَنِیفَةَ۔ (میں نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر کوئی پارسا نہیں دیکھا)

حضرت سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔ ہمارے زمانے میں کوئی شخص ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا مکہ مکرمہ نہیں آیا۔

حضرت ابو مطیع کا بیان ہے۔ مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران جب بھی رات میں طواف کرنے کے واسطے بیت اللہ شریف گیا حضرت ابو حنیفہ اور حضرت سفیان ثوری کو طواف کرتے پایا۔

حضرت یحییٰ بن ایوب زاہد کا قول ہے۔ کَانَ أَبُو حَنِیفَةَ لَا یَنَامُ اللَّیْلَ (ابو حنیفہ رات کو نہیں سویا کرتے تھے)۔ حضرت عمرو کا بیان ہے کہ ابو حنیفہ رات کی نماز میں ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے اور ان کی گریہ وزاری سے پڑوسیوں کو رحم آتا تھا۔ اور حضرت عمرو ہی کا قول ہے۔ جہاں حضرت امام ابو حنیفہ کا وصال ہوا ہے وہاں آپ نے سات ہزار قرآن مجید ختم کئے تھے۔

امام عبدالوہاب شعرانی شافعی المیزان الشریعۃ الکبریٰ میں اپنے مرشد حضرت سید علی خواص شافعی سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے مدارک اتنے دقیق ہیں کہ اکابر اولیا کے کشف کے سوا کسی کے علم کی رسائی وہاں تک نہیں ہوتی۔

یہاں ایک بات کے انکشاف کو جی چاہتا ہے جس کی خبر میرے استاذ حضرت مولانا ابو الوفا

علیہ الرحمہ نے دی ہے۔ حضرت مولانا کا تذکرہ مقدمہ کے ابتدائی اوراق میں گزر چکا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ امام ابو حنیفہ طریقت میں حضرت جعفر صادق کے مجاز اور خلیفہ ہیں اور پھر حضرت داؤد طائی حضرت امام ابو حنیفہ کے اسی طرح مجاز اور خلیفہ ہیں جیسے کہ حضرت حبیب عجمی کے مجاز اور خلیفہ ہیں۔ داؤد طائی نے حضرت ابو حنیفہ سے فقہ میں کمال حاصل کرنے کے بعد زہد کو اختیار فرمایا۔ چنانچہ کوفہ میں آپ کا لقب "اَلْفَقِیْہُ الزَّاہِدُ" تھا۔ امام ابو حنیفہ نے مراحل سلوک و طریقت حضرت جعفر صادق سے دو سال میں طے کئے ہیں پھر آپ نے فرمایا ہے۔ لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ اگر یہ دو سال نہ ہوتے نعمان ہلاک ہو جاتا۔

امام ابو حنیفہ نے روایت حدیث اور سلوک و طریقت کی بجائے صرف فقہ کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا۔ آپ اسلامی قانون مرتب فرماتے رہے۔ آپ نے امت اسلامیہ کی خدمت میں تمام زندگی لگا دی۔ آپ کے اخلاص، ورع اور تقویٰ کی بنا پر امت مرحومہ کا تین چوتھائی حصہ آپ کا حلقہ بگوش بنا۔

این سعادت بزور بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس کا خیال رہے کہ حضرات ائمہ مجتہدین کو طریقت سے بڑا حصہ ملا ہے۔ ان کے باطن کی جلا بنا کی نے ان کو امامت اور اجتہاد کے اعلیٰ مقام پر فائز کیا ہے۔ الجواہر المضیہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ نے تراسی ہزار مسائل کا استنباط کیا ہے جن میں سے اڑتیس ہزار مسائل کا تعلق عبادات سے ہے اور باقی کا تعلق معاملات سے ہے۔ حضرت ابو حنیفہ نے جہالت کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کے لئے سلامتی کی راہ واضح کر دی ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ کو فن حدیث شریف میں جو بلند مقام اللہ تعالیٰ نے عنایت کیا تھا اس کا کچھ بیان کیا جاتا ہے۔

محدث کبیر محمد بن سماعہ نے کہا ہے۔ ابو حنیفہ نے اپنی کتابوں میں ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں ذکر کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے آثار صحابہ کا انتخاب کیا ہے۔[1]

حافظ یزید بن ہارون سلمی واسطی فرماتے ہیں۔ ابو حنیفہ متقی، پرہیزگار، زاہد، عالم، زبان کے سچے اور اپنے زمانے کے بڑے حافظ تھے۔ میں نے ان کے معاصرین کو دیکھا ہے۔ ان سب کا یہی قول ہے کہ انہوں نے ابو حنیفہ سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا ہے۔[2]

---

[1] الجواہر المضیہ ۲/۴۸۳۔ [2] عقود الجمان ص۱۹۵۔

امام شعبہ کا لقب "امیر المومنین فی الحدیث" ہے انہوں نے جب حضرت امام کی وفات کی خبر سنی فرمایا۔ اہل کوفہ سے علم کی روشنی چلی گئی، اب یہ لوگ قیامت تک ان جیسا نہیں دیکھیں گے۔ [1]

مشہور تذکرہ نگار امام ذہبی نے آپ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے۔ [2]

امام عبداللہ بن مبارک حدیث کے مشہور حفاظ میں سے ہیں۔ چار ہزار محدثین سے روایت کے باوجود حضرت امام اعظم سے روایت کرتے ہیں۔ میں حضرت امام اعظم کے بیان کو ان کے عربی قصیدہ پر ختم کرتا ہوں۔ فرمایا ہے۔ [3]

(۱) لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا ۔۔۔ إِمَامُ الْمُسْلِمِيْنَ أَبُوْ حَنِيْفَهْ

مسلمانوں کے امام ابوحنیفہ نے شہروں اور شہر میں رہنے والوں کو زینت بخشی

(۲) بِأَحْكَامٍ وَآثَارٍ وَفِقْهٍ ۔۔۔ كَأَيَّامِ الزَّبُوْرِ عَلَى صَحِيْفَهْ

قرآن، حدیث اور فقہ کے احکام سے جیسے صحائف میں زبور کی آیات نے

(۳) فَمَا فِي الْمَغْرِبَيْنِ لَهُ نَظِيْرٌ ۔۔۔ وَلَا فِي الْمَشْرِقَيْنِ وَلَا يَكُوْنُ

آپ کی مثال نہ تو کوفہ میں ملتی ہے اور نہ مشرق اور مغرب میں

(۴) بَنَيْتَ مُشَيَّدًا وَسَهَرَ اللَّيَالِيْ ۔۔۔ وَصَامَ نَهَارَهُ لِلّٰهِ خَلِيْفَهْ

بڑی مستعدی کے ساتھ راتوں کو عبادت میں گزارتے اور خشیت الٰہی میں دن کو روزہ رکھتے

(۵) فَمَنْ كَالْبِيْ حَنِيْفَةَ فِي عُلَاهُ ۔۔۔ إِمَامٌ بِالْخَلِيْقَةِ وَالْخَلِيْقَهْ

علم اور دین کی بلندی میں ابوحنیفہ کی طرح کون ہے جو امت کا امام اور اللہ کا خلیفہ ہے

(۶) رَأَيْتُ الْعَالَمِيْنَ لَهُ عِيَالًا ۔۔۔ بِعِلْمِ الْحَيِّ مَعَ نَهْجِ الطَّرِيْقَهْ

میں نے ان کے نکتہ چینوں کو نادان، حق کے مخالف اور کمزور دلیلوں والا پایا

(۷) وَكَيْفَ يَحِلُّ أَنْ يُؤْذَى فَقِيْهٌ ۔۔۔ لَهُ فِي الْأَرْضِ آثَارٌ شَرِيْفَهْ

ایسے شخص کو کہ جس کے علمی فیوض پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہوں ایذا پہنچانا کیونکر درست ہے

(۸) يَعِفُّ عَنِ الْمَحَارِمِ وَالْمَلَاهِيْ ۔۔۔ وَمَرْضَاةُ الْإِلٰهِ لَهُ وَظِيْفَهْ

آپ لہو و لعب اور حرام کاموں سے محفوظ ہے اور رب العزت کی خوشنودی آپ کا وظیفہ تھا

---

[1] اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ للصیمری ص۱۲

[2] تذکرۃ الحفاظ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد ۱/۱۶۸۔ امام اعظم بحیثیت محدث کے، مقالات مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری ادام اللہ بقاہ علوم اسلامیہ کے مقالہ امام اعظم ابوحنیفہ اور علم حدیث سے ماخوذ ہیں۔ [3] نورالایضاح ص۴۰۔

(۹) وَقَدْ قَالَ ابْنُ إِدْرِيْسَ مَقَالًا ۔۔۔ صَحِيْحَ النَّقْلِ فِي حِكَمٍ لَطِيْفَهْ

اور امام شافعی نے لطیف حکمتوں کے طور پر صحیح روایت کی حیثیت سے کیا خوب فرمایا ہے

(۱۰) بِأَنَّ النَّاسَ فِي فِقْهٍ عِيَالٌ ۔۔۔ عَلَى فِقْهِ الْإِمَامِ أَبِيْ حَنِيْفَهْ

کہ حقیقت میں تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کی فقہ کے محتاج ہیں۔

فصل سوم

احسان کرنے والوں کو یاد رکھنا انسان کا ایک اہم فریضہ ہے، خاص کر ملت کے وہ محسنین جنہوں نے ظلمت کے طوفانوں میں حق اور صداقت کی قندیلیں روشن کی تھیں اور حق کی آواز بلند کرنے کے صلہ میں ظالموں کے تیر سینہ پر اپنے مستقبل کو نثار کیا اور قوم کے دینی مستقبل کی حفاظت کے لئے قید خانوں میں زندگی گزار دی اور بالآخر راہ حق میں اپنی متاع عزیز جان کو جاں آفرین کے سپرد کر دی۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن ۔۔۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اسی احسان مندی کے پیش نظر مخدومنا حضرت مولانا ابوالحسن فاروقی مدظلہ العالی نے یہ کتاب مستطاب تحریر فرمائی ہے۔ حقیقت میں زبان و قلم کی سب سے بڑی سعادت یہی ہے کہ ملت کے محسنین کے کارناموں کی ترتیب میں سرگرم رہیں۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت مبارکہ پر اب تک بے شمار کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ مگر یہ کتاب "ان" تالیفات میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مصنف مدظلہ العالی نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی پر مستند کتابیں جو شائع ہو چکی ہیں ان کا بالاستیعاب مطالعہ فرمایا ہے اور اس مطالعہ کی روشنی میں اپنی اس تالیف کو ایک زندہ دستاویز بنا دیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ پر لکھنے والے الحمد للہ ہر مسلک اور مذہب کے سوانح نگار ہیں جن کے مکاتیب فکر و نظر جدا ہیں لیکن امام اعظم کی شخصیت اور بلند کردار کے سب ہی معترف ہیں اور یہ قول صدق صادق آتا ہے۔ اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ (فضیلت وہ ہے کہ اکابر جس کی گواہی دیں)

ذیل میں یہ عاجز اپنی بات کے ثبوت میں حضرت مصنف نے جن مصادر اور مآخذ سے استفادہ کیا ہے ان کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے سیرت نگاروں میں الحمد للہ شوافع، مالکی، حنابلہ، ظواہری، معتزلین، محدثین، فقہا، متکلمین اور ائمہ صوفیہ ہیں یہ دیکھ کر مصنف نے کتاب ہذا کے صفحہ ۴۴ پر کیا خوب مصرع لکھا ہے۔

ہمہ عالم گواہ عصمت اوست

طوالت سے بچنے کے لئے ذیل میں انہی تذکرہ نگار حضرات کا ذکر کیا جاتا ہے جو غیر حنفی ہیں، اس وجہ سے کہ ایک حنفی کا اپنے امام کی تعریف کرنا فطری امر ہے اور ممدوح کی جلالتِ شان اس میں ہے کہ دوسرے ان کی مدح میں اپنی زبان اور قلم کو استعمال فرمائیں۔

۱۔ امام مالک بانی مذہب مالکی
۲۔ امام محمد بن ادریس الشافعی بانی مذہب شافعی
۳۔ امام احمد بن حنبل بانی مذہب حنبلی
۴۔ حافظ مغرب علامہ ابن عبدالبر مالکی قرطبی
۵۔ حافظ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی مالکی
۶۔ خطیب تبریزی شافعی صاحب مشکوٰۃ المصابیح
۷۔ علامہ جلال الدین سیوطی شافعی
۸۔ علامہ شمس الدین محمد بن یوسف دمشقی شافعی
۹۔ علامہ ابن کثیر دمشقی شافعی
۱۰۔ علامہ حافظ شمس الدین ذہبی شافعی
۱۱۔ علامہ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی
۱۲۔ علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی
۱۳۔ علامہ ابوبکر خطیب بغدادی حنبلی پھر شافعی
۱۴۔ علامہ ابن خلدون اشبیلی مغربی مالکی
۱۵۔ علامہ ابن قیم حنبلی
۱۶۔ علامہ ابن تیمیہ حرانی دمشقی حنبلی
۱۷۔ امام عبدالوہاب شعرانی شافعی
۱۸۔ علامہ ابن العماد حنبلی
۱۹۔ علامہ ابن حزم اندلسی ظاہری
۲۰۔ علامہ یوسف الاناکی الظاہری
۲۱۔ علامہ ابن خلکان شافعی

علاوہ ازیں عصر حاضر کے مصری محققین جنہوں نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات اور آپ کے کارناموں کو اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا ہے ان میں علامہ ابوزہرہ مصریؒ استاذ محمد بک خضری اور استاذ عبدالحکیم البندی ہیں۔

فوق الذکر وہ نامور مستشنین ہیں جنہوں نے قرونِ اولیٰ سے لے کر اس وقت تک اپنے اپنے ادوار میں امتِ مرحومہ کے اعلام اور ابطال کے کارناموں کو محفوظ کر دیا تاکہ آنے والی نسلیں اپنے اسلاف کی مبارک زندگیوں سے واقف ہو کر ان کے نقوشِ قدم پر چلیں۔ ان حضرات نے اس شعر کے مصداق کام کیا ہے۔ واللہ در اقائل۔

نام نیکِ رفتگاں ضائع مکن — تاکہ ماند نامِ نیکت برقرار

معاصرت ایک بڑا حجاب ہے۔ کسی کی شخصیت کا کمال یہ ہے کہ اس کے معاصرین اس کی قدر کریں اور اس کے کمال کا اعتراف کریں۔ یہ بات بھی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں حاصل ہے،

آپ کا مخالف بھی آپ کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا، بالعموم محدثین آپ کے مخالف رہے کہ آپ اہل الرای ہیں، لیکن اس اختلاف کے ساتھ ہی ساتھ یہ حضرات بھی آپ کے ورع اور اعزاز و مشاہیر سے آپ کی کنارہ کشی کی وجہ سے آپ کی مدح میں رطب اللسان ہیں اور ان میں ائمہ زہاد اور محدثین ہیں۔ اس کی تفصیل آپ کو اس کتاب کے صفحہ ۱۹۵ اور ۲۰۱ پر ملے گی، یہاں بھی بہ طور تبرک میں چند حضرات کے نام لکھنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

(۱) حضرت امام باقر (۲) امام عبداللہ بن مبارک (۳) شیخ بخاری (۴) مستشرقین کرام (۴) سفیان ثوری (۵) سفیان بن عیینہ (۶) حماد بن زید (۷) ایوب سختیانی (۸) شریک القاضی (۹) ابن شبرمہ (۱۰) یحییٰ بن سعید القطان (شیخ بخاری و مسلم) (۱۱) ابن جریج (۱۲) عبدالرزاق بن ہمام (۱۳) وکیع استاذ امام شافعی (۱۴) یزید بن ہارون (۱۵) خلف بن ایوب (۱۶) ابوعاصم النبیل شیخ بخاری، (۱۷) بلخی (۱۸) یحییٰ بن معین (۱۹) الاصمعی (۲۰) فضیل بن عیاض شیخ اصحاب صحاح ستہ (۲۲) علی بن مسہر شیخ اصحاب صحاح ستہ۔

حضرت مصنف نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مداحین کے چھیاسٹھ اسماء گرامی تحریر فرمائے ہیں جو کہ حضرت امام کے معاصرین ہیں اور اس زمانہ کے علم دین اور فن حدیث کے آفتاب اور ماہتاب ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین وجزاہم عنا وعن الملۃ الاسلامیۃ خیر الجزاء و احسنہ۔

یہ کتاب معلّی اسلامی تاریخ کا روشن باب ہے۔ جناب مصنف نے اس کتاب میں سات حقائق اور وقائع کو بڑی جانفشانی اور لگن سے جمع فرمایا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب کسی قوم کا حافظہ کمزور ہو جائے تو قوم کا مستقبل مخدوش ہو جاتا ہے۔ مؤلفِ جلیل نے ملّی تاریخ کے اس درخشاں باب کو اُجاگر فرما کر قومی سطح پر ہمارے حافظہ کو بحال کرنے کی کامیاب کوشش فرمائی ہے اور اس کتاب لطیف کے حوالہ سے واقعات کا مطالعہ نئی نسل کے لئے اشد ضروری ہے۔

اس کتاب میں قارئین کرام کو واقعات کے بیان میں ایک مربوط ترتیب ملے گی۔ حمد و صلاۃ کے بعد حضرت امام کے نام و نسب، بشارت، حضرت امام کی تابعیت، حضرت امام کا وطن، حضرت امام کا ذریعہ معاش، حضرت امام کے اساتذہ قرآن و حدیث اور فقہ، حضرات اساتذہ کا ذکر، فقہ حنفی کے اساسی اصول، حضرت امام کے نامور تلامذہ کا بیان اور ان کی خدمات، حضرت امام کے متعلق مختلف اہل مذہب کے بیانات اور پھر بعض مذکرہ نگاروں کے ایرادات اور ان کا جواب۔ الغرض والحمد للہ حضرت امام رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کے پورے خدوخال حضرت مصنف کے تجزیاتی انداز کے باکمال اور حقائق

کی صداقت نے کتاب کو علمی، فکری اور قانونی سطح پر ہماری اسلامی تاریخ کا قابلِ فخر حصہ بنا دیا ہے۔

اس مبارک کتاب پر عاجز کی مقدمہ نگاری نے کتاب کو مطالعہ کرنے میں مائل ہونے کا کام کیا ہے اس پر یہ ناچیز نادم و شرمسار ہے اور مزید حائل رہنا ایک گونہ گستاخی ہے اس لئے مقدمہ کا آخری حصہ جو ایک تاریخی حقیقت سے متعلق ہے بیان کر کے اپنی عاجز بیانی کو ختم کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔

ہندوستان میں اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے والا اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہٗ کے تجدیدی کارناموں کے بعد سے ہندوستان میں اسلامی حکومت کی نگرانی، اس کے سربراہوں کی تعلیم و تربیت پورے ملک میں دین و شریعت کی حفاظت اور اس برِ صغیر میں اسلام کے مستقبل کا تحفظ کا کام اللہ تعالیٰ نے اس خاندانِ عالی شان اور اس سلسلہ کے عالی مقام مشائخ اور بزرگوں کے سپرد فرمایا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

مغل بادشاہوں کی دینی اصلاح کا جو عظیم کام شہنشاہ اکبر کے آخری عہد سے اس سلسلہ عالیہ کے بانی حضرت مجدد الف ثانی نے شروع فرمایا اس کی تکمیل حضرت سلطان اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کی ذات پر ہوئی۔ حضرت عالمگیر بلاشبہ ہندوستان کے ایک بڑے فقیہ، غیور، حامیِ دین و شریعت اور مجاہد مسلمان فرمانروا تھے۔ انہوں نے اپنی بادشاہت کے ابتدائی دور میں جب کہ شاہجہاں بادشاہ آگرہ کے قلعہ میں محبوس تھے حضرت مجدد الف ثانی کے خلفِ رشید و خلیفۂ ارشد حضرت خواجہ محمد معصوم کی حیات میں اُن کے پانچوں صاحبزادے حضرت شیخ سیف الدین سے بیعت کی تھی۔ حضرت شیخ سیف الدینؒ سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے احوالِ باطن سے اپنے حضرت والد کو آگاہ کرتے تھے اور آپ اپنی فراستِ صادقہ سے سلطان اورنگ زیب عالمگیر کو اس برِ صغیر میں دین کے احیاء اور حفاظت کے لئے تیار فرما رہے تھے۔ اپنے مکاتیبِ عالیہ اور توجہاتِ باطنیہ کے ذریعہ ان کے اسلامی جذبات کو متحرک اور متعدی بنانے کی کوشش میں شب و روز منہمک تھے اور ایک ایسے دور میں جب کہ کسی کو اس کا علم بھی نہ تھا کہ حضرت سلطان اورنگ زیب سلطنتِ مغلیہ کے آخری بااختیار مطلق العنان بادشاہ ہوں گے۔ حضرت ان کو شہزادۂ دین پناہ کے لقب سے یاد فرماتے تھے۔ حضرت سلطان نے ولایتِ کبریٰ تک سلوک طے فرمایا تھا کہ آپ کو اگرہ جانا پڑا۔ سلطان اورنگ زیب نے معمولاتِ شاہی کو بدعات اور خلافِ شریعت امور سے پاک کیا۔

حضرت شیخ سیف الدین سے دہلی میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی بہت ترویج ہوئی نامور

مشائخ حضرت نور محمد بدایونی، حضرت میر زاجانِ جاناں مظہر، حضرت شاہ غلام علی، حضرت شاہ ابوسعید مجددی فاروقی، حضرت شاہ احمد سعید، حضرت شاہ عبدالغنی، حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ قدس اللہ اسرارہم اور اب مخدومی حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی متع اللہ حیاتہٗ کے قیام سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ رائج ہے۔ حضرت شاہ غلام علی نے خانقاہ ارشاد پناہ بنائی۔ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے یہ مبارک خانقاہ ایک روحانی مرکز بن گئی اور یہاں سے حضرت مولانا خالد کردی شہرزوری دولتِ خلافت سے سرفراز ہو کر گئے اور مصر، شام، عراق اور ترکیہ کو سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ سے معمور فرمایا۔ ممالک عربیہ کے علماء آپ سے مستفید ہوئے۔ چنانچہ تفسیر روح المعانی کے مصنف سید شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی اور خاتمۃ المحققین علامہ محمد امین ابن عابدین مؤلف ردّ المحتار علی الدرّ المختار آپ کے فیوضات سے بہرہ مند ہوئے ہیں اور وہاں بعض معاندین نے حضرت مولانا خالد پر نکیر کی تو علامہ ابن عابدین نے رسالہ سَلُّ الْحُسَامِ الْهِنْدِيِّ لِنُصْرَةِ مَوْلَانَا خَالِدِ النَّقْشَبَنْدِيِّ لکھ کر سب کا منہ بند کیا۔ ملاحظہ فرمائیں اس رسالہ کو مجموعۂ رسائل ابن عابدین میں۔

اور حضرت شاہ رؤف احمد نے بھوپال میں خانقاہ بنائی اور مجلسِ ارشاد آراستہ کی اور شاہ سداللہؒ نے حیدرآباد دکن میں دائرۂ ارشاد پھیلایا اور خلقِ خدا کو واصل بحق کیا۔ ڈیرہ اسماعیل خاں میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری مصروفِ ارشاد رہے۔ پنجاب میں ان کے خلفاء نے مشعلیں روشن کیں۔ یہ تمام کوششیں اسی طلائی زنجیر کی کڑیاں ہیں جو افغانستان، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور شام و عراق و مصر و ترکیہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان سب کڑیوں کو سرہند کے اللہ والے نے متحرک اور متعدی فرمایا ہے۔ آپ نے ایسے گرم نفس اور خلوص سے حرکت دی ہے کہ صدہا سال گزرنے پر بھی ان میں حرکت باقی ہے اور امید واثق ہے کہ تا قیامِ قیامت ان میں حرکت باقی رہے گی۔ خواجہ دیں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

این سلسلہ از طلائے ناب است　　این خانہ ہمہ آفتاب است

حضرت مصنف مدظلہ العالی کا وجودِ مبارک اور آپ کی یہ تالیفِ منیف اسی طلائے ناب کی ایک کڑی ہے۔ ناچیز کا دل کہتا ہے جس طرح آپ کی شخصیت منارۂ نور ہے اسی طرح یہ کتاب معنیٔ اسلامی ادب کی شاہراہ پر ایک نمایاں سنگِ میل ثابت ہوگی اور فنِ سوانح اور تذکرہ کے خزانوں میں ایک انمول اضافہ ہوگا۔

عاجز اپنے اس مقدمہ کو ایک پاک دل مخلص حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی قدس اللہ سرہٗ

کے مدحیہ اشعار پر ختم کرتا ہے۔ البتہ پاک دل مخلص نے "ممدوح میرے خیر زندہ رہیں مدام" لکھا ہے عاجز نے حضرت مصنف کا اسم گرامی زید لکھ دیا ہے۔[1]

دہلی کو جائے طالب مولیٰ جو جا سکے — ہے اُس جگہ وہ شخص جو حق سے ملا سکے
بے حد بزرگیاں ہیں اُس عالی جناب میں — کیا کوئی اُن کے لکھنے کو خامہ اُٹھا سکے
سیموں کو تو نے نور سے بہرہ ور کیا — ابرِ بہار کب تری بخشش کو پا سکے
پہنچی تجھے ولایتِ علمیہ وراثۃً — کب فہم میں کوئی تری عظمت کو لا سکے
کالشمس فی النہار ترا فضل ہے عیاں — کس طرح کوئی تیرا یہ رتبہ چھپا سکے
قہر و عتاب میں ترے رحمت ہے مستتر — یہ نکتہ کب نہاں میں ناقص کے آ سکے
روشن جہاں میں نام ہے اس خانقاہ کا — محروم جو یہاں ہو کہاں پھر وہ جا سکے
در سے تمہارے در کوئی اس کے بغیر آج — ممکن نہیں کہ منزلِ مقصود پا سکے

ممدوح میرے زید زندہ رہیں مدام
اور ان سے اپنے کام زمانہ بنا سکے

امید وارِ دعاء
ابوالخیرات محمد عبدالستار خاں
سابق پروفیسر عربی عثمانیہ یونیورسٹی۔ حیدرآباد

۲۰ شعبان المعظم سنہ ۱۴۰۱ھ
۸ مارچ سنہ ۱۹۸۱ء

[1] ملاحظہ کریں "مقالات خیر" ص ۳۸

ابتدائیہ

کتاب امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ نعمان علیہ من اللہ الرحمۃ والرضوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

بندۂ عاجز ابوالمحسن زید فاروقی حنفی عرض کرتا ہے کہ ایک عرصہ سے عاجز کی خواہش تھی کہ مُربّیِ اقدم حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان (رحمۃ اللہ ورضی عنہ) کا مبارک حال ائمۂ اعلام کی کتابوں سے مختصر طور پر تحریر کرے۔ آپ نے جو خدمت اس اُمت مرحومہ کی کی ہے وہ اس امر کی مقتضی ہے کہ آپ کے مبارک احوال سے اُمتِ مسلمہ کے افراد آگاہ ہوں اور وہ آپ کے لئے دعائے خیر کرتے رہا کریں۔

علامہ سیوطی نے رسالہ تبییض الصحیفہ[1] میں عبداللہ بن داؤد الخریبی کا یہ قول لکھا ہے یَجِبُ عَلٰی اَھْلِ الْاِسْلَامِ اَنْ یَّدْعُوا اللّٰہَ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِیْ صَلٰوتِھِمْ۔ قَالَ وَذَکَرَ حِفْظَہٗ عَلَیْھِمُ السُّنَنَ وَالْفِقْہَ۔

"اہلِ اسلام پر لازم ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں ابوحنیفہ کے لئے دعا کیا کریں کیونکہ انہوں نے ان کے واسطے سُنن اور فقہ کی حفاظت کی ہے"۔

یہ عاجز اگرچہ بیس پچیس سال کے عرصہ میں آپ کے مبارک احوال کو کتابی شکل میں پیش کرنے سے قاصر رہا ہے لیکن مولائے رحیم و کریم کے فضل و کرم سے اس عزم سے غافل نہیں رہا علمائے اعلام کی تالیفات کے جمع کرنے میں لگا رہا اور بعض اوقات کچھ قلمبند کرنے کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ اس کتاب کے آخر میں عاجز مراجع کا بیان کرے گا۔ اس سے ناظرین کو اندازہ ہو جائے گا کہ کتنے عمدہ اور مستند مراجع فراہم کئے گئے ہیں۔

[1] ملاحظہ کریں ص ۱۷

یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ ۱۲ ربیع اوّل ۱۳۹۷ھ ۷ مارچ ۱۹۷۷ء کو اس عاجز کا چار مہینے کے واسطے ابن العلم حضرت محمد ابوسعید مجددی فاروقی رامپوری کے ساتھ مکہ مکرمہ جانا ہوا۔ حضرت محمد ابوسعید کے والدِ مکرم حضرت محمد معصوم فرزند حضرت عبدالرشید اور عاجز والد شاہ عبداللہ ابوالخیر فرزند حضرت شاہ محمد عمر آپس میں چچا زاد بھائی تھے۔ چونکہ وہ عمر میں بڑے تھے، حضرت والد ان کو بھائی صاحب کہتے تھے۔

مکہ مکرمہ میں ہمارا قیام جناب محمد مدنی فرزند جناب شیخ ندیم احمد مجددی فاروقی رامپوری کی عمارت میں ہوا۔ یہ چھ منزلہ عمارت شارع عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما میں لاسلکی کے پاس واقع ہے۔ محمد مدنی صاحب کے صاحبزادے نے اپنے والد کی کتابیں عاجز کو دکھائیں ان کی کتابوں کی وجہ سے عاجز کے مطالعہ کا سلسلہ جاری رہا۔ ان کتابوں میں استاذ محمد ابوزہرہ کی کتاب "ابوحنیفہ۔ حیاتہ وعصرہ۔ آراؤہ وفقہہ" دستیاب ہوئی۔ عاجز نے اس کا مطالعہ کیا۔ استاذ محمد ابوزہرہ نے خوب تحقیق سے کتاب لکھی ہے۔ کتاب کی متانت و رصانت کا دل پر اثر ہوا اور عاجز نے اس کا خلاصہ اردو میں لکھا۔

اتفاق کی بات ہے کہ بھائی ابوسعید کے بڑے بیٹے حافظ قاری ادیب اور شاعر عبدالحمید حمید اپنے والد سے ملنے تین دن کے واسطے دہلی سے آگئے۔ انہوں نے اس خلاصہ کو دیکھا اور دو تاریخی قطعات اردو میں اور ایک عربی میں کہے۔ عاجز اردو کے قطعات لکھتا ہے ؎

تصنیف جناب حضرت زید — اللہ رے مقامِ بوحنیفہ
تاریخ حمید اس طرح تو — لکھ — مظہرِ نامِ بوحنیفہ
۱۳ ھ ۹۷

دیگر

کتابِ محبوب علمِ بوحنیفہ — یہی تو ہے بہارِ ارضِ کعبہ
حمید اس کی یہ ہے تاریخ بیشک — بنائی یادگارِ ارضِ کعبہ
۱۳ ھ ۹۷

عاجز کا خیال تھا کہ اس خلاصہ کو طبع کرادے لیکن بعض دوسری تالیفات کی مصروفیت میں دن گزرتے گئے۔ اس دوران میں یہ خیال آیا کہ تالیفِ جدید کا لکھنا بہتر ہے چنانچہ عاجز

اس کام میں مصروف ہوگیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے یہ کتاب مرتب ہوئی ہے جس کو عاجز طبع کرانے کا ارادہ کر رہا ہے۔

بیگ کرم فرما نے مخالفوں کے کچھ اقوال ذکر کئے اور مشورہ دیا کہ ان کا بھی رد لکھ دیا جائے۔ عاجز نے کہا۔ معاندوں اور حاسدوں سے کوئی دور خالی نہیں رہتا۔ ہمارے سرور و آقا، اللہ کے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کی جو خدمت کی ہے روزِ روشن کی طرح واضح ہے اور اس کا اعتراف کثرت سے غیر مسلموں نے کیا ہے مع ہذا جو کج طبیعت ہیں وہ کج رُخم[1] کی طرح مقتضائے طبیعت کا اظہار کر کے رہتے ہیں۔ دیکھو حضرت مولانا خالد کردی فرماتے ہیں۔ بیت مگر نقلِ ابوجہل و محمد را ذمی دانی

عاجز نے اُن سے کہا۔ اس اُمتِ مرحومہ کے جلیل القدر مستند ائمۂ اعلام کے اقوال کا بیان کر دینا اور مستند کتابوں سے صحیح حالات کا لکھ دینا کافی ہے۔ خاص کر وہ بیان جو علماء مالکیہ شافعیہ حنبلیہ اظہر یہ اور اہلِ حدیث نے حضرت امام عالیمقام کے متعلق کیا ہے کیونکہ معاند و حاسد کی قیل و قال کو کوئی نہیں روک سکتا۔ ایسے افراد کے متعلق حضرت امام نے وکیع سے فرمایا ہے۔

اِنْ یَحْسُدُوْنِیْ فَاِنِّیْ غَیْرُ لَائِمِهِمْ — قَبْلِیْ مِنَ النَّاسِ اَهْلُ الْفَضْلِ قَدْ حُسِدُوْا

اگر ان لوگوں کو مجھ سے حسد ہے میں ان کو ملامت نہیں کرتا کیونکہ مجھ سے پہلے اہلِ فضل افراد سے حسد کیا جا چکا ہے۔

البتہ یہ عاجز امام حافظ ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ کے ایرادات اور حافظ ابوبکر احمد خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ کی بے قاعدگی کا اور اس دور کے بعض اہلِ حدیث کی غلط روش کا ذکر کرے گا تاکہ اہلِ انصاف بسہولت افراد کو حقیقتِ امر کا علم ہو جائے۔

اہلِ عناد کی غلط بیانیوں کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنے عربی رسالہ "المقدمۃ السنیۃ" میں جو کہ ۱۱۳۲ھ میں آپ نے مدینہ منورہ میں تالیف فرمایا ہے، لکھا ہے[2]

اللہ تعالیٰ کا طریقہ رہا ہے کہ اپنے نیک بندوں کو ظالموں کے شر میں مبتلا کرتا ہے چنانچہ حضرت مجدد کو بھی ظالموں اور بہتیرین نے ایذا پہنچائی اور سخت گیر اور تنگ نظر فقہاء نے

[1] کج دُم، ٹیڑھی دم یعنی بھجو۔ [2] حضرت شاہ ابوالخیر کاندھلوی نے اس رسالہ کو العمودالسنیہ میں طبع کیا ہے۔

آپ پر انکار کیا۔ یہ ابتلا اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے درجات میں اضافہ کرتا ہے اور ان کی وفات کے بعد اُن کو نیکیاں پہنچاتا ہے۔

حضرت امام عالی مقام پر جو غلط الزامات بعض حاسدوں اور معاندوں نے لگائے ہیں جو بھی ان الزامات کو دُہرائے گا حضرت امام کو نیکیاں ملتی رہیں گی۔

حضرات ائمہ دین کے درجات اللہ تعالیٰ بڑھائے ان حضرات نے جان سے تن سے مال سے دین مبین کی خدمت کی ہے۔ ان کے پیش نظر ارشاد نبوی علی صاحبہا الصلاۃ "یسّروا ولا تعسّروا" تھا (آسان بناؤ مشکل نہ بناؤ) لہٰذا ان حضرات نے سہولت کی راہیں کھولیں اور ان حضرات کے اختلاف سے اُمت مرحومہ کو یہ فائدہ پہنچا کہ رحمت کی راہیں کھلیں اور آسانی کے پرچم لہرائے، یہ حضرات شایانِ صد تعظیم و توقیر ہیں نہ یہ کہ ان پر جھوٹے الزام عائد کئے جائیں۔ حضرت عطار نے اپنے پند نامہ میں کیا خوب کہا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

آں ائمہ ائے کہ کردند اجتہاد — رحمت حق بر روانِ جملہ باد
بوحنیفہ محمد امام باصفا — آں چراغِ اُمتانِ مصطفیٰ
باد فضلِ حق قرینِ جانِ او — شاد باد ارواحِ شاگردانِ او
صاحبش بو یوسفِ قاضی شدہ — وز محمد ذوالمنن راضی شدہ
شافعی ادریس و مالک باذفر — یافت زیشاں دینِ احمد کرّ و فر
احمد حنبل کہ بود او مردِ حق — در ہمہ چیز از ہمہ بردہ سبق

اِس اُمت کے واسطے ان حضرات کا وجود سراسر رحمت ہے۔ امام شافعی نے فرمایا ہے "اِنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ عَلٰی قَوْلٍ اخْتَلَفَ فِیْہِ الْفُقَہَاءُ" اللہ تعالیٰ اِس قول پر عمل کرنے والوں کو عذاب نہیں دے گا جس میں حضرات فقہاء کا اختلاف ہوا ہے۔ رحمت کی راہیں کھل گئی ہیں جس پر چاہو چلو دوسرے سے تعرض نہ کرو۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ آخِرًا وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ دَائِمًا مُّتَجَدِّدًا۔

جمعہ ۹ جمادی الآخرہ ۱۴۰۸ھ — درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر
۲۹ جنوری ۱۹۸۸ء — شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی ۶

حضرت امام عالی مقام ابوحنیفہ نعمان کے احوال

حضرت امام کا نام و نسب جنسیت

آپ کے تذکرہ نگاروں کا تقریباً اتفاق ہے کہ آپ کا اسم گرامی نعمان اور کنیت ابوحنیفہ ہے اور آپ کے والد کا نام ثابت ہے۔ خطیب بغدادی نے اسی نام سے "تاریخ بغداد" کے "باب النون" میں آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ البتہ خطیب نے ابوجعفر کا قول بھی لکھا ہے کہ ابوحنیفہ کا نام عتیک اور ان کے والد کا نام زوطرہ ہے اور حضرت امام نے اپنا نام نعمان اور اپنے والد کا نام ثابت رکھا ہے[1] اور خطیب نے عمر بن حماد کا قول نقل کیا ہے۔[2]

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی ہیں، زوطی[3] کابل کے ہیں۔ ثابت کی ولادت اسلام میں ہوئی ہے۔ زوطی بن تیم اللہ بن ثعلبہ کے مملوک تھے پھر آزاد کر دیئے گئے۔ لہٰذا آپ کی ولاء بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کی پھر بنی قفل کی ہے۔ ابوحنیفہ خزاز تھے۔ آپ کی دوکان "دار عمرو بن حریث" میں معروف تھی۔[4]

علامہ شمس الدین شامی متوفی ۹۴۲ھ نے عمر بن حماد کا قول تاریخ بغداد سے لکھا ہے۔ اس میں زوطی کے والد کا نام ماہ ہے اور لکھا ہے کہ امام نووی نے لفظ زُوطی کو زا کے پیش اور طاء کے زبر سے لکھا ہے۔ بروزن موسیٰ اور قاموس اور طبقات حنفیہ میں زُا اور طا پر زبر ہے

---

[1] ملاحظہ کریں تاریخ بغداد جلد ۱۳ صفحہ ۳۲۰۔ [2] ص ۳۲۳

[3] عزیز سے بعض محقق علماء نے کہا ہے کہ لفظ زوطی کی اصل زُطّ ہے جو کہ جٹ کا معرب ہے اور جٹ ہندوستان کی جاٹ قوم ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے زمانہ میں یہ قوم بغداد کے اطراف میں آباد ہو گئی تھی۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ سابق استاذ قانون جامعہ عثمانیہ دکن نے رسالہ امام ابوحنیفہ کی تدوین قانون اسلامی کے صفحہ ۳۳ میں بہ صورت حاشیہ لکھا ہے "زوطی کے لفظ کا ہندوستانی جاٹ سے بھی ممکن ہے کچھ تعلق ہو یا یہ کہ زوطی کا معرب ہو کیونکہ نہ صرف اس لفظ کا لفظ "زُوطی" اور "زُوطی" دونوں ہیں ہے۔ (لہٰذا دونوں کے مابین "زوطے" سمجھا جائے) بلکہ اس کے معنی بھی بعض مؤلف نے چھوٹے کے بھی بتائے ہیں، شاید اسی وجہ سے لفظ ہو۔

بروزن سلمیٰ[1]

خطیب نے حضرت امام کے دوسرے پوتے اسماعیل بن حماد کا یہ قول نقل کیا ہے[2]

"میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان ازاولاد فرس احرار ہوں، اللہ کی قسم ہم پر کبھی غلامی نہیں آئی ہے۔ میرے دادا (حضرت ابوحنیفہ) کی ولادت سنشہ میں ہوئی ہے۔ (ان کے والد) ثابت چھوٹی عمر میں حضرت علی بن ابی طالب کے پاس گئے۔ حضرت علی نے ان کے لئے اور اُن کی اولاد کے لئے برکت کی دعا کی اور ہم اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ حضرت علی کی دُعا ہمارے حق میں قبول کرلی گئی ہوگی"۔

اسماعیل کا یہ بیان بھی ہے کہ ثابت کے والد نعمان بن مرزبان نے نوروز کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خوان پیش کیا اور آپ نے فرمایا۔ نَوْرُوْزُنَا کُلَّ یَوْمٍ۔ ہمارا نوروز ہر روز ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ واقعہ مہرجان کا تھا اور حضرت علی نے فرمایا تھا: مہرجان ہمارا مہرجان ہے"۔

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی متوفی ۹۷۳ھ نے لکھا ہے[3]

دونوں بھائیوں کے بیان میں اختلاف ہے کہ حضرت امام کے والد ثابت کے والد کا نام نعمان ہے یا زوطی اور وہ مرزبان کے بیٹے ہیں یا ماہ کے۔ اس اختلاف کی یہ توجیہ کی جاسکتی ہے کہ ایک نے ان کے نام لکھے ہوں گے اور دوسرے نے القاب کا بیان کیا ہوگا۔ اور ابن حجر نے غلامی کا اثر لینے اور نہ لینے کے متعلق کہا ہے کہ جس نے انکار کیا ہے اس نے حضرت امام کے والد ثابت سے نفی کیا ہے اور جس نے ثابت کیا ہے اس نے ثابت کے والد کے لئے ثابت کیا ہے۔

عبدالقادر مصری نے "الجواہر المضیئۃ فی تراجم الحنفیۃ" کے مقدمہ کے تیسرے باب میں حضرت امام کا ذکر کیا ہے[4]۔ انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام تک حضرت امام کا سلسلۂ نسب پہنچایا ہے۔ ابتدا کے چار نام اس طرح لکھے ہیں۔ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن کاؤس بن ہرمز۔

ملا علی قاری نے اپنی کتاب "مناقب الامام الاعظم" میں جو کہ بصورت ذیل "الجواہر المضیئۃ" چھپی ہے، لکھا ہے۔

"ثابت بن زوطا بن ماہ ہیں۔ اور لکھا ہے۔ زیادہ صحیح یہی بات ہے کہ آپ آزاد ہیں اور کسی زمانہ میں بھی آپ کے آباء واجداد میں غلامی کا اثر نہیں آیا ہے"۔

---

[1] عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان صفحہ ۳۶

[2] جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۶ [3] خیرات الحسان صفحہ ۱۵ [4] جلد ۱ صفحہ ۳۵ [5] جلد ۱ صفحہ ۳۵

علماء نے لکھا ہے کہ حضرت امام کے جدِّ امجد کابل سے انہار آئے۔ وہاں ثابت کی ولادت ہوئی جب انہار میں بدامنی پھیلی آپ نسا چلے گئے۔ وہاں حضرت امام کی ولادت ہوئی، پھر کوفہ آمد ہوئی۔ بعض علماء نے ترمذ کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہاں بھی کچھ قیام رہا ہے۔

آپ کی عربیت کے متعلق یہی قول مختار ہے کہ آپ اہلِ فارس میں سے ہیں۔ اس سلسلہ میں استاذ محمد ابوزہرہ نے اپنی تالیف "ابوحنیفہ وحیاتہ وعصرہ آراؤہ وفقہہ" میں نفیس کلام لکھا ہے[1] اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

میرے نزدیک حضرت امام کے پوتوں کی روایتوں میں توافق کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ حضرت امام کے دادا زوطی یا نعمان اپنے وطن میں گرفتار ہوئے اور معلوم ہوتا ہے کہ ان پر احسان کیا گیا اور ان کو چھوڑ دیا گیا۔ جیسا کہ مسلمانوں کا سلوک مفتوح علاقہ کے گرفتار کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔

قابلِ اعتماد یہی بات ہے کہ آپ کی اصل فارسی ہے، نہ آپ عربی ہیں اور نہ بابلی۔ آپ کے دادا پر غلامی کا دھبہ لگا ہو یا نہ لگا ہو۔ آپ اور آپ کے والد کی ولادت آزادی کی حالت میں ہوئی ہے۔ اگرچہ بعض محققین کے ناقابلِ اعتماد قول سے معلوم ہوتا ہے کہ غلامی کا دھبہ آپ کے والد پر لگا ہے۔ ان کے اس دعوی سے حضرت امام کی قدر، آپ کا علم، آپ کی شرافت نفس اور آپ کے مرتبہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اللہ کے ہاں اسی کی عزت بڑی ہے جس کا ادب بڑا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَبِیْ کُلُّ نَجِیٍّ تَقِیٍّ۔ ہر نیکو کار متقی میری آل ہے۔ اور حضرت سلمان فارسی کے متعلق آپ نے فرمایا ہے۔ سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ۔ سلمان ہم میں سے اہل بیت میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت امام کو جو ذاتی شرافت عطا کی تھی اس کا احساس خود حضرت امام کو بھی تھا۔ آپ کے وکلاء کی نسبت بنی تیم اللہ سے تھی۔ بنی تیم اللہ کے ایک شخص نے امام صاحب سے کہا۔ آپ ہمارے مولیٰ ہیں۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ اَنَا وَاللّٰہِ اَشْرَفُ بِکَ مِنْکَ بِیْ۔ اللہ کی قسم تمہیں میری وجہ سے زیادہ شرافت حاصل ہوئی ہے بہ اعتبار اس شرافت کے جو تم سے مجھ کو حاصل ہوئی ہے۔

---

[1] ملاحظہ کریں صفحہ ۱۳، ۱۴۔

فارسی نسبت نے آپ کی قدر کم نہ کی اور نہ آپ کو مرتبۂ کمال تک جانے سے مانع ہوئی آپ کا نفس کسی غلام کا نفس نہیں تھا بلکہ ایک اصیل آزاد کا نفس تھا۔

مورخوں نے غیر عرب پر موالی کا استعمال کیا ہے۔ تابعین کے دور میں ہر جگہ کے فقہا یہی لوگ تھے۔ پھر استاذ ابوزہرہ نے کتاب "العقد الفرید" سے قاضی ابن ابی لیلیٰ اور عیسیٰ بن ابان کا مکالمہ اور شیخ موفق مکی کی کتاب مناقب ابی حنیفہ سے عطاء اور ہشام بن عبدالملک کا مکالمہ لکھا ہے اور پھر یہ بات لکھی ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ (غیب کی بتائی ہوئی خبر) کی تصدیق ہو رہی ہے کہ اگر علم ثریا کے پاس لٹکا ہوگا تو ابنائے فارس کا جوان اس کو حاصل کرے گا۔" الخ

عرب میں رواج تھا کہ پردیسی اور کمزور افراد کسی با اثر شخص یا کسی قبیلہ کی پناہ حاصل کر لیا کرتے تھے۔ یقال ثم ولاء فلان لے موالون (یعنی دوستداران وے اند (منتہی الارب)

اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب کی آیت پانچ میں فرمایا ہے۔ "اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ۔ (پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کا کر کر پھر اگر نہ جانتے ہو ان کے باپ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں اور رفیق ہیں) ولاء کے اثبات سے لازم نہیں آتا کہ کوئی کسی کا مملوک رہا ہو۔ عرب میں قبائلی نظام رائج تھا۔ ہر قبیلہ ان افراد کی حفاظت کرتا تھا جن کا تعلق ان سے ہوا کرتا تھا لہٰذا ضعیفوں اور پردیسیوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ کسی طاقتور کی پشت پناہی حاصل کر لیں۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اسی کا اظہار کیا ہے جس کا بیان اللہ تعالیٰ نے کیا ہے[1] "قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ۔ کہا مجھ کو تم سے مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتی یا کسی مضبوط آسرے کی پشت پناہی حاصل ہوتی۔

لہٰذا حضرت امام کے دادا جب اپنے ملک سے عراق آئے آپ نے اپنی حفاظت کے لئے کسی با اثر کی دوستی اور پشت پناہی حاصل کی ہے۔ یہ ہے حقیقت جس کو سامندوں نے افسانہ بنا دیا۔

استاذ محمد بک الخضری نے لکھا ہے[2] ابنائے فارس، روم اور مصر کثرت سے اسلام میں داخل ہوئے۔ ان کو موالی کہا جاتا تھا۔ جو شخص جس کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا تھا وہ اس کا مولیٰ

---

[1] منتہی الارب ج ۴ ص ۵۵۱ [2] سورۂ ہود آیت ۸۰ [3] تاریخ التشریع الاسلامی ص ۱۳۱

ہوا کرتا تھا۔

حضرت امام کا اسم گرامی نعمان ہے۔ عربی میں خون کو نعمان کہتے ہیں۔ خون پر مدار حیات ہوتا ہے لہٰذا کثرۃً یہ نام رکھا جاتا ہے کہ یہ شخص سرخرو اور کامیاب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی اور آپ نے شریعت مطہرہ کے ایسے اصول و ضوابط بیان کئے جو مقبول خلائق ہوئے اور امام شافعی کو کہنا پڑا "الناس فی الفقه عیال ابی حنیفة" فقہ میں سب لوگ ابوحنیفہ کے محتاج ہیں آپ ہی کے اصول و ضوابط شریعت مطہرہ کی تدوین و سرگیری کا ذریعہ بنے ہیں۔

اور نعمان گل لالہ کی ایک قسم کا نام ہے۔ اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے اور اس کی خوشبو طبیعت روح پرور اور دل آویز ہوتی ہے۔ ابتدائے موسم بہار میں پہاڑ کے دامن میں وہ اپنی بہار دکھاتا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی نے کتاب "امام اعظم اور علم الحدیث" ۱۳۷۵ھ میں لکھا ہے۔ علامہ نووی نے تہذیب الاسماء واللغات کے مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ لفظ مولیٰ زیادہ تر دوستی کے عہد و پیمان یعنی مولی الموالات کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ تاہم مولیٰ چونکہ غلام کو بھی کہتے ہیں اس لئے امام اعظم کے بارے میں بعض لوگوں کو دھوکا ہوا ہے اور وہ مولیٰ کے معنی غلام کے سمجھ بیٹھے ہیں لیکن چونکہ خود امام صاحب کی اپنی تصریح موجود ہے کہ یہ نسبت دوستی کے عہد و پیمان کی نسبت ہے اس لئے اب دوسرے احتمال کی گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ امام طحاوی مشکل الآثار میں جو فن حدیث میں اپنے موضوع پر بے مثال کتاب ہے عقد موالات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ (جلد ۴ صفحہ ۵۴ میں)

"عبداللہ بن یزید کہتے ہیں۔ میں امام ابوحنیفہ کے پاس گیا انہوں نے مجھ سے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے عرض کیا کہ ایسا شخص جس پر اللہ نے اسلام کے ذریعہ احسان کیا یعنی مسلم۔ امام صاحب نے فرمایا یوں نہ کہو بلکہ اُن قبائل میں سے کسی سے تعلق پیدا کر لو پھر تمہاری نسبت بھی ان کی طرف ہوگی میں خود بھی ایسا ہی تھا۔"

یہ عاجز عفی اللہ عنہ کہتا ہے۔ امام سیوطی نے "الجامع الصغیر" میں طبرانی کی الکبیر اور حاکم کی مستدرک سے "سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ" کی روایت لکھی ہے کہ سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔ یہ شرف اور مرتبہ حضرت سلمان کو ولاء محبت سے ملا ہے۔

اور مولانا کاندھلوی نے لکھا ہے (حاشیہ کر کے) حافظ ابن الصلاح فرماتے ہیں۔ مولیٰ طرف

غلام کو نہیں کہتے ہیں بلکہ ولاء اسلام، ولاء حلف اور ولاء لزوم کو بھی ولاء کہتے ہیں اور ان تعلقات والوں کو موالی کہا جاتا ہے۔ امام بخاری کو ولاء اسلام کی وجہ سے جعفی، امام مالک کو ولاء حلف کی وجہ سے تیمی اور مقسم کو حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس زیادہ رہنے کی وجہ سے مولی ابن عباس کہتے ہیں۔

بشارت سرایا کرامت

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی شافعی نے لکھا ہے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کا بیان۔ ائمہ نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام مالک کی بشارت اس حدیث شریف سے دی ہے۔ یُوْشِكُ اَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ اَكْبَادَ الْاِبِلِ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَلَا يَجِدُوْنَ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِيْنَةِ۔ قریب ہے علم کی تلاش میں لوگ اونٹوں پر سفر کریں گے اور ان کو مدینہ کے عالم سے زیادہ علم والا کہیں نہ ملے گا۔

اور حضرت امام شافعی کی بشارت اس حدیث شریف سے دی ہے۔ لَا تَسُبُّوْا قُرَيْشًا فَاِنَّ عَالِمَهَا يَمْلَأُ الْاَرْضَ عِلْمًا۔ قریش کو برا نہ کہو کیونکہ ان کا عالم زمین کو علم سے بھر دیگا۔

میں کہتا ہوں۔ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف میں ابوحنیفہ کی بشارت دی ہے جس کی روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کی ہے اور ابونعیم نے اس کو حلیۃ الاولیاء میں لکھا ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ كَانَ الْعِلْمُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر علم ثریا کے پاس ہوا البتہ اس کو ابنائے فارس کے افراد اس کو حاصل کریں گے۔

اور شیرازی نے القاب میں قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ اگر علم ثریا سے لٹکا ہوا ہوا البتہ اس کو ابنائے فارس سے کچھ لوگ حاصل کرلیں گے۔

ابوہریرہ کی حدیث کی اصل صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ان الفاظ سے ہے۔ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ۔ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوا البتہ فارس کے لوگ اس کو حاصل کرلیں گے۔

اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهٖ رَجُلٌ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ حَتّٰى يَتَنَاوَلَهُ۔ اگر ایمان ثریا کے پاس ہو ابنائے فارس میں سے

[1] مطالعہ فرمائیں رسالہ تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفہ ص۳

ایک شخص اس حد تک پہنچ جائے گا اور اس کو حاصل کرلے گا۔

اور قیس بن سعد کی حدیث طبرانی کی معجم کبیر میں ان الفاظ سے ہے۔ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَاَتَاهُ الْعَرَبُ اَوْ لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ۔ اگر ایمان ثریا کے پاس لٹکا ہو کہ عرب اس کو نہ پاسکیں، البتہ فارس کے لوگ اس کو پالیں گے۔

اور معجم طبرانی میں ہی ابن مسعود سے روایت ہے، قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ كَانَ الدِّيْنُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رَجُلٌ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ۔ ابن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر دین ثریا سے لٹکا ہوتا البتہ بعض ابنائے فارس اس کو حاصل کرلیتے۔

یہ ایک صحیح اصل ہے جس سے امام ابوحنیفہ کی بشارت اور آپ کی فضیلت کا اظہار ہو رہا ہے جیسا کہ ان دو حدیثوں سے امام مالک اور امام شافعی کی بشارت اور فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔

یہ صحیح اصل بے نیاز کردیتی ہے موضوعی خبر سے۔ (سیوطی کا کلام تمام ہوا)

یہ عاجز کہتا ہے علامہ سیوطی نے "خبر موضوعی" کا ذکر کرکے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرت امام کے تذکرہ نگاروں نے جو روایتیں لکھی ہیں، جیسے "عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ حَنِيْفَةَ هُوَ سِرَاجُ اُمَّتِیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ یعنی میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کو ابوحنیفہ کہا جائے گا وہ قیامت میں میری امت کا چراغ ہوگا" ایسی موضوعی روایات کو ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے جب ایسی مستند اصل موجود ہے۔

حضرت امام کی کنیت

آپ کے تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے کہ آپ کی کنیت ابوحنیفہ تھی حنیفہ تانیث ہے حنیف کا یعنی عبادت کرنے والا اور دین کی طرف راغب ہونے والا۔ تذکرہ نگاروں میں سے زیادہ تر اس طرف گئے ہیں کہ آپ کے صرف ایک بیٹے تھے جن کا نام آپ نے حماد رکھا تھا۔ ان کے علاوہ کوئی اولاد نہیں ہوئی ہے۔ ان افراد نے آپ کی کنیت ابوحنیفہ کی چند توجیہات کی ہیں۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا ہے[1] "کوفہ کی مسجد میں وقف کی چار سو دواتیں طلبہ کے لئے

[1] امام ابوحنیفہ کی تدوین قانون اسلامی۔

ہمیشہ رہتی تھیں (موفق ج۲ ص۲۶۱) اور یقیناً ابو حنیفہ کے سینکڑوں ہی شاگرد ہوئے ہوں گے۔ امام سیف الائمہ سائل کا بیان ہے کہ ابو حنیفہ کے ایک ہزار شاگرد تھے، جن میں سے چالیس خاص فضیلت و جلالت رکھتے تھے بلکہ اجتہاد کے درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ ابو حنیفہ ان کو خاص طور سے عزیز رکھتے تھے اور اُن کو تقرب حاصل تھا۔ ایک دن انھوں نے ان چالیس شاگردوں سے کہا۔ تم میرے سب سے جلیل القدر ساتھی اور میرے دل کے رازداں اور میرے غمگسار رہو۔ میں فقہ کی اس سواری کو زین اور لگام لگا کر تمہارے سپرد کر چکا ہوں اب تمہیں چاہیے کہ میری مدد کرو کیونکہ لوگوں نے مجھے دو زخ کا پل بنا دیا ہے کہ سہولت تو دوسروں کو ہوتی ہے اور بوجھ میری پیٹھ پر رہتا ہے۔ (موفق ج۲ ص۲۶۱)

استاذ عبدالحکیم چندی نے لکھا ہے[1] آپ کا حلقۂ درس وسیع تھا، آپ کے شاگرد اپنے ساتھ تمام دوات رکھا کرتے تھے۔ چونکہ اہل عراق دوات کو حنیفہ کہتے ہیں اس لئے آپ کو ابو حنیفہ کہا گیا یعنی دوات والے۔ (ص۲۶) بعض نے کہا ہے۔ آپ شدت سے حق کی طرف راغب اور کثرت سے اللہ کی عبادت کرتے تھے لہٰذا آپ کو ابو حنیفہ کہا گیا۔ اور لکھا ہے کہ آپ مستعمل پانی کے استعمال کو جائز نہیں سمجھتے تھے اس لئے آپ کے متبعین نے ٹوٹیوں کا استعمال شروع کیا۔ چونکہ ٹوٹی کو حنفیہ کہتے ہیں، آپ کا نام ابو حنیفہ پڑ گیا۔ (منہ)

حافظ شمس الدین نے لکھا ہے۔ بعض افراد نے کہا ہے کہ آپ کی ایک بیٹی حنیفہ نام کی تھی لہٰذا آپ ابو حنیفہ ہوئے لیکن آپ کے تذکرہ نگاروں میں سے ایک جماعت نے یقین کے ساتھ کہا ہے کہ آپ کی کوئی بیٹی نہ تھی اور بیٹا بھی بجز حماد کے اور کوئی نہ تھا۔ علامہ الموفق مؤلف المناقب کا بھی یہی خیال ہے۔

کتاب عقود الجمان کو "لجنۂ احیاء المعارف النعمانیہ" دائرہ حیدرآباد نے طبع کیا ہے۔ علامہ اجل مولانا ابوالوفاء افغانی رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً نے حاشیہ میں لکھا ہے۔

امام موفق نے حضرت امام کے مناقب میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام کو فتویٰ دینے سے روکا گیا تو آپ کی بیٹی نے ایک مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے بھائی سے دریافت کرلو۔ فَعَلِمَ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ ابْنَةٌ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔ آپ کے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ آپ کی ایک بیٹی تھی۔

---

[1] ابو حنیفہ بطل الحریۃ والتشریع فی الاسلام۔ [2] عقود الجمان ص۵۱۔

حضرت امام کی ولادت و وفات

قاضی ابو عبداللہ حسین بن علی صیمری متوفی ۴۳۶ھ نے بہ سند متصل[1] احمد بن الصلت سے اور امام ابن جریر نے بہ سند متصل[2] ابو جعفر محمد بن عمرو اور عبداللہ بن جعفر رازی اور محمد بن سماعہ سے اور یہ دونوں قاضی القضاۃ ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں۔ سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ وُلِدْتُ سَنَةَ ثَمَانِينَ وَلِيَ سِتَّ عَشْرَةَ سَنَةً فَإِذَا شَيْخٌ قَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لِأَبِي مَنْ هٰذَا الشَّيْخُ، فَقَالَ هٰذَا رَجُلٌ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ، فَقُلْتُ لِأَبِي فَإِنِّي تَأْتِي هٰذَا عِنْدَهُ، قَالَ أَحَادِيثُ سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لِأَبِي قَدِّمْنِي إِلَيْهِ حَتّٰى أَسْمَعَ مِنْهُ، فَتَقَدَّمَ بَيْنَ يَدَيَّ فَجَعَلَ يُفَرِّجُ النَّاسَ حَتّٰى دَنَوْتُ مِنْهُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِينِ اللّٰهِ كَفَاهُ اللّٰهُ وَهَمَّهُ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔

میں نے امام ابو حنیفہ سے سُنا کہ ۸۰ھ میں اپنے والد کے ساتھ حج کو گیا۔ اس وقت میری عمر سولہ سال کی تھی۔ میں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ ان پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ بوڑھے شخص کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور ان کا نام عبداللہ بن الحارث بن جزء ہے۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ ان کے پاس کیا ہے میرے والد نے کہا۔ اُن کے پاس وہ حدیثیں ہیں جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہیں۔ میں نے کہا۔ مجھ کو آپ ان کے پاس لے جائیں تاکہ میں بھی حدیث شریف سن لوں چنانچہ وہ مجھ سے آگے بڑھے اور لوگوں کو چیرتے ہوئے چلے یہاں تک کہ میں اُن کے قریب پہنچ گیا اور میں نے اُن سے سُنا کہ آپ کہہ رہے تھے۔

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جس نے دین کی سمجھ حاصل کرلی اس کی فکروں کا علاج اللہ کرتا ہے اور اس کو اس طرح پر روزی دیتا ہے کہ کسی کو گمان و گمان بھی نہیں ہوتا"۔

قاضی امام ابو یوسف کی اس روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ کی ولادت ۸۰ھ کی ہے۔

تاریخ بغداد میں خطیب نے مزاحم بن داؤد سے اور وہ اپنے والد یا کسی دوسرے سے روایت

---

[1] فاضلی ابن اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص۵۔ [2] کتاب بیان العلم وفضلہ جلد اول ص۳۵۔

کرتے ہیں کہ ابوحنیفہ کی ولادت ۸۰ھ میں اور وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی ہے لیکن یہ روایت کسی دوسرے نے نہیں کی ہے۔ ابونعیم نے کہا ہے کہ آپ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی ہے[1]

وفیات الاعیان میں ابن خلکان نے لکھا ہے کہ ابوحنیفہ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی ہے اور کہا گیا ہے کہ ۷۹ھ میں ہوئی ہے اور پہلا قول اصح ہے اور آپ کی وفات رجب کے مہینہ میں ہوئی ہے اور کہا گیا ہے کہ شعبان میں ہوئی ہے اور سال وفات ۱۵۰ھ ہے اور کہا گیا ہے کہ جمادی الاولیٰ کی گیارہ تاریخ تھی اور کہا گیا ہے ۱۵۳ھ تھا۔ اور اصح پہلا قول ہے[2]

خطیب کی ۱۷۰ھ کی روایت پر علامہ ازہر نے درج ذیل حاشیہ لکھا ہے۔

وَإِنَّمَا يُخَطِّئُهُ مِنَ الْقُدَمَاءِ مَنْ دُوْنَ أَحَادِيْثِ النُّعْمَانِ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ كَأَبِي مَعْشَرٍ الطَّبَرِيِّ الشَّافِعِيِّ الْمُقْرِئِ وَغَيْرِهِ۔

قدیم علماء کرام کی وہ جماعت جس نے حضرت امام کی اُن روایات کی تدوین کی ہے جو آپ نے حضرات صحابہ سے کی ہیں، اس قول کی طرف میلان کیا ہے۔ جیسے ابومعشر طبری شافعی وغیرہ۔

علامہ سید احمد رضا بجنوری منع اللہ المسلمین من علمہ نے مقدمہ انوار الباری کے حصہ اول کے صفحہ پچاس میں لکھا ہے۔

"حضرت امام ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، سنہ ولادت میں اختلاف ہے۔ علامہ کوثری نے ۸۰ھ کو دلائل و قرائن سے ترجیح دی ہے اور ۸۶ھ میں اپنے والد کے ساتھ حج کو گئے وہاں حضرت عبداللہ بن الحارث صحابی سے ملے اور حدیث سنی، ۹۵ھ میں پھر حج کو گئے اور جو صحابہ زندہ تھے اُن سے ملے۔ درمختار میں ہے کہ امام صاحب نے بیس صحابہ کو دیکھا ہے۔ خلاصۃ الکمال فی اسماء الرجال میں ہے کہ چھبیس صحابہ کو دیکھا ہے"

علامہ قاضی میسری اور امام ابن عبدالبر نے جو روایت قاضی القضاۃ ابویوسف سے بسند متصل روایت کی ہے عاجز کے نزدیک دوسری روایتوں سے ارجح اور قابل اعتماد ہے۔ اور حضرت امام عالی مقام کا سال ولادت ۸۰ھ ہے اور سال ولادت "چاند پاک" سے ظاہر ہے۔

برادر طریقت مولانا حافظ محمد اکرام الحق، ساکن گھوسی، ضلع مئو یوپی نے مشہور قول کی رو سے حضرت امام عالی مقام کی تاریخ "چاند اللہ" سے نکالی ہے۔ جزاہ اللہ خیرا۔

---

[1] ملاحظہ کریں جلد ۱۲ صفحہ ۳۳۰۔ [2] ملاحظہ کریں وفیات الاعیان، جلد ۵ صفحہ ۴۱۴-۴۱۳

ایک افواہ علامہ احمد بن مصطفیٰ معروف بہ طاش کبری زادہ متوفی ۹۶۲ھ نے "مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ" کی جلد ۲ صفحہ ۷ میں لکھا ہے۔

"وَسَمِعْتُ مَنْ أَثِقُ بِهِ يَرْوِي عَنْ بَعْضِ الْكُتُبِ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ نُعْمَانَ وَتَزَوَّجَ أُمَّ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ الْإِمَامُ جَعْفَرٌ الصَّادِقُ وَكَانَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ صَغِيرًا وَتَرَبَّى فِي حِجْرِ الصَّادِقِ"

"مجھ سے ایک شخص نے کہا جس پر مجھ کو بھروسہ ہے کہ بعض کتب میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کی والدہ سے امام جعفر صادق نے نکاح کر لیا۔ چنانچہ ابوحنیفہ کی تربیت حضرت جعفر صادق کے زیر سایہ ہوئی ہے"

امام جعفر صادق کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی ہے اور یہی سن حضرت امام ابوحنیفہ کی ولادت کا اہل حدیث نے مشہور کیا ہے۔ اس قول کی رو سے دونوں حضرات کی ولادت ایک سن میں ہوئی ہے اور یہ ثابت ہے کہ حضرت امام نے پہلا حج اپنے والد بزرگوار کے ساتھ ۸۶ھ میں کیا ہے۔ اور اس وقت آپ کی عمر سولہ سال کی تھی اور آپ کے والد ماجد حیات تھے۔ بہ ظاہر علامہ طاش کبری زادہ "يَلْقَوْنَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُوْنَ" کے مصداق ہیں کہ لاٹ لیتے ہیں سنی بات اور بہت ان میں جھوٹے ہیں" ان کی روایت اعتبار کے قابل نہیں۔

حضرت امام کی تابعیت حضرت امام عالی مقام کی تابعیت کے سلسلہ میں علامہ زرہبی نے "مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبیہ" میں علامہ جلال الدین سیوطی نے "تبییض الصحیفہ" میں علامہ شمس الدین دمشقی نے "عقود الجمان" میں اور علامہ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی نے "الخیرات الحسان" میں از روئے انصاف بہت اچھی بحث کی ہے اور حافظ کبیر ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری کی عبارت اُن کے تناقض سے نقل کی ہے۔ عاجز ان اکابر کے اقوال کا خلاصہ لکھتا ہے۔

خلاصہ: حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کی ایک مبارک جماعت کو پایا ہے۔ آپ کی ولادت کوفہ میں ۸۰ھ میں ہوئی اور اس وقت کوفہ میں صحابہ میں سے عبداللہ بن ابی اوفی تھے۔ ان کی وفات ۸۶ھ یا اس کے بعد ہوئی ہے۔ اور ابن سعد نے ایسی سند سے کہ جس میں خلل نہیں ہے روایت کی ہے کہ امام ابوحنیفہ نے انس بن مالک کو دیکھا ہے۔ ان دو حضرات کے سوا دوسرے حضرات صحابہ بھی صحابہ میں زندہ تھے۔ بعض حضرات نے ان روایات کو

جن کی روایت امام ابو حنیفہ نے صحابہ سے کی ہے ایک مختصر رسالہ میں جمع کر لیا ہے لیکن ان روایات کی سند ضعف سے خالی نہیں ہے اور میرے نزدیک مستند وہ بات ہے جو گزر چکی ہے کہ حضرت امام نے بعض صحابہ کو دیکھا ہے۔ یہ بات ابن سعد نے بھی کہی ہے لہٰذا اس اعتبار سے حضرت امام تابعین کے طبقہ میں سے ہیں اور یہ بات ائمہ امصار میں سے کسی دوسرے امام کے واسطے ثابت نہیں ہے۔ جیسے ملک شام کے اوزاعی ہیں، بصرہ کے دو حماد ہیں، کوفہ کے ثوری ہیں، مدینہ منورہ کے مالک ہیں اور مصر کے لیث بن سعد ہیں۔ تمام ہوئی بات حافظ ابن حجر کی۔

علامہ شمس الدین دمشقی نے "عقود الجمان" میں تفصیل سے بحث کی ہے اور لکھا ہے۔

"علامہ قاضی ابو محمد العینی نے اپنی کتاب "شرح شرح معانی الآثار" کے مقدمہ میں اور اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے صحابہ کی ایک جماعت سے سنا ہے، لیکن علامہ محقق قاسم بن قطلوبغا نے "جامع المسانید" للخوارزمی کے حاشیہ میں عینی کے کلام کا رد لکھا ہے۔"

اور لکھا ہے کہ ابن حجر اور دوسرے علماء نے حضرت امام کی روایت کردہ احادیث کی سند کی وجہ سے عدم صحت اور ضعف کا حکم کیا ہے کسی نے باطل نہیں قرار دیا ہے۔ بنا بریں ان روایات کے بیان کرنے میں ایک طرح کی سہولت ہے کیونکہ ضعیف حدیث کا ذکر کرنا جائز ہے اور ان کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ یہ روایت ہے۔ لہٰذا میں ان کو ذکر کرتا ہوں۔ پھر ان پر کلام کروں گا۔

علامہ سیوطی کے پیش نظر وہ نسخہ رہا ہے جس کو ابو معشر نے جمع کیا۔

حضرت امام کی مرویات جن کو ابو معشر نے جمع کیا ہے

قال ابو معشر فی جزئہ اخبرنا ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن منصور الفقیہ الواعظ قال حدثنا ابو ابراہیم احمد بن الحسن القاضی قال حدثنا ابو بکر محمد بن احمد بن محمد بن احمد ان الحنفی قال حدثنا ابو سعید اسماعیل بن علی السمان قال حدثنا ابو الحسین بن احمد بن محمد بن محمود البزاز قال حدثنا ابو سعید الحسین بن احمد بن محمد بن المبارک قال حدثنا ابو العباس احمد بن الصلت بن المغلس الحمانی قال حدثنا بشر بن الولید القاضی عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ قال سمعت انس بن مالک رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم۔

وبہ عن انس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الدال علی الخیر کفاعلہ۔

وبہ عن انس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ یحب اغاثۃ اللہفان

اقول احمد بن المغلس مجروح یعنی ان تین روایتوں میں احمد بن الصلت بن المغلس ہے اور وہ مجروح ہے۔

پہلی حدیث (طلب العلم) کا متن مشہور ہے۔ امام نووی نے فتاوی میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اگرچہ متن صحیح ہے اور حافظ جمال الدین المزی نے کہا ہے۔ ایک طریقہ سے اس کی ثابت ہوئی ہے اور اس طریقہ سے یہ حدیث حسن کے رتبہ کو پہنچتی ہے۔

اور میں (سیوطی) کہتا ہوں کہ میرے نزدیک وہ صحیح کے رتبہ کو پہنچتی ہے کیونکہ میں تقریباً پچاس طریقوں سے واقف ہو چکا ہوں۔

دوسری حدیث (الدال علی الخیر) کا متن صحیح ہے۔ اس کی روایت صحابہ کی ایک جماعت سے ثابت ہے اور اس کی اصل صحیح مسلم میں ابو مسعود کی حدیث ہے۔ من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ

تیسری حدیث (ان اللہ یحب) کا متن صحیح ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے اس کی روایت ثابت ہے۔ اور ضیاء مقدسی نے "مختارہ" میں بریدہ کی حدیث سے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

ثم قال ابو معشر اخبرنا ابو عبد اللہ قال حدثنا ابراہیم قال حدثنا ابو بکر الحنفی قال حدثنا ابو سعید الحسین بن احمد قال حدثنا علی بن احمد بن الحسین البصری قال حدثنا احمد بن عبد اللہ بن حرام قال حدثنا المظفر بن مدلل قال حدثنا موسی بن عیسی بن المنذر الحمصی قال حدثنا ابی قال حدثنا اسماعیل بن عیاش عن ابی حنیفۃ عن واثلۃ بن الاسقع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال دع ما یریبک الی ما لا یریبک۔

وبہ عن واثلۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تظہر الشماتۃ لاخیک فیعافیہ اللہ ویبتلیک۔ یہ دو حدیثیں ہیں جن کی سند ایک ہے۔

پہلی حدیث (دع ما یریبک) کا متن صحیح ہے۔ صحابہ کی ایک جماعت سے اس کی روایت ثابت ہے اور اس کی تصحیح ترمذی، ابن حبان، حاکم اور ضیاء نے حسن بن علی بن ابی طالب کی حدیث سے کی ہے۔

دوسری حدیث (لا تظہر) ترمذی نے (غریب) سے دوسری وجہ سے روایت کی ہے اور اس کو حسن قرار دیا ہے اور ابن عساکر نے اس حدیث کی شاہد ہے۔

ثم قال ابو معشر اخبرنا ابو یوسف عبد اللہ قال حدثنا ابو ابراہیم قال حدثنا ابو بکر الحنفی قال حدثنا ابو سعید السمان قال حدثنا ابو علی الحسن بن علی بن محمد بن

إِسْحَاقَ الْيَمَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ بِلَالَوَيْهِ الْأَسْوَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ وُلِدْتُ سَنَةَ ثَمَانِينَ وَقَدِمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُنَيْسٍ الْكُوفَةَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَسَبْعِينَ وَرَأَيْتُهُ وَسَمِعْتُ مِنْهُ وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ۔

میں سیوطی کہتا ہوں اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے ابوالدرداء سے اپنی سنن میں کی ہے۔

یہاں یہ مشکل سوال واقع ہوا ہے کہ عبداللہ ابن انیس جہنی مشہور صحابی کی وفات ۵۴ھ میں ہوئی ہے جو ابوحنیفہ کی ولادت سے ایک زمانہ پہلے ہے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرات صحابہ میں عبداللہ بن انیس پانچ افراد تھے لہٰذا ہو سکتا ہے کہ جس عبداللہ بن انیس سے ابوحنیفہ نے روایت کی ہے وہ اس مشہور صحابی عبداللہ بن انیس جہنی کے سوا ہو۔

ثُمَّ قَالَ أَبُو مَعْشَرٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعْدٍ السَّمَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَيَّاشٍ الْجُنْدِيُّ عَنْ إِمَامِ يَحْيَى بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا وَلَوْ كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔

میں سیوطی کہتا ہوں اس حدیث کا متن صحیح بلکہ متواتر ہے۔

وَبِهِ إِلَى سَعْدٍ السَّمَّانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَلِيٍّ الْمُزَنِيُّ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي حَاتِمٍ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ مُجَرِّدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْثُرُوا جُنْدَ اللهِ فِي الْأَرْضِ الْجَرَادَ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ۔

میں کہتا ہوں اس حدیث کا متن صحیح ہے۔ ابوداؤد نے اس کی روایت سلمان سے کی ہے اور غبار نے "مخمرہ" میں اس کو صحیح کہا ہے۔

حضرت امام کا وطن کوفہ

آپ کا وطن کوفہ ہے جو کہ عراق میں دریائے فرات کے کنارے آباد ہے۔ اس شہر کو اور بصرہ کو خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بسایا ہے۔

۱۷ھ کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رستم کو شکست دے کر قادسیہ کو فتح کر لیا اور کسریٰ کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور مدائن میں آپ نے قیام کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ اور کوفہ بسانے کا حکم دیا اور انہوں نے یہ دو شہر آباد کئے۔ بعض علماء نے لکھا ہے ۱۴ھ کو بصرہ آباد ہوا اور ۱۷ھ کو کوفہ اور بعض نے ۱۹ھ لکھا ہے، لیکن مشہور قول ۱۷ھ کا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یمن کے بارہ ہزار افراد کو اور نزار کے آٹھ ہزار کو کوفہ بھیجا۔ ان سب کے واسطے آپ نے روزینہ مقرر کیا۔ کوفہ کی آبادی میں بہت سرعت سے اضافہ ہوا۔ ابن سعد نے الطبقات الکبریٰ جلد چھ میں کوفہ اور اہل کوفہ کا ذکر کیا ہے صفحہ ۱ میں لکھا ہے "كَانَ عُمَرُ يَبْدَأُ بِأَهْلِ الْكُوفَةِ وَبُيُوتَاتُ الْعَرَبِ كُلُّهَا وَلَيْسَتْ بِالْبَصْرَةِ" کہ حضرت عمر اہل کوفہ سے شروعات کیا کرتے تھے۔ وہاں تمام عرب کے گھرانے آباد تھے اور یہ بات بصرہ میں نہ تھی۔ اور صفحہ ۵ میں لکھا ہے: "هَبَطَ الْكُوفَةَ ثَلَاثُمِائَةٍ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ وَسَبْعُونَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ" کوفہ میں تین سو افراد بیعت رضوان والے اور ستر افراد غزوہ بدر والے نازل ہوئے۔ اس شہر کے بیچ میں عظیم الشان مسجد شریف بنوائی جس میں چالیس ہزار افراد نماز بیک وقت پڑھتے تھے۔ ابن سعد نے صفحہ پانچ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: "بِالْكُوفَةِ وُجُوهُ النَّاسِ"۔ کوفہ میں سرکردہ افراد ہیں۔ اور لکھا ہے کہ حضرت عمر نے کوفہ کا ذکر کیا اور کہا۔ "زُغْمُ اللهِ وَكَنْزُ الْإِيمَانِ وَجُمْجُمَةُ الْعَرَبِ يَعْزِرُونَ ثُغُورَهُمْ وَيُمِدُّونَ الْأَمْصَارَ"۔ کوفہ اللہ کا نیزہ اور ایمان کا خزانہ اور عرب کی کھوپڑی ہے۔ کوفہ والے سرحدی چوکیوں کی حفاظت کرتے ہیں اور شہروں کی مدد کرتے ہیں۔ اور آپ نے اہل کوفہ کو مکتوب ارسال کیا۔ ابتدا اس طرح کی "الی رأس اہل الاسلام" اہل اسلام کے سرکردہ افراد کو۔

اور حضرت علی نے فرمایا۔ الکوفۃ جمجمۃ الاسلام وکنز الایمان وسیف اللہ وزمحہ، کہ کوفہ اسلام کی کھوپڑی، ایمان کا خزانہ اور اللہ کی تلوار اور اس کا نیزہ ہے۔

اور حضرت سلمان فارسی نے فرمایا ہے۔ الکوفۃ قبۃ الاسلام واہل الاسلام یعنی کوفہ اسلام کا اور اہل اسلام کا گھر ہے۔

اور صفحہ سات میں لکھا ہے۔ کہ آپ نے اہل کوفہ کو مکتوب ارسال کیا، اس میں لکھا۔

اے اہل کوفہ تم عرب کا سر اور ان کی کھوپڑی اور میرا وہ تیر ہو جس کو میں اتفاد پڑنے پر ادھر ادھر پھینکتا ہوں، میں نے تمہارے پاس عبداللہ بن مسعود کو بھیج کر اپنے نفس پر تم کو ترجیح دی ہے۔

اس مبارک شہر میں ایک ہزار صحابہ سے زیادہ افراد نے سکونت اختیار کی۔ ان حضرات کے رہنے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی تعلیم و تدریس اور پھر حضرت علی کا وہاں قیام اور جلیل القدر صحابہ کے وُرود سے کوفہ بے مثال گہوارۂ علم بن گیا۔ اسی مبارک سرزمین سے تمام علوم اسلامیہ نے سر ابھارا ہے۔ جو صحابۂ کرام وہاں آئے ان سے حدیث شریف کے وَجانے کھلے۔ نحو، صرف، لغت، فقہ اللغۃ، علوم معانی، بلاغت اور اصول فقہ کا مصدر کوفہ ہی ہے۔ شاطبیہ میں سات ائمہ کی قراءات کا ذکر ہے۔ ۱ نافع اور وہ مدینہ کے، ۲ ابن کثیر اور وہ مکہ کے، ۳ ابوعمرو اور وہ بصرہ کے، ۴ ابن عامر اور وہ دمشق کے، ۵ عاصم ۶ حمزہ ۷ کسائی اور یہ تینوں حضرات کوفہ کے ہیں۔

علامہ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" لکھی ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں میں ہے، عاجز کے پاس نہیں ہے۔ مولانا محمد سرفراز خاں صفدر صاحب نے اپنی تالیف "مقام ابی حنیفہ" میں تذکرۃ الحفاظ کی صرف پہلی جلد سے کوفہ کے ستانوے حفاظ کے اسمائے گرامی لکھے ہیں۔

کوفہ جمجمۂ اسلام، قبۂ اسلام، کنز الایمان، امام الائمہ حضرت ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کا وطن ہے۔ عاجز نے کہا ہے۔

شہر کوفہ ہے جو مسکن حضرت نعمان کا — سر ہے وہ اسلام کا مخزن ہے وہ ایمان کا
ہے یہ فرمانِ عمر پھر ہے یہ فرمانِ علی — قبۂ اسلام کہنا قول ہے سلمان کا

حضرات اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو کچھ فرمایا ہے الہام ربانی ہے۔ ابھی سو سال نہیں گزرے تھے کہ دنیا نے دیکھ لیا کہ اس مبارک سرزمین میں سے ایسے ایسے افراد ظاہر ہوئے کہ انہوں نے عقدِ ثریا کے روشن تاروں کے انوار سے تمام عالم اسلام کو شرقاً غرباً شمالاً جنوباً منور کر دیا۔ ان حضرات نے ایسے دقائق حل کئے ہیں اور ایسے ایسے علوم و فنون ایجاد کئے ہیں کہ دنیا محوِ حیرت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو جمجمۃ العرب اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمجمۃ الاسلام فرمایا ہے ان حضرات کے ارشاد کا اظہار ہو رہا ہے۔

حضرت امام کی وجہ معاش

حضرت امام کے تمام تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے کہ آپ ریشمی کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ یہ مسلم نہیں ہو سکا کہ یہ کام آپ کو اپنے والد سے ملا تھا یا آپ نے یہ عمل از خود اختیار کیا تھا۔ ریشمی کپڑے کے تاجر کو عربی میں الخزّاز کہتے ہیں۔

خطیب بغدادی نے لکھا ہے[1] کہ حضرت امام کا مَصْنَع، دوکان سرائے عمرو بن حریث میں تھی۔

[1] ج ۱۳ ص ۳۲۶

عمیری نے لکھا ہے[1] کہ حفص بن عبدالرحمٰن کا روبار میں آپ کے شریک تھے۔

استاذ محمد ابوزہرہ نے آپ کی تجارت کے متعلق نفیس مقالہ لکھا ہے[2]۔ اس کا خلاصہ لکھا جاتا ہے۔

تاجر ابوحنیفہ ایسی چار صفتوں سے متصف ہوئے کہ معاملات سے ان کا جوڑ ملتا ہے اور ان اوصاف کی وجہ سے آپ ایک کامل اور ماہر تاجر ہوئے۔ جس طرح کہ علماء کی جماعت میں آپ سب سے برتر اور فائق تھے۔ وہ چار صفتیں یہ ہیں۔

۱۔ آپ کا نفس غنی تھا۔ لالچ کا اثر کسی وقت بھی آپ پر ظاہر نہیں ہوا۔ حالانکہ لالچ کا اثر اکثر نفوس پر غالب آجاتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ آپ اچھے کھاتے پیتے گھرانے کے فرد تھے جس پر محتاجی کی نوبت کبھی طاری نہیں ہوئی۔

۲۔ نہایت درجہ امانت دار تھے اور آپ کے نفس سے جس شے کا بھی تعلق ہوتا تھا اسی میں شدید تھے۔

۳۔ آپ معاف اور درگزر کرنے والے تھے نفس کی دناءت سے اللہ نے آپ کو بچا رکھا تھا۔

۴۔ آپ بڑے دیندار تھے، شریعت کے احکام پر سختی سے عمل پیرا تھے، دن کو روزہ رکھتے اور رات کو عبادت کرتے تھے۔

ان اوصاف عالیہ کا اجتماعی طور پر جو اثر آپ کے تجارتی معاملات پر ہوا اس کی وجہ سے تاجروں کے طبقہ میں آپ کھرے تاجر ہوئے اور بیشتر افراد نے آپ کی تجارت کو حضرت خلیفۃ المسلمین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تجارت سے تشبیہ دی ہے۔ گویا کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تجارت کی ایک مثال پیش کر رہے ہیں اور آپ ان طریقوں پر چل رہے ہیں جن پر سلف صالح کا عمل تھا۔ مال کے خریدنے کے وقت بھی اسی طرح امانت داری کے طریقہ پر عامل رہتے تھے جس طرح بیچنے کے وقت عامل رہا کرتے تھے۔

ابن حجر مکی نے "الخیرات الحسان" میں لکھا ہے کہ ایک عورت آپ کے پاس ریشمی کپڑا بیچنے کے واسطے لائی۔ آپ نے اس سے دام پوچھے۔ اس نے ایک سو بتائے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ زیادہ کا ہے، تم کیا کہتی ہو۔ اس نے ایک سو بڑھائے اور اسی طریقہ پر وہ چار سو تک پہنچی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ چار سو سے زیادہ کا ہے۔ وہ بولی تم مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ آپ نے فرمایا کسی شخص کو لاؤ کہ وہ اس کے دام لگائے۔ چنانچہ وہ ایک شخص کو لائی اور اس نے پانچسو میں وہ کپڑا خریدا۔

[1] اخبار ابی حنیفہ ص ۳۳ [2] کتاب ابوحنیفہ ص ۲۷، ۲۸، ۲۹۔

حضرت امام بیچنے والے کی غفلت اور لاعلمی سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے تھے بلکہ صحیح کیفیت کی ہدایت فرماتے تھے۔ اگر کوئی خریدار غریب ہوتا تھا یا وہ آپ کا دوست ہوتا تھا تو آپ اس سے فائدہ نہیں لیا کرتے تھے بلکہ اپنے فائدے میں سے بھی اس کو دیا کرتے تھے۔

خطیب نے لکھا ہے۔ ایک ضعیفہ آپ کے پاس آئی اور اس نے کہا۔ یہ کپڑا آپ کو جتنے میں پڑا ہے اس دام پر میرے ہاتھ فروخت کر دیں۔ آپ نے فرمایا تم چار درم میں لے لو۔ وہ بولی میں بڑھیا ہوں میرا مذاق کیوں اڑاتے ہو۔ آپ نے فرمایا میں نے دو کپڑے خریدے تھے اور ان میں سے ایک کپڑے کو اس دام سے چار درم کم پر فروخت کر دیا۔ اب یہ دوسرا کپڑا ہے جو چار درم میں مجھ کو پڑا ہے لہٰذا تم چار درم میں اس کو لے لو۔

اور خطیب بیان کرتے ہیں کہ ایک کپڑے میں کچھ عیب تھا۔ آپ نے اپنے شریک حفص بن عبدالرحمٰن کو وہ عیب دکھایا اور ان سے کہا۔ اس کپڑے کو فروخت کرتے وقت گاہک کو یہ عیب دکھا دینا۔ حفص مال لے گئے اور اس کو بیچ کر روپیہ لے آئے لیکن اس عیب دار کپڑے کا عیب گاہک کو بتانا بھول گئے۔ جب امام ابوحنیفہ کو اس کا علم ہوا آپ نے سارے مال کی ساری قیمت صدقہ کر دی۔

اس ورع اور عادل رزق پر اکتفا سے آپ کی تجارت آپ پر خوب برسا کرتی تھی۔ تاریخ بغداد میں ہے، آپ تجارت کے نفع کو سال بھر تک جمع کرتے تھے پھر اس سے اساتذہ اور محدثین کی ضروریات از قسم خوراک و پوشاک اور دوسری ضروریات خرید کر ان کو پیش کرتے تھے۔ اور جو روپیہ نقد رہ جاتا تھا وہ ان حضرات کو دیتے تھے اور ان سے فرماتے تھے۔ میں نے اپنے مال میں سے کچھ نہیں دیا ہے یہ سب مال اللہ کا ہے اس نے اپنے فضل و کرم سے تمہارے واسطے مجھ کو دیا ہے جو میں پیش کرتا ہوں۔"

عبدالحکیم جندی نے لکھا ہے[1] حضرت امام اپنی دوکان میں تھے ایک شخص نے ریشمی کپڑا طلب کیا۔ آپ نے اپنے فرزند حماد سے کپڑا دکھانے کو کہا۔ وہ کپڑا لائے اور دکھاتے وقت انہوں نے "ھٰذَا عَلٰی تَجَلٍّ" کہا۔ عرب ممالک میں یہ مبارک جملہ مقام تحسین میں بولا جاتا ہے۔ عاجز نے یہاں ہندوستان میں اپنے حضرت والد اور کلاں سال افراد کو ایسے موقع پر "ماشاء اللہ کیا کہنا" کہتے سنا ہے۔ حضرت امام نے جب اپنے فرزند سے یہ کلمۂ تحسین سنا تو فرمایا: "مَذَقْتَهُ مَذَقَكَ اللّٰهُ"

[1] ملاحظہ کریں ابوحنیفہ بطل الحریۃ صفحہ ۵۰۔

بائیں تم نے اس کپڑے کی تعریف کر دی۔ اب تم اس کپڑے کو اٹھاؤ۔ اور اس گاہک کے ہاتھ وہ کپڑا فروخت نہیں کیا۔

امام موفق نے لکھا ہے۔ امام ابوحفص عمر بن ابی بکر بن محمد زرنجری اپنے والد ابوعبداللہ ابن ابی حفص الکبیر سے وہ حامد بن آدم سے وہ اسد بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کی کوشش رہا کرتی تھی کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقوال و افعال و خصال کی پیروی کریں، کیونکہ حضرت ابوبکر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں سب سے افضل، سب سے اعلم، سب سے اتقی، سب سے ورع، سب سے اتقی، سب سے اتحد، سب سے ازہد، سب سے اسخی اور سب سے اجود تھے۔ اسی طرح ابوحنیفہ تابعین میں سب سے زائد علم والے، سب سے زائد متقی، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ دینے والے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مکہ میں ایک دوکان تھی وہاں کپڑا فروخت کرتے تھے، حضرت ابوحنیفہ نے ان کا اتباع کیا اور کپڑے کی آپ نے تجارت کی۔

علامہ ابن حجر مکی نے امام ابویوسف کا یہ بیان لکھا ہے۔[2]

"حضرت امام سے جب بھی کسی شخص نے اپنی حاجت بیان کی آپ اس کی حاجت روائی کرتے۔ آپ کے صاحبزادے حماد نے جب استاد سے سورۂ فاتحہ پڑھی آپ نے استاد صاحب کو پانچسو درہم دیئے اور دوسری روایت میں ایک ہزار درہم دینے کا بیان ہے۔ استاد صاحب نے کہا میں نے تمام ہی کیا ہے جو آپ نے اتنی زیادہ رقم مجھ کو ارسال کی ہے۔ آپ نے استاد صاحب کو بلا کر فرمایا۔ آپ نے میرے بیٹے کو جو تعلیم دی ہے اس کو کم چیز نہ سمجھئے۔ اللہ کی قسم اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ کی گنجائش ہوتی ہم پیش کرتے۔

وکیع نے بیان کیا۔ مجھ سے ابوحنیفہ نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے: "اَدْنَى مَا يَدُوْمُ نَفَقَةً" "چار ہزار اور اس سے کچھ کم نفقہ ہے۔ (یعنی سال بھر کے لئے یہ مقدار کافی ہے) اور اس ارشاد گرامی کی وجہ سے میں چالیس سال سے چار ہزار درہم سے زائد کا مالک نہیں ہوا ہوں۔ اگر محتاجی کا کھٹکا مجھ کو نہ ہوتا میں اپنے پاس ایک درہم بھی نہ رکھتا۔

سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کرتے تھے ابوحنیفہ کثرت سے صدقہ کیا کرتے تھے، ان کو جو بھی فائدہ ہوا کرتا تھا وہ دے دیا کرتے تھے۔ مجھ کو اس کثرت سے تحفے ارسال کئے کہ مجھ کو وحشت ہونے لگی۔ میں نے ان کے بعض اصحاب سے اس کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا۔ تم ذرا ان تحفوں کو دیکھتے

[2] ملاحظہ کریں کتاب المناقب الموفق جلد ۲ صفحہ ۵۔ [3] الخیرات الحسان صفحہ ۳۷، ۳۸۔

جو انہوں نے سعید بن ابی عروبہ کو بھیجے ہیں۔ ابوحنیفہ نے محدثین میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑا کہ اس کے ساتھ بھلائی نہ کی ہو۔

مسعر نے کہا کہ ابوحنیفہ جب بھی اپنے واسطے یا اپنے عیال کے واسطے کپڑا یا میوہ خریدتے تھے، پہلے اسی مقدار میں کپڑا یا میوہ علماء مشیوخ کے واسطے خریدتے۔

ابو یوسف نے بیان کیا۔ اگر آپ کسی کو کچھ دیا کرتے تھے اور وہ آپ کا شکر کرتا تھا تو آپ کو بڑا ملال ہوتا تھا اور آپ فرماتے تھے۔ شکر اللہ کا کرو کہ اس نے یہ روزی تم کو دی ہے۔

آپ نے بیس سال تک میرا اور میرے گھر کا خرچ برداشت کیا اور میں جب بھی آپ سے کہتا کہ میں نے آپ سے زائد دینے والا کسی کو نہیں دیکھا ہے، آپ فرماتے اگر تم کبھی حماد (آپ کے مبارک استاد) کو دیکھ لیتے تو کیا کہتے۔

اور ابو یوسف نے کہا۔ میں نے ابوحنیفہ سے بڑھ کر اچھی عادتوں والا نہیں دیکھا اور آپ کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہ کو علم عمل سخا اور داد و دہش اور قرآنی اخلاق سے مزین کر دیا تھا۔

شقیق نے بیان کیا میں ابوحنیفہ کے ساتھ کسی طرف جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک شخص نے آپ کو دیکھا اور وہ دوسرے راستہ پر چلنے کی کوشش کرنے لگا۔ آپ نے اس کو آواز دی اور وہ آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اس سے کہا۔ تم دوسرے راستہ کی طرف کیوں مڑ گئے تھے۔ اس نے کہا میں نے آپ سے دس ہزار درہم قرض لئے تھے اور بہت دن گزر گئے اور میں تنگدست ہو گیا ہوں لہٰذا مجھ کو آپ سے حیا آئی۔ آپ نے کہا سبحان اللہ۔ تمہارے حالات اتنے بگڑ گئے ہیں تو میں نے وہ ساری رقم تم کو دی اور میں اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں۔ تم مجھ سے اپنے کو نہ چھپایا کرو اور تم نے جو زحمت برداشت کی ہے اس سے مجھ کو معاف کر دو۔

یہ روایت بیان کر کے شقیق نے کہا۔ مجھ کو یقین ہو گیا کہ ابوحنیفہ درحقیقت زاہد ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ

فضیل نے کہا کہ ابوحنیفہ زیادہ کرم کرنے میں اور بات کم کرنے میں اور علم و اہل علم کی تکریم کرنے میں مشہور تھے۔

شریک نے کہا۔ جو شخص آپ سے پڑھتا تھا آپ اس کو ان دفقہ کی طرف سے مستغنی کر دیا کرتے تھے بلکہ اس کے گھر والوں پر بھی خرچ کرتے تھے اور جب وہ علم پڑھ لیتا تھا تو آپ اس سے فرماتے تھے۔ اب تم کو بڑی دولت مل گئی ہے اور تم کو حلال و حرام کی پہچان ہو گئی ہے۔

ابن حجر ہیتمی نے الخیرات الحسان کی پچیسویں فصل اس عنوان سے لکھی ہے کہ اپنی کمائی سے کھانا اور عطیات کا رد کرنا۔ اور پھر لکھا ہے۔[1]

حضرت امام کی یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ آپ ریشمی کپڑے کی تجارت کرتے تھے اور اس کام میں آپ خوش نصیب تھے اور آپ کو خوب مہارت حاصل تھی۔ آپ کی دوکان تھی اور آپ کے شریک خرید و فروخت کے سلسلہ میں سفر پر جایا کرتے تھے۔ آپ اپنے نفس سے بے نیاز تھے۔ آپ کو طمع اور لالچ سے کسی طرح کا لگاؤ نہ تھا۔ حسن بن زیاد نے کہا ہے۔ قسم ہے اللہ کی کہ آپ نے خلفاء اور امراء کا ہدیہ اور عطیہ کبھی قبول نہیں کیا۔ منصور نے تیس ہزار درہم کئی دفعات میں بھیجے (تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ دس دس ہزار کر کے تین قسطوں میں بھیجے تھے) آپ نے منصور سے کہا میں بغداد میں پردیسی ہوں۔ لوگوں کی امانتیں میرے پاس ہیں۔ میرے پاس جگہ نہیں ہے کہ ان کو محفوظ کروں۔ آپ اس کو بیت المال میں رکھوا دیں۔ منصور نے آپ کی التجا قبول کی اور آپ کا مال بیت المال میں رکھوا دیا۔ جب حضرت امام کی وفات ہوئی، لوگوں کی امانتوں کو بیت المال سے نکالا گیا۔ اس وقت وہ تیس ہزار درہم بھی سامنے آئے اور منصور کو کہنا پڑا۔ خَدَعَنَا اَبُوْ حَنِیْفَۃَ ابوحنیفہ ہم کو بازی دے گئے۔

یہ بھی لکھا ہے کہ منصور کی بیوی کا منصور سے اختلاف ہوا۔ منصور کی بیوی نے کہا۔ میں انصاف چاہتی ہوں اور وہ اس بات پر راضی ہوئی کہ فیصلہ ابوحنیفہ کریں۔ چنانچہ ابوحنیفہ کو بلایا گیا اور منصور کی بیوی پردے کے پیچھے بیٹھیں۔ منصور نے حضرت امام سے کہا۔ کتنی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ آپ نے فرمایا چار عورتوں سے۔ منصور نے کہا اور لونڈیاں۔ آپ نے فرمایا جتنی چاہے رکھے۔ منصور نے اپنی اہلیہ کو سناتے ہوئے کہا۔ خیال سے سن لو۔ حضرت امام نے منصور سے کہا۔ جناب امیر المومنین۔ اللہ نے انصاف کرنے والوں کے لئے چار بیویوں کا جواز بیان کیا ہے ورنہ ایک کا حکم ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے۔ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً۔ اگر تم کو خوف ہو کہ انصاف نہیں کر سکو گے تو ایک۔ ہم کو چاہیئے کہ اللہ کے بیان کردہ آداب پر عمل کریں۔ یہ سن کر منصور خاموش ہو گئے اور حضرت امام تشریف لے گئے۔ منصور کی بیوی نے آپ کو گرانقدر عطیہ ارسال کیا۔ (دوسرے تذکرہ نگاروں نے پچاس ہزار درہم لکھا ہے) آپ نے وہ ہدیہ پھیر دیا اور فرمایا میں نے اللہ کے دین کے واسطے مجاہدہ کیا ہے نہ کہ کسی سے تقرب حاصل کرنے کے لئے اور نہ دنیا کی

[1] ملاحظہ کریں صفحہ ۵۵، ۵۶۔

DYAL SINGH TRUST LIBRARY
12472

طلب کے لئے ؛

حضرت امام کا خلیفہ اخلاق

خطیب نے لکھا ہے۔ [1]
ابو یوسف نے کہا ہے۔ امام ابوحنیفہ میانہ قد تھے نہ چھوٹے اور نہ لمبے۔ لوگوں سے اچھی طرح بات کرتے تھے۔ آپ کا لہجہ بہت عمدہ ہوتا تھا۔ اپنے کام میں نہایت ہوشیار تھے۔

ابو نعیم نے کہا ہے۔ ابوحنیفہ کا چہرہ اچھا، کپڑے اچھے، خوشبو اچھی، مجلس اچھی، بہت کرم کرنے والے اور رفیقوں کے بڑے غمخوار۔

عمر بن حماد (آپ کے پوتے) نے کہا ہے۔ ابوحنیفہ کا قد درازی کی طرف مائل تھا۔ آپ کے رنگ میں گندمی رنگ کی جھلک تھی۔ (آپ کا لباس صاف ہوتا تھا) آپ کپڑے بدلا کرتے تھے۔ ہیئت اچھی، کثرت سے خوشبو کا استعمال کرتے تھے۔ جب سامنے سے آتے یا گھر سے نکلتے تو آپ کے پہنچنے سے پہلے آپ کی خوشبو کی لپٹ پہنچ جاتی تھی۔

سعید بن سالم بصری ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں عطاء سے ملا اور میں نے ان سے کچھ دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا کس جگہ کے ہو میں نے کہا کوفی ہوں۔ فرمایا۔ تم اس بستی کے ہو جس کے باشندے اپنے دین میں تفریق پیدا کر کے فرقوں میں بٹ گئے ہیں میں نے کہا میں ان ہی لوگوں میں سے ہوں۔ فرمایا کس فرقہ میں سے ہو میں نے کہا۔ اس جماعت سے ہوں جو سلف کو گالی نہیں دیتی، قدر پر ایمان رکھتی ہے، گناہ کی وجہ سے کسی کو کافر نہیں کہتی۔ فرمایا، تم آیا کرو۔

عبدالحکیم چندی نے لکھا ہے۔ [2]

حضرت امام نے ایک دن اپنے جلیسوں میں سے ایک شخص کو بوسیدہ لباس میں پایا جب مجلس برخاست ہوئی اور صرف وہ شخص رہ گیا آپ نے اس سے فرمایا۔ اس جانماز کو اٹھاؤ اور اس کے نیچے جو ہے اس کو لے لو۔ اس شخص نے جانماز اٹھائی۔ اس کے نیچے سے ایک ہزار درہم ملے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ درہم لو اور اپنی ہیئت ٹھیک کرو۔ اس نے کہا۔ مجھ کو ضرورت نہیں ہے میں مالدار ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم نے یہ حدیث شریف نہیں سنی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یَرٰی اَثَرَ نِعْمَتِہٖ عَلٰی عَبْدِہٖ۔ اللہ کو پسند ہے کہ وہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔ تم کو چاہئے

[1] ملاحظہ ہو ص ۳۳۔ [2] صفحہ ۷۱/۲۔

کہ اپنی حالت اچھی رکھو تاکہ تمہارا دوست تم کو دیکھ کر افسردہ دل نہ ہو۔

ابن حجر کی نے لکھا ہے۔ [1]

ابراہیم بن عُیَینہ چار ہزار درہم کے مقروض تھے اور قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے وہ قید ہوئے۔ ان کے دوستوں نے اُن کی رہائی کے لئے چندہ کرنے کی راہ نکالی۔ جب یہ لوگ چندہ لینے کے واسطے حضرت امام کے پاس آئے اور آپ کو واقعہ کا علم ہوا۔ آپ نے فرمایا جو چندہ جمع کیا ہے واپس کر دو اور پوری رقم چار ہزار اُن کو پیش کر دی۔

واضح ہو یہ ابراہیم سفیان بن عُیَینہ کے بھائی تھے اور سفیان مشہور محدث تھے جیسا کہ دوسرے تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے۔

علامہ الموفق نے یوسف بن خالد السمتی کا رقعہ صفر نامہ، لکھا ہے۔ وہ بصرہ سے حضرت امام کی خدمت میں آئے اور پھر حضرت امام ہی کے پاس رہے، وہ کہتے ہیں۔ [2]

حضرت امام ہر پیر اور جمعرات اور جمعہ کی رات کو مغرب اور عشاء کی نماز جامع مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور آپ کا حلقہ جامع مسجد میں صبح کی نماز سے ظہر کی نماز تک اور عشاء کی نماز سے ایک تہائی رات تک رہا کرتا تھا۔ اور اپنی مسجد میں عصر کے بعد سے مغرب تک آپ کا حلقہ رہا کرتا تھا۔ اور ظہر سے عصر تک اپنے گھر میں تخلیہ میں رہتے تھے۔ آپ پہلی نماز (عصر کی نماز) میں تعجیل کرتے تھے اور مغرب میں تاخیر اور عشاء میں تعجیل اور فجر اسفار میں پڑھتے تھے۔ ہفتہ کا دن اُن کے حوائج کا دن تھا (اپنے کاموں میں مصروف رہتے تھے) اس دن نہ مجلس میں بیٹھتے اور نہ بازار کو جاتے۔ گھر کے اسباب اور املاک کا بندوبست کرتے۔ بازار میں ضحیٰ کے وقت سے ظہر تک آپ بیٹھا کرتے تھے۔ اور جمعہ کے دن آپ اپنے تمام اصحاب کی دعوت اپنے گھر میں کرتے تھے۔ ان کے واسطے کھانا پکواتے تھے اور ان کو شدید نبیذ پلاتے تھے۔ کھانا ہمارے ساتھ نہیں کھاتے تھے البتہ نبیذ کے پینے میں ہمارے شریک ہو جاتے تھے۔ فرماتے تھے میں اس وجہ سے کھانا الگ کھاتا ہوں کہ تم تکلف نہ کرو۔ آپ طرح طرح کے میوے ہمارے سامنے رکھتے اور خوش ہوا کرتے تھے۔ آپ اپنے نفس ہی سے سخی تھے۔ آپ کا چہرہ اچھا، لباس اچھا اور عطر اور ہر مہینہ میں ایک مرتبہ باغ کی تفریح کرتے اور پھر سب کو اپنے حمام کو لے جاتے۔

علامہ شمس الدین شامی نے لکھا ہے کہ حضرت امام میانہ قد تھے نہ فربہ اور نہ قصیر و دمیم صورت

[1] الخیرات الحسان ص ۳۰ [2] مناقب جلد صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶

میں عمدہ اور گفتار میں بلیغ اور پوری طرح گرفت کرنے والے اور آپ کا لہجہ شیریں اور جوابات کرتے خوب واضح کرتے۔

حضرت امام کا زُہد و ورع اور خشیت و عبادت

محدث قاضی ابو عبداللہ حسین بن علی صیمری نے لکھا ہے[1]

ابن مبارک نے سفیان ثوری سے کہا۔ اے ابو عبداللہ! ابوحنیفہ غیبت کرنے سے کتنے دور ہیں میں نے کبھی نہیں سُنا کہ انہوں نے اپنے کسی مخالف کی غیبت کی ہو۔ سفیان ثوری نے میری بات سُن کر کہا۔ اللہ کی قسم وہ نہایت سمجھدار ہیں، وہ اپنی نیکیوں پر ایسا امر مسلط نہیں کرنا چاہتے جو اُن کو ضائع کر دے۔ ص۳۱

ابراہیم بن سعد جوہری کا بیان ہے کہ میں خلیفہ ہارون رشید کے پاس تھا کہ ابو یوسف کی آمد ہوئی۔ ہارون رشید نے ابو یوسف سے کہا۔ ابوحنیفہ کے اخلاق کا بیان کرو۔ ابو یوسف نے کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (ق آیت ۱۸) وہ نہیں نکالتا اپنی زبان سے کوئی بات کہ اس کے پاس ایک نگہبان تیار رہتا ہے۔

پھر ابو یوسف نے کہا۔ جہاں تک میرا علم ہے ابوحنیفہ محرماتِ الٰہیہ سے بچانے کی بہت کوشش کرتے تھے۔ ان کا ورع بہت تھا اس بات سے کہ دین میں کوئی ایسی بات کہیں جس کا اُن کو علم نہ ہو۔ ان کی خواہش رہتی تھی کہ اللہ کی اطاعت کی جائے اور کوئی بھی اس کی نافرمانی نہ کرے۔ وہ اپنے زمانے کے دنیا داروں سے بچتے تھے، دنیوی جاہ و عزت میں ان سے مُنافسہ نہیں کرتے تھے۔ ان کا زیادہ وقت خاموش رہنے میں گزرتا تھا، ہمیشہ فکر میں رہا کرتے تھے، عمل میں فراخی تھی باتیں بنانے والے نہیں تھے۔ اگر ان سے مسئلہ پوچھا جاتا تھا اور ان کو اس سلسلہ میں علم ہوتا تھا وہ اس کو بیان کر دیتے تھے اور جو نہ جانتے ہے جواب میں کہہ دیتے تھے اور اگر اس سلسلہ میں کچھ نہیں سنا ہے صحیح اور حق طریقہ پر قیاس کرتے تھے اور اپنے نفس کی اور دین کی حفاظت کرتے تھے، علم کو اور مال و دولت کو خوب لگاتے تھے۔ ان کا نفس تمام لوگوں سے بے نیاز تھا، لالچ اور حرص کی طرف ان کا میلان نہ تھا۔ غیبت کرنے سے بہت دُور تھے۔ اگر کسی کا ذکر کرتے تو بھلائی سے کرتے۔

یہ سُن کر ہارون رشید نے کہا۔ یہی اخلاق صالحین (نیکوں) کے ہیں اور پھر کاتب سے کہا۔ یہ بیان لکھ کر میرے بیٹے کو دو تاکہ وہ اس کو پڑھے اور پھر ہارون رشید نے اپنے بیٹے سے کہا۔ اے

[1] ملاحظہ کریں اخبار ابی حنیفہ واصحابہ۔

میرے بیٹے! اس بیان کو حفظ کر لو۔ اگر اللہ نے چاہا میں کبھی تم سے پوچھ لوں گا۔ ص۳۱

ابو عبید قاسم بن سلام نے محمد بن حسن سے سُنا کہ ابوحنیفہ اپنے زمانے میں یکتا تھے۔ اگر زمین پھٹ کر اُن کے مثل کا ظہور ہو تو وہ علم و کرم و شعاری و ورع اور اللہ کے واسطے ایثار کرنے کا ایک عظیم پہاڑ کی شکل میں نمودار ہوگا اور ساتھ ہی وہ فقیہ بھی۔ ص۳۲

لیث اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم زفر کے پاس تھے وہاں سفیان کا اور ابوحنیفہ کا ذکر آیا۔ زفر نے کہا جس وقت ابوحنیفہ حلال و حرام کا بیان کیا کرتے تھے تو سفیان کو ان کا نفس فکر و پریشانی میں ڈالتا تھا۔ ابوحنیفہ سے بڑھ کر نہیں دیکھا کوئی شریف، وہ ورع کرنے میں اور غیبت نہ کرنے میں اتنے بلند مقام پر تھے کہ حق تعالیٰ اس سے عاجز تھی۔ ابوحنیفہ میں قوتِ برداشت اور صبر کرنے کا مادہ بہ درجۂ اتم تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ ص۳۳

ابن مقاتل کا بیان ہے۔ میں نے ابن مبارک سے سنا کہ میں اگر کسی شخص سے ابوحنیفہ کی غیبت سنتا ہوں تو میں نہیں چاہتا کہ اس کو دیکھوں یا اُس کے پاس بیٹھوں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ کے عذابوں میں سے کوئی عذاب اس پر نازل نہ ہو جائے اور اس کے پیٹ میں کہیں میں بھی نہ آجاؤں۔ اللہ تعالیٰ پوری طرح جانتا ہے کہ میں اس بات سے کوسوں بیزار ہوں۔ جو شخص بھی ابوحنیفہ کی تعریف کرتا ہے ابوحنیفہ اس سے برتر ہیں۔ قسم ہے اللہ کی آپ اللہ سے ڈرتے تھے اپنی زبان کی حفاظت کرتے تھے۔ آپ کا کھانا پینا حلال اور پاک تھا، اور قسم ہے اللہ کی آپ کا علم بہت زیادہ تھا اور خوب پھیلا ہوا تھا۔ ص۳۴

ابن جریج نے کہا۔ مجھ کو خبر ہی ہے کہ کوفہ کے فقیہ نعمان کا وَرَع شدید ہے اور وہ اپنے دین کی اور اپنے علم کی خوب حفاظت کرتے ہیں اور وہ اہلِ دنیا کو اصحابِ آخرت پر ترجیح نہیں دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے عنقریب علم میں ان کی عجب شان ہوگی۔ ص۳۵

عمرو بن عون سے یزید بن ہارون نے کہا۔ میں نے ایک ہزار مشائخ سے پڑھا ہے اور میں نے ان سے علم حاصل کیا ہے۔ اللہ کی قسم ہے کہ میں نے اُن میں ابوحنیفہ کی طرح ورع میں اللہ اور اپنی زبان کا احتیاط کسی کو نہیں دیکھا۔ ص۳۶

ابو یوسف نے بیان کیا۔ میں انیس سال ابوحنیفہ سے وابستہ رہا میں نے آپ کو شام کے وضو سے نمازِ صبح کی نماز پڑھتے دیکھا۔ میں نے آپ سے زیادہ اس بات کی خواہش رکھنے والا کسی کو نہیں پایا کہ علم پر عمل کیا جائے اور لوگوں کو علم سے بہرہ ور کیا جائے۔ ابوحنیفہ کی

زندگی میں میرا ایک بیٹا مر گیا۔ میں نے اس کی تکفین، تدفین اور نماز جنازہ کا کام ایک شخص کے سپرد کیا اور میں ابوحنیفہ کے حلقہ میں شریک ہوا۔ آپ کا حلقہ شاذ و نادر ہی مجھ سے فوت ہوا ہے۔ (ص۳)

ابونعیم نے کہا۔ میں علماء کرام سے بکثرت ملا ہوں جیسے اعمش، مسعر، حمزۃ الزیات، مالک بن مغول، اسرائیل، عمرو بن ثابت اور دوسرے اکابر جن کو میں شمار نہیں کر سکتا اور میں نے ان حضرات کے ساتھ نماز پڑھی ہے لیکن میں نے کسی کو بھی ابوحنیفہ کی نماز سے اچھی نماز پڑھنے والا نہیں پایا۔ نماز پڑھنے سے پہلے آپ دعا کرتے تھے اور اللہ سے سوال کرتے تھے اور روتے تھے۔ آپ کی حالت کو دیکھ کر کہنے والے کہا کرتے تھے قسم ہے اللہ کی، یہ شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔ (ص۳)

معافی بن عمران نے الجزیرہ سے سنا کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان، محارب بن دثار، علقمہ بن مرثد، عون بن عبداللہ، سلمۃ بن کہیل، عطاء، طاؤس، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے اور میں ان کی صحبت میں رہا ہوں اور میں نے ابوحنیفہ کو ان کی جوانی میں دیکھا ہے اور ان سب حضرات سے ان کو اَحْسَنَ حَالاً پایا یعنی ان کی رات سب میں اچھی تھی (شب بیداری اور عبادت گذاری میں گزرتی تھی) رضی اللہ عنہ۔ (ص۳)

خارجہ بن مصعب نے کہا۔ خَتَمَ الْقُرْآنَ فِی رَکْعَۃٍ اس رکعۃ وعلا ثمۃ۔ قرآن مجید کو ایک رکعت میں از اول تا آخر ائمہ میں سے چار حضرات نے پڑھا ہے اور وہ حضرت عثمان بن عفان، تمیم داری، سعید بن جبیر اور ابوحنیفہ ہیں۔ رضی اللہ عنہم (ص۳)

یہ عاجز ابوالحسن زید کہتا ہے کہ ابن حجر ہیتمی مکی نے الخیرات الحسان کے صفحہ ۳۴ سطر سات میں خارجہ کی روایت یَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِی رَکْعَۃٍ دَاخِلَ الْکَعْبَۃِ اَرْبَعَۃٌ وَعَدَّ فِیْھِمْ اَبَا حَنِیْفَۃَ۔ کہ بیت اللہ شریف کے اندر قرآن مجید کا ختم ایک رکعت میں چار حضرات نے کیا ہے اور ان چار میں ابوحنیفہ کو شمار کیا ہے۔

اور ابن حجر نے اسی صفحہ میں سطر ۱۸ اور اس کے بعد لکھا ہے۔

بعض اہل مناقب نے لکھا ہے کہ حضرت امام نے جب آخری حج کیا تو آپ نے اپنا آدھا مال بیت اللہ شریف کے خدمتگاروں کو دیا تاکہ ان کو بیت اللہ شریف کے اندر نماز پڑھنے کا موقع مل جائے۔ چنانچہ آپ کو موقع ملا اور آپ نے نصف کلام پاک ایک ٹانگ پر اور نصف کلام پاک دوسری ٹانگ پر کھڑے ہو کر پڑھا اور پھر آپ نے یہ دعا کی۔ یَا رَبِّ عَرَفْتُکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ وَمَا عَبَدْتُکَ حَقَّ الْعِبَادَۃِ فَھَبْ لِیْ نُقْصَانَ الْجِدِّ مَعَ لِکَمَالِ الْمَعْرِفَۃِ،

مَنُوْدِیَ مِنْ زَاوِیَۃِ الْبَیْتِ، عَرَفْتَ فَاَحْسَنْتَ وَاَخْلَصْتَ الْجِدَّ مَعَ لِکَمَالِ الْمَعْرِفَۃِ فَغَفَرْنَا لَکَ وَلِمَنْ کَانَ عَلٰی مَذْھَبِکَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ۔ یعنی اے میرے پروردگار میں نے تجھ کو جانا اچھی طرح کا جاننا اور میں تیری بندگی جیسی چاہیے تھی نہیں کر سکا۔ میری بندگی کی کوتاہی کو بوجہ کمال معرفت معاف فرما۔ اس وقت بیت اللہ شریف کے کونے سے یہ ندا آئی۔ تو نے جانا اور اچھا جانا اور تو نے بندگی اخلاص سے کی لہٰذا بخشی گئیں (تیری کوتاہیاں) اور ان سب کی جو تیرے طریقہ پر ہوں گے قیامت برپا ہونے تک۔

اور ابن حجر نے صفحہ ۹ میں لکھا ہے۔

قَالَ بَعْضُھُمْ مَا رَاَیْتُ اَشْبَرَ عَلَی الطَّوَافِ وَالصَّلٰوۃِ وَالْفُتْیَا مِنْہُ وَمِنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اِنَّمَا کَانَ کُلَّ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ فِیْ طَلَبِ الْاٰخِرَۃِ وَسَمِعْتُ ھَاتِفًا فِی الْمَنَامِ وَھُوَ فِی الْکَعْبَۃِ یَقُوْلُ یَا اَبَا حَنِیْفَۃَ اَخْلَصْتَ بَعْدَ سَبْقٍ وَاَحْسَنْتَ مَغْفُوْرٌ فَقَدْ غُفِرَتْ لَکَ۔

اور بعض حضرات نے کہا ہے۔ میں نے مکہ مکرمہ میں ابوحنیفہ سے طواف، نماز اور فتویٰ دینے میں زیادہ مشغول کسی شخص کو نہیں دیکھا ہے، وہ ساری رات اور سارا دن آخرت کی طلب میں رہتے اور بیت اللہ شریف کے اندر نیند کی حالت میں انھوں نے ہاتف سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ اے ابوحنیفہ۔ تو نے میری خدمت اخلاص سے کی اور میری معرفت اچھی حاصل کی، میں نے تیری خطائیں معاف کر دیں۔

اور پھر لکھا ہے۔ اور تیرے اخلاص اور احسان کی وجہ سے قیامت تک تیرے پیروؤں کی خطائیں معاف کیں۔

پھر یہ تحریر کیا ہے۔ آپ اپنے دین پر حریص تھے اور آپ نے لوگوں میں اپنا مذہب اس وقت پھیلایا ہے جب کہ خواب میں حضرت نبویہ کا اشارہ آپ کو ملا کہ اپنے مذہب کی طرف لوگوں کو دعوت دو اور اپنی فتوت اور شریفانہ پن اور تواضع و انکساری کو چھوڑ دو جب آپ کو اجازت اس ذات قدسی صفات عَلَیْہِ وَمِنَ الصَّلٰوتِ اَکْمَلُھَا وَمِنَ التَّحِیَّاتِ اَجْمَلُھَا سے ملی جو اللہ کے خزانوں کا خازن ہے تو آپ نے اپنا مذہب پھیلایا اور آپ کا مذہب خوب ہی پھلا پھولا اور شرقاً غرباً عجماً عرباً پھیلا اور آپ کو ایسے اصحاب ملے جنہوں نے آپ کے مذہب کے اصول اور فروع کو مدون کیا۔ الخ

علامہ موفق نے لکھا ہے [1]

---

[1] ملاحظہ کریں مناقب جلد ۱ ص۱۹۱

صفیان بن زیاد بغدادی نے کہا ہے کہ ابوحنیفہ کا درع انتہا درجہ کا تھا۔ وہ ریشمی کپڑے کے تاجر تھے، بڑی دقیق نظر سے خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ مدینہ منورہ کا ایک شخص کپڑا خریدنے کے واسطے آپ کی دوکان پر پہنچا اور وہاں سے اپنی پسند کا کپڑا ایک ہزار درہم کو خریدا اور مدینہ منورہ روانہ ہو گیا۔ چند روز کے بعد حضرت امام کو اس کپڑے کی تماش ہوئی اور دوکان کے کارندہ نے آپ سے اس کے فروخت کر دینے کا ذکر کیا اور بتایا کہ ایک ہزار درہم کو فروخت کیا گیا۔ آپ نے اس کارندہ سے کہا، کیا میری دوکان پر بیٹھ کر لوگوں کو دھوکے ہو۔ اور آپ نے اس کو الگ کر کے روپیہ ساتھ لے کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ وہاں وہ کپڑا پہنے ہوئے ایک شخص کو دیکھا۔ آپ کی اس سے بات ہوئی اور آپ نے اس کو چھ سو درہم دیئے اور کوفہ کو روانہ ہو گئے۔

اور صفحہ ۱۹۹ میں لکھا ہے کہ عطار بن حمزہ نے کہا، میں نے علماء میں سے کسی کو بھی اس بات میں اختلاف کرتے نہیں پایا کہ ابوحنیفہ قوم میں سب سے زیادہ فقیہ اور سب سے زیادہ با ورع اور سب سے زیادہ نماز پڑھنے والے اور سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔

اور صفحہ ۲۰۶ میں لکھا ہے۔ بکیر بن معروف نے کہا، جو شخص ابوحنیفہ کو دیکھ لے وہ سمجھ جائیگا کہ صاحب کمال فقیہ جس کی تعریف نہ کی جا سکے کیسا ہوتا ہے اور وہ معرفت والا جس کی تہ کو کوئی نہ پا سکے کیسا ہوتا ہے اور انتہا درجہ کا با ورع اور عبادت میں حد درجہ کوشش کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ ابوعلیہ کو جو بھی دیکھتا ہے سمجھ جاتا ہے۔ زینۃ الخلیق بالخیر۔ کہ آپ کی تخلیق ہی بھلائی کے واسطے ہوئی ہے۔

حضرت امام کا علم کی طرف راغب ہونا

مئی گزشتم و علم آموزد کہ ناگاہ از کمینہ — عالم آشوب جنگا ہے سر راہم بگرفت

الموفق نے لکھا ہے[1] یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہ حضرت امام نے فرمایا، ایک دن میرا گزر علامہ شعبی پر ہوا، انھوں نے مجھے بلایا، در مجھ سے کہا، تم کہاں جایا کرتے ہو۔ میں نے کہا بازار اپنے استاد کے پاس جاتا ہوں اور میں نے استاد کا نام بتایا۔ انھوں نے کہا، میرے پوچھنے کا قصد بازار کو جانا نہ تھا بلکہ علماء کے پاس جانے کا تھا۔ میں نے کہا۔ علماء کے پاس میرا جانا کم ہے۔ انھوں نے کہا، تم غفلت میں نہ پڑو، علم میں اپنے کو لگاؤ، علماء کی مجلسوں میں جایا کرو۔ میں تم میں ہوشیاری اور کھوج لگانے کا مادہ پاتا ہوں۔

آپ نے یہ فرما کر کہا، شعبی کی بات کا میرے دل پر اثر ہوا اور بازار کا جانا میں نے چھوڑا اور میں نے علم کی راہ اختیار کی اور اللہ نے مجھ کو فائدہ پہنچایا۔

آپ کے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ آپ نے تجارتی اصول کسی استاد سے حاصل کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے اپنے وقت کے کامیاب تاجروں میں سے آپ کو کیا۔

اور اس ارشاد سے یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ علامہ شعبی کی نصیحت کے بعد علم دین کی تحصیل کی طرف راغب ہوئے۔ اس سلسلہ میں تذکرہ نگاروں نے چند روایتیں لکھی ہیں۔ عاجز ان میں سے تین روایتیں لکھتا ہے۔

۱۔ الموفق نے لکھا ہے[2] یحییٰ بن شیبان نے حضرت امام کا یہ بیان نقل کیا کہ مجھ کو علم کلام میں مجادلہ کرنے کا شغف تھا اور مجادلوں اور مناظروں میں ایک زمانہ گزر گیا چنانچہ میں مناظرے کرنے والے افراد زیادہ تر بصرہ میں تھے اسی لئے بیس سے زائد مرتبہ بصرہ جانا ہوا۔ کبھی ایک سال کے قریب بھی بصرہ میں میرا رہنا ہوا ہے۔ میں نے خوارج میں اباضیہ اور صفریہ سے اور شیعہ کے طبقات سے مناظرے کئے ہیں۔ میں علم کلام کو سب سے اعلیٰ علم سمجھتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ یہ

---

[1] ملاحظہ کریں المناقب ج ۱ ص ۵۹ [2] ایضاً ص ۵۹ اور اس کے بعد۔

اصل دین ہے۔

ایک مدت کے بعد دل میں خیال آیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور ان کے پیروؤں سے یہ باتیں پوشیدہ نہیں تھیں جن میں ہم بحث کرتے ہیں۔ وہ حضرات ان باتوں کو جانتے ہوئے ان کی طرف راغب نہیں ہوئے بلکہ ان حضرات نے سختی کے ساتھ ان باتوں سے منع کیا ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ حضرات دین کے مسائل اور ابواب فقہ میں غور و خوض کرتے تھے۔ اسی میں ان کی گفتگو ہوتی تھی اور اسی میں ان کی مجلسیں ہوا کرتی تھیں۔ وہ اسی کی تشویق اور تعلیم کیا کرتے تھے۔ اسی میں ان کے مناظرے ہوا کرتے تھے اور اسی کیفیت میں سابقین کا پہلا دور ختم ہوا اور ان کی پیروی تابعین نے کی ہے۔

جب ہم پر یہ بات ظاہر ہوگئی ہم نے مناظرے چھوڑ دیئے اور علم کلام میں غور و خوض کرنے سے باز آگئے ہم نے سلف کا طریقہ اختیار کیا اور اصحاب معرفت کی صحبت میں بیٹھے۔

میں نے یہ بھی دیکھا کہ جو لوگ علم کلام میں مجادلے کرتے ہیں ان کے چہروں پر متقدمین کے چہروں کا سا اثر نہیں ہوتا ہے اور نہ ان کا طریقہ صالحین کا طریقہ ہوتا ہے۔ میں نے اُن کے دلوں کو سخت پایا۔ وہ کتاب و سنت اور طریقۂ سلف کی مخالفت کی پروا نہیں کرتے ہیں اور نہ ان میں ورع و تقویٰ ہوتا ہے۔ مجھ کو یقین ہوگیا کہ اس میں خوبی نہیں ہے۔ اور میں اس سے الگ ہوگیا۔ رحمۃ اللہ ہی کے لئے ہے۔

۲ خطیب نے اور الموفق نے لکھا ہے۔ [۵]

امام زفر حضرت امام کے جلیل القدر شاگرد ہیں، وہ حضرت امام سے نقل کرتے ہیں کہ علم کلام میں میری شہرت اتنی بڑھ گئی کہ میری طرف انگلیاں اٹھنے لگیں۔ میری مجلس حمادؒ کے حلقۂ درس کے پاس تھی۔ ایک دن ایک عورت نے آکر مجھ سے سوال کیا کہ ایک شخص کی بیوی ایک باندی ہے وہ شخص چاہتا ہے کہ اپنی بیوی کو صحیح طریقہ سے طلاق دے۔ وہ کتنی طلاقیں دے گا؟ میں نے اس عورت سے کہا تم جا کر حماد سے پوچھو پھر ان کے جواب سے مجھ کو خبر دو۔ چنانچہ عورت اُن کے پاس گئی اور پھر یہ جواب لائی کہ جب عورت حیض سے پاک ہو جائے خاوند اس سے ہمبستری نہ کرے اور اس کو ایک طلاق دیدے اور عورت سے الگ رہے۔ جب عورت کو دوسری مرتبہ

۵ ملاحظہ کریں جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۵ اور المناقب جلد ۱ صفحہ ۵۵۔

حیض آجائے اور وہ اس سے پاک ہو جائے خاوند اس سے ہمبستری نہ کرے اور دوسری طلاق دیدے اور عورت سے الگ رہے۔ جب اس کو حیض آجائے اور وہ اس سے پاک ہو جائے وہ اپنے خاوند کے نکاح سے نکل گئی اور اس کو اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کرے۔ عورت سے یہ جواب سُن کر میں نے اپنی جوتیاں اٹھائیں اور حماد کے حلقہ میں جا کر بیٹھ گیا۔ جو کچھ حماد سے سنتا اس کو یاد کر لیتا۔ حماد کا حافظہ تھا دوسرے دن شاگردوں سے دریافت کیا کرتے تھے۔ ان کے شاگرد غلطیاں کرتے تھے لیکن مجھ کو یاد ہوا کرتا تھا۔ لہٰذا حماد نے مجھ کو اپنے قریب بیٹھنے کی جگہ دی۔

۳ خطیب نے لکھا ہے [۵] حضرت امام ابو یوسف بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام اعظم سے دریافت کیا گیا کہ آپ فقہ کی طرف کیسے راغب ہوئے۔ آپ نے فرمایا میں نے جب علم پڑھنے کا ارادہ کیا تو تمام علوم پر نظر ڈالی۔ علم کلام اور عقائد کے متعلق خیال آیا کہ اس میں فائدہ کم ہے اور عاقبت کا کھٹکا ساتھ لگا ہوا ہے اور علم نحو و ادب کے متعلق خیال آیا کہ میرا مشغلہ بچوں کا پڑھانا بن جائیگا اور شعر گوئی میں تعریف و مدح اور غلط بیانی کے سوا کچھ نہیں اور علم قرأت میں دوسروں کو پڑھا دینے کے سوا کچھ نہیں اور تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے مبارک کلام سے بحث ہے اور یہ نازک مرحلہ ہے اور احادیث شریفہ کو جمع کرنے کے لئے ایک عمر چاہیئے اور پھر کہنے والے کہیں گے کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اور میں نے جب فقہ پر نظر ڈالی تو مجھ پر اس کی جلالت شان ظاہر ہوئی۔ اس میں علماء مشائخ اور اصحاب دانش سے واسطہ پڑتا ہے، اقامت دین، فرائض کی ادائیگی اور عبادت کرنے کے طریقوں کی معرفت کا تعلق اسی مبارک طریقہ سے ہوتا ہے۔ (مختصراً)

ان تین روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حضرت امام کا میلان علم کلام کی طرف تھا اور آپ نے خوارج سے مناظرے کئے اور آپ کی کافی شہرت ہوئی، پھر آپ کی طبیعت فقہ کی طرف راغب ہوئی اور آپ نے حضرت حماد کی صحبت اختیار کی اور فقہ میں درجۂ کمال کو پہنچے۔ دورِ فقاہت میں اگرچہ آپ مناظرے کی طرف راغب نہ تھے لیکن اتفاقی طور پر اکثر شیعہ اور خوارج سے مناظرے کی نوبت آجاتی تھی۔ عاجز ایک مناظرے کا حال لکھتا ہے تاکہ آپ کی نباہت حاضر جوابی اور لَا یَخَافُوْنَ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ کی کچھ کیفیت کا حال ناظرین کو معلوم ہو۔

حضرت امام کا خوارج سے زائدہ اور شراتی کے متعلق ایمان پرور مناظرہ | امام موفق

۵ ملاحظہ کریں جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۔

نے لکھا ہے [1]

خوارج کو معلوم ہوا کہ گناہ کرنے کی وجہ سے حضرت امام ابوحنیفہ اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے لہٰذا اُن کے سترافراد آپ کی محفل میں آئے۔ چونکہ محفل میں جگہ نہ تھی وہ کھڑے رہے اور انہوں نے کہا۔ اے ابوحنیفہ ہم ایک ہی ملت کے ہیں تم اہل مجلس سے کہو کہ وہ ہم کو جگہ دیں۔ چنانچہ ان کے واسطے گنجائش کر دی گئی اور وہ آکر حضرت امام کے چاروں طرف کھڑے ہو گئے اور اُن سب نے اپنی تلواریں سونت لیں پھر انہوں نے حضرت امام سے کہا۔ اے اس اُمت کے دشمن، اور اُن میں سے بعض نے کہا۔ اے اس امت کے شیطان۔ اور پھر انہوں نے کہا۔ ہم میں سے ہر ایک کے لئے تمہارا قتل کرنا ستر سال کے جہاد سے بہتر ہے۔ اور ہم نہیں چاہتے کہ تم پر ظلم کریں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم میرے ساتھ انصاف کرنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہاں ہم انصاف کریں گے۔ آپ نے کہا۔ تم اپنی تلواروں کو نیام میں کر لو کیونکہ تلواروں کی چمک سے دل ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہم اپنی تلواروں کو نیام میں کیسے کریں جبکہ ہم اپنی تلواروں کو تمہارے خون سے رنگنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ قُتِلْتُمْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ، تو پھر اللہ کا نام لے کر بات کرو۔ وہ بولے۔ مسجد کے دروازے پر دو جنازے ہیں۔ ایک عورت کا ہے اس نے زنا کیا، جب احساس حمل ہوا خود کشی کر لی اور دوسرا جنازہ مرد کا ہے، اس نے پیٹ بھر کر گلے تک شراب پی، پھر غرغر کرتا ہوا مر گیا۔ حضرت امام نے اُن سے کہا۔ ان دونوں افراد کا تعلق کس مذہب سے ہے، کیا یہودی ہیں۔ وہ بولے نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا نصرانی ہیں۔ جواب ملا نہیں۔ آپ نے دریافت کیا، کیا مجوسی ہیں۔ اس کا جواب بھی نہیں سے ملا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو بتاؤ کہ وہ کس ملت سے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ ان دونوں کا تعلق اُس ملت سے ہے جو أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہتی ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول (ہیں) آپ نے اُن سے پوچھا کہ یہ شہادت یعنی یہ گواہی ایمان کا کتنا حصہ ہے؟۔ انہوں نے کہا یہ شہادت پورا ایمان ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ایسے افراد کے متعلق تم مجھ سے کیا پوچھتے ہو جن کے متعلق تم کہتے ہو کہ وہ مومن تھے۔ انہوں نے کہا کہ ان باتوں کو چھوڑو یہ بتاؤ کہ یہ دونوں اہل جنت میں سے ہیں یا اہل نار میں سے۔ آپ نے فرمایا۔ میں ان دونوں کے متعلق وہ بات کہوں گا جو اللہ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس قوم کے بارے میں کہی ہے جن کا جرم ان دونوں کے

[1] ملاحظہ کریں المناقب جلد ۱ صفحہ ۱۲۵/۱۲۶۔

جرم سے بڑا تھا۔ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَإِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَإِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورۂ ابراہیم آیت ۳۶) جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا تو تو بخشنے والا مہربان ہے۔ اور میں وہ بات کہوں گا جو اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس قوم کے بارے میں کہی ہے جن کا جرم ان دونوں کے جرم سے بڑا تھا۔ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (سورۂ مائدہ آیت ۱۱۸) اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر ان کو معاف کر دے تو تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔ اور میں وہ بات کہوں گا جو اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام نے کافروں کی اس بات أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُوْنَ (کیا ہم تجھ پر ایمان لے آئیں اور تیرے ساتھ کمینے ہو رہیں) کے جواب میں کہی ہے۔ وَمَا عَلِمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورۂ شعراء آیت ۱۱۲ تا ۱۱۴) جو کام وہ کر رہے ہیں مجھ کو اس کی کیا خبر، ان سے حساب کا پوچھنا میرے پروردگار ہی کا کام ہے اور میں ایمان لانے والوں کو ہٹانے والا نہیں۔ اور میں حضرت نوح علیہ السلام کی یہ بات کہوں گا۔ وَلَا أَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْ أَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا فِيْ أَنْفُسِهِمْ إِنِّيْ إِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (سورۂ ہود آیت ۳۱) جو لوگ تمہاری آنکھوں میں کمینے ہیں اُن کے متعلق میں نہ کہوں گا کہ اللہ ان کو بھلائی نہ دے گا۔ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ اُن کے جی میں ہے، اگر میں یہ کہوں تو میں بے انصاف ہوں۔ یہ سن کر خوارج نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اور انہوں نے کہا ہم اس مسلک سے بیزار ہوتے ہیں جس پر ہم تھے اور اب ہم وہ مسلک اور دین اختیار کرتے ہیں جو کہ اے ابوحنیفہ تمہارا ہے۔ اور ان لوگوں نے کہا۔ لَقَدْ آتَاكَ اللّٰهُ فَضْلًا وَّحِكْمَةً وَّعِلْمًا يَقِيْنًا، اللہ تعالیٰ نے تم کو فضیلت اور دانائی اور علم عطا کیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ان سب نے خوارج کا مسلک چھوڑا اور اہل جماعت کا مسلک اختیار کیا اور خیر سے روانہ ہو گئے۔

حضرت امام نے اوائل احوال میں مناظرے کئے۔ دورِ فقاہت میں مناظروں سے اجتناب کیا۔ اتفاقی صورت جیسی کہ اب پیش آئی، اس سے بحث نہیں۔ آپ اپنے فرزند گرامی حماد کو اور شاگردوں کو مناظروں سے روکتے تھے۔ علامہ الموفق نے لکھا ہے۔ [1]

عمر بن حماد بن ابی حنیفہ اپنے والد حماد سے بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے

[1] ملاحظہ کریں المناقب جلد ۱ صفحہ ۲۰۴/۲۰۸۔

فرمایا علم کلام حاصل کرلو یہ علم کلام فقہ اکبر ہے۔ چنانچہ میں نے یہ علم حاصل کیا اور مجھ کو اس میں مہارت حاصل ہوئی۔ ایک دن میں اصحاب کرام سے مناظرہ کررہا تھا کہ حضرت والد کی آمد ہوئی آپ نے دریافت کیا تمہارے پاس کون لوگ ہیں میں نے اُن کے نام آپ کو بتائے۔ آپ نے فرمایا یا حماد یا حماد اے حماد کلام کو چھوڑ دو۔ میں نے اُن سے کہا آپ ہی نے علم کلام حاصل کرنے کو کہا تھا۔ فرمایا تم ٹھیک کہتے ہو اور پھر فرمایا۔ اے میرے بیٹے! میں نے تم سے کہا تھا لیکن اب تم کو اس سے روکتا ہوں۔ اصحاب کلام کا پہلے ایک قول اور ایک دین تھا پھر شیطان نے اُن میں عداوتیں ڈال دیں ان میں اختلاف پیدا ہوئے اور بعض نے بعض کو کافر قرار دیا۔ مشائخ نے اس کو بُرا سمجھا اور اہل سلامت نے ان لوگوں سے کہا کہ اے لوگو تمہارا امام تمہارا قبلہ تمہاری کتاب تمہاری شریعت ایک ہے۔ جس بات میں اختلاف ہے اس میں مباحثہ کرلو لہٰذا ہم جمع ہوجاتے تھے اور کوئی تقریر کرتا تھا اور شیطانی افترات کا بیان کرتا تھا اور سامعین روتے تھے اور مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ آج کل مسخر کیا جاتا ہے اور ٹھٹھے لگتے ہیں۔ ایسی صورت میں اس سے بچنا اولیٰ ہے۔ (مختصراً)

حضرت امام عالی مقام نے جس ہوش رُبا حالت میں فَصَمَّمُوا عَلٰی اِثْمِہِمْ اللہ کہہ کر سرِ تسلیم تلواروں میں مصور ہوکر جس طرح حق کا اظہار کیا ہے کیا وہ افراد جو حضرت امام کی مخالفت میں شب و روز مصروف رہتے ہیں، اس کی نظیر پیش کرسکتے ہیں۔ عاجز کے نزدیک حضرت امام کا اس موقع میں اظہارِ حق کرنا مصداق ہورہا ہے اس آیت مبارکہ کا "یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (مائدہ آیت ۵۴) "لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے، یہ فضل ہے اللہ کا دے گا جس کو چاہے اور اللہ کشائش والا ہے خبردار"۔

علامہ قاضی ابو عبداللہ حسین بن علی صیمری نے "اخبار ابوحنیفہ" کے صفحہ نو میں متصل سند سے حسن بن سلیمان کے متعلق لکھا ہے۔ اَنَّهٗ قَالَ فِیْ تَفْسِیْرِ الْحَدِیْثِ الَّذِیْ جَاءَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَظْهَرَ عِلْمٌ۔ قَالَ هُوَ عِلْمُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَتَفْسِیْرُهُ الْآثَارُ کہ انہوں نے اس حدیث شریف "قیامت برپا نہ ہوگی جب تک علم ظاہر نہ ہوجائے" کے بیان اور تشریح میں کہا ہے کہ علم سے مراد ابوحنیفہ کا علم اور ان کی تشریح جو احادیث مبارکہ کی کی ہے ظاہر نہ ہوجائے۔

عاجز کے نزدیک حسن بن سلیمان نے پوری طرح احوال کو دیکھ کر یہ قول کہا ہے کہ جو شخص بھی اسلامی فقہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ ابوحنیفہ کا محتاج ہے جیسا کہ امام شافعی نے کہا ہے۔ یہ عاجز

دیکھتا ہے کہ جب بھی کوئی نیا مسئلہ نکلتا ہے حضرت امام ہی کے قواعد استنباط سے اس کا حل نکلتا ہے۔

ط۔ کیا دین جہانگیر ہے کیا شرع متین ہے

حضرت امام کی سند قرآن مجید کی

حضرت امام نے قرآن مجید حفظ کیا اور آپ نماز میں قرآن مجید کا ختم کیا کرتے تھے۔ آپ بکثرت قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ عیسیٰ نے خارجہ بن مصعب سے نقل کیا ہے[1] کہ آپ نے "خَتَمَ الْقُرْاٰنَ فِیْ رَکْعَةٍ" ایک رکعت میں قرآن مجید کا ختم کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ کو کثرتِ تلاوت سے متشابہات پر پورا عبور تھا۔

علامہ شامی نے عقود الجمان میں لکھا ہے[2] کئی طریقوں سے ثابت ہے کہ امام ابوحنیفہ نے قرارت امام عاصم بن ابی النجود سے پڑھی ہے جو کہ فنِ قرارت کے سات ائمہ میں سے جن کی قرارات کا ذکر امام شاطبی نے کیا ہے ایک مشہور امام ہیں۔

حافظ ابوالخیر محمد ابن جزری نے لکھا ہے[3] امام عاصم کی وفات ۱۲۷ھ کے اواخر میں یا ۱۲۸ھ کے اوائل میں ہوئی ہے۔ اور لکھا ہے "وہ قرارت جو امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب ہے اور اس قرارت کو ابوالفضل محمد بن جعفر خزاعی نے جمع کیا ہے اور ان سے ابوالقاسم ہذلی وغیرہ نے نقل کیا ہے بے اصل ہے۔ ابوالعلاء واسطی نے کہا ہے کہ خزاعی نے جو کتاب لکھی ہے اور ان حروف کی نسبت ابوحنیفہ کی طرف کی ہے۔ اس کے متعلق دارقطنی اور ایک جماعت نے لکھا ہے کہ وہ موضوع ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اس کتاب کی روایت میں نے کی ہے۔ اس میں ہے۔ "اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا" اس میں لفظ مبارک اللہ پر پیش ہے اور لفظ العلماء کے ہمزہ پر فتحہ یعنی زبر ہے۔ اکثر مفسرین نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی نسبت حضرت کی طرف کی ہے اور پھر توجیہ بیان کرنے کے سلسلہ میں تکلفات بارد سے کام لیا ہے۔ حالانکہ حضرت امام اس سے بری ہیں۔

اللہ تعالیٰ امام جزری اور ان کے رفقاء کو اجرِ کثیر دے کہ ان حضرات نے حق کا اظہار کرکے امام کے دامن کو صاف کردیا۔ ایسے ہی ناداں کرم فرماؤں کے متعلق فارسی کا یہ مشہور مقولہ ہے۔ دشمن دانا بہ از دوست نادان۔

ابن حجر ہیتمی نے الخیرات الحسان میں خزاعی کی کتاب کا ذکر کیا ہے[4] اور لکھا ہے کہ ایک جماعت نے کہ ان میں دارقطنی بھی ہیں اس کتاب کو موضوعی قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ کتاب بے اصل

---

[1] اخبار ابی حنیفہ ص۹۔ [2] ص۱۳۱۔ [3] النشر فی قرارات العشر جلد ۱ ص۱۰۔ [4] ص۱۰۔

ہے، امام ابوحنیفہ اس سے بری ہیں۔ وہ صاحب فہم اور دیندار تھے۔ بھلا وہ قرارات متواترہ کو چھوڑ کر قرارات شاذہ کیوں لیتے۔

حضرت امام کی سند حدیث شریف کی

علامہ موفق نے لکھا ہے۔ [1]

"امام احمد بن حفص معروف بہ ابوحفص کبیر شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی کے صاحبزادے ابوحفص صغیر ابوعبداللہ محمد بن احمد کے زمانہ میں شافعیہ اور حنفیہ میں معارضہ ہوا کہ ابوحنیفہ اور شافعی میں افضل کون ہے۔ ابوحفص صغیر نے کہا۔ دونوں حضرات کے مشائخ کا شمار کر لیا جائے۔ جس کے مشائخ زیادہ ہوں، وہ افضل ہے۔ امام شافعی کے اسی مشائخ شمار میں آئے اور ابوحنیفہ کے چار ہزار۔

علامہ شمس الدین محمد بن یوسف صالحی شامی شافعی نے لکھا ہے۔ [2]

حضرت امام عالی مقام کے مشائخ کے اسماء گرامی لکھے ہیں جو کہ تین سو چھبیس ہیں۔ اور حضرت امام سے روایت کرنے والوں کے نام لکھے ہیں جو کہ نو سو چونتیس ہیں۔

واضح رہے علامہ شافعی نے صرف اسماء گرامی تحریر کئے ہیں اور عاجز نے ان کو شمار کیا ہے۔

واضح رہے خطیب بغدادی نے حضرت امام عالی مقام کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ [3]

"النعمان بن ثابت ابوحنیفہ تیمی، اصحاب رائے کے امام اور اہل عراق کے فقیہ نے انس بن مالک کو دیکھا ہے اور عطاء بن رباح، ابواسحاق سبیعی، محارب بن دثار، حماد بن ابی سلیمان، ہیثم بن حبیب الصواف، قیس بن مسلم، محمد بن منکدر، نافع مولی ابن عمر، ہشام بن عروہ، یزید بن الفقیر، سماک بن حرب، علقمہ بن مرثد، عطیہ بن العوفی، عبدالعزیز بن رفیع، عبدالکریم ابوامیہ وغیرہم سے سنا ہے۔

ابوحنیفہ سے روایت ابویحیی الحمانی، ہشیم بن بشیر، عباد بن العوام، عبداللہ بن المبارک، وکیع بن الجراح، یزید بن ہارون، علی بن عاصم، یحیی بن نصر بن حاجب، ابویوسف قاضی، محمد بن حسن شیبانی، عمرو بن محمد العنقزی، ہوذہ بن خلیفہ، ابوعبدالرحمن المقرئ، عبدالرزاق بن ہمام اور دوسرے افراد نے کی ہے۔

حافظ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ الشافعی نے مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبیہ میں لکھا ہے۔ [4]

---

[1] انتخاب ج ۱ ص ۳۵۔ [2] عقود الجمان کا چوتھا اور پانچواں باب۔ [3] تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۳۶۔ [4] فاضل کردری ص ۱۱۷

آپ نے حضرت امام کے دس شیوخ کا ذکر کر کے لکھا ہے۔ وَهَذَا يُخَيِّرُ مِنَ التَّابِعِيْنَ اور تابعین میں سے ایک بڑی جماعت۔

اور آپ سے استفادہ کرنے والوں کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

فقہ آپ سے بڑوں کی ایک جماعت نے حاصل کی۔ ان میں سے زفر بن ہذیل، ابویوسف القاضی، حضرت امام کے فرزند حماد، نوح بن ابی مریم معروف بہ نوح الجامع، ابومطیع الحکم بن عبداللہ البلخی، الحسن بن زیاد اللؤلؤی، محمد بن الحسن اور اسد بن عمرو القاضی اور آپ سے محدثین اور فقہاء نے بہ کثرت روایت کی ہے کہ ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کے اقران میں سے ہیں، مغیرہ بن مقسم، زکریا بن ابی زائدہ، مسعر بن کدام، سفیان الثوری، مالک بن مغول، یونس بن ابی اسحاق۔ اور ان کے بعد کے ہیں۔ زائدہ، شریک، حسن بن صالح، ابوبکر بن عیاش، عیسیٰ بن یونس، علی بن مسہر، حفص بن غیاث، جریر بن عبدالحمید، عبداللہ بن المبارک، ابومعاویہ، وکیع، المحاربی، ابواسحاق الفزاری، یزید بن ہارون، اسحاق بن یوسف الازرق، المعافی بن عمران، زید بن الحباب، سعد بن الصلت، مکی بن ابراہیم، ابوعاصم النبیل، عبدالرزاق بن ہمام، حفص بن عبدالرحمن السلمی، عبیداللہ بن موسیٰ، ابوعبدالرحمن المقرئ، محمد بن عبداللہ الانصاری، ابونعیم، ہوذہ بن خلیفہ، ابواسامہ، ابویحیی الحمانی، ابن نمیر، جعفر بن عون، اسحاق بن سلیمان الرازی وخلائق یعنی اور خلق خدا۔

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ نے لکھا ہے۔ [1]

ان افراد کا ذکر جن سے حضرت امام نے روایت کی ہے اور حضرات تابعین اور ان کے اتباع میں سے چوراسی حضرات کے نام لکھے ہیں۔

پھر ان افراد کا ذکر کیا ہے جنہوں نے حضرت امام سے روایت کی ہے اور یہ پچاسوے افراد کے نام ہیں۔

علامہ ابن حجر ہیتمی نے الفصل الثلاثون فی سندہ فی الحدیث میں لکھا ہے۔ [2]

"گزر چکا ہے کہ حضرت امام نے چار ہزار مشائخ سے جو کہ ائمہ تابعین تھے اور دوسرے حضرات سے روایت کی ہے اور اسی بنا پر علامہ ذہبی اور دوسرے حضرات نے حضرت امام کا شمار حدیث شریف کے حفاظ میں کیا ہے۔ اور جس نے یہ خیال کیا ہے کہ حدیث کی طرف آپ کا خیال کم تھا اس نے قابل

---

[1] تبییض الصحیفہ صفحہ

سے کام لیا ہے یا حسد کی بنا پر یہ بات کہی ہے۔ یہ بات ایسے شخص کے متعلق کیسے صحیح ہو سکتی ہے جس نے بے شمار مسائل استنباط کئے ہوں اور وہ اپنے مخصوص طریقہ استنباط میں پہلا شخص ہو جس کا بیان اس کے اصحاب نے اپنی تالیفات میں کیا ہے۔

بات یہ ہے کہ وہ مسائل کے استنباط کے کام میں مصروف تھے اس لئے ان کی روایتیں پھیلی نہیں جس طرح پر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی روایتیں ان کی مصروفیات کی وجہ سے کم ہوئیں۔ یہ حضرات مصالح عامۂ مسلمین میں مصروف تھے حالانکہ چھوٹے صحابہ سے زیادہ روایتیں ان کی ہیں۔ یہی حال امام شافعی اور امام مالک کا ہے کہ ان کی روایتیں ان افراد سے کم ہیں جو روایات کرنے کے لئے فارغ تھے، جیسے ابوذرعہ اور ابن معین تھے۔ مالک اور شافعی مسائل کے استنباط کرنے میں مصروف تھے۔

یہ واضح رہے کہ روایت بغیر درایت کے چنداں مفید نہیں ہے۔ علامہ ابن عبدالبر نے اس کی مذمت میں ایک باب لکھا ہے۔

حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل ابن کثیر دمشقی شافعی متوفی ۷۷۴ھ نے لکھا ہے۔ [1]

"هُوَ الْإِمَامُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَاسْمُهُ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ مَوْلَاهُمُ الْكُوْفِيُّ، فَقِيْهُ الْعِرَاقِ وَاَحَدُ الْأَئِمَّةِ الْأَعْلَامِ وَالسَّادَةِ الْفُقَهَاءِ وَاَحَدُ اَرْكَانِ الْعُلَمَاءِ وَاَحَدُ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ اَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ الْمَتْبُوْعَةِ وَهُوَ اَقْدَمُهُمْ وَفَاةً، لِاَنَّهُ اَدْرَكَ عَصْرَ الصَّحَابَةِ، وَرَاٰى اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، فَلَيْسَ وَغَيْرَهُ، وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ اَنَّهُ رَوٰى عَنْ سَبْعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، فَاللّٰهُ اَعْلَمُ"

"آپ امام ابوحنیفہ ہیں آپ کا نام نعمان بن ثابت ہے، دلدار ایک کوفی کی ہے۔ آپ عراق کے فقیہ ہیں اور اسلام کے ائمہ میں سے اور نام آور حضرات میں سے ایک فرد ہیں اور علماء کے ارکان سے ایک رکن ہیں اور چار مختلف مذاہب کے اماموں میں سے ایک امام ہیں۔ آپ نے صحابہ کا دور پایا ہے اور انس بن مالک کو دیکھا ہے اور کہا گیا ہے کہ ان کے سوا دوسرے کو بھی دیکھا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ انھوں نے سات صحابہ سے روایت کی ہے۔"

ابن کثیر نے آپ کے بعض مشائخ اور بعض شاگردوں کا ذکر کر کے لکھا ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا ہے۔ آپ ثقہ اور اہل صدق میں سے ہیں اور جھوٹ بولنے کا اتہام آپ پر نہیں لگایا گیا ہے۔

یحییٰ بن سعید قطان میں آپ کے قول کو اختیار کرتے تھے اور کہا کرتے تھے۔ ہم اللہ کے سامنے

[1] ملاحظہ کریں البدایہ والنہایہ جلد ۱۰ ص ۱۰۷۔

جھوٹ نہیں بولیں گے ہم نے ابوحنیفہ کی رائے سے بہتر رائے کسی کی نہیں سنی ہے۔ ہم نے آپ کے اکثر اقوال لئے ہیں۔

ابونعیم نے کہا ہے۔ ابوحنیفہ مسئلہ کی تہہ تک پہنچتے تھے۔ مکی بن ابراہیم نے کہا ہے۔ ابوحنیفہ دنیا کے سب سے بڑے عالم تھے خطیب نے سند کے ساتھ اسد بن عمرو سے روایت کی ہے کہ امام ابوحنیفہ ہر رات نماز میں قرآن مجید پڑھتے تھے ختم کرتے تھے اور احیاء دیا کرتے تھے کہ ان کے پڑوسیوں کو ان پر ترس آتا تھا۔ آپ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ اور جہاں آپ کی وفات ہوئی ہے ستر ہزار مرتبہ کلام الٰہی کا ختم کیا ہے۔

علامہ ابن عماد حنبلی نے لکھا ہے۔ [1]

آپ نے عطاء بن رباح سے اور ان کے طبقہ کے افراد سے روایت کی ہے اور حماد بن سلیمان سے تفقہ حاصل کیا۔ آپ بنی آدم کے عقلمند افراد میں سے تھے۔ فقہ اور عبادت اور ورع اور سخاوت کے جامع تھے۔ حکومت کے انعامات قبول نہیں کئے۔ اپنی کمائی میں سے خرچ کیا کرتے تھے اور دوسروں کو دیا کرتے تھے۔ آپ کاپڑا کار خانہ ریشم کا تھا۔ آپ نے کاریگر اور مزدور رکھے تھے۔ شافعی نے کہا ہے۔ تفقہ میں لوگ ابوحنیفہ کے محتاج ہیں۔ یزید بن ہارون نے کہا ہے۔ میں نے ابوحنیفہ سے زیادہ ورع والا اور صاحب عقل کسی کو نہیں پایا۔

علامہ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی شافعی مصنف مشکوٰۃ المصابیح نے اپنی کتاب "الاکمال فی اسماء الرجال" میں آپ کا ذکر کیا ہے اور اپنے بیان کے آخر میں لکھا ہے۔

شریک نخعی کا بیان ہے کہ ابوحنیفہ کی خاموشی بہت ہوا کرتی تھی۔ آپ زیادہ تر فکر میں رہا کرتے تھے۔ لوگوں سے بات کم کیا کرتے تھے۔ یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ آپ کو علم باطن حاصل تھا اور آپ مہمات دین میں مصروف رہا کرتے تھے۔ جس شخص کو خاموشی اور تدبر مل جائے اس کو علم کامل مل گیا ہے۔ اگر ہم آپ کے مناقب اور فضائل کی تشریح کریں، بات بڑھے گی اور مقصد حاصل نہ ہوگا (یعنی آپ کی مدح انتہا کو نہ پہنچے گی) آپ عالم تھے، پرہیزگار تھے، زاہد تھے عبادت گزار تھے، شریعت کے علوم میں امام تھے۔ اگرچہ ہم نے اپنی کتاب مشکات میں ان سے کوئی روایت نہیں لی ہے لیکن اس رسالہ میں اُن کا ذکر کر کے ان کے مرتبہ کی بلندی اور ان کے علم کی کثرت سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

[1] ملاحظہ کریں شذرات الذہب جلد ۱ ص ۲۳۷۔

آگاہی :- علامہ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب "الانتقاء" میں حضرت امام مالک کے حال میں صفحہ بار" میں لکھا ہے : وورد عنه من الائمة سوی هؤلاء ابوحنیفه وسفیان الثوری و ابن عیینة وشعبة الحجاج والاوزاعی واللیث بن سعد۔ الخ

ائمہ میں جن کا ذکر کیا جا چکا ہے ان حضرات نے بھی روایت کی ہے۔ ابوحنیفہ، سفیان ثوری، ابن عیینہ، شعبہ بن الحجاج، اوزاعی، لیث بن سعد الخ۔

کتاب الانتقاء کے طبع کرانے والے نے صفحہ تیرہ، چودہ اور پندرہ میں حاشیہ لکھا ہے اس کا نقل کرنا اور ترجمہ پیش کرنا طول عمل ہے۔ لہٰذا عاجز خلاصہ پیش کرتا ہے۔

یہ بات دو روایتوں کی بنا پر کہی گئی ہے۔ ایک روایت ابن شاہین اور دارقطنی کی "غرائب مالک" میں محمد بن مخرم سے ہے۔ وہ اپنے دادا محمد بن ضحاک سے وہ عمران بن عبدالرحیم اصبہانی سے وہ بکار بن الحسن سے وہ حماد بن ابوحنیفہ سے وہ ابوحنیفہ سے وہ مالک بن انس سے وہ عبداللہ بن الفضل سے وہ نافع بن جبیر بن مطعم سے وہ ابن عباس سے وہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ الایم احق بنفسها من ولیها والبکر تستاذن وصمتها اقرارها یعنی رانڈ اپنے نفس کی مالک ہے اور کنواری سے اجازت لی جائے گی اور اس کی خاموشی اس کا اقرار ہے۔ دوسری روایت خطیب بغدادی نے مالک کے رُوات میں محمد بن علی صلحی داعلی سے کی ہے وہ ابوزرعہ احمد بن الحسین سے وہ علی بن محمد بن مہرویہ سے وہ مجبر بن الصلت سے وہ قاسم بن حکم العرنی سے وہ ابوحنیفہ سے وہ مالک سے وہ نافع سے وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ کعب بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا میری بکریوں کو عورت چرا رہی تھی۔ ایک بھیڑ کے متعلق اس کو خیال ہوا کہ وہ مرنے والی ہے لہٰذا اس نے دھاردار پتھر سے بھیڑ کو ذبح کر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کے گوشت کو کھانے کی اجازت دی۔

احادیث شریفہ کی تلاش اور جمع کرنے والوں کو یہی دو روایتیں ملی ہیں۔ سیوطی نے العقائد فی علاوۃ الاسانید میں ان روایتوں کو لکھا اور تسلیم کر لیا ہے لیکن دونوں روایتوں میں علت ہے۔ پہلی روایت میں حماد بن ابوحنیفہ کی روایت کی روایت امام مالک سے ہے اپنے والد ابوحنیفہ سے نہیں ہے۔ حماد بن ابی حنیفہ کو حماد عن ابی حنیفہ سمجھ لیا گیا ہے جیسا کہ ابوعبداللہ محمد بن احمد عطار نے اپنے مختصر رسالہ "ماروا الاکابر عن مالک" میں روایت کی ہے لکھا ہے۔ حدثنا ابومحمد القاسم بن ہارون قال حدثنا عمران بن بکار بن الحسن الاصبہانی قال حدثنا حماد بن ابی حنیفہ قال حدثنا مالک بن انس الحدیث،

اس مختصر رسالہ میں روایت زہری یحییٰ بن سعید ابن جریج و ثوری و شعبہ و لیث عروہ و اوزاعی و حماد بن ابی حنیفہ و حماد بن زید و ابراہیم بن طہمان و دوسرے راوی وغیرہم کا مالک سے مروی ہے ابوحنیفہ کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا اسند میں ابوحنیفہ کا اضافہ کرنا راوی کا وہم ہے۔

اور دوسری روایت میں ابوحنیفہ تک سلسلہ درست ہے اور ابوحنیفہ نے عبدالملک سے روایت کیا ہے جو کہ ابن عمیر ہیں اور وہ نافع سے روایت کرتے ہیں۔ ابن الصلت سے مفاظ عبدالملک کا مالک سے ہونا ہے جیسا کہ اس حدیث کے طرق سے ثابت ہے اور یہی سبب ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے مالک سے ابوحنیفہ کی روایت ثابت نہیں کی ہے۔

حضرت امام کی سندِ تفقہ فی الدین

علامہ قاضی میسری نے لکھا ہے۔ [1]

حماد بن سلمہ نے بیان کیا کہ ابراہیم نخعی کی وفات کے بعد اہل کوفہ کی نظر حماد بن ابی سلیمان لمعتی کوفہ کی طرف گئی اور وہ اپنے استاد ابراہیم نخعی کے قائم مقام اور جانشین ہوئے۔ ان کی وجہ سے اہل کوفہ بے فکر ہو گئے اور جب حماد بن ابی سلیمان کی وفات ہوئی اہل کوفہ کو پھر فکر ہوئی کہ آپ کا قائم مقام اور جانشین کس کو بنایا جائے۔ آپ کے فرزند گرامی جناب اسماعیل اچھی معرفت رکھتے تھے۔ چنانچہ جناب حماد کے شاگرد ابوبکر نہشلی ابوبردہ عتبی محمد بن جابر وغیرہم اسماعیل بن حماد کے پاس گئے۔ چونکہ اسماعیل کو علم نحو اور کلام عرب سے شغف تھا اس لئے انھوں نے اپنے والد کی قائم مقامی اختیار نہ کی۔ پھر ان حضرات نے ابوبکر نہشلی سے کہا کہ وہ اپنے استاد کی جگہ بیٹھیں۔ انھوں نے عذر کیا۔ پھر انھوں نے ابوبردہ سے کہا اور وہ معذرت خواہ ہوئے۔ اب ان حضرات نے ابوحنیفہ نعمان سے کہا۔ آپ نے فرمایا۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ علم ضائع ہو، لہٰذا میں آپ صاحبان کی خواہش پوری کرتا ہوں اور آپ اپنے استاد کی جگہ بیٹھے۔ آپ کی طرف لوگوں کا رجوع ہوا۔ ابویوسف، اسد بن عمرو، قاسم بن معن، زفر بن ہذیل، وغیرہ اور دوسرے اہل فضل آپ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ابوحنیفہ نے ان کو فقیہ بنانا شروع کر دیا۔ آپ ان حضرات سے محبت پیش آتے اور ان کی مدد کیا کرتے تھے۔

ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، شریک، سفیان آپ کی مخالفت کیا کرتے تھے اور کوشش میں رہتے تھے کہ آپ ناکام ہوں۔ لیکن آپ کی کیفیت اور مقام مستحکم ہوا۔ امراء آپ کے محتاج ہوئے اور خلفاء آپ کا ذکر کرنے لگے۔

---

[1] ملاحظہ کریں اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص۵

اور لکھا ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے داؤد طائی سے سنا کہ کوفہ کے مفتی حماد بن ابی سلیمان تھے۔ ان کے بیٹے کا نام اسماعیل تھا۔ حماد کی وفات کے بعد لوگوں کا خیال ہوا کہ اسماعیل کو ان کی جگہ بٹھا دیں لیکن ان کو اشعار اور ایام عرب سے لگاؤ تھا تو حماد کے اصحاب نے ابوبکر نہشلی، ابوبردہ، محمد بن جابر حنفی وغیرہم سے کہا گیا اور ان حضرات نے عذر کیا۔ اس وقت ابوحصین اور حبیب بن ثابت نے کہا کہ خوّاز (ریشمی کپڑے کا تاجر) اچھی معرفت رکھتا ہے اگرچہ اس کی عمر کم ہے، اس کو حماد کی جگہ بٹھاؤ۔ چنانچہ لوگوں نے ان کو حماد کی جگہ بٹھایا۔

ریشمی کپڑے کے یہ تاجر مالدار تھے کئی گھر تھے اور دوکان تھے۔ وہ مسندِ علم پر بیٹھے اور سب کچھ برداشت کیا اور لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ان کو اردو دہش سے نوازا۔ اور حکام اور امراء نے ان کا اکرام کیا۔ لہٰذا آپ کی شان بلند ہوئی اور اصحاب علم میں سے اعلیٰ طبقہ کے افراد آپ کے پاس آئے اور ان کے بعد ابو یوسف، اسد بن عمرو، قاسم بن معن، ابوبکر ہُذَلی، ولید بن ابان آپ کے پاس گئے۔

وہ افراد جو ان کی مخالفت کرتے تھے اور ان کی برائی کے خواہاں تھے، وہ ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، ثوری اور شریک اور ایک جماعت تھی۔

آپ کا مرتبہ بالا و برتر ہوتا گیا اور آپ کے اصحاب بہت ہو گئے اور مسجد جامع میں آپ کا حلقہ سب حلقوں سے بڑا ہو گیا اور سوالات کے جوابات کثرت سے دیئے جانے لگے۔ آپ نے مخالفوں کی ایذا رسانی پر صبر کیا اور ان میں سے ہر ضعیف پر فراخ دلی کا ثبوت دیتے رہے اور کھاتے پیتے افراد کو تحفے ارسال کئے لہٰذا لوگوں کا رُخ آپ کی طرف مڑا۔ امراء، حکام اور اشراف کرام نے آپ کی عزت کی۔ آپ نے مشکلات کا سامنا کیا، لہٰذا سب آپ کے مشکر گزار ہوئے اور آپ نے ایسے امور انجام دیئے کہ عرب ان سے قاصر تھے۔ آپ اپنے وسیع علم کی بدولت یہ سب کچھ کر گئے اور تقدیر نے آپ کا ساتھ دیا اور آپ کو بلند مقام حاصل ہو گیا جس پر آپ کے مخالف حسد کرنے لگے۔

علی بن وکیع نے اپنے والد سے سنا کہ ایک شخص نے ابوحنیفہ سے دریافت کیا۔ فقہ حاصل کرنے کے لئے کس چیز سے مدد لی جائے۔ آپ نے فرمایا۔ ہمت پوری ہو۔ اس نے کہا ہمت کیسے پوری کی جائے۔ آپ نے فرمایا۔ علائق کو چھوڑ دو۔ اس نے پوچھا علائق کو کیسے چھوڑا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ ضرورت کے وقت مٹے کو بہ قدر حاجت لو اس میں انفاذ کرو۔

شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان (حضرت امام کے استاد عالی مقام) سے سنا کہ ابوحنیفہ ہمارے پاس بہت قاعدے سے، وقار کے ساتھ، دھیان لگا کر بیٹھا کرتے ہیں ہم ان کو علم

کی غذا دیتے ہیں اور ان سے مشکل سوالات کرتے ہیں۔ قسم ہے اللہ کی وہ بہت اچھی سمجھ اور اچھے حافظے کے ہیں۔

لوگوں نے ان کی برائی کی اور اللہ کی قسم وہ ان لوگوں سے زیادہ علم والے ہیں۔ کل ان کو اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ علم نعمان کا مجلس ہے جس طرح پر کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ رات کا نوٹ ہے جو رات کی تاریکی کو زائل کرتا ہے۔

ابوغسان نے بیان کیا کہ میں نے اسرائیل سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کیا اچھے شخص نعمان تھے۔ وہ کیا خوب حافظ تھے ہر اس حدیث کے جو ان کے فقہ موتی تھی، ان کو کتنی زیادہ تلاش ایسی احادیث کی رہا کرتی تھی۔ یہ طریقہ انھوں نے حماد سے سیکھا اور اس کو بہت ہی اچھی طرح محفوظ رکھا، لہٰذا ان کی عزت خلفاء اور امراء اور وزراء نے کی، فقہ میں اگر کوئی شخص ان سے مناظرہ کرتا تھا تو ان کی ہمت پست ہو جاتی تھی، مضمر کہا کرتے تھے، اگر کسی شخص نے اللہ کے راستے کے لئے ابوحنیفہ کو اپنا امام بنا لیا ہے میں امید رکھتا ہوں کہ اس کو خوف نہیں ہے، اس نے اپنے نفس کی حفاظت کرنے میں کوتاہی نہیں کی ہے۔

علی بن عاصم نے کہا ہے، اگر ابوحنیفہ کے علم کو ان کے زمانے کے اہل علم کے علم کے ساتھ تولا جائے تو ابوحنیفہ کا علم بھاری رہے گا۔

ابو یوسف نے ابوحنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ فقہ کی قدر و منزلت اور اہل فقہ کی قدر و منزلت کو وہ شخص نہیں جان سکتا جس کا بیٹھنا اہل مجلس پر بار ہو۔

عبدالرزاق بن ہمام محدث شہیر نے بیان کیا کہ ہم معمر کے پاس تھے کہ عبداللہ بن مبارک کی آمد ہوئی معمر نے کہا ابوحنیفہ سے بڑھ کر فقہ کی مہارت رکھنے والا مجھے کوئی اور نظر نہیں آتا جو کہ اللہ کی مخلوق کے لئے فقہ اور قیاس کے ذریعہ راہ نجات دکھانے والا ہو۔ میں نے ابوحنیفہ سے زیادہ محتاط کسی کو نہیں دیکھا جو اللہ تعالیٰ کے دین میں کسی قسم کا شک شامل کر کے اپنے نفس کے لئے وبال تیار کرنے پر آمادہ ہو۔

علامہ شہیر و فہامہ تحریر السید محمد مرتضیٰ الحسینی الزبیدی رحمہ اللہ نے عُقُوْدُ الْجَوَاهِرِ الْمُنِيْفَةِ فِيْ اَدِلَّةِ مَذْهَبِ الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ مِمَّا وَافَقَ فِيْهِ الْاَئِمَّةَ السِّتَّةَ اَوْ اَحَدَهُمْ، تحریر کی ہے اور ماہ ربیع الاول ۱۱۹۵ھ میں اس تالیف سے فارغ ہوئے ہیں۔ نام نہاد اہل حدیث اس کتاب کو دیکھیں کہ حضرت امام عالی مقام نے کس طرح احادیث مبارکہ کا اتباع کیا ہے۔ آپ نے چودہ صفحات کا مقدمہ لکھا ہے۔ اس میں سے کچھ فوائد یہ عاجز لکھتا ہے۔

صفحہ ۶ میں ہے۔ شباب بن سوار نے کہا، شعبہ کی رائے ابوحنیفہ کے متعلق اچھی تھی۔

علی بن المدینی نے کہا کہ ثوری، ابن مبارک، حماد بن زید، ہشیم، وکیع بن الجراح، عباد بن العوام، جعفر بن عون نے حضرت امام سے روایت کی ہے اور آپ ثقہ ہیں اور آپ میں کچھ نقص نہیں ہے۔

یحییٰ بن سعید نے کہا۔ ہم اوقات ہم ابوحنیفہ کے قول کو پسند کرتے ہیں اور اسی کو لیتے ہیں۔

اوزاعی نے بیان کیا کہ یحییٰ نے کہا۔ میں نے ابو یوسف سے الجامع الصغیر سنی ہے۔

محمد بن بکر بن دامہ نے کہا۔ میں نے ابوداؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی سے سنا وہ کہہ رہے تھے۔ اللہ رحم فرمائے مالک پر وہ امام تھے، اللہ رحم فرمائے شافعی پر وہ امام تھے، اللہ رحم فرمائے ابوحنیفہ پر وہ امام تھے۔

عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہ امام مالک سے ایک مسئلہ پوچھا گیا۔ آپ نے اس کا جواب دیا۔ مسئلہ پوچھنے والے نے ان سے کہا۔ اہل شام آپ سے خلاف کرتے ہیں اور ان کا یہ قول ہے۔ آپ نے کہا۔ مَهْمَا كَانَ هٰذَا الشَّأْنُ لِأَهْلِ الشَّامِ إِنَّمَا هُوَ وَقْفٌ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَالْكُوفَةِ۔ شام کو یہ مرتبہ کب سے ملا ہے۔ یہ بات تو مدینہ والوں اور کوفہ والوں کے لئے ہے۔

میں نے امینی کی علامۃ الآثریں پڑھا ہے کہ امام شمس الدین محمد بن علام باہلی شافعی حفظ اور اتقان میں مشہور تھے۔ ان سے احمد بن عبداللطیف بشیشی شافعی نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے۔ اگر ہم سے دریافت کیا جائے کہ ائمہ میں افضل کون سا امام ہے ہم کہیں گے ابوحنیفہ سب میں افضل ہیں۔

عمار بن زید نے بیان کیا کہ ایوب سختیانی کے سامنے ابوحنیفہ کا ذکر برائی سے کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللّٰهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ۔ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں لیکن اللہ چاہتا ہے کہ اس کا نور کامل ہو ہم نے ان لوگوں کے مذاہب بھی دیکھے جو ابوحنیفہ کو برا کہتے تھے کہ وہ مٹ گئے اور بے جان ہو گئے اور ابوحنیفہ کا مذہب باقی ہے۔ قیامت تک کے لئے اور زمانہ جتنا گزرتا جاتا ہے اس کے نور اور برکت میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور اب لوگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اہل سنت وجماعت پیروان ابوحنیفہ و مالک و شافعی و حنبلی ہیں۔ جس نے بھی ابوحنیفہ کے مذہب پر طعن کیا ہے اس کا مذہب مٹا ہے وہ پہچانا نہیں جاتا اور ابوحنیفہ کا مذہب زمین پر شرقاً غرباً پھیل رہا ہے اور لوگوں کی اکثریت اسی پر ہے۔

اور صفحہ بارہ میں لکھا ہے۔ فَمَنْ كَانَ بَعْدَهُ الْكَثِيرَةِ مِنْ أَهْلِ عَلَيْهِ هُوَ بِهِ الْأَئِمَّةُ وَحُسَّادُهُ وَالَّذِينَ بِالْبِدَعِ وَالْأَهْوَاءِ وَالْوَرَعِ وَالْإِحْيَاءِ وَالْإِخْلَاصِ كَيْفَ يُظَنُّ بِهِ أَنَّهُ يَتْرُكُ الْإِحْتِيَاطَ فِي مَذْهَبِهِ هٰذَا أَعْيَنُ الْأَفْرَادِ عَلَيْهِ وَحَاشَاهُ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ حَاشَاهُ

جس کا لوگوں میں یہ مرتبہ ہو کہ ایسے اکابر گرامی (مصنف نے امام مالک اور امام شافعی کی مدح و ثنا لکھی ہے) ان کی تعریف کرتے ہیں اور ان کی صداقت اور امانت اور ورع اور ان کی احتیاط اور اخلاص کی شہادت دیتے ہیں۔ اُن کے متعلق یہ خیال کس طرح کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے مذہب میں محتاط نہیں رہیں گے۔ یہ فاسد خیال سراسر اُن پر تہمت ہے، وہ اس سے بری ہیں اور بری ہیں۔

اور لکھا ہے کہ مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی کہ اے اللہ مجھ کو بنی اسرائیل کی زبان سے محفوظ کر دے۔ اللہ کی طرف سے ان کو خطاب ہوا۔ اے موسیٰ میں نے لوگوں کی زبان اپنے متعلق بھی بند نہیں کی ہے تمہارے متعلق کیسے بند کر دوں۔

ابو عاصم النبیل نے حضرت امام کے قارعین کے سلسلہ میں نصیب کا یہ مصرعہ پڑھا۔ سَلِمَ مَنْ يَسْلَمُ النَّاسُ يَسْلَمُ تم سلامت رہو گے کوئی متنفس لوگوں سے سالم رہا ہے۔

حضرت امام کی فقہ کا سلسلہ

علامہ موفق نے لکھا ہے[1] مکہ مکرمہ کے دارالحناطین میں حضرت امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی کا اجتماع ہوا۔ اوزاعی نے ابوحنیفہ سے کہا۔ کیا بات ہے کہ تم نماز میں رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت تم رفع یدین نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں صحت کے ساتھ کچھ ثابت نہیں ہے۔ اوزاعی نے کہا۔ کس طرح صحت کے ساتھ ثابت نہیں ہے مجھ سے زہری نے ان سے سالم بن عبداللہ نے اُن سے ان کے والد عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ ابوحنیفہ نے اوزاعی سے کہا۔ ہم سے حماد نے کہا اُن سے ابراہیم نے اُن سے علقمہ اور اسود نے ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر نماز شروع کرتے وقت اور پھر رفع یدین کسی جگہ نہیں کرتے تھے۔ اوزاعی نے کہا۔ میں تم سے زہری، از سالم از والد خود عبداللہ کی روایت بیان کرتا ہوں اور تم حماد از ابراہیم کا بیان مجھ سے کہتے ہو۔ ابوحنیفہ نے کہا کہ حماد بن ابی سلیمان افقہ تھے زہری سے اور ابراہیم افقہ تھے سالم سے اور اگر ابن عمر صحابی نہ ہوتے تو میں کہتا کہ علقمہ ان سے افقہ ہیں۔ اور اسود کے بہت فضائل ہیں اور عبداللہ بن مسعود تو پھر عبداللہ ہی ہیں۔ یہ سُن کر اوزاعی خاموش ہو گئے۔

اس واقعہ کو امام ابوالمحاسن المرغینانی نے بصورت ارسال روایت کی ہے اور انھوں نے عبداللہ بن مسعود کی جگہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا ہے اور مرغینانی کی روایت کی ایک وجہ ہے کہ حضرت عمر نے بھی اس حدیث کی روایت کی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس روایت کا مدار حضرت عبداللہ بن مسعود ہی پر ہے یعنی حضرت عمر کے ارشاد کے راوی ابن مسعود ہیں۔

حضرت امام عالی مقام کے ارشاد گرامی سے یہ بات متحقق ہے کہ حضرت امام کی سند کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ محدثین کے سلسلۃ الذہب سے اس سلسلۂ نعمانیہ کے شایاں خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ باقی باللہ

[1] ملاحظہ کریں المناقب ج ۱ ص ۱۳۱

نقشبندی قدس اللہ روحہ کا یہ شعر ہے۔

این سلسلہ از طلائے ناب است　　این خانہ تمام آفتاب است

سلسلۂ زہریہ کے متعلق امام لیث بن سعد کے مکتوب کا مطالعہ ناظرین فرمائیں۔ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی نقشبندی قدس سرہٗ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ناقصے گر کند این سلسلہ را طعن قصور　　حاشا للہ کہ برآرم بہ زباں این گلہ را

ہمہ شیران جہاں بستۂ این سلسلہ اند　　روبہ از حیلہ چساں بگسلد این سلسلہ را

اس سلسلہ میں حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے مکتوب کا مطالعہ ناظرین فرمائیں۔

حضرت امام حمادؒ آپ کی کنیت ابواسماعیل ہے اور والد کا نام مسلم اور کنیت ابوسلیمان ہے۔ فقیہ کوفہ کے نام سے حضرت حماد کی شہرت تھی۔ آپ امام ابراہیم نخعی کے علوم کے حامل اور ان کے جانشین تھے۔ آپ مروی عنہ اور صاحب احوال تھے۔ حدیث شریف کی روایت حضرت انس بن مالک، سعید بن المسیب وغیرہما سے کی تھی۔ امام مسلم اور اصحاب سنن نے آپ کی مرویات کو لیا ہے۔ جس وقت آپ حدیث شریف کی روایت کیا کرتے تھے آپ پر ایک حال طاری ہو جاتا تھا۔ بسا اوقات غلبۂ احوال کی وجہ سے آپ پر بے خودی چھا جاتی تھی، بیہوشی آنے پر وضو کرتے اور جس جگہ سے حدیث روایت کی تھی اسی جگہ سے آپ اس کی روایت کرتے تھے۔ آپ نہایت سمجھدار اور حساس شخص تھے۔ ماہ رمضان شریف میں ہر روز پچاس افراد کو کھانا کھلاتے تھے اور عید کے دن ان میں سے ہر ایک کو ایک کپڑا اور ایک سو درہم عنایت کرتے۔

ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ سے کہا۔ آپ میرے لئے اس کام کی سفارش ابن زیاد سے کر دیں۔ ابن زیاد کوفہ کا گورنر تھا۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا۔ تم کو اس کام میں کتنے منافع کی توقع ہے اس نے ایک ہزار درہم بتائے۔ آپ نے اس کو پانچ ہزار درہم دیے اور فرمایا۔ اس حقیر رقم کے واسطے ابن زیاد کے سامنے اپنی آبرو کیوں ضائع کروں۔

علامہ ابن عماد حنبلی نے "شذرات الذہب" میں لکھا ہے۔ آپ سخی، مالدار، محتشم اور گفتار کے صادق تھے۔

مغیرہ کا بیان ہے کہ جب حج کر کے جناب حماد کوفہ آئے آپ نے اہل کوفہ سے کہا۔ تمہارے بچے اور بچوں کے بچے (یعنی آپ کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد) عطاء، مجاہد اور طاؤس سے زیادہ فقیہ ہیں۔ میں ان حضرات کو دیکھ کر آرہا ہوں۔

آپ کے اس ارشاد پر بعض اہل حدیث نے اعتراض کیا ہے[1] اہل حدیث نے آپ کے قول کو اتحاف پر حمل کیا ہے، حالانکہ آپ کا قول مقید ہے کہ تفقہ میں امام حماد کے شاگردوں کا پایہ بلند ہے۔ کیا امام شافعی نے نہیں فرمایا ہے۔ اَلنَّاسُ فِی الْفِقْہِ عِیَالُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ کہ لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے محتاج ہیں' کیا امام اعمش نے نہیں کہا ہے۔ عَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ فَاِنَّکُمْ اَنْتُمُ الْاَطِبَّاءُ کہ تم اہل روایت بمنزلہ عطار کے ہیں جو مفردات فروخت کرتا ہے اور تم اصحاب فقہ بمنزلہ طبیب کے ہو۔

مشہور مقولہ ہے۔ لِکُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ ہر فن کے افراد ہوا کرتے ہیں۔ حضرت عطاء مجاہد طاؤس وغیرہم نے ارشادات نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ کی روایت کی ہے۔ حضرات صحابہ سے جو کچھ انہوں نے سنا ہے اس کا بیان کیا ہے وہ یقیناً شایان صد اکرام و احترام ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

امام حماد کی وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی ہے۔ آپ کی جلالت قدر' علو مقامی' راست گفتاری' امراء سے بے نیازی اور علم کی بے پایانی کا اندازہ حضرت امام عالی مقام کی ذات ستودہ صفات سے کیا جائے جو ان کے تربیت یافتہ تھے کہ آپ نے ان کو کیا اعلیٰ تربیت دی اور کس بلند مقام پر پہنچایا' عاجز کے نزدیک متنبی کا یہ شعر آپ کے حسب احوال ہے۔

مَضَتِ الدُّھُوْرُ وَمَا اَتَیْنَ بِمِثْلِہٖ ۔۔۔ وَاَقَدْ اَتَی فَعَجَزْنَ عَنْ نُظَرَائِہٖ

زمانے گزرے اور اس کا مثل نہ لائے' اور وہ آگیا تو اب اس کی نظیروں سے عاجز ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ وَعَلیٰ مَنْ رَبَّاہُ وَرَضِیَ عَنْہُمْ۔

حضرت امام ابراہیم نخعی

آپ کی کنیت ابو عمران ہے والد کا نام یزید تھا۔ آپ عراق کے مسلّم فقیہ تھے۔ چھوٹی عمر میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اگرچہ آپ نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے احادیث مبارکہ کی روایت کی ہے لیکن آپ کی زیادہ تر روایتیں ائمۃ التابعین سے ہیں جیسے مسروق علقمہ اسود ہیں۔ آپ کی نظر بہ نسبت روایت کے درایت پر زیادہ تھی اور آپ حدیث کی روایت میں ارسال زیادہ کرتے تھے یا اپنے استاد الاستاد حضرت عبداللہ بن مسعود کا نام لے کر حدیث شریف بیان کر دیا کرتے تھے۔ آپ سے مشہور محدث اعمش نے کہا۔ جب آپ عبداللہ بن مسعود کی روایت بیان کریں تو بیچ کے واسطہ کا بھی ذکر کر دیا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر میں راوی کا نام بے کار ذکر کر دوں تو سمجھ لو کہ مجھ سے صرف اسی ایک راوی نے حدیث بیان کی ہے اور اگر میں راوی کا نام نہ لوں تو سمجھ جاؤ کہ

[1] یہ اعتراض ایک غیر مقلد کی کتاب میں ہے جو چودھویں صدی میں چھپا ہے۔

روایت کرنے والے چند افراد ہیں۔

آپ کا ارشاد ہے کہ روایت بغیر فہم و تدبر کے اور فہم و تدبر بغیر روایت کے ٹھیک نہیں، یعنی روایت کے ساتھ درایت کی اور درایت کے ساتھ روایت کی ضرورت ہے۔

آپ نے فرمایا۔ جب ہم کسی کے جنازہ میں شریک ہوتے تھے یا کسی کے مرنے کی خبر سنتے تھے تو ہم پر دنوں اس کا اثر رہتا تھا ہم کو احساس ہوتا تھا کہ مرنے والے کی انتہا یا جنت ہے یا دوزخ پر' اور اب ہم جنازہ میں شریک ہونے والوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ دنیوی باتوں میں مصروف رہتے ہیں۔

اور فرمایا۔ ہم کسی بڑے کام کو دیکھتے ہیں اور اس کا ذکر نہیں کرتے ہم کو ڈر لگتا ہے کہیں ہم اس میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

اور فرمایا جو شخص نماز کی تکبیر افتتاح میں تساہل کرے اس کی فلاح سے ہاتھ دھو لو۔

آپ کو اہل بیت اطہار سے غایت درجہ محبت تھی۔ اس وفور محبت کی وجہ سے بعض افراد نے آپ کو شیعہ لکھ دیا ہے۔

آپ کی پرورش علم و فضل و کمال و زہد و خشیت و اتقا کے گہوارے میں ہوئی۔ حضرت علقمہ بن قیس نخعی آپ کے ماموں تھے اور حضرت اسود اور حضرت عبدالرحمٰن آپ کے دوسرے ماموں یزید بن قیس نخعی کے صاحبزادے تھے اور یہ تینوں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے خصوص اصحاب میں سے تھے۔ حضرت اسود کے فرزند کا نام بھی عبدالرحمٰن تھا' وہ بھی عالم و فاضل اور صاحب کمال تھے۔

حضرت امام ابراہیم اپنے وقت کے فقیہ عراق اور امام اہل رائے تھے' جو مسئلہ پیش آتا تھا اس کو حل فرماتے تھے، فقہ تقدیری میں بحث نہیں کرتے تھے۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا' آپ پر رقت طاری ہو گئی اور آنسو بہنے لگے۔ کسی نے رونے کی وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا۔ ملک الموت کا انتظار کر رہا ہوں معلوم نہیں جنت کی بشارت لائے گا یا دوزخ کی خبر سنائے گا۔

۹۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ امام شعبی نے لوگوں سے کہا۔ سب سے زیادہ فقیہ کو دفن کر کے تم آرہے ہو۔ کسی نے کہا کیا حسن بصری سے بھی زیادہ۔ آپ نے کہا، صرف حسن بصری سے زیادہ نہیں بلکہ تمام اہل بصرہ' اہل کوفہ' اہل شام' اہل حجاز سے زیادہ فقیہ تھے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ واکرم نزلہ۔

حضرت ابو عبدالرحمٰن علقمہ نخعی

آپ قیس کے صاحبزادے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے خصوصی اصحاب میں سے ہیں آپ کے بھتیجے عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود حج کے ارادے سے روانہ ہوئے حضرت علقمہ کسی وجہ سے ان کے ساتھ نہ جاسکے، انہوں نے مجھ کو آپ کے ساتھ روانہ کیا اور فرمایا کہ تم ان کی خدمت میں رہو ان کے اعمال پر پوری طرح نظر رکھو اور ان کے ارشادات کو خیال سے سنو اور پھر مجھ کو مطلع کرنا۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت ابن مسعود سے کہا۔ اے ابو عبدالرحمٰن کیا آپ کے شاگرد بھی آپ کی طرح قرآن مجید کی تلاوت کرسکتے ہیں۔ آپ نے علقمہ سے تلاوت کرنے کو کہا۔ انہوں نے تلاوت کی اور حضرت خباب بہت خوش ہوئے۔

حضرت علقمہ اور آپ کے صاحبزادے حضرت ابو عبیدہ حضرت ابن مسعود کے آئینے کہلائے۔ یہ دونوں حضرات کامل طور پر حضرت ابن مسعود کے احوال سے متصف تھے۔ امام بخاری نے التاریخ الکبیر میں لکھا ہے۔ کَانَ اَبُوْعُبَیْدَۃُ اَشْبَہَ صَلٰوۃً بِعَبْدِ اللّٰہِ فَرَاَیْتُ یُصَلِّیْ لَا یُحَرِّکُ شَیْئًا وَمَا یَطْرِفُ۔ تمیم بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ ابو عبیدہ کی نماز عبداللہ کی نماز سے بہت مشابہ تھی۔ میں نے ان کو دیکھا کہ نماز میں کسی عضو کو حرکت نہیں دیتے تھے حتیٰ کہ پلک تک کو بھی نہیں ہلاتے تھے۔

علقمہ کے متعلق امام یافعی نے لکھا ہے کہ ان سے صحابہ کرام فتویٰ لیا کرتے تھے۔

کتاب حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کی فقہ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے تھے علقمہ کا علم میرے علم سے کم نہیں ہے۔

آپ کی وفات ۶۲ھ میں ہوئی۔ جب حضرت ابن عباس کو یہ خبر پہنچی آپ نے فرمایا۔ مَاتَ رَبَّانِیُّ الْعِلْمِ۔ علم کا سرپرست اٹھ گیا۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

حضرت اسود بن یزید نخعی

آپ حضرت علقمہ کے بھتیجے اور حضرت ابن مسعود کے خصوصی اصحاب میں سے ہیں۔ آپ صاحب علم، صاحب تقویٰ اور عابد و زاہد تھے۔ آپ کثرت سے حج اور عمرہ کیا کرتے تھے۔ آپ احرام گھر سے باندھ کر روانہ ہوتے تھے، چاہے حج ہو یا عمرہ، روزے بڑی کثرت سے رکھتے تھے۔ کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے آپ کا رنگ بدل جاتا تھا اور زیادہ رونے کی وجہ سے آپ کی بینائی زائل ہوگئی تھی۔ دن اور رات میں سات سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

امیر المومنین حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں خشک سالی ہوئی، انہوں نے حضرت اسود سے دعائے استسقار کرائی۔ امیر معاویہ نے حضرت اسود کو پکڑا اور کہا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَسْقِیْ اِلَیْکَ بِخَیْرِنَا فَاَفْضَلُنَا الْاَسْوَدُ بْنُ یَزِیْدَ۔ اے اللہ ہم اپنے میں اچھے اور افضل اسود بن یزید کے ذریعے مینہ برسنے کی تجھ سے دعا کرتے ہیں؛ اور پھر حضرت معاویہ نے حضرت اسود سے کہا۔ آپ ہاتھ اٹھائیں اور دعا کریں۔ چنانچہ آپ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور مینہ برسا۔

ابن کثیر نے لکھا ہے[1] اسود بن یزید نخعی بڑے تابعیوں اور ابن مسعود کے مشہور اصحاب اور کوفہ کے مشہور افراد میں سے تھے، ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور روزوں کی کثرت کی وجہ سے بینائی جاتی رہی تھی، حج و عمرہ کے سلسلہ میں اسی مرتبہ بیت اللہ گئے۔ آپ کوفہ سے احرام باندھ کر اور نیت کرکے روانہ ہوتے تھے۔ ۷۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ کثرت صوم کی وجہ سے آپ کا بدن نیلا اور زرد پڑ جاتا تھا جب وفات کی گھڑی پہنچی، آپ رونے لگے۔ کسی نے کہا آپ کیوں رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا، میں کیوں نہ روؤں مجھ سے زیادہ رونے کا حقدار اور کون ہے، اللہ کی قسم، اگر اللہ اپنے لطف و کرم سے مجھ کو اپنی مغفرت سے نوازے مجھ کو اپنے کردار کی وجہ سے اپنے مولیٰ سے شرمندگی رہے گی۔ دیکھو کوئی شخص معمولی خطا کرتا ہے اور جس کی خطا کی ہے وہ اس کو معاف بھی کردیتا ہے پھر بھی وہ ہمیشہ اس شخص سے شرمندہ اور خجل رہتا ہے۔

حضرت قاضی ابو یوسف نے کہا ہے کہ حضرت امام سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت علقمہ اور حضرت اسود میں افضل کون ہے۔ آپ نے فرمایا، قسم بہ خدا میری کیا بساط ہے جو ان دونوں حضرات کے متعلق کچھ کہوں، میرا کام یہ ہے کہ ان کے واسطے دعا کروں۔ رضی اللہ عنہم وافاض علینا من عفوہم۔

حضرت ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود[2] معروف بہ ابن ام عبد

آپ سابقین اولین میں سے ہیں امام بغوی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود نے فرمایا ہے۔ اسلام لانے والوں میں چھٹا شخص میں

---

[1] البدایہ والنہایہ جلد ۹ صفحہ ۱۲

[2] آپ کے مبارک احوال ابن عبدالبر کی کتاب استیعاب امام یافعی کی کتاب مرآۃ الجنان ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ، ابن حجر عسقلانی کی کتاب الاصابہ، ابن عماد کی کتاب شذرات الذہب ابن قیم کی کتاب اعلام الموقعین اور صاحب مشکات کی کتاب الاکمال سے ماخوذ ہیں۔

ہوں آپ کے اسلام لانے کا واقعہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے یکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آپ عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرا رہے تھے کہ اُدھر سے سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفیق حضرت ابوبکر صدیق کا گزر ہوا۔ آپ نے دودھ طلب کیا۔ ابن مسعود نے فرمایا۔ اِنِّیْ مُؤْتَمَنٌ۔ مجھ کو امانتدار بنایا گیا ہے کہ بکریاں چراؤں اور اُن کی حفاظت کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں میں سے ایسی بکری تلاش کی جو بچہ دینے کے قابل نہ ہوئی تھی، آپ نے اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا اور اس کو دوہا، آپ نے اور حضرت ابوبکر نے دودھ پیا، اس کیفیت کو دیکھ کر ابن مسعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ عَلِّمْنِیْ مِنْ هٰذَا الْكَلَامِ۔ (مجھ کو اس دعا کی تعلیم کریں) آپ نے ابن مسعود کے سر پر رحمت سے بھرا ہوا ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔ "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِنَّكَ غُلَيِّمٌ مُعَلَّمٌ"۔ (اللہ تم پر رحم فرمائے، تم تعلیم دینے والے چھوٹے لڑکے ہو) اور دوسری روایت میں "غُلَامٌ مُعَلَّمٌ" (تم تعلیم دیئے ہوئے لڑکے ہو) غُلَیِّم تصغیر کا لفظ ہے۔ محبت کے موقع پر تصغیر کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ رَجُل (آدمی) کو رُجَیْل کہہ دیتے ہیں۔

لفظ مُعَلِّم لام کے کسرہ سے (زبر سے) اسم فاعل کا صیغہ ہے اس کا ترجمہ علم سکھانے والا ہے، اور اگر اس لفظ کو لام کے فتحہ سے پڑھا جائے تو یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اس کا ترجمہ تعلیم یافتہ ہوگا یعنی سیکھے سکھائے ہو۔ علامہ ابن قیم نے علیم معلم کی روایت لکھی ہے[1] علیم کے معنی اچھے علم والا ہے۔

حضرت ابن مسعود کا مشرف باسلام ہونا حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مشرف باسلام ہونے سے پیشتر ہے۔ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے خصوصیت کے ساتھ محبت تھی۔ آپ نے ابن مسعود سے فرمایا تھا۔ اِذَا كَانَ اَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ وَاَنْ تَسْمَعَ سَوَادِیْ حَتّٰی اَنْهَاكَ وَكَانَ يَعْرِفُ فِی الْقَضِيَّةِ بِصَاحِبِ السَّوَادِ وَالْوِسَادِ۔ تم کو عبارت طلب کرنے کی ضرورت نہیں، پردہ اُٹھا کر اندر آجاؤ اور ہماری خاص باتیں سنو جب تک کہ میں تم کو روکوں۔ آپ صاحب السواد والوساد کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی خدمتیں متعلق تھیں، مثلاً جوتیوں کا اٹھانا، مسواک کا ساتھ رکھنا، آپ کے آگے چلنا، نہاتے وقت پردہ کرنا، خواب سے بیدار کرنا، چنانچہ صاحب النعلین اور صاحب الوساد بھی آپ کے مبارک القاب تھے۔

آپ کو ذوالہجرتین بھی کہتے تھے یعنی دو ہجرت کرنے والے۔ کیونکہ آپ نے حبشہ کو ہجرت کی

---

[1] تذکرہ علامہ سرخسی جلد ۱ صفحہ

[2] تذکرہ الاصابہ از ابن حجر جلد ۲ صفحہ ۳۶۱ ابن النجار فی ذیل الحلیہ میں بسند الوساد والنعل ہے۔

جب وہاں آپ نے سنا کہ اہل مکہ نے مسلمانوں کے ساتھ ظلم و تعدی چھوڑ دی ہے، آپ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ چوں کہ وہاں کے احوال بد سے بدتر تھے آپ پھر حبشہ چلے گئے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک خدمت میں مدینہ منورہ پہنچے اور تمام لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ کیا غزوۂ بدر، کیا غزوۂ اُحد اور کیا دوسرے غزوات، آپ ہر جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے۔

آپ نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اس لئے آپ کو ذوالقبلتین بھی کہتے ہیں۔ آپ پہلے شخص ہیں کہ بیت اللہ شریف کے پاس بلند آواز سے کلام پاک کی تلاوت کی ہے۔ اس وقت کوئی اپنا اسلام ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ بیت اللہ شریف کے پاس تلاوت کون کر سکتا تھا۔ آپ مستانہ وار بیت اللہ شریف کے پاس گئے اور بلند آواز سے سورۂ الرحمٰن کی تلاوت کی، اشقیانے آپ کو زد و کوب کر کے اپنی بدبختی کا اظہار کیا۔

ابن قیم نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ، وَمِنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمِنْ سَالِمٍ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَيْفَةَ، وَمِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ۔ قرآن مجید کو ان چار افراد سے حاصل کرو اور سب سے پہلے حضرت ابن مسعود کا نام لیا ہے۔

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود سے فرمایا۔ مجھ کو قرآن مجید سناؤ۔ ابن مسعود نے کہا۔ آپ پر کلام پاک کا نزول ہوتا ہے میں آپ کو کیا سناؤں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مجھے پسند ہے کوئی کلام پاک مجھ کو سناؤ۔ چنانچہ ابن مسعود نے سورۂ نساء کی تلاوت شروع کی جب آپ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا (آیت ۴۱) پر پہنچے آپ نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بہہ رہے ہیں۔ اور آنحضرت نے فرمایا بس کرو۔

علامہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو چاہے کہ قرآن مجید کی ایسی تلاوت کرے جیسا کہ اس کا نزول ہوا ہے وہ ابن مسعود کی طرح تلاوت کرے اور پھر آنحضرت نے ابن مسعود سے فرمایا۔ سَلْ تُعْطَهْ۔ مانگو تم کو دیا جائے گا۔ اس یقینی مقبولیت کے وقت حضرت عبداللہ بن مسعود نے یہ دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا لَّا يَرْتَدُّ وَنَعِيْمًا لَّا يَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِيِّكَ فِیْ اَعْلٰی جَنَّةِ الْخُلْدِ۔ اے اللہ میں تجھ سے وہ ایمان طلب کرتا ہوں جو پھرے نہیں اور ایسی نعمتیں چاہتا ہوں جو تمام نہ ہوں اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اعلیٰ جنت خلد میں چاہتا ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ

کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی بشارت دی جو جنت عدن میں ہوگی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات اور اطوار میں عبداللہ بن مسعود سے مشابہت رکھنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محفوظ اصحاب سمجھتے ہیں۔ (اَنَّ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ اَقْرَبُهُمْ اِلٰی اللّٰهِ زُلْفٰی) کہ اُن میں عبداللہ بن مسعود اللہ کے زیادہ قریب تر ہیں درجات میں۔

اَلْاِکْمَالُ فِی اَسْمَاءِ الرِّجَالِ میں ہے "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَضِیْتُ لِاُمَّتِیْ مَا رَضِیَ لَهَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ وَکَرِهْتُ مَا کَرِهَ لَهَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ" یعنی ابن مسعود۔ میں اپنی امت کے واسطے وہ پسند کرتا ہوں جو ابن مسعود ان کے واسطے پسند کریں اور ان کے واسطے اس کو ناپسند کرتا ہوں جو ابن مسعود ان کے واسطے ناپسند کریں۔

علامہ تورپشتی نے لکھا ہے۔ اس مبارک ارشاد کے پیش نظر جب ہم حضرت ابوبکر کی خلافت کے مسئلہ کو دیکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں حضرت ابن مسعود نے فرمایا۔ (اَفَلَا نَرْضٰی لِدُنْیَانَا مَنْ اَرْضَاهُ لِدِیْنِنَا) ہم اپنے امور دنیویہ کے واسطے اسی کو پسند کرتے ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے کام کے واسطے پسند کیا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھانے کے واسطے مقرر کیا ہے۔ ابن مسعود کی اس دلیل کو صحابہ نے تسلیم کیا ہے۔ علامہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابن مسعود کا یہ ارشاد پہلا اجتہاد تھا۔

بدر کے دن معاذ اور معوذ پسران عفراء نے ابوجہل کو گھائل کیا۔ حضرت ابن مسعود کا گزر اس طرف ہوا۔ ابوجہل کی آخری گھڑی قریب آگئی تھی۔ حضرت ابن مسعود کی تلوار کام کی نہ تھی آپ نے ابوجہل کی تلوار اٹھائی۔ ابوجہل کی نظر آپ پر پڑی وہ آپ کے ارادہ کو بھانپ گیا اور اس نے کہا۔ لَقَدْ رَقِیْتَ فَرْقًا صَعْبًا یَا رُوَیْعِیَ الْغَنَمِ۔ اے بھیڑوں کے حقیر چرواہے تو نے کٹھن کام پر ہاتھ ڈالا ہے۔ حضرت ابن مسعود نے اُسی کی تلوار سے اس کی گردن کاٹی اور اس کا سر اور اس کی تلوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ آنحضرت نے وہ تلوار آپ ہی کو عنایت کی۔

حضرت ابن مسعود کا قد چھوٹا تھا۔ پنڈلیاں پتلی پتلی تھیں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت پر سے کسی چیز کے لانے کو فرمایا۔ لہٰذا وہ درخت پر چڑھے۔ ان کی باریک پنڈلیوں کو دیکھ کر حضرات صحابہ کو ہنسی آگئی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم ہنستے کیا ہو عبداللہ کی ٹانگیں میزان میں

(اللہ کی ترازو میں) اُحد پہاڑ سے زیادہ بھاری ہیں۔

حضرت ابن مسعود نے ایک دن کسی کو دیکھا کہ اس کا تہبند لٹکا ہوا تھا آپ نے اس سے کہا کہ تہبند اُٹھاؤ۔ اس نے کہا۔ اے ابن مسعود تم بھی اپنا تہبند اُٹھاؤ۔ آپ نے فرمایا۔ میری پنڈلیاں پتلی پتلی ہیں اور رنگ سانولا ہے، تمہاری طرح نہیں ہوں۔ اس واقعہ کی خبر حضرت عمر کو ہوئی۔ آپ نے اس شخص کے کوڑے لگائے اور فرمایا تو ابن مسعود کی بات ٹوٹاتا ہے۔

حضرت عمر نے ایک دن ابن مسعود کو بیٹھا دیکھا۔ فرمایا کُنِیْفٌ مُلِیَ عِلْمًا وَمَعْرِفَةً سے بھری چھاگل ہیں۔

ابن تمیم نے لکھا ہے۔ اہل کوفہ حضرت عمر کے پاس آئے۔ آپ نے ان کو تحفہ دیا۔ آپ نے اہل شام کو بھی تحفہ دیا اور اہل شام کا تحفہ اہل کوفہ کے تحفے سے زیادہ تھا۔ اس پر اہل کوفہ نے آپ سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا اگر میں نے اہل شام کو بُعد مسافت کی وجہ سے تحفہ زیادہ دیا ہے میں نے عبداللہ بن مسعود کو تمہارے ساتھ کر کے تم کو نوازا ہے۔

حضرت عمر نے ۱۸ھ میں حضرت عمار بن یاسر اور عبداللہ بن مسعود کو کوفہ بھیجا اور اہل کوفہ کو لکھا۔

میں نے عمار بن یاسر کو امیر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ اصحاب اور اہل بدر میں سے ہیں تم ان دونوں کی پیروی اور اقتدا کرو اور ان کے ارشاد کو دھیان سے سنو۔ میں نے اپنے نفس پر ایثار کر کے عبداللہ کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ یعنی ابن مسعود کو۔

شقیق ابووائل بن ابی سلمہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حلقوں میں بیٹھا ہوں۔ میں نے عبداللہ بن مسعود کی بات سے انکار کرتے کسی کو نہیں دیکھا۔ اور نہ کسی صحابی نے آپ کا رد کیا ہے۔

ابوظبیان کہتے ہیں۔ مجھ سے ابن عباس نے دریافت کیا۔ تم دونوں قراتوں میں سے کونسی قراءت پڑھتے ہو۔ میں نے کہا پہلی، ابن مسعود کی قرات۔ آپ نے فرمایا یہی آخری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ایک مرتبہ جبریل کے ساتھ قرآن مجید پڑھتے تھے اور وفات کے سال دو مرتبہ قرآن مجید پڑھا ہے اور اس وقت عبداللہ بن مسعود حاضر تھے لہٰذا ان کو ناسخ و منسوخ اور مُنزل کا علم ہے۔

ابن سعد نے ابو عمرو شیبانی سے حضرت ابو موسیٰ اشعری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تک تم میں جو موجود ہے مجھ سے نہ پوچھا کرو یعنی جب تک جلیل القدر عالم عبداللہ بن مسعود ہیں ان سے مسائل دریافت کر لیا کرو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود حدیث مبارک کی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت صفوان بن عسّال مراوی سے کرتے ہیں۔

اور آپ سے آپ کے دو صاحبزادے عبدالرحمٰن و ابو عبیدہ اور آپ کے بھتیجے عبداللہ بن عتبہ، آپ کی اہلیہ زینب ثقفیہ اور حضرات صحابہ میں سے عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عبداللہ بن زبیر، ابو موسیٰ اشعری، ابو رافع، ابو شریح، ابو سعید خدری، جابر، انس، ابو جحیفہ، ابو امامہ، عجاج بن مالک اسلمی، طارق بن شہاب، ابو ثور الفہمی عبداللہ بن الحارث الزبیدی، عمرو بن الحارث المصطلقی، قرۃ بن ایاس اور کلثوم بن مصطلق روایت کرتے ہیں۔

اور تابعین میں سے علقمہ، اسود، مسروق، ربیع بن خثیم، زید بن وہب، ابو وائل، قاضی شریح بن الحارث، ربعی بن حراش، حارث بن سوید التیمی، زر بن حبیش، ابو عمرو شیبانی، عبداللہ بن شداد، عبداللہ بن حکیم، عبدالرحمٰن ابی لیلیٰ، عبیدۃ بن عمرو السلمانی، ابو عثمان النہدی، ابو الاسود الدؤلی اور خلق کثیر نے آپ سے روایت کی ہے۔

آپ ۲۲ھ سے ۳۲ھ تک کوفہ میں مقیم رہے۔ یہ وہی کوفہ ہے جس کو ۱۷ھ میں یا ۱۸ھ میں حضرت عمر نے بسایا اور حضرت معلم عبداللہ بن مسعود کو وہاں قرآن مجید کی تعلیم دینے اور مسائل دین بتانے کے واسطے بھیجا۔ آپ کی برکت سے کوفہ پہلا اسلامی مدرسہ بنا اور حضرت عمر نے اس مبارک مدرسہ کو کنز الایمان قرار دیا اور حضرت علی نے اس کو حجۃ الاسلام اور حضرت سلمان نے مجمع الاسلام کا لقب دیا۔

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ کے قسم عبادات کے مقدمہ میں لکھا ہے:

فَالْعِلْمُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمَانَ وَھٰذَا مُتَلَقٍّ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخَعِیِّ وَاِبْرَاھِیْمُ اَخَذَ عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ قَیْسٍ تَمِیْمِیِّ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَکَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ یَمِیْلُ اِلَی الْاِجْتِہَادِ بِالرَّاْیِ فَلَمَّا اَرْسَلَہُ عُمَرُ اِلَی الْکُوْفَۃِ وَجَدَ بِھَا مَرْتَعًا خَصِیْبًا فَمَالَ فِیْہِ ھٰذَا الْمَیْلَ وَقَوِیَ عِنْدَہٗ مَلَکَۃُ اِسْتِنْبَاطِ الْاَحْکَامِ۔ اِلَّا اَنَّہٗ وَجَدَ بِالْعِرَاقِ مَسَائِلَ کَثِیْرَۃً لَمْ یَکُنْ لَہٗ بِھَا عَھْدٌ بِالْمَدِیْنَۃِ وَاِحْدَاثُ جُزْئِیَّۃٍ کَانَتْ تَجِدُّ کُلَّ یَوْمٍ فَکَانَ لَا بُدَّ مِنْ عَرْضِ ھٰذِہِ الْمَسَائِلِ

وَالْاِحْدَاثِ عَلٰی قَوَاعِدِ الشَّرِیْعَۃِ لِاسْتِنْبَاطِ الَّتِیْ تُنَاسِبُھَا۔

امام ابو حنیفہ نے علم حماد بن ابی سلیمان سے اور انہوں نے ابراہیم نخعی سے اور انہوں نے عبداللہ بن مسعود کے شاگرد علقمہ بن قیس سے حاصل کیا۔ ابن مسعود کا میلان رائے سے اجتہاد کی طرف تھا اور جب حضرت عمر نے ان کو کوفہ بھیجا وہاں اُن کے خیال کو تقویت ملی اور ان کے میلان رائے میں اضافہ ہوا، کیونکہ عراق میں بہت سے ایسے مسائل پیش آئے جن سے مدینہ منورہ کے قیام میں سابقہ نہیں پڑا تھا۔ نئی نئی جزئیات ہر روز پیش آتی تھیں لہٰذا ضروری ہوا کہ ان پیش آمدہ مسائل کو قواعد شرعیہ پر پیش کیا جائے اور اس کے حکم کا جو اس کے مناسب ہو استنباط کیا جائے۔

اور چند سطر بعد لکھا ہے۔ وَقَدْ مَھَرَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ فِی الْفِقْہِ وَاشْتَھَرَ فِی الْعِرَاقِ وَشَھِدَ لَہٗ بِفَضْلِ مَقَامِہٖ فِی الْفِقْہِ مَالِکٌ وَالشَّافِعِیُّ وَکَثِیْرٌ مِّنْ عُلَمَاءِ وَقْتِہٖ۔

فقہ میں ابو حنیفہ کو مہارت حاصل ہوئی اور عراق میں آپ مشہور ہوئے۔ آپ کی فقہی مہارت کا اعتراف امام مالک اور امام شافعی اور آپ کے زمانہ کے بہت علماء نے کیا ہے۔

کسی نے کہا ہے اور حقیقت امر کا اظہار کیا ہے۔

اَلْفِقْہُ زَرْعُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَلْقَمَۃُ ۔۔۔ حَصَّادُہٗ ثُمَّ اِبْرَاھِیْمُ دَوَّسَہٗ

نُعْمَانُ طَاحِنُہٗ یَعْقُوْبُ عَاجِنُہٗ ۔۔۔ مُحَمَّدٌ خَابِزٌ وَالْاَکْلُ لِلنَّاسِ

۱۔ فقہ ابن مسعود کا کھیت ہے اور علقمہ اس کے کاٹنے والے ہیں اور ابراہیم اس کے روندنے والے ہیں۔ ۲۔ ابو حنیفہ نعمان اس کے پیسنے والے، یعقوب ابو یوسف اس کے گوندھنے والے اور محمد پکانے والے اور بندگان خدا کھانے والے ہیں۔

یہ عاجز عفی اللہ عنہ کہتا ہے

مبارک سلسلہ

سلسلہ ہے خوب کیا نعمان کا ۔۔۔ ہے سراسر یہ کرم رحمان کا

حضرتِ حماد سے نعمت ملی ۔۔۔ اُن کو ابراہیم سے دولت ملی

اُن کے مرشد علقمہ اسود ہوئے ۔۔۔ وہ جہاں میں اعلم و اسعد ہوئے

ابن اُمِّ عبد کے اصحاب سے ۔۔۔ نام آور ہیں یہ دو مہتاب سے

کیا بیاں ہو مجھ سے حضرت[1] کا کمال ۔۔۔ ارفع و اعلیٰ ہے بیحد بے مثال

---

[1] حضرت عبداللہ بن مسعود ابن ام عبد رضی اللہ عنہ۔

آپ ہیں وہ فردِ اکمل یگہ تاز — جو ہوئے ہیں روزِ اوّل سرفراز
سرورِ عالم نے ان سے کہہ دیا — ہو کلیم اور ہو معلم اے فتیٰ
پھر رفاقت مصطفےٰ کی مل گئی — خلد کی اعلیٰ بشارت مل گئی
یہ مبارک سلسلہ ہے بے مثال — ہے یہی حبلِ متینِ ذوالجلال
ہے یہی مسلک ہمارا بالتمام — عزت و وقعت یہی ہے لاکلام

لبید ہے اس پر ندا از جانِ دل
کچھ نہیں اس کو غرض از عیش و ظل

افسوس کا مقام

جمع قرآن مجید کے سلسلہ میں خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں برادرانہ طور کی مشکر رنجی ہوئی۔ اس سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے "تحفۂ اثنا عشریہ" میں نفیس کلام کیا ہے۔ یہ عاجز اس کا خلاصہ اردو میں لکھتا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ قرآن مجید کی قرأت میں اختلافات رونما ہو رہے ہیں، قرأت شاذہ کو ترویج دی جا رہی ہے، دعائے قنوت کے بعض جملوں کو قرآن مجید میں شامل کیا جا رہا ہے اور بعض تفسیری جملے بڑھا دئے گئے ہیں۔ حضرت عثمان نے اکابر صحابہ جیسے حضرت علی، حضرت حذیفہ بن الیمان وغیرہما رضی اللہ عنہم اجمعین سے مشورہ کیا اور طے پایا کہ تمام مصاحف کو جمع کر لیا جائے، چنانچہ سب حضرات سے ان کے مصاحف لے لئے گئے۔ حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اپنا مصحف حضرت عثمان کے حوالے کر دیا، حضرت ابن مسعود اپنا مصحف دینے پر راضی نہ ہوئے اور ان سے جبراً ان کا مصحف لیا گیا۔ شاہ عبدالعزیز نے لکھا ہے۔[1]

"دین فعل ابن مسعود با عثمان رضی اللہ عنہما از قبیل مشکر رنجیہا است کہ اخوان و اقران را باہم می باشد۔ یعنی ان دونوں حضرات کا یہ اختلاف اقران اور برادران کے اختلاف کی طرح کا ہے۔ حضرت ابن مسعود نے جو قرآن سالہا سال میں لکھا تھا اس کو اپنے سے الگ کرنا نہیں چاہتے تھے اور حضرت عثمان کے سامنے اُمتِ اسلامیہ کی ہدایت کا سوال تھا کہ قرآن مجید میں اختلاف نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ قرآن مجید اختلافات سے پاک۔ وصاف رہا ہے اور رہے گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فتنہ کا آغاز ہوا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی

[1] ملاحظہ کریں تحفۂ اثنا عشریہ صفحہ ۶۳۲۔ سطر ۱۵، ۱۶۔

شہادت کے بعد طرح طرح کے فتنوں نے سر اُبھارا اور فرقِ باطلہ کا ظہور ہوا۔ اس دورِ پُرفتن میں مجاج کا ظہور ہوا۔ عَلْقَمَہ بن دینار کا بیان ہے کہ واسط کی مسجد کے منبر پر مجاج نے کہا۔ عبداللہ بن مسعود منافقوں کا رئیس ہے۔ اگر میں اس کو پالیتا تو زمین کو اس کا خون پلاتا۔[1] کہاں اس اشقی الاشقیاء کی یہ خواہش اور کہاں سردارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد "اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ" میرے اصحاب کے بارے میں خدا سے خوف کرو، خدا سے خوف کرو، تم میرے بعد ان کو اپنی ملامت کا ہدف نہ بنانا۔ اور مشکوٰۃ کے باب المناقب میں صحیحین کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ" میرے اصحاب کو برا نہ کہو (گالی مت دو) اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کی مقدار میں سونا صرف کرے تو میرے اصحاب کے ایک مُد بلکہ نصف مُد کی فضیلت کو نہیں پہنچ سکتا۔

اس حدیث شریف کا تعلق حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت خالد بن الولید سے ہے رضی اللہ عنہما۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سابقین الاولین میں سے ہیں اور حضرت خالد بن ولید "وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ" (اور جو اُن کے پیچھے آئے نیکی سے) کے مبارک زمرے میں سے ہیں۔ حضرت خالد نے حضرت عبدالرحمٰن کو کچھ کہہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات سابقین اولین کے مرتبہ سے اُن کو آگاہ فرمایا ہے۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ بعض افراد حضرت عثمان یا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے متعلق تحقیق کے نام پر کچھ لکھ جاتے ہیں۔ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشاد کے خلاف عمل کر رہے ہیں۔ ان افراد کا بھروسہ بعض روایات پر ہے۔ ان کو خبر نہیں ہے کہ ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اخبارِ آحاد مُدَوَّن اگر مجمع علیہا اصول کے خلاف ہوں تو وہ غیر مقبول ہیں۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ارشادِ گرامی اللہ اللہ فی اصحابی پر نظر رکھیں۔ حضرات صحابہ کے عمل کی ہم سے پوچھ نہ ہوگی اور ہماری لب کشائی کی یقیناً ہم سے پوچھ ہوگی۔ وَفَّقَنَا اللّٰہُ بِمَرْضَاتِہٖ۔

[1] ملاحظہ کریں البدایہ والنہایہ جلد ۷۔ صفحہ ۱۳۹

حضرت امام کے اساسی اصول

مسائل کے استنباط اور استخراج کے سلسلہ میں آپ کے سات اصول ہیں :

۱۔ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید و فرقان حمید۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و تقریرات۔

۳۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل اور ان کے فتاویٰ۔

۴۔ اجماع۔ یعنی اہل علم کا کسی دور میں کسی مسئلہ پر اتفاق کر لینا۔

۵۔ قیاس۔ یعنی کسی ایسے مسئلہ کا حکم جس کا بیان نہیں آیا ہے کسی ایسے مسئلہ سے نکالنا جس کا حکم معلوم ہو۔

۶۔ استحسان۔ علماء نے فرمایا ہے، قیاس کی ایک قسم جلی اور واضح ہے اور اس کا اثر ضعیف ہوتا ہے اور دوسری قسم خفی اور غیر واضح ہے لیکن اس کا اثر قوی ہوتا ہے۔ پہلی قسم کو قیاس کہتے ہیں اور دوسری قسم کو استحسان۔

۷۔ وہ مروج طریقہ ہے جس پر بندگان خدا کا تعامل ہو۔

علامہ ابن حجر ہیتمی نے لکھا ہے۔ [1]

سمجھ تو علماء کی اس بات سے کہ ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اہل رائے ہیں کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ علماء نے ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی تنقیص کی ہے یا یہ نہ سمجھ لے کہ یہ حضرات اپنی رائے کو سنت پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ حضرت امام ابوحنیفہ سے یہ بات متعدد طریقوں سے کثرت کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ پہلے قرآن مجید سے لیتے ہیں۔ اگر قرآن مجید میں حکم نہیں ملتا ہے تو سنت سے لیتے ہیں اور اگر سنت میں نہ ملا تو حضرات صحابہ کا قول لیتے ہیں اور اس قول کو لیتے ہیں جو قرآن یا سنت کے زیادہ قریب ہو۔ اور اگر صحابہ کا قول نہیں ملتا تو آپ تابعین کے قول کے پابند نہیں رہتے، بلکہ آپ بھی اجتہاد کرتے ہیں جیسا کہ تابعین نے اجتہاد کیا ہے۔

---

[1] ملاحظہ کریں الخیرات الحسان کی اصل گیارہ۔

فضیل بن عیاض نے کہا ہے۔ اگر مسئلہ میں صحیح حدیث ملتی ہے ابوحنیفہ اس کو لیتے ہیں اور اگر صحابہ یا تابعین سے ہو تو یہی صورت ہے ورنہ وہ قیاس کرتے ہیں اور قیاس اچھا کرتے ہیں۔

ابن مبارک نے ابوحنیفہ سے روایت کی ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ملتی ہے تو سر آنکھوں پر اور اگر صحابہ سے روایات ہیں تو ہم ان میں سے کسی روایت کو لیتے ہیں اور صحابہ کے دائرۂ اقوال سے باہر نہیں نکلتے ہیں، اور اگر اقوال تابعین کے ہوتے ہیں ہم ان کی پابندی نہیں کرتے ہیں بلکہ ہم بھی اپنی رائے بیان کرتے ہیں۔

اور ابن مبارک نے ابوحنیفہ سے روایت کی ہے، لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ میرے متعلق کہتے ہیں کہ میں اپنی رائے پر فتویٰ دیتا ہوں۔ میں تو اثر پر فتویٰ دیتا ہوں۔

اور ابن مبارک نے ابوحنیفہ سے روایت کی ہے۔ کتاب اللہ میں حکم ہوتے ہوئے کسی کو اپنی رائے سے بولنے کا حق نہیں ہے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ہوتے ہوئے کسی کو بولنے کا حق نہیں ہے۔ اور اسی طرح حضرات صحابہ کے اجماع کے ہوتے ہوئے کسی کو بولنے کا حق نہیں ہے۔ البتہ جس امر میں صحابہ کا اختلاف ہوا ہے تو ہم اس قول کو لیتے ہیں جو قرآن کے قریب تر ہو یا سنت کے قریب تر ہو۔ اس کے بعد ہی قیاس کیا جاتا ہے اور اپنی رائے سے اجتہاد وہ شخص کر سکتا ہے جس کو اختلاف کا علم ہو اور قیاس کو جانتا ہو، اسی پر حضرت امام کا عمل تھا۔

مزنی نے کہا میں نے شافعی سے سنا قیاس میں لوگ ابوحنیفہ کے محتاج ہیں چونکہ ابوحنیفہ کے مذہب کے قیاسات بہت دقیق ہوا کرتے ہیں اس لئے مزنی ان حضرات کے کلام کا مطالعہ کثرت سے کیا کرتے تھے۔ امام طحاوی مزنی کے بھانجے تھے۔ انہوں نے مزنی کے اس عمل کو دیکھا اور وہ ابوحنیفہ کے پیرو ہو گئے۔ جیسا کہ امام طحاوی نے اس کا بیان کیا ہے۔

ایک دن ابوحنیفہ کسی سے قیاس میں بحث کر رہے تھے۔ وہاں ایک شخص بیٹھا تھا وہ چلا کر بولا۔ اس مقایسہ کو چھوڑ دو کیونکہ پہلا قیاس ابلیس نے کیا تھا۔ حضرت امام نے اس سے کہا۔ ابلیس نے اپنے قیاس سے اللہ کے حکم کو رد کیا ہے جس کا بیان اللہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے لہٰذا ابلیس کافر ہوا اور ہمارا قیاس اللہ کے امر کی پیروی کے لئے ہے کیونکہ ہم مسئلہ کو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت اور ائمہ صحابہ اور تابعین کے اقوال کی طرف لے جاتے ہیں ہم فرمان برداری کے سلسلہ میں گھوم رہے ہیں، بھلا ہم کس طرح ابلیس ملعون کے مساوی ہو سکتے ہیں۔ یہ سن کر اس شخص

نے کہا مجھ سے غلطی ہوئی، میں توبہ کرتا ہوں، اللہ تمہارے دل کو منور کرے جس طرح تم نے میرے دل کو منور کیا ہے۔

حسن بن صالح کا بیان ہے کہ ابو حنیفہ ناسخ و منسوخ کی تحقیق دقیق نظر سے کیا کرتے تھے۔ آپ اہل کوفہ کی احادیث کے عارف تھے اور جس پر لوگوں کا عمل رہتا تھا اس کی پیروی سختی سے کیا کرتے تھے۔ آپ ان روایات کے حافظ تھے جن کی روایت آپ کے اہل بلد کرتے تھے۔

ابن مبارک کا بیان ہے کہ ابو حنیفہ کہا کرتے تھے ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ ایک رائے ہے ہم کسی کو مجبور نہیں کراتے کہ اس عمل کرے اور نہ ہم یہ کہیں کہ اس پر عمل واجب ہے۔ اگر کسی کے پاس اس سے بہتر رائے ہو وہ لائے ہم اس کو قبول کریں گے۔

علامہ ابن حزم اندلسی ظاہری نے کہا ہے: "ابو حنیفہ کے اصحاب کا اس پر اتفاق ہے کہ ان کے مذہب میں ضعیف حدیث پر عمل قیاس سے اولیٰ ہے۔

فائدہ: علامہ ابن قیم نے "ابو حنیفہ یقدم الحدیث" کی سرخی لکھی ہے کہ "ابو حنیفہ حدیث شریف کو مقدم رکھتے تھے" اور پھر لکھا ہے۔[1]

اصحاب ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اس پر اتفاق ہے کہ ابو حنیفہ کے مذہب میں ضعیف حدیث بہتر ہے قیاس اور رائے سے، لہٰذا انہوں نے ضعیف حدیث کی وجہ سے سفر میں کھجور کی نبیذ سے وضو کرنے کو قیاس اور رائے پر مقدم رکھا ہے اور ایک ضعیف حدیث کی بنا پر دس درم سے کم کی چوری میں ہاتھ کاٹنے سے روکا ہے اور ایک حدیث کی وجہ سے کہ اس میں ضعف ہے اکثر حیض دس دن قرار دیا ہے اور جمعہ کی نماز قائم کرنے کے لئے مصر (شہر) کی شرط اسی طرح کی حدیث سے رکھی ہے اور کنویں کے مسائل میں آثار غیر مرفوعہ کی وجہ سے قیاس محض کو چھوڑ دیا ہے۔ ابو حنیفہ آثار صحابہ کو قیاس اور رائے پر مقدم رکھتے ہیں اور یہی امام احمد کا مسلک ہے اور سلف کے نزدیک حدیث ضعیف کی وہ اصطلاح نہیں ہے جو متاخرین کی ہے۔ بلکہ جس کو متاخرین حسن کہتے ہیں سلف اس کو ضعیف کہہ جاتے ہیں۔

علامہ شامی نے عقود الجمان کے "الباب العاشر" میں علامہ ابن عبد البر کی کتاب الانتقاء سے لکھا ہے۔

"کان مذھبہ فی اخبار الآحاد العدول ان لا یقبل منھا ما خالف الاصول المجمع علیھا"

[1] ملاحظہ فرمائیں اعلام الموقعین جلد ۱ ص ۷۸

ابو حنیفہ کا مذہب اخبار آحاد عدول کے سلسلہ میں یہ تھا کہ جو خبر واحد اصول مسلمہ اور متفقہ کے خلاف ہو وہ غیر مقبول ہے۔[1]

اب یہ عاجز حضرت امام کے چھ اصولوں کا بیان مختصر طریقہ پر کرتا ہے اور پھر حیلہ کا ذکر کیا جائے گا۔ واللہ الموفق المعین۔

اصل اوّل قرآن مجید: یہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے جو فصاحت و بلاغت میں آپ ہی اپنی مثال ہے۔ اس مبارک کتاب سے وہی شخص حکم بیان کر سکتا ہے جو علوم عربیہ سے پوری طرح واقف ہو۔ خاص و عام مشترک و مؤوّل کو پہچانتا ہو اور ظاہر و نص کی تمیز کرتا ہو اور یہ جانتا ہو کہ یہ مفسر ہے یا محکم، اور اس کا جو بیان کیا گیا ہے وہ حقیقی ہے یا مجازی اور وہ صریح ہے یا کنائی اور جو استدلال کیا گیا ہے وہ نص عبارت ہے یا اشارہ ہے وہ دلالت و اقتضا کے فرق کو بھی سمجھتا ہو۔

ان امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے علماء اعلام کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ کسی بھی صورت سے ہو ہی نہیں سکتا "البتہ اس کا بیان اور شرح کی جا سکتی ہے۔ اردو تراجم بہ کثرت شائع ہوئے ہیں، ان سب کے مرجع و آب حضرت شاہ عبد القادر قدس سرہٗ ہیں۔ آپ نے موضح قرآن "۱۲۰۵ھ" کے ابتدائیہ میں لکھا ہے۔

"چند ہندوستانیوں کو معنی قرآن اس سے آسان ہوئے لیکن اب بھی استاد سے سند کرنا لازم ہے۔ اوّل معنی قرآن بغیر سند معتبر نہیں۔ دوم ربط کلام ماقبل و مابعد سے پہچانا اور قطع کلام سے بچنا بغیر استاد نہیں آتا۔ چنانچہ قرآن زبان عربی ہے اور عرب بھی محتاج استاد تھے"

حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کرتے تھے۔ اور یہی سلسلہ آپ کی امت میں اللہ کے لطف و کرم سے رائج ہے۔ اگر کوئی سر پھرا اس کے خلاف کرتا ہے اس کی بات مقبول نہیں ہوتی ہے۔

حضرت امام کے کثرت تلامذہ کا بیان امام ابن عبد الہر مالکی، امام نووی شافعی، امام سیوطی شافعی نے کیا ہے۔ آپ کے پڑھانے کا طریقہ پوری آزادی کا تھا۔ شاگردوں کو اجازت تھی کہ اپنے اشکالات بیان کریں، مباحثہ کریں۔ اور جس پر اتفاق ہو جاتا تھا اس کو آپ کے اصحاب لکھ لیا کرتے تھے۔ ہر مسئلہ از روئے احادیث مرویہ اور از روئے قواعد عربیہ درست ہوتا تھا۔ ائمہ اعلام نے کھلے طور پر اس کا اعتراف کیا ہے کہ ائمہ مجتہدین میں یہ بات اور کیفیت کسی دوسرے کو نہیں نصیب ہوئی ہے۔

[1] علامہ ابن عبد البر کی پوری عبارت حضرت امام کی مخالفت کے بیان میں آئے گی۔

اصل دوم حدیث مبارک: جو کچھ آنحضرت نے فرمایا ہے یا آپ کے سامنے کوئی کام کیا گیا اور آپ نے اس سے روکا نہیں یا آپ کو کچھ کرتے ہوئے دیکھا گیا ہو وہ حدیث ہے۔ حدیث کی روایت کے سلسلہ میں تمام ائمہ حدیث کی کوشش رہی ہے کہ وہ صحیح طور پر حدیث کی روایت کریں، اگر احادیث مبارکہ کی تدوین کا کام حضرات صحابہ کے دور میں کیا جاتا سہل ہوتا چونکہ وہ مبارک دور تبلیغ اسلام اور جہاد کا دور تھا اس طرف کوئی متوجہ نہ ہو سکا اور جب اس کام کی طرف اللہ کے نیک بندے متوجہ ہوئے، احادیث مبارکہ میں تصرفات کا دور شروع ہو چکا تھا، لہٰذا حضرت امام نے اخبار آحاد عدول کے قبول کرنے کے لئے یہ شرط لگائی کہ روایت اس وقت قبول کی جائیگی کہ وہ روایت ایسی اصل کے خلاف نہ ہو جس کو سب نے قبول کیا ہے۔ اسے کاش اس شرط کو دوسرے ائمہ حدیث بھی تسلیم کرتے اور بعد کے افراد دشمنوں سے محفوظ رہتے، جس کا ذکر حضرت امام کی مخالفت کے بیان میں آئے گا۔

اصل سوم حضرات صحابہ کا عمل اور ان کے فتاوی: حضرت امام نے فرمایا ہے۔ اگر کتاب اللہ میں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مجھ کو حکم نہیں ملتا ہے میں صحابہ کے اقوال میں سے کسی کا قول لیتا ہوں اور ان کے دائرۂ اقوال میں سے باہر نہیں نکلتا ہوں۔

استاد ابوزہرہ نے اس سلسلہ میں اعلام ائمہ کا کلام نقل کر کے لکھا ہے۔

ابوسعید بردعی نے کہا ہے۔ صحابی کی تقلید واجب ہے لہٰذا قیاس کو چھوڑنا ہوگا اور کرخی نے کہا ہے کہ صحابی کی تقلید اس وقت کی جائے گی جب وہ بات قیاس سے نہ کہی جا سکے جیسے حضرت انس اور عثمان بن ابی العاص کا قول ہے کہ اقل حیض تین دن ہے اور اکثر حیض دس دن" اور جیسے حضرت عائشہ کا قول ہے۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ زید بن ارقم نے کسی کے ہاتھ آٹھ سو میں کوئی شے فروخت کی اور روپیہ وصول کرنے سے پہلے وہی شے اس سے چھ سو میں خرید لی۔ آپ نے زید بن ارقم کو کہلا بھیجا۔ اگر تم نے توبہ نہ کی، اللہ تمہارے حج کو اور جہاد کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہے باطل کر دے گا۔ یہ سن کر زید بن ارقم حضرت صدیقہ کے در پر ندامت کرتے ہوئے تو بہ کناں حاضر ہوئے۔ حضرت صدیقہ نے یہ آیت پڑھی "فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ" (البقرہ۔ ت ۲۷۵) پھر جس کو نصیحت پہنچی اپنے رب کی اور باز آیا تو اس کا ہے جو آگے ہوگا، حضرت زید بن ارقم کے حج اور جہاد کا ازروئے قیاس اس فعل سے کوئی تعلق نہیں ہے لہٰذا ظاہر ہے کہ حضرت صدیقہ نے آنحضرت سے سنا ہے

شمس الائمہ سرخسی نے کہا ہے کہ دلائل سے ثابت ہے کہ حضرات صحابہ کے اقوال کا لینا ہر حال میں واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ (توبہ۔ ت ۱۰۰) "اور جو لوگ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو اُن کے پیچھے آئے نیکی سے" اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجر اور انصار صحابہ کی مدح کی ہے اور ان لوگوں کی مدح کی ہے جنہوں نے ان حضرات کی پیروی کی ہے۔ ان کی پیروی کرنی مدح کا سبب ہے، اور اس مدح اور پیروی کی وجہ سے اللہ ان کی پیروی کی طرف بلاتا ہے اور یہ اتباع اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ دین میں ان کی رائے کی پیروی کی جائے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَنَا اَمَانٌ لِاَصْحَابِيْ وَاَصْحَابِيْ اَمَانٌ لِاُمَّتِيْ۔ میں اپنے صحابہ کے واسطے امان ہوں اور میرے صحابہ میری امت کے لئے امان ہیں۔

امام سرخسی نے مزید دلیلیں لکھی ہیں اور استاد ابوزہرہ نے ان کو نقل کیا ہے۔ خلاصۂ کلام اس طرح پر ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ حضرات صحابہ کا اتباع کرتے تھے۔ آپ کے مذہب کے بعض ائمہ اس طرف گئے ہیں کہ آپ اپنے قیاس کو قول صحابی پر ترجیح دیتے تھے لیکن ہم آپ کے صریح قول کو ترجیح دیتے ہیں اور یہی آپ کے ورع و تقویٰ سے متفق ہے۔ آپ نے صاف طور سے فرمایا ہے۔ میں دائرۂ اقوال صحابہ میں سے جس قول کو پسند کرتا ہوں لیتا ہوں میں ان کے اقوال کے دائرے سے باہر نہیں جاتا ہوں۔ پھر حضرت امام نے چند تابعیوں کا نام لے کر فرمایا ہے۔ جس طرح ان افراد نے کوشش کی ہے میں بھی کرتا ہوں۔ میں ان کے اقوال کا پابند نہیں ہوں۔

اصل چہارم اجماع: استاد ابوزہرہ نے لکھا ہے۔ اُن اکثر علماء کے قول کی رُو سے جنہوں نے اجماع کو اسلامی فقہ کے اصول میں سے ایک اصل قرار دیا ہے اجماع کی یہ تعریف کی جا سکتی ہے کہ اسلامی امت کے مجتہدین کسی زمانہ میں کسی امر پر اتفاق کریں۔ یہ تعریف امام شافعی نے اپنے رسالہ میں لکھی ہے اور علماء اصول فقہ نے اس کو پسند کیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے اس کو اپنی فقہ کے اصول میں سے ایک اصل قرار دیا ہے یا نہیں۔

حنفی مذہب کے علماء نے کہا ہے کہ اجماع اصول فقہ میں سے ایک اصل ہے اور ان حضرات نے چند طرق سے اس کا اثبات کیا ہے۔

ان علماء نے کہا ہے۔ اجماع قولی بھی ہوتا ہے اور سکوتی بھی۔ وہ کہتے ہیں اگر کسی مسئلہ میں علماء کا اختلاف دو صورتوں میں یا زیادہ صورتوں میں محدود رہا اور یہ محدودیت ایک عرصہ تک قائم رہی اور پھر کوئی عالم اس مسئلہ میں نقل کی ہوئی رایوں کے علاوہ کوئی رائے ظاہر کرے تو اس کا یہ فعل اجماع کے خلاف ہے۔

ان حضرات نے متفرع ماثورہ اور اقوال اصحاب ابو حنیفہ سے اس قول کو ثابت کیا ہے ہم نے ان حضرات کی کتابوں کی طرف رجوع کیا جنہوں نے حضرت امام ابو حنیفہ کی سوانح حیات لکھی ہیں۔ ہم کو یہ عبارت ملی ہے کہ آپ کتاب وسنت و آثار صحابہ اور قیاس پر عمل کرتے تھے اور اس کے ساتھ ہم کو یہ بھی ملا، جیسا کہ مناقب مکی میں ہے کہ آپ "شدید الاتباع لما کان علیہ الناس ببلدہ" شدت کے ساتھ پیروی کرتے تھے جس پر آپ کے بلد (ملک) میں عمل ہوتا تھا۔ اور مناقب مکی میں سہل بن مزاحم کا یہ قول ملا "وکلامہم ای حنیفۃ اخذ بالفقہ وہو اورع من ان یقیس والنظر فی معاملات الناس وما استقاموا علیہ امورہم" ابو حنیفہ کی بات یعنی ان کا طریقہ یہ تھا کہ معتبر کر لیتے اور بد سے بچتے اور لوگوں کے معاملات کو پرکھتے اور جس پر کہ ان کے امور درست بیٹھتے۔

ان دو روایتوں سے جو کہ آپ کے معاصرین کی ہیں آپ کے طریقۂ استنباط کا پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنے وطن کے فقہا کی روش پر قائم تھے اور جن مسائل میں نص (قطعی حکم) نہیں ملتا تھا۔ قیاس پر عمل کرتے تھے یعنی آپ کے وطن میں جو رائج ہوتا تھا اس کو لیتے تھے۔ اس سے یہ بات صاف طور سے ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے وطن کے علماء کا اتباع کرتا ہو وہ یقیناً علماء کے متفقہ فیصلہ کا اتباع کرے گا۔

تین وجوہات کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ فقہاء کے نزدیک اجماع حجت ہے۔

۱۔ صحابۂ کرام پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کیا کرتے تھے اور جب سیاست عامہ کی ضرورت پیدا ہوتی تھی حضرت عمر صحابہ کو جمع کرتے تھے اور ان سے مشورہ کرتے تھے اور ان کی رائے معلوم کرتے تھے اور جب کسی بات پر صحابہ کا اتفاق ہو جاتا تھا اس پر عمل کرتے تھے۔ اور اگر صحابہ میں اختلاف ہوتا تھا تو معاملہ اہل علم کے سپرد کر دیتے تھے اور جس بات پر ان کا اتفاق ہوتا تھا اس پر عمل کیا جاتا تھا اور یہ وہ اجماع ہے کہ اس کی مخالفت جائز نہیں۔

۲۔ وہ اجتہاد کا دور تھا ہر امام اجتہاد کرتا تھا اور وہ اپنے وطن کے متفقہ فیصلہ کے خلاف سے اپنے کو بچاتا تھا تاکہ اس کا قول شاذ نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ اپنے بلد کے متفقہ مسائل کی شدت

سے پیروی کرتے تھے۔ امام مالک اہل مدینہ کے اتفاق کو خبر واحد پر مقدم رکھتے تھے۔ ان وجوہات کی بنا پر ہمارا پختہ خیال ہے کہ اجماع حجت ہے اور اس کی مخالفت جائز نہیں۔

۳۔ اس سلسلہ میں بعض آثار بھی وارد ہیں جن سے اجماع کے حجت ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ جیسے حدیث نبوی ہے۔ "لا تجتمع امتی علی ضلالۃ" میری امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی اور ارشاد گرامی ہے "ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن" جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے اور امام شافعی نے روایت کی ہے۔ "الا من سرہ بحبحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ فان الشیطان مع الفذ وہو من الاثنین ابعد" سمجھ لو جس کو جنت کی راحت پسند ہو وہ جماعت سے لگا رہے اکیلے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور وہ دو سے دور رہتا ہے۔

استاد ابو زہرہ نے امام ابو یوسف کی کتاب "الرد علی سیر الاوزاعی" کی عبارت نقل کی ہے۔ اوزاعی نے اجماع سے احتجاج کیا ہے۔ ابو یوسف نے ان کے احتجاج کو رد کرتے ہوئے کہا ہے اوزاعی نے حجاز اور شام کے بعض ایسے مشائخ کو دیکھ لیا ہے "من لا یحسن الوضوء ولا التشہد ولا اصول الفقہ" جن کو صحیح طور پر نہ وضو آتے اور نہ تشہد اور نہ اصول فقہ۔ یعنی ایسے افراد کا اجماع اجماع ہی نہیں ہے۔ ادوار اجتہاد میں اجماع کی حجیت میں اختلاف نہیں ہوا ہے بلکہ غلط طور پر اجماع قرار دینے پر شافعی وغیرہ نے انکار کیا ہے جس طرح ابو یوسف نے اوزاعی کے بیان کردہ اجماع کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ علماء حنفیہ نے کہا ہے اجماع حجت ہے۔ امام ابو حنیفہ کا یہی مسلک ہے اور آپ کے صاحبین کا بھی یہی مسلک ہے۔ اجماع سکوتی کو بھی حنفیہ نے تسلیم کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرات صحابہ نے مسئلہ کی صورت محدود کر دی ہے۔ ان کے اقوال میں سے کوئی قول اختیار کیا جا سکتا ہے کوئی نیا قول نہیں کہا جا سکتا۔

اصل پنجم قیاس: کتاب وسنت اور اجماع سے جن مسائل کا حکم معلوم ہو چکا ہے ان احکام کی علتوں کو سمجھ کر دوسرے مسائل کے حکم کو معلوم کرنا قیاس ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل کو حاکم بنا کر یمن بھیجنے کا قصد فرمایا آپ نے معاذ سے کہا۔ بما تقضین حکم کس سے کریں گے۔ عرض کی۔ کتاب اللہ سے۔ آپ نے فرمایا۔ فان لم تجد اگر کتاب اللہ میں حکم نہ ملا۔ عرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے۔ آپ نے فرمایا۔ فان لم تجد اگر حکم کو سنت رسول میں حکم نہ ملا۔ عرض کی اجتہد برائی میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ یہ سن کر سردار دو عالم نے فرمایا۔ الحمد للہ الذی وفق رسول رسولہ بما

یَرْضٰی بِہٖ رَسُوْلَہٗ حمد ہے اس اللہ کے لئے جس نے اپنے رسول کے رسول کو توفیق اس بات کی دی کہ وہ اللہ کے رسول کو راضی کرے۔

شریعت کے احکام کی علتوں کا معلوم کرنا آسان کام نہیں ہے اس کے لئے اسباب نزول کا معلوم کرنا، الفاظ کا، عبارات کا، اشارات کا سمجھنا ضروری ہے۔ شریعت کے احکام میں دینی اور دنیوی فوائد مضمر ہیں، علل کے معلوم کرنے سے اُن فوائد سے استفادہ کا موقع ملتا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ قیاس کرکے حکم بیان کردیا کرتے تھے۔ آپ کے بیان کردہ مسائل کو دیکھ کر آپ کے اتباع نے احکام کی علتوں کا بیان کیا ہے اور قیاس کرنے کے قواعد وضوابط مقرر کئے ہیں۔ اس سلسلہ میں امام فخر الاسلام بزدوی کی کتاب "اصول فقہ" قابل اعتماد ہے۔ اس کتاب کو دیکھ کر حضرت امام کی مساعی کا اندازہ لگایا جائے جو انہوں نے مدۃ العمر کی ہیں اور ارشاد نبوی یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا "آسانی پیدا کرو سختی نہ کرو" کے پیش نظر مسلمانوں کے واسطے کیسے ابواب یُسر کھولے ہیں۔ اللہ آپ کو اسلام اور مسلموں کی طرف سے اجر کثیر دے۔

علامہ قاضی غسان بن محمد بن عبیداللہ بن سالم المروزی النیسا پوری الوبکینی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

وَضَعَ الْقِیَاسَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ سُنَّۃً	فَاَتٰی بِوَضْعِ حُجَّۃٍ وَقِیَاسِ
قیاس کی ساری بنیاد ابوحنیفہ نے رکھی ہے	آپ واضع حجت اور قیاس نے کر آئے ہیں
وَبَنٰی عَلَی الْآثَارِ رَاسَ بِنَائِہٖ	فَاَتٰی عَجِیْبًا یَحْسُنُ عَلَی الْاَسَاسِ
اور آپ نے آثار پر سہارا کر اپنی تعمیر کی اساس رکھی ہے	لہٰذا قیاس کی باریکیاں مضبوط اساس پر ہیں

واضح رہے کہ آپ کی روایتوں کو کتاب الآثار کے نام سے آپ کے جلیل القدر شاگردوں نے روایت کی ہے اور بعد کے ائمہ نے مسانید کے نام سے ان کو جمع کیا ہے۔

اصل ششم، اللہ کا احسان استحسان: امام ابوالحسن کرخی نے استحسان کا بیان اس طرح کیا ہے کہ مجتہد کسی مسئلہ میں زیادہ قوی وجہ کی بنا پر اس حکم سے عدول کرے جو اس مسئلہ کے امثال میں کرچکا ہے۔

وضاحت کے لئے ایک مسئلہ لکھا جاتا ہے۔

شکاری پرندوں کا جھوٹا پانی نجس ہے یا نہیں۔ قیاس کی رُو سے پانی نجس ہے کیوں کہ شکاری پرندوں کا حکم شکاری چوپایوں کا ہے۔ دونوں کا گوشت نجس ہے لہٰذا دونوں کا جھوٹا پانی

نجس ہونا چاہئے لیکن یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا کے پیش نظر شکاری پرندوں کا پانی نجس نہیں ہے کیونکہ پرندہ چونچ سے پانی پیتا ہے اور چونچ میں اس کا لعاب نہیں ہوتا ہے، برخلاف چوپائے کے کہ وہ ہونٹوں اور زبان سے پانی پیتا ہے، اس کا لعاب پانی میں ملتا ہے اور پانی نجس ہوجاتا ہے لہٰذا شکاری پرندہ کا پانی کراہت کا محل ہے نجس نہیں ہے۔

استحسان کے بیان میں ائمہ کے الفاظ مختلف ہیں۔ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ قیاس کا چھوڑنا اور لوگوں کے واسطے ان کے مناسب امر کا اختیار کرنا استحسان ہے۔

بعض نے کہا ہے جس امر میں خاص وعام مبتلا ہوں اس میں راہِ سہولت کا نکالنا استحسان ہے۔

بعض نے کہا ہے فراخی کا اختیار کرنا استحسان ہے۔

بعض نے کہا ہے سہولت کا فراہم کرنا اور تکلیف سے بچانا استحسان ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ یعنی اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر مشکل۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا۔ آنحضرت کا یہ خطاب حضرت علی اور حضرت معاذ کو ہے کہ تم دونوں آسانی کرو، مشکل نہ بناؤ۔

قیاس اور استحسان درحقیقت دو قیاس ہیں۔ ایک جلی ہے اور اس کا اثر ضعیف ہے، اور دوسرا خفی ہے لیکن اس کا اثر قوی ہے۔ پہلا قیاس ہے اور دوسرا استحسان ہے۔[1]

قاضی صیمری نے لکھا ہے[2] بشر بن الولید نے محمد بن حسن شیبانی سے روایت کی ہے کہ امام ابوحنیفہ اپنے اصحاب کے ساتھ قیاس میں مناظرہ کیا کرتے تھے اور آپ کے اصحاب بھی دادِ تحقیق دیا کرتے تھے اور آپ سے خوب معارضہ کرتے تھے لیکن جب آپ اَحْسَنْتَ فرماتے تھے تو پھر آپ کے اصحاب میں سے کسی کی رسائی آپ تک نہیں ہوتی تھی اور آپ اس کثرت سے استحسانات پیش کرتے تھے کہ سب آپ کے قول کو تسلیم کرتے اور آپ کو دعائیں دیتے۔

استحسان کے متعلق امام مالک نے کہا ہے۔ اَلْاِسْتِحْسَانُ تِسْعَۃُ اَعْشَارِ الْعِلْمِ علم کے دس حصوں میں سے نو حصے استحسان ہے یعنی اس میں کامل علم اور دقتِ نظر اور فہم راسخ کی ضرورت ہے۔ یہ نہایت مہتم بالشان علم ہے۔

بعض طوائف نے استحسان کی شدت سے مخالفت کی ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں امام شافعی

---

[1] ملاحظہ فرمائیں سرخسی کی مبسوط جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۵ [2] اخبار ابی حنیفہ صفحہ ۱۱

کا قول نقل کیا ہے۔ مَنِ اسْتَحْسَنَ فَقَدْ شَرَعَ۔ جس نے استحسان کیا اس نے شریعت بنائی۔

اس قول کی علت یہ ہے قیاس کا ثبوت شریعت سے ہے۔ جو شخص قیاس کو چھوڑ کر استحسان پر عمل کرے اس نے نئی شریعت بنائی۔ لیکن ہم جب ابو حنیفہ کے استحسانات کو دیکھتے ہیں تو ان میں نص اور قیاس کی مخالفت نہیں پاتے بلکہ ہم کو اس میں نص اور قیاس کا تمسک نظر آتا ہے۔ اگر ہم استحسان کو چھوڑ کر صرف قیاس پر عمل کریں تو عوام کے مصالح کو نظر انداز کرنا پڑے گا۔ حالانکہ مصالح عامہ کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔ شریعت نے اس کو نظر انداز نہیں کیا ہے۔

بعض محققین نے کہا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا ہے۔ مَنِ اسْتَحْسَنَ فَقَدْ شَرَعَ جس نے استحسان کیا ہے اس نے شرع وبسط سے کام لیا حقائق کو سمجھا ہے اور مسئلہ بیان کیا ہے۔

عاجز کہتا ہے یہ بات جس نے کہی ہے درست کہی ہے۔ قاضی جیہری نے لکھا ہے۔[1]

ہم سے عمر بن ابراہیم نے ان سے مکرم نے، ان سے احمد نے کہا۔ میں نے مزنی سے سنا۔ وہ کہتے تھے میں نے شافعی سے سنا۔ انہوں نے کہا۔ اَلنَّاسُ عِيَالٌ عَلٰى اَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْقِيَاسِ وَالْاِسْتِحْسَانِ یعنی قیاس میں اور استحسان میں لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔ امام مزنی کی اس روایت نے اَلْحَقُّ يَعْلُوْ وَلَا يُعْلٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ کی یاد دلادی کہ حق ظاہر ہو کر بلند و بالا ہوتا ہے اور کوئی شے اس سے بالاتر نہیں ہوتی۔

احناف کے بعض متاخر مشائخ نے کہا ہے کہ استحسان پر عمل بہتر اور اولیٰ ہے باوجود اس کے کہ استحسان کی جگہ قیاس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

امام سرخسی نے ان لوگوں کا رد کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ قول وہم کی بنا پر ہے، کیونکہ ہماری کتابوں میں یہ عبارت ہے۔ اَلَّا اَنَّا تَرَكْنَا الْقِيَاسَ۔ مگر ہم نے قیاس چھوڑ دیا ہے" جس چیز کو چھوڑ دیا جاتا ہے اس پر عمل جائز نہیں۔ ہمارے مشائخ نے بعض اوقات چھوڑے ہوئے قیاس کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں۔ اَلَّا اَنِّيْ اَسْتَقْبِحُ ذٰلِكَ۔ مگر میں اس کو قبیح سمجھتا ہوں" اور یہ کھلی ہوئی بات ہے۔ مَا يَجُوْزُ الْعَمَلُ بِهٖ شَرْعًا يَكُوْنُ اسْتِقْبَاحُهٗ كُفْرًا جو چیز شرعاً جائز ہو اس کو قبیح سمجھنا کفر ہے" اگر اس قیاس پر بھی عمل جائز ہوتا ہمارے مشائخ ہرگز اس قیاس کو قبیح نہ سمجھتے لہٰذا جہاں استحسان کی وجہ سے قیاس چھوڑا گیا ہے وہاں اس قیاس پر عمل جائز نہیں۔

۷۔ تعاقل: امام موفق نے سہل بن مزاحم سے روایت کی ہے۔

[1] ملاحظہ کریں اخبار ابی حنیفہ ص۱۳

كَلَامُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَخَذُ بِالْفِقْهِ وَاَوْلٰى بِالْفَتْحِ وَالنَّظَرُ فِيْ مَعَامِلَاتِ النَّاسِ وَمَا اسْتَقَامُوْا عَلَيْهِ وَصَلُحَتْ عَلَيْهِ اُمُوْرُهُمْ۔ ابو حنیفہ کی بات یہ تھی کہ وہ مستند اور صحیح کو لیتے تھے اور برے سے دور رہتے تھے، وہ لوگوں کے معاملات پر نظر رکھتے تھے اور دیکھتے تھے کہ ان کا صحیح رویہ کیا ہے اور ان کے امور کس ڈھب پر درست بیٹھے ہیں۔

يُقْضٰى الْاُمُوْرُ عَلَى الْقِيَاسِ فَاِذَا قَبُحَ الْقِيَاسُ يُصَارُ اِلَيْهَا اَلَى الْاِسْتِحْسَانِ مَا لَمْ يَقْضِ لَهٗ فَاِذَا لَمْ يَقْضِ لَهٗ يَرْجِعُ اِلٰى مَا يَتَعَامَلُ بِهِ الْمُسْلِمُوْنَ۔

حضرت امام قیاس کر کے مسائل حل کرتے تھے اور جب قیاس میں قباحت پیدا ہوتی تھی استحسان سے حل کرتے جب تک کہ استحسان ساتھ دیتا تھا اور جب معاملہ اٹک جاتا تھا آپ مسلمانوں کے طور طریقوں اور ان کے تعامل کی طرف رجوع کرتے۔

اس بیان سے دو باتیں ثابت ہوئیں کہ پہلے آپ قیاس اور استحسان سے مسئلہ حل کرنے کی سعی کرتے۔ اگر قیاس و استحسان سے راہ سہولت نہیں نکلتی تھی آپ لوگوں کے تعامل اور عرف سے مسئلہ حل کرتے تھے۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ اصولِ ستہ (چھ اصول) کے بعد عرف سے حضرت امام استدلال کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے ارشاد مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ۔ (جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے) سے عرف کا دلیل ہونا ثابت کرتے ہیں

۸۔ حیلے: علامہ شمس الدین محمد بن ابی بکر معروف بہ ابن قیم جوزیہ متوفی ۷۵۱ھ نے کتاب اعلام الموقعین کے جلد سوم اور چہارم میں تین سو اکسٹھ صفحات میں اس کا بیان کیا ہے۔ انہوں نے اساسی طور پر حیلوں کو تین قسم میں رکھا ہے۔ پہلی قسم ایسے خفیہ طریقوں کا استعمال کرنا ہے جس کی وجہ سے حرام فعل جائز ہو جائے۔ ایسے حیلے حرام ہیں۔

دوسری قسم ایسے حیلوں کی ہے کہ جس شے کو حاصل کرنا چاہتا ہے وہ جائز اور مشروع کام ہے اور جن خفیہ طریقوں سے اس تک پہنچتا ہے وہ بھی جائز ہیں۔ مثلاً کوئی شخص چاہتا ہے کہ اس شے سے فائدہ حاصل کروں یا اس کام کی وجہ سے نقصانات اور مضرات سے محفوظ رہوں ایسے حیلے جائز اور بہتر ہیں۔ بعض سلف نے اس سلسلہ میں کہا ہے۔ اَلْاَمْرُ اَمْرَانِ اَلْاَمْرُ فِيْهِ حِيْلَةٌ فَلَا يُقْطَعُ عَنْهُ وَالْاَمْرُ لَا حِيْلَةَ فِيْهِ فَلَا يُجْزَعُ مِنْهُ۔ کام دو طرح کے ہیں ایک ایسا ہے کہ

اس میں سوچ سمجھ اور تدبیر کی ضرورت ہے لہٰذا اس میں بے پروائی نہ کرے اور ایک ایسا کام ہے کہ اس میں کسی شے کی گنجائش نہیں ہے، لہٰذا صابر بہ رضا رہتا ہے جزع فزع سے بچے۔

تیسری قسم یہ ہے کہ کوئی اپنا حق لینا چاہتا ہے یا ظلم سے بچنا چاہتا ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے امور مباحہ سے مدد لیتا ہے۔ یہ قسم بھی جائز ہے۔ حضرات ائمہ جائز اور مباح طریقوں کی نشاندہی کر کے بندگان خدا کی مشکلیں آسان کرتے ہیں حرام طریقوں سے ان کا تعلق نہیں ہوتا ہے۔

کتاب الحیل کی روایت خطیب کی

خطیب نے تاریخ بغداد کی جلد تیرہ صفحہ ۴۲۶ میں لکھا ہے کہ ہم سے محمد بن اسماعیل سلمی نے اس سے ابو توبہ الربیع بن نافع نے، اس سے عبداللہ بن مبارک نے کہا "من نظر فی کتاب الحیل لابی حنیفة أحل ما حرم الله وحرم ما أحل الله" جو ابو حنیفہ کی کتاب الحیل دیکھے گا وہ اللہ کے حرام کردہ کو حلال کردہ کو حرام کرے گا

اس روایت پر علامہ ازہری نے حاشیہ لکھا ہے اور اس کے راویوں میں محمد بن اسماعیل سلمی ہے اس کے متعلق ذہبی کی کتاب میزان میں کلام ہے اور ابو حنیفہ کی کتاب الحیل ہمارے دیکھنے میں نہیں آئی ہے اور لکھا ہے۔

وقد قال شیخ الاسلام احمد بن تیمیة رحمه الله وهو اعرف الناس بمذاهب السلف و اصولهم وقواعدهم بعد ان ذکر کلام عبد الله بن مبارک وغیره من العلماء فی کتاب الحیل الذی لیس فی کلام ولا بجد منهم نسبته لابی حنیفة ولا لغیره من ائمة المسلمین ما نصه

وانما قال مثل هؤلاء الائمة فی کتاب الحیل ما قالوا لان فیه الاحتیال علی تاخیر صوم رمضان واسقاط الزکاة والحج واسقاط الشفعة وحل الربا واسقاط الکفارات فی الصیام والاحرام والایمان وحل السفاح وفسخ العقود وفیه الکذب وشهادة الزور وابطال الحقوق وغیر ذلک و من اقبح ما فیه احتیال لمن اراد ان یرتد عن الاسلام لیعرض علیها الاسلام فلا تقبل فتحبس وتستتاب ثم تعود الی الاسلام الی اضعاف اخر وکثیر من هذا والحیل حرام باتفاق العلماء من جمیع الطوائف بل بعضها کفر کما قاله ابن المبارک وغیره ولا یجوز ان ینسب الامر بهذه الحیل التی هی محرمة باتفاق او هی کفر الی احد من الائمة ومن ینسب ذلک الی احد منهم فهو مخطئ جاهل باصول الفقهاء وان کانت الحیلة قد تنفذ علی اصل بعضهم بحیث لا یبطلها علی صاحبها فان الامر بالحیلة شیء وعدم ابطالها علی من یفعلها شیء آخر

الی ان قال۔

وانما فرقنا بان هذه الحیلة التی هی محرمة فی نفسها لا یجوز ان ینسب الی امام انه امر بها فان ذلک قدح فی امامته وقدح فی الائمة حیث ائتمروا بمن لا یصلح للامامة وفی ذلک نسبة بعض الائمة الی تخییر او تفسیق وهو تخییر جائز۔ الی آخر ما اطال به من القول الذی تبرأ به ابا حنیفة واصحابه وعامة علماء المسلمین ان یقولوا بعضه فضلا عن کله۔

(ترجمہ) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جو کہ سلف کے مذاہب اور ان کے اصول و قواعد سے بہ نسبت دوسرے افراد کے بہت زیادہ واقف ہیں، عبداللہ بن مبارک اور دوسرے علماء کا کلام ذکر کر کے کہا ہے۔ ان میں سے کسی ایک کے کلام میں بلکہ علمائے مسلمین میں سے کسی کے کلام میں اس کتاب کی نسبت ابو حنیفہ کی طرف نہیں ہے اور لکھا ہے۔

"ان جیسے ائمہ کرام نے اس کتاب کے متعلق جو کچھ کہا ہے اس وجہ سے کہا ہے کہ اس میں رمضان کے روزوں کو مؤخر کرنے اور زکات و حج کے ساقط کرنے اور شفعہ کا حق ضائع کرنے اور سود کو جائز کرنے اور روزوں اور احرام اور قسموں کے کفاروں کے ہٹانے اور بدکاری کو حلال کرنے اور عہد و پیمان کے توڑنے جس میں جھوٹ اور جھوٹی گواہی اور حقوق کا بطلان شامل ہیں اور ان کے علاوہ نہایت بُرے حیلے اس عورت کے لئے جو اپنے شوہر سے الگ ہونا چاہتی ہے یہ ہے کہ عورت اسلام سے پھر جائے، پھر اس پر اسلام کو پیش کیا جائے تو وہ مسلمان نہ ہو پھر اس عورت کو قید کیا جائے تو نکاح ٹوٹ جائے گا اور پھر وہ مسلمان ہو جائے اور اس قسم کے بہت سے حیلے ہیں جو باتفاق علماء حرام ہیں۔ اس میں تمام طائفوں کا اتفاق ہے بلکہ بعض حیلے تو کفر ہیں اور ایسے حیلوں کا کسی امام کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں ہے، اور جو شخص کسی امام کی طرف ایسے حیلے منسوب کرتا ہے وہ فقہا کے اصول سے جاہل ہے، چاہے کوئی حیلہ کسی امام کے کسی اصل (کسی قاعدے) کے تحت اس طرح آجاتا ہو کہ وہ حیلہ کرنے والے کے لئے اس کو باطل نہیں قرار دے رہا ہے کیونکہ حیلہ کرنے کا حکم دینا الگ بات ہے اور حیلہ کرنے والے کے لئے حیلہ کو باطل قرار نہ دینا الگ فعل ہے۔

یہ لکھ کر ابن تیمیہ نے کچھ وضاحت کی ہے اور پھر لکھا ہے۔ یہاں پر ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہر وہ حیلہ جو اپنی ذات سے حرام ہے، کسی امام سے اس کی نسبت جائز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں اس کی امامت پر عیب لگ رہا ہے اور اس وجہ سے امت اسلامیہ پر دھبہ لگتا ہے کہ اس خیر القرون نے ایسے شخص کو اپنا امام بنایا ہے، اس نسبت کی وجہ سے اس امام کی تکفیر یا تفسیق ثابت ہوتی ہے اور

یہ جائز نہیں ہے۔ الخ

اس کے بعد علامہ ابوزہرہ نے اپنے حاشیہ میں لکھا ہے: "وَقَدْ سَلَكَ مَسْلَكَهُ فِي هٰذَا وَاقْتَفَى أَثَرَهُ تِلْمِيذُهُ الْعَلَّامَةُ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي كِتَابِ أَعْلَامِ الْمُوَقِّعِينَ وَمَا قَالَهُ شَيْخُ الْإِسْلَامِ ابْنُ تَيْمِيَةَ وَتِلْمِيذُهُ ابْنُ الْقَيِّمِ رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالَى فِيهِ رَدٌّ عَلَى مَا قَالَهُ الْخَطِيبُ فِي هٰذَا الْبَابِ وَغَيْرُهُ طَعْنًا عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بَلْ مَنْ تَأَمَّلَ بِمَا لَمْ نَذْكُرْهُ مِنْ كَلَامِ ابْنِ تَيْمِيَةَ، خُصُوصًا الرِّسَالَةَ الَّتِي فِيهَا الشِّعْرُ يَعْنِي بِالْخَطِيبِ فِي تَشْنِيعِهِ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَنُصْرَتِهِ فِي إِقَامَةِ الدَّلِيلِ إِلَى إِبْطَالِ التَّحْلِيلِ فِي الْجُزْءِ الثَّالِثِ مِنَ الْفَتَاوَى وَإِنَّمَا اعْتَمَدْنَا كَلَامَ هٰذَيْنِ الْإِمَامَيْنِ لِأَنَّهُمَا مِنْ أَكْبَرِ الْمُحَدِّثِينَ وَالنَّاقِدِينَ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَمُدَّاحِيهِمْ، فَيَكُونُ شَهَادَةً عَلَى مُتَعَصِّبِي أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَكَيْفَ يَكْذِبُ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ هٰذَا الْكِتَابَ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ مَعَ أَنَّهُ مِنْ تَلَامِذَتِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَحْمِلُونَهُ حَيًّا وَمَيِّتًا كَمَا نَقَلَ ذٰلِكَ الثِّقَاتُ الْعُدُولُ نَقْلًا يُفِيدُ الْعِلْمَ الْقَطْعِيَّ۔

اور ابن تیمیہ کے طریقہ اور منہج پر اُن کے شاگرد ابن القیم رحمہما اللہ تعالیٰ کے بیان سے وہ سب کچھ نیست و نابود ہو جاتا ہے جو خطیب وغیرہ نے ابوحنیفہ پر طعن و تشنیع کے سلسلہ میں کہا ہے بلکہ اگر کوئی اس تحریر کو کہ جس کو ہم نے مضمون طویل ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں کیا ہے، ابن تیمیہ کے فتاویٰ کے تیسرے حصہ میں "اقامۃ الدلیل علی ابطال التحلیل" کے بیان میں پڑھ لے وہ دیکھ لیگا کہ ابن تیمیہ نے خطیب پر گرفت کی ہے کہ اس نے ابوحنیفہ کی شناعت کیوں کی ہے ہم نے ان دو اماموں (ابن تیمیہ، ابن قیم) کی بات پر بھروسہ کیا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں بڑے محدثین میں سے ہیں اور یہ دونوں اہل حدیث کی طرف سے دفاع کیا کرتے ہیں۔ بھلا عبداللہ بن مبارک اس کتاب کی نسبت امام ابوحنیفہ کی طرف کیسے کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے ہیں اور وہ ابوحنیفہ کی جلالت قدر کا بیان ان کی حیات میں اور پھر ان کی وفات کے بعد کیا کرتے تھے، جس کو ثقہ اور عادل افراد نے نقل کیا ہے اور اس سے علم یقینی ثابت ہے۔ علامہ ابوزہرہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ابن تیمیہ نے ابن مبارک اور دوسرے علماء سے صرف کتاب الحیل کا ذکر کیا ہے ابوحنیفہ کی طرف کتاب کی نسبت نہیں کی ہے جیسا کہ خطیب نے کیا ہے۔

حضرت امام کے محیر العقول جوابات

قاضی صیمری نے لکھا ہے[1] کہ ابو یوسف شدید مریض ہوئے اور ابوحنیفہ ان کی عیادت کو کئی مرتبہ گئے، آخری مرتبہ آپ نے ابو یوسف کے مرض میں شدت دیکھ کر فرمایا۔ میں نے تم کو اپنے بعد مسلمانوں کے واسطے سوچا تھا، اگر تم کو حادثہ پیش آجائے مسلمانوں پر اُفتاد پڑے گی اور تمہارے ساتھ بہت علم ان کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔

عقود الجمان کی روایت میں ہے: "اگر یہ جوان مرجاتا ہے کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ نہیں لے سکتا"

یہ بات ابو یوسف کو پہنچی اور اللہ نے ان کو شفا دی، ان کو خیال ہوا کہ فقہ میں اپنا الگ حلقہ قائم کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنا الگ حلقہ قائم کیا۔ جب ابوحنیفہ کو اس کی خبر ہوئی، آپ نے ایک شخص سے کہا تم یعقوب (ابو یوسف) کے پاس جاؤ اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کرو کہ ایک شخص نے درزی کو کوئی کپڑا چھوٹا کرنے کے واسطے دیا، دو درہم اُجرت قرار پائی۔ کچھ دن بعد مالک اپنا کپڑا لینے درزی کے پاس گیا، درزی نے کہا۔ تمہارا کوئی کپڑا میرے پاس نہیں ہے۔ کپڑے کا مالک کچھ دن بعد پھر درزی کے پاس گیا۔ اس نے کپڑا چھوٹا کیا ہوا مالک کو دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ درزی کو اُجرت دی جائے گی یا نہیں۔ حضرت امام نے اس شخص سے کہا۔ اگر ابو یوسف جواب دیں کہ اُجرت دی جائے گی تم کہنا غلط ہے اور اگر وہ کہیں نہیں دی جائے گی جب بھی ان سے کہنا غلط ہے۔ چنانچہ یہ شخص گیا اور ابو یوسف سے مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے کہا۔ اُجرت دینی ہے۔ اس شخص نے کہا۔ یہ غلط ہے۔ ابو یوسف سوچ میں پڑ گئے۔ پھر انہوں نے کہا اُجرت نہیں دی جائے گی۔ اس شخص نے پھر کہا یہ غلط ہے۔ یہ سن کر ابو یوسف اسی وقت اُٹھ کر ابوحنیفہ کے پاس آئے۔ آپ نے دیکھ کر کہا۔ غالباً درزی کا مسئلہ تم کو لایا ہے اور پھر آپ نے بتایا کہ اگر درزی نے کپڑا غصب کرنے کے بعد چھوٹا کیا ہے تو اُجرت نہیں ہے اس نے اپنے واسطے چھوٹا کیا ہے۔ اور اگر غصب کرنے سے پہلے چھوٹا کیا ہے تو اُجرت دینی ہے۔

---

[1] اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص۱۵

۲۔ اور بصری نے لکھا ہے [1] وکیع نے بیان کیا ہے کہ ایک ولیمہ کی دعوت میں ابو حنیفہ، سفیان، مسعر، مالک بن مغول، جعفر بن زیاد، احمر اور حسن بن صالح کا اجتماع ہوا۔ کوفہ کے اشراف اور موالی کا اجتماع تھا۔ صاحب خانہ نے اپنے دو بیٹوں کی شادی ایک شخص کی دو بیٹیوں سے کی تھی۔ یہ شخص گھبرایا ہوا آیا اور اس نے کہا۔ ہم ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہیں اور اس نے بیان کیا گھر میں غلطی سے ایک کی بیوی دوسرے کے پاس پہنچا دی گئی اور دونوں نے اپنے بھائی کی بیوی سے شب باشی کر لی ہے۔ سفیان ثوری نے کہا کوئی بات نہیں۔ حضرت علی کے پاس حضرت معاویہ نے آدمی بھیجا کہ ان سے مسئلہ پوچھ کر جواب لائے۔ جب اس شخص نے حضرت علی سے استفسار کیا آپ نے فرمایا، کیا تم معاویہ کے فرستادہ ہو کیونکہ ہمارے ملک میں یہ صورت پیش نہیں آئی ہے۔ اور آپ نے کہا۔ میرے نزدیک دونوں افراد پر شب باشی کرنے کی وجہ سے مہر واجب ہے۔ اور ہر عورت اپنے زوج کے پاس چلی جائے (یعنی جس سے اس کا نکاح ہوا ہے) لوگوں نے سفیان کی بات سنی اور پسند کی۔ امام ابو حنیفہ خاموش بیٹھے رہے۔ مسعر نے ان سے کہا۔ تم کیا کہتے ہو۔ سفیان ثوری نے کہا وہ اس بات کے علاوہ کیا کہیں گے۔ ابو حنیفہ نے کہا۔ دونوں لڑکوں کو بلاؤ۔ چنانچہ وہ دونوں آئے حضرت امام نے ان میں سے ہر ایک سے دریافت کیا "تم کو وہ عورت پسند ہے جس کے ساتھ تم نے شب باشی کی ہے؟" ان دونوں نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے ہر ایک سے کہا اس عورت کا نام کیا ہے جو تمہارے بھائی کے پاس گئی ہے۔ دونوں نے لڑکی کا اور اس کے باپ کا نام بتایا۔ آپ نے ان سے کہا۔ اب تم اس کو طلاق دو۔ چنانچہ دونوں نے طلاق دی اور پھر آپ نے خطبہ پڑھ کر ہر ایک کا نکاح اس عورت سے کر دیا جو اس کے پاس رہی ہے۔ اور آپ نے دونوں لڑکوں کے والد سے کہا۔ دلہن ولیمہ کی تجدید کرو۔

ابو حنیفہ کا فتویٰ سن کر سب متحیر ہوئے اور مسعر نے اٹھ کر ابو حنیفہ کا منہ چوما اور کہا تم لوگ مجھ کو ابو حنیفہ کی محبت پر ملامت کرتے ہو۔

۳۔ اور بصری نے لکھا ہے [2] شریک کا بیان ہے کہ سادات بنی ہاشم میں سے ایک ادھیڑ عمر کے جوان بیٹے کا جنازہ تھا۔ سفیان ثوری، ابن شبرمہ، ابن ابی لیلیٰ، ابو الاحوص، منذل، ارجان اور شہر کے علماء شریک تھے۔ میں بھی اس جنازہ میں تھا۔ اچانک جنازہ کھڑا ہو گیا اور معلوم ہوا کہ مرنے والے کی والدہ دیوانہ وار گھر سے نکل آئی ہیں۔ وہ حائضہ تھیں کسی نے ان پر کپڑا ڈال دیا۔ مرنے والے

[1] ص ۱۶۰ [2] ص ۱۶۱

کے والد ان پر چلائے اور ان سے گھر جانے کو کہا۔ انہوں نے انکار کیا۔ والد نے طلاق کی قسم کھائی تاکہ وہ گھر چلی جائیں۔ والدہ نے تمام غلام باندیوں کے آزاد ہونے کی قسم کھائی کہ وہ نہیں جائیں گی، جب تک جنازے کی نماز نہ پڑھ لیں گی۔ سب لوگ حیران ہوئے۔ اس پریشانی کی حالت میں لڑکے کے والد نے امام ابو حنیفہ کو پکارا چاہا تو آپ وہاں پہنچے اور انہوں نے دونوں کے قسموں کو معلوم کیا اور باپ سے کہا بڑھو اور اپنے بیٹے کی نماز پڑھاؤ۔ چنانچہ انہوں نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ نے لڑکے کی والدہ سے کہا جاؤ تمہاری قسم پوری ہو گئی اور لڑکے کے والد سے کہا تمہاری قسم بھی پوری ہو گئی۔

ابن شبرمہ نے اس دن ابو حنیفہ سے کہا "بَخٍ بَخٍ لِلنِّسَاءِ أَنْ يَلِدْنَ مِثْلَكَ وَضَنَّ أَنْ يَأْتِينَ بِمِثْلِكَ عَلَيْكَ فِي الْعِلْمِ تُكْلَفَةٌ" یعنی عورتیں عاجز ہو گئی ہیں کہ تم جیسا تیز فکر جنیں، تم کو علمی مسائل کی وجہ سے کوئی کوفت نہیں ہوتی ہے۔

۴۔ بصری نے لکھا ہے [1] ابن مبارک نے بیان کیا کہ ایک شخص نے ابو حنیفہ سے پوچھا کہ میں اپنی دیوار میں مو کھا پھوڑنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پھوڑ لو لیکن ہمسایہ کے گھر میں نہ دیکھو، وہ ہمسایہ قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس گیا۔ قاضی نے دیوار کے مالک کو مو کھا پھوڑنے سے منع کیا، وہ ابو حنیفہ کے پاس آیا۔ آپ نے کہا تم اس جگہ دروازہ کھول لو۔ ہمسایہ پھر قاضی کے پاس گیا۔ اور قاضی نے دروازہ کھولنے سے روکا، مکان والا ابو حنیفہ کے پاس آیا کر قاضی نے روک دیا آپ نے اس سے پوچھا تمہاری دیوار کی قیمت کیا ہے۔ اس نے تین دینار بتائے۔ آپ نے اس سے کہا تو یہ رقم اور ساری دیوار گرا دو۔ چنانچہ وہ دیوار گرانے لگا اور ہمسایہ قاضی کے پاس پہنچا۔ قاضی نے کہا وہ اپنی دیوار گرا رہا ہے اور پھر دیوار کے مالک سے کہا جاؤ اپنی دیوار گراؤ اور جیسی چاہو بناؤ۔ پڑوسی نے قاضی سے کہا کہ آپ نے موکھے کے وقت کیوں روکا تھا وہ تو کم معاملہ تھا۔ قاضی نے کہا میں کیا کروں، وہ ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو میری غلطی کو پکڑتا ہے۔

۵۔ بصری نے لکھا ہے [2] وکیع نے کہا۔ ہم ابو حنیفہ کے پاس تھے کہ ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میرے بھائی کی وفات ہوئی ہے اس نے چھ سو دینار چھوڑے اور اب مجھ کو ورثہ میں ایک دینار ملا ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ میراث کی تقسیم کس نے کی ہے۔ اس نے کہا دائود طائی نے کی ہے۔ آپ نے فرمایا انہوں نے ٹھیک کی ہے کیا تمہارے بھائی نے دو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ عورت

[1] ص ۱۶۵ [2] ص ۱۶۷

نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے پوچھا اور ماں چھوڑی ہے۔ عورت نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے پوچھا اور بیوی چھوڑی ہے۔ عورت نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے پوچھا اور ایک بہن اور بارہ بھائی چھوڑے ہیں۔ عورت نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے کہا لڑکیوں کا دو تہائی حصہ ہے یعنی چار سو دینار اور بیٹا حصہ ماں کا ہے یعنی ایک سو دینار اور آٹھواں حصہ بیوی کا ہے یعنی پچیس دینار باقی رہے پچیس دینار، اس میں سے بارہ بھائیوں کے چوبیس دینار یعنی ہر بھائی کو دو دینار اور تم بہن ہو تمہارا ایک دینار ہوا۔

۶۔ صیمری نے لکھا ہے[1] اسد بن عمرو نے بیان کیا کہ قتادہ کوفہ آئے اور ابی بردہ کے گھر میں قیام کیا۔ آپ نے کہا حلال و حرام کے متعلق جو بھی استفسار کرے گا میں اس کا جواب دوں گا اُن سے ابوحنیفہ نے کہا، آپ کیا کہتے ہیں اس شخص کے متعلق جو برسوں گھر سے غائب رہا اور اس کی بیوی سے کہا گیا کہ وہ مر گیا ہے اور اس کی بیوی کو یقین ہوا کہ وہ مر گیا ہے لہٰذا اس نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ اب اس کا پہلا شوہر آ گیا اور عورت کے لڑکا پیدا ہوا۔ پہلے شوہر نے لڑکے سے نفی کی اور دوسرے شوہر نے اس کو اپنا بیٹا بتایا۔ اس صورت میں دونوں نے عورت پر الزام لگایا ہے یا صرف اس نے الزام لگایا ہے جس نے لڑکے کو بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔

پھر ابوحنیفہ نے کہا اگر قتادہ رائے سے جواب دینگے تو خطا کرینگے اور اگر انہوں نے حدثنا سے جواب دیا تو جھوٹ بولیں گے (یعنی اس مسئلہ میں کوئی حدیث نہیں ہے) قتادہ نے کہا۔ کیا یہ صورت پیش آگئی ہے۔ اُن سے کہا گیا کہ پیش نہیں آئی ہے۔ قتادہ نے کہا پھر کیوں مجھ سے پوچھتے ہو۔ ابوحنیفہ نے کہا۔ علماء مصائب کے لئے اپنے کو تیار کرتے ہیں تاکہ اس مصیبت کے نازل ہونے پر اپنے کو بچائیں کہ کس طرح اس میں پڑیں اور کس طرح اس میں سے نکلیں۔

قتادہ نے کہا اس کو چھوڑو اور تفسیر میں کچھ دریافت کرو۔ ابوحنیفہ نے کہا کیا کہتے ہو اس آیت میں۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ (نمل ۴۰) وہ شخص بولا جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں لا دیتا ہوں تجھ کو وہ پہلے اس سے کہ پھر آوے تیری طرف پھرے آنکھ۔

قتادہ نے کہا یہ شخص آصف بن برخیا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا کاتب تھا اور اس

[1] ص ۲۳

کو اسم اعظم معلوم تھا۔ ابوحنیفہ نے پوچھا کیا سلیمان علیہ السلام کو اس کا علم تھا یا نہیں۔ قتادہ نے کہا ان کو علم نہیں تھا۔ آپ نے کہا۔ نبی کے زمانہ میں نبی سے زیادہ علم والا کیا کوئی شخص ہوتا ہے۔ قتادہ نے کہا۔ تفسیر کے متعلق میں تم سے کچھ نہیں کہتا، مجھ سے ایسی بات پوچھو جس میں علماء نے اختلاف کیا ہو۔ ابوحنیفہ نے ان سے پوچھا کیا تم مومن ہو۔ قتادہ نے کہا، اَرْجُوْ، میں امید رکھتا ہوں۔ ابوحنیفہ نے کہا کیوں۔ قتادہ نے کہا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ (شعراء - ۸۲) اور وہ جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر دن انصاف کے۔ ابوحنیفہ نے قتادہ سے کہا۔ تم نے وہ جواب کیوں نہیں دیا جو اَوَلَمْ تُؤْمِنْ کیا تو نے یقین نہیں کیا، کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہے۔ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ (سورہ بقرہ) کہا کیوں نہیں لیکن اس واسطے کہ تسکین ہو میرے دل کو، یہ سُن کر قتادہ ناراض ہو کر گھر چلے گئے۔ اور کہا میں اب اُن سے (ابوحنیفہ سے) بات نہیں کروں گا۔

ابوحنیفہ نے بیان کیا کہ کئی سال کے بعد قتادہ پھر کوفہ آئے۔ ان کی بینائی جاتی رہی تھی میں نے بلند آواز سے پوچھا۔ اے ابوالخطاب، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں کیا کہتے ہو۔ وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (نور آیت) اور دیکھے ان کا پٹنا مسلمانوں کی ایک جماعت۔ قتادہ نے کہا طائفہ سے مُراد ایک آدمی یا زیادہ ہیں۔

ابوحنیفہ نے کہا، میری آواز سے انہوں نے مجھ کو پہچان لیا اور انہوں نے لوگوں سے سُنا کہ وہ مجھ کو کنیت سے پکارتے ہیں۔

۷۔ صیمری نے لکھا ہے[1] ابراہیم الصائغ نے بیان کیا کہ میں عطاء بن رباح کے پاس تھا اور ابوحنیفہ بھی تھے۔ انہوں نے عطاء سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ (انبیاء ۸۴) اور دیئے اس کو اس کے گھر والے اور ان کے برابر ساتھ ان کے۔ اس کا بیان کیا ہے۔ عطاء نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بیوی بچوں کو لوٹا دیا یعنی زندہ کر دیا اور بیوی بچوں کا مثل ان کو دیا۔ ابوحنیفہ نے کہا کیا اللہ نے مزید ایسی اولاد ان کو دی جو کہ اُن کے صلب سے نہیں ہے۔ اے ابومحمد۔ عطاء نے کہا، اللہ تم کو عافیت دے۔ میں نے اس سلسلہ میں نہیں پوچھا ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کی اہلیہ اور اولاد لوٹائی اور مثل اولاد کی اجر کا عنایت کیا۔ یہ سُن کر عطاء نے کہا۔ یہ اچھا ہے۔

[1] ص ۲۳

فائدہ: حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے "موضح قرآن" ۱۲۰۵ھ میں لکھا ہے:

اللہ تعالیٰ نے اولاد مری ہوئی جلائی اور نئی اولاد دی۔

یعنی مری ہوئی اولاد اسی وقت زندہ کردی اور بعد میں حضرت ایوب علیہ السلام کے صلب سے اتنی ہی اولاد عنایت کی۔

علامہ شامی محمد یوسف شافعی نے لکھا ہے۔ [1]

۱۔ حسن بن زیاد لؤلؤی کا بیان ہے۔ ایک دیوانی عورت تھی کہ اس کو اُمّ عمران کہتے تھے اس کے پاس سے ایک شخص اس کو کچھ کہتا ہوا گزرا۔ اس عورت نے اس شخص کو "اے زانیوں کے بچے" کہا قاضی ابن ابی لیلیٰ نے عورت کی یہ بات سنی اور حکم دیا کہ عورت کو پکڑ کر لائیں اور اس کو مسجد لے گئے۔ قاضی ابولیلیٰ نے مسجد میں اس کی دو حدیں لگوائیں۔ ایک حد باپ کی وجہ سے اور ایک ماں کی وجہ سے۔ اس واقعہ کی خبر امام ابوحنیفہ کو ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ ابن ابی لیلیٰ نے اس واقعہ میں چھ غلطیاں کی ہیں۔

۱۔ دیوانی پر حد جاری کی ہے حالانکہ دیوانی پر حد نہیں ہے۔

۲۔ حد مسجد میں قائم کی حالانکہ مسجد میں حد قائم نہیں کی جاتی۔

۳۔ عورت کو کھڑا کر کے حد لگوائی حالانکہ عورت کو بٹھا کر حد ماری جاتی ہے۔

۴۔ اس عورت پر دو حدیں قائم کیں حالانکہ حد ایک ہی لگتی ہے۔ اگر کوئی ایک جماعت کو اے زانیوں کہدے، اس کو ایک حد لگے گی۔

۵۔ عورت نے جس شخص کے ماں باپ کو زانی کہا تھا وہ دونوں غائب تھے حالانکہ حد ان کے سامنے لگنی تھی۔

۶۔ دونوں حدوں کو ایک ساتھ لگوایا گیا ہے حالانکہ دوسری حد اس وقت لگنی چاہیے جب پہلی حد کی چوٹیں ٹھیک ہو جائیں۔

حضرت امام کی صحیح علمی تنقید قاضی ابن ابی لیلیٰ کو پہنچی، وہ گھبرا کر امیر کوفہ کے پاس پہنچے۔ اور ابوحنیفہ کی شکایت کی۔ امیر نے حکم جاری کر دیا کہ ابوحنیفہ فتویٰ نہ دیا کریں۔ پھر امیر عیسیٰ بن موسیٰ نے کچھ مسائل ابوحنیفہ کے پاس بھیجے آپ نے ان کا جواب لکھ دیا۔ امیر کو آپ کے جوابات پسند آئے اور اس نے آپ کو اجازت دے دی کہ فتویٰ دیا کریں۔

[1] ملاحظہ فرمائیں، عقود الجمان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان ص۲۵۶

۲۔ اور شامی نے لکھا ہے [1] ابوالولید طیالسی نے روایت کی ہے کہ مشہور خارجی ضحاک شاری کوفہ میں داخل ہو گیا۔ اس نے ابوحنیفہ سے کہا کہ توبہ کرو۔ آپ نے پوچھا کس چیز سے توبہ کروں۔ اس نے کہا کہ تحکیمین کے تجویز کرنے سے (حضرت علی اور حضرت معاویہ میں مصالحت کرانے کی کوشش سے) ابوحنیفہ نے اس سے کہا کہ تم مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہو یا مناظرہ کرو گے۔ اس نے کہا کہ مناظرہ کروں گا۔ آپ نے کہا اگر کسی بات پر ہم میں اور تم میں اختلاف ہو جائے تو ہمارا فیصلہ کون کرے گا۔ ضحاک نے کہا تم جس کو چاہو مقرر کر دو۔ ابوحنیفہ نے ضحاک کے رفقاء میں سے ایک سے کہا۔ تم یہاں بیٹھو اور جس بات میں ہم دونوں کا اختلاف ہو تم فیصلہ کرنا۔ پھر آپ نے ضحاک سے کہا۔ کیا تم اس پر راضی ہو۔ اس نے اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ آپ نے کہا۔ "فَقَدْ جَوَّزْتَ التَّحْكِيمَ" تم نے تحکیم کو تسلیم کر لیا ہے، وہ لاجواب ہو کر چلا گیا۔

۳۔ اور شامی نے ابو یوسف سے روایت کی ہے [2] کہ ایک شخص نے ابوحنیفہ سے کہا کہ میں نے قسم کھائی کہ اپنی بیوی سے بات نہیں کروں گا جب تک وہ مجھ سے بات نہ کرے، اور میری بیوی نے قسم کھائی کہ جو مال میرا ہے وہ سب صدقہ ہوگا اگر وہ مجھ سے بات کرلے جب تک کہ میں اس سے بات نہ کروں۔ ابوحنیفہ نے اس شخص سے کہا۔ کیا تم نے یہ مسئلہ کسی سے پوچھا ہے۔ اس شخص نے کہا میں نے سفیان ثوری سے یہ مسئلہ پوچھا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ تم دونوں میں سے جو بھی دوسرے سے بات کرے گا وہ حانث ہو جائیگا۔ ابوحنیفہ نے اس شخص سے کہا۔ جاؤ اپنی بیوی سے بات کرو، تم دونوں میں سے کوئی بھی حانث نہ ہوگا۔ وہ شخص ابوحنیفہ کی بات سن کر سفیان ثوری کے پاس گیا۔ اس شخص کی سفیان ثوری سے کچھ رشتہ داری بھی تھی، اس نے ابوحنیفہ کا جواب سفیان سے بیان کیا، وہ جھنجھلا کر ابوحنیفہ کے پاس آئے اور انہوں نے ابوحنیفہ سے غصہ میں کہا۔ کیا تم حرام کراؤ گے۔ آپ نے کہا کیا بات ہے، اے ابوعبداللہ۔ اور پھر آپ نے سوال کرنے والے سے کہا کہ اپنا سوال ابوعبداللہ کے سامنے دُہراؤ۔ چنانچہ اس نے اپنا سوال دُہرایا اور ابوحنیفہ نے اپنا فتویٰ دُہرایا۔ سفیان نے کہا تم نے یہ بات کہاں سے کہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خاوند کے قسم کھانے کے بعد اس کی بیوی نے خاوند سے بات کی لہٰذا خاوند کی قسم پوری ہو گئی اب وہ جا کر بیوی سے بات کرے تاکہ اس کی قسم پوری ہو جائے اور دونوں میں سے کوئی بھی حانث نہیں ہے۔

یہ سن کر سفیان ثوری نے کہا۔ "اِنَّكَ لَيَنْكَشِفُ لَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا شِئْتَ وَكُنْتَ عَنْهُ غَافِلًا"

[1] ص۲۵۶ [2] ص۲۶۶

حقیقت امر یہ ہے کہ تم پر علم کے وہ دقائق واضح ہوتے ہیں کہ ہم سب اس سے غافل ہیں۔

۴۔ اور شامی نے علی بن مسہر کی روایت لکھی ہے[1] کہ ہم ابوحنیفہ کے پاس تھے کہ عبداللہ بن مبارک آئے اور انہوں نے کہا۔ کیا کہتے ہو اس امر میں کہ ایک شخص اپنی ہنڈیا پکا رہا تھا، اتفاق سے ایک پرندہ اس میں جا پڑا اور مر گیا۔ ابوحنیفہ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو، انہوں نے ابن عباس کا قول نقل کیا کہ شوربا بہا دیا جائے اور بوٹیوں کو دھو کر کھا لیا جائے۔ ابوحنیفہ نے کہا ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں لیکن ایک شرط کے ساتھ کہ اگر ہنڈیا میں شوربا جوش کھا رہا ہے اور اسی حال میں پرندہ گرا ہے تو گوشت پھینک دیا جائے اور شوربا بہا دیا جائے اور اگر ہنڈیا میں جوش نہیں آ رہا ہے اور وہ سکون کی حالت میں ہے شوربا بہا دیا جائے اور گوشت کو دھو کر کھا لیا جائے۔ ابن مبارک نے کہا۔ آپ یہ بات کس وجہ سے کہہ رہے ہیں۔ امام ابوحنیفہ نے کہا جوش کی حالت میں سرکہ اور گرم مصالحے سے بوٹیاں بکھر جاتی ہیں اور گوشت دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر ابن مبارک نے کہا: فلذا اوثر ہذا "یہ ہے زریں قول یعنی بہت بہتر بات۔ اور ابن مبارک نے "عقد الانامل" کے حساب سے تیس کے عدد کی شکل میں ہاتھ کی انگلیوں کو کیا یعنی تین انگلیاں ہندا اور شہادت کی انگلی کو انگوٹھے کے ناخن پر رکھ دینا، تجنبی امر کے لئے اس صورت کا استعمال اب بھی جہات افغانستان میں ہوتا ہے۔

۵۔ اور شامی نے حسن بن زیاد کی روایت نقل کی ہے[2] کہ ایک شخص نے اپنے گھر میں کچھ مال دفن کیا اور وہ بھول گیا کہ کس جگہ مال دفن کیا ہے۔ وہ امام ابوحنیفہ کے پاس گیا اور اُن سے فریاد کی، آپ نے فرمایا یہ فقہ کا مسئلہ نہیں ہے۔ تمہارے واسطے حیلہ کرتا ہوں، تم جاؤ اور ساری رات نماز پڑھو اللہ نے چاہا تم کو یاد آ جائے گا۔ چنانچہ اس نے نماز پڑھی شاید رات کا کچھ تہائی حصہ گزرا ہوگا اور وہ جگہ یاد آ گئی۔ اور پھر اس نے امام ابوحنیفہ سے آ کر بیان کیا۔ آپ نے فرمایا میں سمجھتا تھا کہ شیطان تم کو ساری رات نماز پڑھنے کے واسطے نہ چھوڑے گا۔ کاش تم اللہ کے شکرانہ میں ساری رات نماز میں صرف کر دیتے۔

۶۔ اور شامی نے محمد بن الحسن کی روایت لکھی ہے[3] کہ ایک شخص کے گھر میں چور داخل ہوئے انہوں نے اس کا مال و متاع لیا اور اس سے تین طلاق کی قسم لی کہ وہ کسی سے نہیں کہے گا، اس نے صبح کو دیکھا کہ چور اس کا مال فروخت کر رہے ہیں اور وہ کچھ کہہ نہیں سکتا۔ وہ حضرت امام کی

[1] ج ۲ ص ۲۶۶ [2] ج ۲ ص ۲۶۵ [3] ج ۲ ص ۲۶۵

خدمت میں حاضر ہوا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اس سے کہا تم اپنے محلہ کے امام کو مؤذن کو اور گواہ قسم لینوں کو میرے پاس لے آؤ۔ جب یہ صاحبان آ گئے آپ نے صورت واقعہ سے سب کو آگاہ کیا اور اُن سے پوچھا کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ اس شخص کا مال اس کو مل جائے۔ سب نے اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ آپ نے ان صاحبان سے کہا کہ تم اپنے محلہ کے ہر فاجر و فاسق کو اپنے گھر میں یا محلہ کی مسجد میں جمع کرو اور پھر تم اس شخص کو لے کر دروازہ پر کھڑے ہو جاؤ اور ایک ایک کو باہر جانے دو ہر شخص کے متعلق اس سے پوچھو۔ کیا یہ شخص تمہارا چور ہے۔ اس کے انکار پر اس کو جانے دو اور جس شخص کے متعلق وہ خاموش رہے اس کو پکڑ لو۔ چنانچہ آپ کے بتائے ہوئے طریقہ سے سب چور پکڑے گئے اور سارا مال برآمد کر لیا گیا۔

۷۔ اور شامی نے شرحبیل کی روایت لکھی ہے[1] کہ ابوحنیفہ سے پوچھا گیا کہ اقامت کہنے والا اقامت کہنے سے پہلے کھنکارتا ہے، کیا اس کی کوئی اصل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اقامت کہنے والوں کی طرف سے یہ ایک طرح کا اعلام ہے کہ اب وہ تکبیر کہنے والے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات میں ایک وقت میری حاضری کا تھا اور میں جب حاضر ہوتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے تھے۔ آپ تنحنح فرما کر مجھ کو اجازت مرحمت فرماتے تھے۔

۸۔ اور شامی نے ابن سماعہ سے روایت کی ہے[2] کہ ایک شخص کی وفات ہوئی، اس نے ابوحنیفہ کے واسطے وصیت کی، آپ باہر گئے ہوئے تھے، آپ کے آنے پر تفتیہ ابن شبرمہ کی عدالت میں پیش ہوا۔ حضرت امام نے گواہ پیش کیے کہ فلاں شخص مرا ہے اور اس نے آپ کے واسطے یہ وصیت کی ہے۔ ابن شبرمہ نے حضرت امام سے کہا کہ تم حلفیہ بیان دو گے کہ گواہوں نے حق پر گواہی دی ہے۔ آپ نے فرمایا مجھ پر قسم نہیں ہے، میں غائب تھا۔ ابن شبرمہ نے کہا "فَدَتْ نَفْسَكَ يَمِينُكَ" تمہارے قیاسات بھٹک گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم اندھے شخص کے متعلق کیا کہو گے جس کو کسی نے زخمی کر دیا ہے اور دو گواہ مارنے والے کی شناخت کر رہے ہیں، کیا تم اندھے سے کہو گے کہ وہ گواہوں کی صداقت کا حلفیہ بیان دے۔ حالانکہ اس نے نہیں دیکھا ہے۔ ابن شبرمہ نے یہ سن کر حضرت ابوحنیفہ کے حق میں فیصلہ دیا۔

۹۔ اور شامی نے لکھا ہے[3] کہ یوسف بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ سے سنا کہ ربیعۃ الرائی اور یحییٰ بن سعید قاضی کوفہ کی آمد ہوئی ہے۔ یحییٰ نے ربیعہ سے کہا کیا اس شہر

[1] ج ۲ ص ۲۷۰ [2] ج ۲ ص ۲۷۰

کے رہنے والوں پر تم کو تعجب نہیں ہوتا کہ وہ سب ایک شخص کی رائے پر متفق ہو گئے ہیں۔ ابو حنیفہ کہتے ہیں جب مجھ کو یحییٰ کی بات کی خبر ہوئی، میں نے یعقوب (ابو یوسف) زفر اور دوسرے اصحاب کو ان کے پاس بھیجا میں نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم یحییٰ سے قیاس میں مناظرہ کرو۔ چنانچہ یحییٰ کے پاس پہنچ کر یعقوب نے ان سے کہا دو افراد کی ملکیت میں ایک غلام ہے۔ ایک نے غلام کو آزاد کر دیا۔ یحییٰ نے کہا یہ جائز نہیں ہے۔ یعقوب نے وجہ پوچھی۔ یحییٰ نے کہا اس میں ضرر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ" اسلام میں نقصان پہنچانا اور تکلیف پہنچانی نہیں ہے۔ یعقوب نے کہا ہے اگر دوسرا ایک اپنا حصہ آزاد کر دے۔ یحییٰ نے کہا اس کا آزاد کرنا جائز ہے۔ یعقوب نے کہا تم نے اپنی پہلی بات چھوڑ دی ہے اگر پہلے کا آزاد کرنا درست نہیں ہے تو دوسرے کے آزاد کرنے پر بھی وہ غلام رہے گا۔ یہ سن کر یحییٰ خاموش ہو گئے۔

۱۰۔ اور شامی نے لکھا ہے[1] امام طحاوی نے امام لیث بن سعد سے سنا کہ وہ کہتے تھے میں ابو حنیفہ کا ذکر سنا کرتا تھا اور میری تمنا اور خواہش تھی کہ ان کو دیکھوں۔ اتفاق سے میں مکہ میں تھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگ ٹوٹے پڑتے ہیں اور ایک شخص ان کو یا اَبَا حَنِیْفَۃَ کہہ کر ندا کر رہا تھا لہٰذا میں سمجھ گیا کہ یہ شخص ابو حنیفہ ہیں۔ آواز دینے والے نے ان سے کہا میں دولتمند ہوں میرا ایک بیٹا ہے۔ میں اس کی شادی کرتا ہوں، روپیہ خرچ ہوں، وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے میں اس کی شادی پر کافی روپیہ خرچ کرتا ہوں اور یہ سب ضائع ہوتا ہے، کیا میرے واسطے کوئی حیلہ ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا تم اپنے بیٹے کو اس بازار لے جاؤ جہاں لونڈی غلام فروخت ہوتے ہیں وہاں اس کے پسند کی لونڈی خرید لو وہ تمہاری ملکیت میں رہے۔ اس کا نکاح اپنے بیٹے سے کر دو، اگر وہ طلاق دے گا باندی تمہاری رہے گی۔

یہ کہہ کر لیث بن سعد نے کہا یَا فُلَانَۃُ اَنْتِ جَوَابُہٗ کَمَا اَنْتِ جَوَابُ شَوْعَۃَ جواب ہو۔ اللہ کی قسم ہے آپ کے جواب پر مجھ کو اتنا تعجب نہیں ہوا جتنا کہ ان کے جواب دینے کی سرعت سے ہوا یعنی پوچھنے کی دیر تھی کہ جواب تیار تھا۔

۱۱۔ اور شامی نے لکھا ہے[2] اسماعیل بن محمد بن حماد کو شک ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں، میں شریک کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا، انہوں نے کہا۔ طَلِّقْهَا وَاَشْهِدْ عَلٰی رَجْعَتِهَا۔ اس کو طلاق دے دو اور پھر گواہ بنا کر اس کی طرف رجوع کر لو۔ پھر میں سفیان ثوری

[1] صفحہ ۲۷۲ [2] صفحہ ۲۷۲

کے پاس گیا اور ان سے پوچھا انہوں نے کہا اگر تم نے طلاق دی ہے کہہ دو میں نے اس کی طرف رجوع کیا۔ پھر میں زفر بن ہذیل کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا جب تک تم کو طلاق دینے کا یقین نہ ہو وہ تمہاری بیوی ہے۔ پھر وہ ابو حنیفہ کے پاس گئے اور شریک، سفیان اور زفر کے اقوال ذکر کئے آپ نے فرمایا، سفیان نے از روئے ورع جواب دیا ہے اور زفر نے عین لفظ کی رو سے جواب دیا ہے اور شریک کا جواب ایسا ہے جیسے میں کسی سے کہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میرا کپڑا پیشاب سے ملوث ہوا ہے یا نہیں اور وہ جواب دے کہ اپنے کپڑے پر پیشاب کر لو اور پھر دھو لو۔

۱۲۔ اور شامی نے لکھا ہے[1] اعمش کو ابو حنیفہ سے نگاہ نہیں تھا اور نہ وہ اچھائی سے پیش آتے تھے۔ اعمش کے اخلاق میں کچھ کمزوری تھی، ان کو یہ صورت پیش آگئی کہ انہوں نے اپنی بیوی کی طلاق کی قسم کھائی۔ اگر ان کی بیوی گیہوں کے ختم ہونے کا ذکر ان سے کرے یا ان کو کہلوائے یا کسی سے کہے کہ وہ ذکر کرے یا وہ اس کا اشارہ کرے۔ ان کی بیوی پریشان ہوئی اور راہ خلاص کی تلاش میں رہی۔ کسی نے اس سے کہا کہ تم ابو حنیفہ کے پاس جاؤ چنانچہ وہ ابو حنیفہ کے پاس گئی۔ اور واقعہ بیان کیا۔ ابو حنیفہ نے کہا کوئی بات نہیں جب اعمش سو جائیں تو ان کے ازار بند یا کسی کپڑے سے گیہوں رکھنے کا تھیلا باندھ دو جب ان کی آنکھ کھلے گی وہ سمجھ جائیں گے۔ اعمش کی بیوی نے یہی کیا، جب اعمش اٹھے اور ان کے ساتھ گیہوں کا تھیلا گھٹتا آیا وہ سمجھ گئے کہ یہ حیلہ ابو حنیفہ نے بتایا ہے اور انہوں نے کہا۔ ہم چین سے کب رہ سکتے ہیں جب کہ ابو حنیفہ موجود ہیں۔ انہوں نے ہماری عورتوں میں ہماری فضیحت کرا دی اور ہمارے عاجز ہونے اور ہماری عقل کی کمی کو ان پر ظاہر کر دیا۔

۱۳۔ اور شامی نے لکھا ہے[2] کہ مناقب الزرنجری میں ہے کہ ابو حنیفہ کوفہ کی مسجد شریف میں تھے کہ آپ کے پاس ایک رافضی آیا اور وہ شیطان الطاق سے مشہور تھا، اس نے ابو حنیفہ سے استفسار کیا کہ "اَشَدُّ النَّاسِ" (لوگوں میں سب سے شدید) کون ہے۔ آپ نے کہا۔ ہمارے قول سے حضرت علی ہیں اور تمہارے قول سے حضرت ابو بکر ہیں۔ اس نے کہا تم نے پلٹ کر بات کہی ہے۔ آپ نے کہا۔ ہم اس وجہ سے حضرت علی کو اشد الناس کہتے ہیں کہ ان کو معلوم ہوا کہ خلافت ابو بکر کا حق ہے اور انہوں نے ابو بکر کو خلافت سپرد کر دی اور تم کہتے ہو کہ خلافت حضرت علی کا حق تھا اور حضرت ابو بکر نے ان سے زبردستی لے لیا، حضرت علی میں خلافت نہ تھی کہ ان سے لیتے، تمہارے اس قول سے ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر اشد الناس ہیں۔ یہ سن کر شیطان الطاق حیران ہو کر چلا گیا۔

[1] صفحہ ۲۷۰ [2] صفحہ ۲۷۷

۱۴۔ اور شامی نے لکھا ہے [1] امام ابوالفضل کرمانی کی روایت ہے کہ کوفہ میں خوارج داخل ہو گئے ان کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اور جو شخص ان کے عقائد کو تسلیم نہ کرے وہ بھی کافر ہے۔ کوفہ میں داخل ہونے والے خوارج سے کہا گیا کہ ابو حنیفہ کوفہ کا امام ہے لہٰذا وہ ابو حنیفہ کے پاس گئے اور آپ سے کہا "تُبْ مِنَ الْكُفْرِ" کفر سے توبہ کرو۔ آپ نے فرمایا۔ "أَنَا تَائِبٌ مِنْ كُفْرِكُمْ" تمہارے کفر سے میں تائب ہوں۔ خوارج نے ابو حنیفہ کو پکڑا۔ آپ نے خوارج سے کہا "بِمَنْ ظَلَمْتُمْ أَمْ بِنَفْسِكُمْ" تم نے یہ بات از روئے علم کہی ہے یا خیال و گمان سے کہی ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے حضرت امام کے اس قول سے ظاہر ہے کہ آپ نے خوارج کی بات کا جواب دیا ہے۔ خوارج کی بات کا ذکر کتاب میں نہیں ہے۔

خوارج نے کہا ہم نے گمان سے یہ بات کہی ہے۔ آپ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنی بعض گمان گناہ ہے۔ لہٰذا تم کفر سے توبہ کرو۔ خوارج نے کہا تم بھی کفر سے توبہ کرو آپ نے فرمایا۔ أَنَا تَائِبٌ مِنْ كُلِّ كُفْرٍ۔ میں ہر کفر سے تائب ہوں۔

امام ابوالفضل کرمانی نے یہ واقعہ لکھ کر تحریر کیا ہے۔ اس واقعہ سے ابو حنیفہ کے مخالفوں نے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ مشہور کیا ہے کہ ابو حنیفہ سے دو بار کفر سے توبہ کرائی گئی ہے۔

۱۵۔ اور کرمانی نے لکھا ہے [2] دہریوں کی ایک جماعت حضرت امام کو قتل کرنے کے لئے اُن کے پاس پہنچی۔ حضرت امام نے ان سے کہا مجھ کو کچھ مہلت دو کہ ہم ایک مسئلہ میں بحث کریں پھر جو بھی تم چاہو کرنا۔ آپ نے فرمایا تمہاری کیا رائے ہے اس کشتی کے متعلق جو سامان اور گیہوں سے بھری ہوئی سمندر کی موجوں میں ہے، کیا وہ بغیر کسی ملاح کے سمندر میں رواں ہے۔ انہوں نے کہا۔ یہ ناممکن ہے۔ آپ نے کہا کیا عقل اس بات کو مانتی ہے کہ دنیا کا اتنا بڑا کارخانہ بغیر کسی حکیم مدبر کے چل رہا ہے۔ یہ سن کر دہریوں نے توبہ کی اور اپنی تلواروں کو نیاموں میں رکھا۔

۱۶۔ اور کرمانی نے لکھا ہے [3] وکیع نے کہا۔ ہمارا ایک پڑوسی حدیث کے حافظوں میں سے تھا [4] امام ابو حنیفہ پر قیل و قال کرتا رہتا تھا۔ ایک بات اس میں اور اس کی بیوی میں کچھ تکرار ہو گئی۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ اگر تو نے آج کی رات مجھ سے طلاق کی طلب کی اور میں نے تجھ کو طلاق نہ دی تو طالق ہے یعنی تجھ کو طلاق ہے۔ اور اس کی بیوی نے اس سے کہا۔ اگر میں تجھ سے طلاق نہ طلب کروں تو میرے غلام آزاد ہیں۔ پھر دونوں کو ندامت ہوئی اور وہ دونوں فتویٰ کے پاس گئے

[1] صفحہ ۱۰۱ [2] ۱۰۳ [3] صفحہ ۱۰۲

اور ابن ابی لیلیٰ کے پاس گئے۔ دونوں کوئی حل تلاش نہ کر سکے اور پھر مجبوراً وہ میاں بیوی امام صاحب کے پاس گئے۔ آپ نے اس شخص کی بیوی سے کہا۔ تم طلاق کی طلب کرو۔ چنانچہ اس نے طلاق طلب کی پھر آپ نے اس شخص سے کہا تم اپنی بیوی سے کہو، تجھ کو طلاق ہے اگر تو چاہے۔ پھر آپ نے ان دونوں سے کہا تم دونوں کی قسم درست ہو گئی اور تم پر اب کوئی گرفت نہیں ہے۔ اور آپ نے اس شخص سے کہا۔ تم اللہ تعالیٰ سے ایسے شخص کی غیبت اور برائی کرنے سے توبہ کرو جس نے تم کو علم تک پہنچایا۔ چنانچہ میاں بیوی حضرت امام کے واسطے ہر نماز کے بعد دعا کیا کرتے تھے۔

۱۷۔ اور مناقب خوارزمی سے لکھا ہے [1] کہ ایک دن ابن ہبیرہ کے پاس حضرت امام تشریف لے گئے وہاں ابن ہبیرہ ایک شخص کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ اس شخص نے جب دیکھا کہ ابن ہبیرہ حضرت امام کی خاطر مدارات کر رہا تھا۔ اس شخص نے کہا یَا اَبَا حَنِيفَةَ تَعْرِفُنِي (اے ابو حنیفہ تم مجھ کو پہچانتے ہو) آپ نے فرمایا۔ تم وہ ہو کہ اذان کہتے وقت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو کھینچ کر کہتے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ حضرت امام کا اس بات کہنے سے یہ مقصد تھا کہ اس شخص کا اہلِ توحید ہونا ظاہر ہو جائے۔ اس سوال و جواب کی وجہ سے ابن ہبیرہ نے اس کو رہا کر دیا۔

علامہ موفق نے المناقب میں لکھا ہے۔ [2]

علی بن عاصم نے کہا میں ابو حنیفہ کے پاس گیا اور حجام ان کے بال کاٹ رہا تھا۔ آپ نے حجام سے کہا کہ سفید بالوں کو کاٹ دو۔ حجام نے کہا یہ ٹھیک نہیں۔ آپ نے وجہ دریافت کی۔ اس نے کہا کہ سفید بال اور بڑھ جائیں گے۔ آپ نے فرمایا تو تم کالے بال کاٹ دو تاکہ وہ زیادہ ہو جائیں۔

علی بن عاصم کا بیان ہے کہ یہ بات شریک کو پہنچی وہ ہنسے اور انہوں نے کہا۔ اگر وہ نیا سا کرنا چھوڑتے تو حجام کے ساتھ نیا سا چھوڑتے۔

خارجہ نے بیان کیا [3] ابو جعفر منصور عباسی نے ابو حنیفہ کو بلایا۔ حضرت امام جب منصور کے پاس پہنچے وہاں ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ کو بیٹھا دیکھا۔ ابن ابی لیلیٰ کوفہ کے قاضی تھے اور ابن شبرمہ بغداد کے قاضی تھے۔ منصور نے ابو حنیفہ سے دریافت کیا۔ کیا کہتے ہو خوارج کے متعلق جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا ہو اور ان کا مال لیا ہو۔ ابو حنیفہ نے کہا۔ آپ ان دونوں قاضیوں سے دریافت کریں جو کہ آپ کے پاس ہیں۔ منصور نے کہا۔ ایک نے کہا ہے کہ اس معاملہ میں ان سب

[1] صفحہ ۲۸۵ [2] ملاحظہ کریں مناقب الامام الاعظم جلد ۱ صفحہ ۱۱۵ [3] جلد ۱ صفحہ ۱۱۶

کی گرفت ہوگی اور دوسرے نے کہا ہے کہ کسی چیز میں بھی گرفت نہ ہوگی۔ یہ سُن کر ابوحنیفہ نے کہا دونوں نے جواب میں خطا کی ہے۔ منصور نے کہا اسی واسطے ہم نے تم کو بلوایا ہے کہ حکم کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر خوارج نے قتل و غارتگری کی ہے اور ان خوارج پر اسلامی احکام جاری نہیں تھے ان سے گرفت نہیں کی جائے گی اور اگر خوارج نے قتل و غارتگری کی ہے اور ان پر اسلامی قوانین جاری تھے ان پر گرفت کی جائے گی۔

منصور ابوجعفر کے دربار میں اس وقت جتنے بھی علماء تھے انہوں نے کہا۔ اَلْقَوْلُ مَا قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃ حقیقت وہی ہے جو ابوحنیفہ نے بیان کی ہے۔

اسد بن عمرو نے بیان کیا[1] کہ عمر بن ذر ابوحنیفہ کے پاس آئے اور کہا کہ میرا ایک پڑوسی ہے اس کو ایک مسئلہ پیش آگیا ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا اپنے پڑوسی کو لاؤ۔ چنانچہ عمر بن ذر اپنے پڑوسی کو لے کر آئے۔ پڑوسی نے ابوحنیفہ سے کہا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا تو مجھ پر حرام ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا تمہارے پیشوا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قول سے تین طلاقیں واقع ہوگئیں۔ اس نے کہا میں اپنے پیشوا کا قول نہیں پوچھتا۔ آپ نے فرمایا تو نے جس وقت اپنی بیوی سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے، تیری نیت کیا تھی۔ اس نے کہا میری نیت کچھ نہ تھی۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی۔ اس نے کہا میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو نے طلاق کی نیت نہیں کی ہے تو پھر کوئی بات نہیں ہے۔ اس نے کہا اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور جنت عطا کرے چاہے میں ناخوش رہوں۔

محمد بن ابی مطیع نے بیان کیا[2] میں نے اپنے والد سے سُنا کہ میں نے ہرات میں سے چار ہزار مشکل مسائل جمع کئے اور میں ان مسائل کو لے کر ابوحنیفہ کے پاس گیا۔ آپ نے مجھ سے کہا اس قسم کے مسائل تمہارے پاس کثرت سے ہوں گے۔ میں نے کہا ایسے مسائل میرے پاس تقریباً چار ہزار ہیں آپ نے فرمایا جس وقت میں مشغول ہوا کروں مجھ سے ان مسائل کو نہ پوچھا کرو بلکہ ایسے وقت پوچھا کرو جب میں فارغ ہوا کروں۔ چنانچہ میں آپ کی فراغت کا منتظر رہا کرتا تھا۔ اور میں نے فرصت کے اوقات میں آپ سے سب مسائل پوچھ لئے۔ مسائل کے تمام ہونے پر آپ نے مجھ سے کہا۔ اے ابومطیع مجھ کو ان مسائل کا حسن اور ان کی دقت اور جودت پسند آئی۔ اور ایسے مسائل کو وہی شخص جمع کر سکتا ہے جو صاحب استعداد ہو۔ امام موفق نے لکھا ہے۔ ابومطیع بلخی مشہور امام ہوئے ہیں۔

---

[1] جلد ۱ صفحہ ۱۵۶ [2] جلد ۱ صفحہ ۱۴۱، ۱۴۲

احکام شرعیہ کے مدوّنِ اوّل حضرت امام اعظم

امام الموفق نے بسند متصل امام ابوالقاسم بن برہان نحوی لغوی کا یہ قول نقل کیا ہے۔

مَنْ سَرَّہٗ اللّٰہُ فَفَہَّمَہٗ لِمَذْہَبِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَنَحْوِ الْخَلِیْلِ رَاٰی مِنْہُمَا الْاٰیَۃَ الْبَاہِرَۃَ وَالْحُجَّۃَ الْمُفْحِمَۃَ وَاسْتَنَارَ فِیْ قَلْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ لَوْ یَخُصُّ بِہِمَا اِلَّا مَنْبَعَ الْحَقِّ وَفُرْعَۃَ الصِّدْقِ[1]

جس کو اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ کے مذہب اور امام خلیل بصری کی نحو کے سمجھنے کی صلاحیت عنایت کرتا ہے وہ متحیر کرنے والی نشانی اور عاجز کر دینے والا گھونٹ بھرے گا اور اس کے دل میں نور پیدا ہوگا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہ کے مذہب اور خلیل کی نحو سے راہِ حق اور طریقۂ صدق کو مخصوص کیا ہے۔

استاذ ادیب ابویوسف یعقوب بن احمد نے کہا ہے[2]

حَبِیْبِیْ مِنَ الْخَیْرَاتِ مَا اَعْدَدْتُہٗ ۔۔۔ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِیْ رِضَی الرَّحْمٰنِ

وَدِیْنُ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی ۔۔۔ ثُمَّ اعْتِقَادِیْ مَذْہَبُ النُّعْمَانِ

کافی ہیں مجھ کو قیامت کے دن وہ بھلائیاں جو اللہ کی رضامندی کے لئے میں نے مہیا کر رکھی ہیں۔

اور وہ حضرت محمد بہترین خلائق کا دین اور ابوحنیفہ نعمان کے مذہب کا اعتقاد ہے۔

علامہ شمس الدین محمد بن یوسف صالحی شافعی دمشقی (شامی) نے لکھا ہے۔[3]

(اِنَّہٗ (اَبَا حَنِیْفَۃَ النُّعْمَانَ) اَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ عِلْمَ الْفِقْہِ وَرَتَّبَہٗ اَبْوَابًا ثُمَّ تَابَعَہٗ مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ فِیْ تَرْتِیْبِ الْمُوَطَّاِ ثُمَّ یَلِیْہِ اَبُوْحَنِیْفَۃَ اَحْمَدُ لِاَنَّ الْفَصَائِلَ وَالتَّابِعِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اِنَّمَا کَانُوْا یَعْتَمِدُوْنَ عَلٰی قُوَّۃِ حِفْظِہِمْ فَلَمَّا رَاٰی اَبُوْحَنِیْفَۃَ الْعِلْمَ مُنْتَشِرًا اَخَذَ عَلَیْہِ فَجَعَلَہٗ اَبْوَابًا مَبْوَبَۃً وَکُتُبًا مُرَتَّبَۃً فَبَدَاَ بِالطَّہَارَۃِ ثُمَّ بِالصَّلٰوۃِ ثُمَّ بِالصَّوْمِ ثُمَّ بِسَائِرِ الْعِبَادَاتِ ثُمَّ بِالْمُعَامَلَاتِ ثُمَّ خَتَمَہُمْ بِالْمَوَارِیْثِ لِاَنَّہَا اَبْعَدُ اَحْوَالِ النَّاسِ وَہُوَ اَوَّلُ مَنْ وَضَعَ کِتَابَ الْفَرَائِضِ وَاَوَّلُ مَنْ وَضَعَ کِتَابَ الشُّرُوْطِ۔

---

[1] ملاحظہ فرمائیں المناقب جلد ۱ صفحہ ۱۲۱ [2] صفحہ ۱۲۲ [3] ملاحظہ فرمائیں عقود الجمان صفحہ ۱۸۵

یقیناً ابو حنیفہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم فقہ کی تدوین کی ہے اور اس کو ابواب پر مرتب کیا ہے پھر مالک بن انس نے موطا کی ترتیب میں ابو حنیفہ کا اتباع کیا ہے۔ ابو حنیفہ پر سبقت کوئی نہیں کر سکا ہے کیونکہ حضرات صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کا اعتماد اپنی قوت حفظ پر تھا۔ جب ابو حنیفہ نے دیکھا کہ علم شریعت اطراف واکناف عالم میں پھیل گیا ہے آپ کو اس علم کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوا لہٰذا آپ نے اس کو ابواب وکتب میں مرتب اور منضبط کیا، ابتدا کتاب الطہارت سے کی پھر کتاب الصلاۃ، کتاب الصوم، کتاب عبادات، کتاب معاملات کا بیان کیا اور کتاب المواریث پر ختم کیا کیونکہ یہی لوگوں کی آخری حالت ہے اور آپ ہی وہ اول شخص ہیں جس نے کتاب الفرائض اور کتب الشروط تصنیف کی۔

وَرَوَى الْقَاضِي أَبُو عَبْدِ اللهِ الصَّيْمَرِيُّ عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ الْجُوزَجَانِيِّ قَالَ قَالَ لِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَاضِي الْبَصْرَةِ نَحْنُ أَبْصَرُ بِالْفُرُوعِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ الْإِنْصَافَ بِالدُّنْيَا أَحْسَنُ إِنَّمَا وَضَعَ هٰذَا أَبُو حَنِيفَةَ، فَأَنْتُمْ رَدَدْتُمْ وَنَقَضْتُمْ وَحَسَّنْتُمُ الْأَلْفَاظَ وَلٰكِنْ هَاتُوا شُرُوطَكُمْ وَفُرُوعَ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَبْلَ أَبِي حَنِيفَةَ. فَسَكَتَ، ثُمَّ قَالَ، التَّسْلِيمُ لِلْحَقِّ أَوْلَى مِنَ الْمُجَادَلَةِ فِي الْبَاطِلِ. انْتَهَى، وَهُوَ كَمَا قَالَ الْمُتَنَبِّي شعر۔

إِمَامٌ رَمَتْ بِالْعِلْمِ فِي كُتُبِ صَدْرِهِ ۔۔۔ جِبَالٌ جِبَالَ الْأَرْضِ فِي جَنْبِهَا قُفُّ

قاضی ابو عبداللہ صیمری نے ابو سلیمان جوزجانی سے روایت کی ہے کہ مجھ سے بصرہ کے قاضی احمد بن عبداللہ نے کہا شروط میں ہم اہل کوفہ سے زیادہ ماہر ہیں۔ میں نے کہا علماء کے لئے انصاف کرنا زیادہ بہتر ہے ان شروط کے وضع کرنے والے اور بیان کرنے والے ابو حنیفہ ہوئے ہیں۔ ان کی بیان کی ہوئی شرطوں کو تم نے لیا اور کہیں کوئی لفظ بڑھایا اور کہیں سے گھٹایا اور کہیں کسی لفظ کو اچھے لفظ سے بدلا۔ تم مجھ کو اپنے (اہل بصرہ کے) شروط اور اہل کوفہ کے ان شروط کو دکھاؤ جو ابو حنیفہ سے پہلے کے ہوں۔ یہ سن کر وہ خاموش ہوئے اور انہوں نے پھر کہا، حق کا مان لینا بہتر ہے اس سے کہ غلطیات میں مباحثہ کیا جائے۔ انتہی

امام ابو حنیفہ کی شان ایسی ہے جیسا کہ متنبی نے اس شعر میں کہا ہے۔

ایسے امام ہیں کہ ان کے سینہ کے گوشوں میں علم کے ایسے پہاڑ جمے ہوئے ہیں کہ زمین کے پہاڑ ان کے سامنے پتھریلے ٹیلے ہیں۔

اور شامی نے یہ بھی صفحہ ۱۹۹ میں لکھا ہے۔ یحییٰ بن آدم نے بیان کیا کہ میں نے موسیٰ

سیفانی سے کہا۔ جو لوگ ابو حنیفہ پر اعتراضات کرتے ہیں اُن کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ سیفانی نے کہا۔ اِنَّ اَبَا حَنِيفَةَ جَاءَ هُمْ بِمَا لَا يَعْقِلُونَهُ وَمَا لَا يَعْقِلُونَهُ مِنَ الْعِلْمِ فَحَسَدُوهُ۔ ابو حنیفہ نے ان کے سامنے علم کے ایسے نکتے رکھے کہ ان میں سے کچھ کو یہ لوگ سمجھے اور کچھ کو نہ سمجھے، لہٰذا۔ وہ لوگ امام ابو حنیفہ سے حسد کرنے لگے۔

۳۔ علامہ عبدالوہاب بن احمد شعرانی شافعی متوفی ۹۷۳ھ نے "المیزان الشعرانیہ" کے "فصول فی بعض الاجوبۃ" کے "الفصل الاول" میں لکھا ہے۔ [1]

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي شَهَادَةِ الْأَئِمَّةِ بِغَزَارَةِ الْعِلْمِ وَبَيَانِ أَنَّ جَمِيعَ أَقْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ وَعِنَايَتِهِ مُشْتَمِلَةٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ۔

میں اس پہلی فصل میں حضرات ائمہ کی شہادت کا بیان کر رہا ہوں کہ حضرت امام اعظم کا علم خوب کثرت سے تھا اور یہ بیان کرتا ہوں کہ آپ کے سب اقوال اور افعال اور آپ کی ساری کوشش کی بنیاد کتاب وسنت ہے۔

اِعْلَمْ يَا أَخِي أَنِّي لَمْ أُجِبْ عَنِ الْإِمَامِ فِي هٰذِهِ الْفُصُولِ بِالصِّدْقِ وَالْإِنْصَافِ الظَّنِّ فَقَطْ كَمَا يَفْعَلُ بَعْضُهُمْ وَإِنَّمَا أَجَبْتُ عَنْهُ بَعْدَ التَّتَبُّعِ وَالْفَحْصِ فِي كُتُبِ الْأَدِلَّةِ كَمَا أَوْضَحْتُ ذٰلِكَ فِي خُطْبَةِ كِتَابِ الْمَنْهَجِ الْمُبِينِ فِي بَيَانِ أَدِلَّةِ مَذَاهِبِ الْمُجْتَهِدِينَ۔

اے بھائی سمجھ لو کہ میں ان فصلوں میں امام ابو حنیفہ کی طرف سے جوابات کے دینے میں اپنے خیال اور ضمیر کی بنا پر جواب نہیں دے رہا ہوں جیسا کہ بعض افراد کیا کرتے ہیں بلکہ میرا جواب اس تتبع اور کاوش کی بنا پر ہے جس کا بیان میں اپنی کتاب "المنہج المبین" کے مقدمہ میں کر چکا ہوں۔

مَذْهَبُهُ أَوَّلُ الْمَذَاهِبِ تَدْوِينًا وَأَخْرُجُهَا إِلَى الْوُجُودِ مِثْلَمَا قَالَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْكَشْفِ قَدِ اخْتَارَهُ اللهُ إِمَامًا لِدِينِهِ وَعِبَادِهِ وَلَمْ تَزَلْ أَتْبَاعُهُ فِي زِيَادَةٍ فِي كُلِّ عَصْرٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

---

[1] یہ کتاب جو کہ اس کتاب کا قلمی نسخہ ہے۔ اس کی تالیف کتابت گیارہ ماہ جمادی الاولیٰ ۹۶۱ھ میں ہوئی ہے۔ یہ کتاب شاہ ولی اللہ کے کتب خانہ میں رہی ہے۔ صاحب کتاب امام سید علی بن حجازی بخاری ہیں۔ انہوں نے کتاب کے آخر میں یہ دو شعر لکھے ہیں۔

إِنِّي سَأَلْتُكَ يَا إِلٰهِي الَّذِي خَضَعَتْ ۔۔۔ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْبَارِي

عَلَّامَ الْمَلَكَةُ هَذَا الْعَبْدُ لِكَاتِبِهِ ۔۔۔ نَعَمْ يُكَاتِبُهُ يَنْجُو مِنَ النَّارِ

۱۔ میں تجھ سے طلب کرتا ہوں اللہ کے واسطہ سے جس کے سامنے آسمان سرنگوں ہیں اور وہ یکتا قدیم ہے پیدا کرنے والا۔

۲۔ کہ جب بھی اس کتاب کا مطالعہ کرے کاتب کے واسطے دعا کرے تاکہ وہ آگ سے نجات پائے۔ اللّٰهُمَّ اَجِرْ عَبْدَكَ اَبَا الْفَضْلِ زَيْدَ وَعَلِيَّ بْنَ يَحْيَى الْحِجَازِيَّ مِنَ النَّارِ۔

لَوْحَسِبَ اَحَدُهُمْ وَضُرِبَ عَلٰى اَنْ يَخْرُجَ عَنْ طَرِيْقِهٖ مَا اَجَابَ فَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْ اَجْدَادِهٖ وَعَنْ كُلِّ مَنْ لَزِمَ الْاَدَبَ مَعَهٗ وَمَعَ سَائِرِ الْاَئِمَّةِ۔

حضرت امام کا مذہب باعتبار تدوین کے سب مذاہب سے پہلا مذہب ہے اور مختم ہونے میں سب مذاہب سے آخر کا مذہب ہے جیسا کہ بعض اہل کشف نے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہ کو اپنے دین کا اور اپنے بندوں کا امام بنایا ہے اور ہمیشہ اور ہر دور میں ان کے مقلد زیادہ رہے ہیں اور قیامت تک زیادہ رہیں گے۔ اگر ان کے مقلدوں میں سے کسی کو گرفتار کر لیا جائے یا کسی کو پکڑ کر پیٹا جائے۔ تاکہ وہ اپنا مذہب چھوڑ دے وہ نہیں چھوڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ان سے اور ان کے مقلدوں سے اور ہر اس شخص سے جو امام ابوحنیفہ اور تمام اماموں کے ساتھ ادب کے طریقہ کو ملحوظ رکھتا ہے راضی ہو۔

عاجز اختصار کی وجہ سے اب ترجمہ پر اکتفا کرتا ہے۔

صفحہ ۴۰ میں لکھا ہے۔ میرے مرشد علی خواص فرمایا کرتے تھے۔ اگر امام مالک اور امام شافعی کے مقلد انصاف سے کام لیں امام ابوحنیفہ کے کسی قول کی تضعیف نہ کریں کیونکہ امام ابوحنیفہ کی مدح اپنے اماموں سے سن چکے ہیں یا ان تک ان کے ائمہ کی مدحت پہنچ چکی ہے میں اس سے پہلے بیان کر چکا ہوں کہ امام مالک کہا کرتے تھے اگر مجھ سے ابوحنیفہ مناظرہ کرتے اور اس ستون کے متعلق کہتے کہ اس کا آدھا حصہ سونے کا یا چاندی کا ہے وہ اس بات کو حجت سے یقیناً ثابت کر دیتے اور شافعی کی یہ بات لکھ چکا ہوں کہ سب لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے محتاج ہیں اللہ ان سے راضی ہو۔ اگر امام ابوحنیفہ کی جلالت قدر کے ثابت کرنے کے لئے بجز اس واقعہ کے کہ امام شافعی نے صبح کی نماز میں امام ابوحنیفہ کی قبر کے پاس قنوت نہیں پڑھی، باوجود یہ کہ شافعی کے نزدیک صبح کی نماز میں قنوت کا پڑھنا مستحب ہے۔ اور کوئی واقعہ نہ ہو امام شافعی کے مقلدین کے لئے کافی ہے کہ وہ حضرت ابوحنیفہ کا ادب کریں۔

اور صفحہ ۵۰ میں لکھا ہے۔ جو شخص کہتا ہے کہ ابوحنیفہ قیاس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر مقدم رکھتے ہیں وہ متعصب ہے وہ اپنے دین کا استخفاف کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے غافل ہے۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل، ان سب کی، اس سے پوچھ ہے۔ اور اس ارشاد سے غافل ہے۔ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔ نہیں بولتا ایک بات جو نہیں اس پاس ایک تیار

۱؎ اس سلسلہ میں حضرت مجدد کا مکتوب حضرت امام کی تعریف ائمہ کی زبانی میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

دیکھتا تیار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے غافل ہے جو کہ آنحضرت نے حضرت معاذ سے فرمایا۔ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ اور نہیں منہ کے بل اوندھا گرائیں گی لوگوں کو جہنم میں مگر ان کی زبان کی کھیتیاں۔ اور امام ابوجعفر شیرازی نے اشیرازی بلخ کا ایک گاؤں ہے، متصل سند سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے جو آپ فرمایا کرتے تھے، اللہ کی قسم ہے کہ ہم پر جھوٹ بولا اور ہم پر افترا کی ہے اس شخص نے جو ہمارے متعلق کہتا ہے کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم رکھتے ہیں، قیاس کی ضرورت تو نص کے بعد ہوتی ہے۔

اور صفحہ ۶۵ میں لکھا ہے۔ بعض شافعی مذہب طالبان علم میرے پاس آیا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک طالب علم امام ابوحنیفہ کے اصحاب پر نکیر کیا کرتا تھا اور کہتا تھا میں ابوحنیفہ کے اصحاب کا کلام سن نہیں سکتا۔ میں نے اس کو روکا لیکن وہ باز نہ آیا اور مجھ سے الگ ہو گیا۔ وہ اونچی عمارت کی سیڑھی سے گرا اور اس کے کولھے کی ہڈی ٹوٹ گئی وہ اس تکلیف میں رہا اور بری حالت میں مرا۔ اس نے اپنی تکلیف کے زمانہ میں خواہش کی کہ میں اس کی عیادت کو جاؤں لیکن امام ابوحنیفہ کے اصحاب کے ادب کی وجہ سے میں نے انکار کیا۔ اس واقعہ کو سمجھ لو اور جان لو کہ حضرت امام کے اصحاب سیدھی راہ پر تھے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

۴۔ علامہ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی شافعی نے لکھا ہے۔[1]

اَلْفَصْلُ الثَّامِنُ فِيْ ذِكْرِ الْاَئِمَّةِ الَّذِيْنَ عَنْهُمُ الْحَدِيْثُ وَالْفِقْهُ، قِيْلَ اِسْتِيْعَابُهُ مُتَعَذِّرٌ لَا يُمْكِنُ ضَبْطُهُ وَمِنْ ثَمَّةَ قَالَ بَعْضُ الْاَئِمَّةِ، لَمْ يَظْهَرْ لِاَحَدٍ مِنْ اَئِمَّةِ الْاِسْلَامِ الْمَشْهُوْرِيْنَ مِثْلُ مَا ظَهَرَ لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ مِنَ الْاَصْحَابِ وَالتَّلَامِيْذِ وَلَمْ يَنْتَفِعِ الْعُلَمَاءُ وَجَمِيْعُ النَّاسِ بِمِثْلِ مَا انْتَفَعُوْا بِهٖ وَبِاَصْحَابِهٖ فِيْ تَفْسِيْرِ الْاَحَادِيْثِ الْمُشْتَبِهَةِ وَالْمَسَائِلِ الْمُسْتَنْبَطَةِ وَالنَّوَازِلِ وَالْقَضَاءِ وَالْاَحْكَامِ جَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا۔ وَقَدْ ذَكَرَ مِنْهُمْ بَعْضُ مَتَاخِّرِي الْمُحَدِّثِيْنَ فِيْ تَرْجَمَتِهٖ نَحْوَ الثَّمَانِمِائَةٍ صَحَّ ضَبْطُ اَسْمَائِهِمْ وَنَسَبِهِمْ مِمَّا يَطُوْلُ ذِكْرُهٗ۔

آٹھویں فصل اُن کے بیان میں جنہوں نے آپ سے حدیث شریف اور فقہ حاصل کیا ہے کہا گیا ہے کہ آپ سے حدیث و فقہ حاصل کرنے والوں کا بیان پوری طرح متعذر ہے۔ اور پورے طبقہ کے ساتھ سب کا بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ اسی وجہ سے بعض ائمہ نے فرمایا ہے۔ اسلام کے مشہور ائمہ میں سے کسی کے بھی اتنے شاگرد اور اصحاب نہیں ہوئے ہیں جتنے امام ابوحنیفہ کے ہوئے ہیں اور

---

[1] ملاحظہ فرمائیں الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان صفحہ ۲۳۔

دکسی امام سے علماء اور تمام لوگوں کو مسئلہ احادیث کی تفسیر اور استنباط کئے ہوئے مسائل اور پیش آمدہ حوادث اور قاضیوں کے مسائل اور احکام کا فائدہ ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب اور شاگردوں سے پہنچا ہے کسی سے نہیں پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اچھا اجر عنایت کرے، اور بعد میں آنے والے بعض محدثین نے حضرت امام ابوحنیفہ کے آٹھ سو شاگردوں کا خوب ضبط اور تحقیق سے بیان کیا ہے جن کا ذکر کرنا طوالت کا سبب ہے۔

حضرت امام اعظم کے جلیل القدر اصحاب

حافظ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی مالکی نے کتاب "مناقب الامام ابی حنیفہ و صاحبیہ" میں صفحہ گیارہ پر لکھا ہے۔

بڑوں کی ایک جماعت نے امام ابوحنیفہ سے فقاہت حاصل ہے، اُن میں سے ۱ زفر بن ہذیل ۲ قاضی ابو یوسف ۳ آپ کے فرزند حماد بن ابوحنیفہ ۴ نوح بن ابی مریم معروف بہ نوح جامع ۵ ابو مطیع حکم بن عبداللہ بلخی ۶ حسن بن زیاد لؤلؤی ۷ محمد بن حسن شیبانی ۸ قاضی اسد بن عمرو۔

اور آپ سے بے شمار محدثین اور فقہا نے روایت کی ہے۔ ان میں سے درج ذیل افراد ہیں۔

۱ مفیرہ بن مقسم ۲ زکریا بن ابی زائدہ ۳ مسعر بن کدام ۴ سفیان ثوری ۵ مالک بن مغول ۶ یونس بن ابو اسحاق، اور ان کے بعد کے افراد ۷ زائدہ ۸ شریک ۹ حسن بن صالح ۱۰ ابوبکر بن عیاش ۱۱ عیسیٰ بن یونس ۱۲ علی بن مسہر ۱۳ حفص بن غیاث ۱۴ جریر بن عبدالحمید ۱۵ عبداللہ بن مبارک ۱۶ ابو معاویہ ۱۷ وکیع ۱۸ المحاربی ۱۹ ابو اسحاق الفزاری ۲۰ یزید بن ہارون ۲۱ اسحاق بن یوسف ازرق ۲۲ معافی بن عمران ۲۳ زید بن حباب ۲۴ سعد بن صلت ۲۵ مکی بن ابراہیم ۲۶ ابو عاصم نبیل ۲۷ عبدالرزاق بن ہمام ۲۸ حفص بن عبدالرحمٰن بلخی ۲۹ عبیداللہ بن موسیٰ ۳۰ ابو عبدالرحمٰن مقری ۳۱ محمد بن عبداللہ انصاری ۳۲ ابو نعیم ۳۳ ہذوہ بن خلیفہ ۳۴ ابو اسامہ ۳۵ ابو یحییٰ حمانی ۳۶ ابن نمیر ۳۷ جعفر بن عون ۳۸ اسحاق بن سلیمان رازی اور خلق بعد۔

علامہ ذہبی نے فقہ کے آٹھ اور حدیث شریف کے اڑتیس اکابر کا ذکر کیا ہے جو حضرت امام کے شاگرد تھے اور وہ علماً لکھ کر اظہار کر دیا ہے کہ ایک خلق خدا آپ سے روایت کرتی ہے۔

ذہبی کے اس رسالہ کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ حافظ ابوالحجاج المزی نے کتاب تہذیب الکمال میں تقریباً ایک سو اشخاص کے نام لکھے ہیں جنہوں نے حضرت امام سے روایت کی ہے۔

حضرت امام کی اپنے شاگردوں کو نصیحت

علامہ ذہبی مالکی نے کتاب المناقب کے صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے۔

اَنْتُمْ مَسَارُّ قَلْبِیْ وَجَلَاءُ حُزْنِیْ، اَشْرَحْتُ لَکُمُ الْفِقْهَ وَاَلْجَمْتُهٗ وَقَدْ تَرَکَ النَّاسُ یَطْعُنُوْنَ اَعْقَابَکُمْ وَیَلْتَمِسُوْنَ اَلْفَاظَکُمْ مَا مِنْکُمْ وَاحِدٌ اِلَّا وَهُوَ یَصْلُحُ لِلْقَضَاءِ فَاَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَبِقَدْرِ مَا وَهَبَ اللّٰهُ لَکُمْ مِنْ جَلَالَةِ الْعِلْمِ لَمَا صُنْتُمُوْهُ عَنْ کُلِّ الْاِسْتِخْبَارِ وَاِنْ اَبَی اَحَدٌ مِنْکُمْ بِالْقَضَاءِ فَعَلَیْهِ مِنْ نَفْسِهٖ بِحَرْبَةٍ سَتَرَهَا اللّٰهُ عَنِ الْعِبَادِ وَلَمْ یُعَرِّفْهُ وَلَمْ یُطِبْ لَهٗ رِزْقَهٗ وَاِنْ دَفَعَتْهُ ضَرُوْرَةٌ اِلَی الدُّخُوْلِ فِیْهِ فَلَا یَحْجُبَنَّ عَنِ النَّاسِ وَلْیَبْدَاَ بِالْمَسْجِدِ وَلْیُنَادِ عَلٰی بَابِهٖ فِیْ کُلِّ صَلٰوةٍ مَنْ لَهٗ حَاجَةٌ فَاِذَا صَلَّی الْعِشَاءَ نَادٰی ثَلَاثَةً اَصْوَاتٍ مَنْ لَهٗ حَاجَةٌ ثُمَّ دَخَلَ اِلٰی مَنْزِلِهٖ، فَاِنْ مَرِضَ مَرَضًا لَا یَسْتَطِیْعُ الْجُلُوْسَ مِنْهُ اَسْقَطَ مِنْ رِزْقِهٖ بِقَدْرِ مَرَضِهٖ وَاَمَّا اِمَامٌ غَلَّ فَیْئًا اَوْ جَارَ فِیْ حُکْمٍ بَطَلَتْ اِمَامَتُهٗ وَلَمْ یَجُزْ حُکْمُهٗ۔

تم میری مسرت اور میرے غم کو زائل کرنے والے ہو، میں نے تمہارے واسطے فقہ پر زین کس دی ہے اور لگام لگا دی ہے اور لوگوں کو اس حال میں چھوڑ رہا ہوں کہ وہ تمہارے نقش قدم پر چلیں اور تمہارے ارشادات کے طلبگار رہیں، تم میں سے ہر ایک قاضی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے، میں تم سے اللہ کا اور اس رتبہ کا جو اللہ تعالیٰ نے تم کو علم کی بڑائی کا عطا کیا ہے واسطہ دیکر یہ چاہتا ہوں کہ اس علم کو اجرت لینے کی ذلت سے بچانا، اگر تم میں سے کوئی قضا میں مبتلا ہو جائے اور اس کو اپنی کسی خرابی کا علم ہو جس کو اللہ نے اپنے بندوں سے چھپا رکھا ہے تو اس کا قاضی بننا جائز نہیں، اس کے لئے روزینہ لینا ٹھیک نہیں، اگر کوئی مجبوری کی بنا پر قاضی بن جائے تو وہ اپنے کو لوگوں سے نہ چھپائے، وہ پانچوں وقت کی نماز اپنی مسجد میں پڑھے اور ہر نماز کے وقت پکارے، کیا کوئی حاجت مند ہے اور عشاء کی نماز کے بعد تین مرتبہ یہ آواز لگائے اور پھر وہ اپنے گھر جائے، اور اگر وہ ایسا بیمار ہو جائے کہ وہ بیٹھ نہ سکے تو بیماری کے دنوں کی تنخواہ نہ لے، اور جو امام (والی) مال غنیمت میں خیانت کرے اس کی ولایت اور امامت ختم ہوئی، اور اس کا حکم نافذ نہیں ہے۔

حضرت امام کے پچ دعایا کا مجموعہ مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ نے مرتب کیا ہے۔ بعض

فقرات یہ عاجز لکھتا ہے۔

فرمایا۔ مَنْ جَاءَكَ يَسْتَفْتِيكَ فِي الْمَسَائِلِ فَلَا تُجِبْ إِلَّا عَنْ سُؤَالِهِ وَلَا تُضْمِرْ إِلَيْهِ غَيْرَهُ فَإِنَّهُ يَتَشَوَّشُ عَلَيْكَ الْجَوَابُ۔ جو شخص تمہارے پاس مسائل میں فتویٰ لینے آئے اُسے صرف سوال کا جواب دو کوئی دوسری بات جواب میں نہ ملاؤ کیونکہ اس طرح کرنے سے اس کو جواب کے سمجھنے میں دقت ہوگی۔

فرمایا۔ اَقْبِلْ عَلَى مُتَفَقِّهِيكَ كَمَا كَانَتِ الْمُحَدِّثُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ ابْنًا وَوَلَدَ الْبَنِينَ هُمْ رَغْبَةً فِي الْعِلْمِ۔ جو لوگ تم سے فقہ حاصل کرنے والے ہوں ان کی طرف اس طرح متوجہ ہو گویا تم نے ان میں سے ہر ایک کو اپنا بیٹا اور اولاد بنا لیا ہے تاکہ ان کی علمی رغبت میں اضافہ ہو۔

فرمایا۔ كُنْ مِنَ النَّاسِ عَلَى حَذَرٍ۔ لوگوں سے ہر حذر رہو۔

فرمایا۔ مَنْ دَعَاكَ مِنْ خَلْفِكَ فَلَا تُجِبْهُ فَإِنَّ الْبَهَائِمَ تُنَادَى مِنْ خَلْفٍ۔ اگر کوئی تم کو پیچھے سے آواز دے اس کی طرف متوجہ نہ ہو کیونکہ پیچھے سے جانوروں کو آواز دی جاتی ہے۔

فرمایا۔ وَاذْكُرِ الْمَوْتَ وَاسْتَغْفِرْ لِلْأَسْتَاذِينَ وَمَنْ أَخَذْتَ مِنْهُمُ الدِّينَ۔ موت کو یاد کرو اور استادوں کے لئے اور جن سے علم دین سیکھا ہے دعائے مغفرت کرو۔

فرمایا۔ إِذَا مَشَيْتَ فِي الطَّرِيقِ فَلَا تَلْتَفِتْ يَمْنَةً وَيَسْرَةً۔ جب راستہ میں چلو دائیں بائیں نہ دیکھو (بلکہ نظر زمین پر رہے)

فرمایا۔ إِيَّاكَ وَالْغَضَبَ فِي مَجَالِسِ الْعِلْمِ۔ علم کی مجلس میں غصہ سے اپنے کو بچاؤ۔

فرمایا۔ دَاوِمْ عَلَى قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَكْثِرْ مِنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ وَالْمَشَايِخِ وَالْمَوَاضِعِ الْمُبَارَكَةِ۔ قرآن مجید کی ہمیشہ تلاوت کرو اور قبروں اور مشائخ کی اور مبارک مواضع کی کثرت سے زیارت کرو۔

فرمایا۔ لَا تَقْضِ عَلَى الْعَامَّةِ فَإِنَّ الْقَاضِيَ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ أَنْ يَكْذِبَ۔ عوام کے سامنے وعظ نہ کرو کیونکہ واعظ کے لئے جھوٹ بولنا ضروری ہے۔

امام حسن بصری کو تحریر فرمایا۔ يَحْرُسُنِي مُفَارِقُكَ وَيُؤْنِسُنِي مُفَارَقَتُكَ وَيُوَاصِلُنِي بِكُتُبِكَ وَتَعْرِفُنِي بِخَوَاصِّكَ وَكُتُبِي كَتَبَنِي فَإِنِّي لَكَ كَاتِبٌ۔ تمہاری جدائی مجھ کو رنج پہنچاتی ہے اور تمہاری معرفت میرے لئے انس ہے۔ تم خط کے ذریعہ مجھ سے تعلق رکھو اور اپنی حاجتوں سے مجھ کو مطلع کرو۔ تم رہو میرے لئے بیٹے کی طرح کیونکہ میں تمہارے لئے باپ کی طرح ہوں۔

حضرت امام نے اپنے فرزند حماد کو وصیت کی۔ تَكْثِرْ ذِكْرَ اللهِ تَعَالَى وَالصَّلَاةَ عَلَى رَسُولِهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُكْثِرُ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ وَهُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّي لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِي وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْنِي فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھو۔۔۔ اور سید الاستغفار میں مشغول رہو۔

سید الاستغفار کا ترجمہ:۔ اے اللہ تو ہی میرا پالنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں بہ قدر اپنی طاقت کے تیرے عہد و پیمان پر قائم ہوں میں تجھ سے اپنے برے اعمال کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، تو نے مجھ پر جو انعام کئے ہیں میں اُن کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا معترف ہوں، تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں۔

اس کی فضیلت یہ ہے کہ جو شخص اسے شام کو پڑھ لے پھر رات کو مر جائے وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اسے صبح کو پڑھ لے پھر دن میں مر جائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام ابو عصمہ نوح بن ابی مریم نے بیان کیا کہ میں حضرت امام عالی مقام سے احادیث مبارکہ کے معانی دریافت کیا کرتا تھا اور آپ بہت اچھے پیرایہ میں ان کا بیان کیا کرتے تھے اور میں آپ سے دقیق مسائل پوچھتا تھا۔ ایک دن حضرت امام نے فرمایا۔ اے نوح تم قضا کا دروازہ کھٹکھٹانے سے ہو۔ اور جب میں اپنے وطن مرو پہنچا کچھ ہی دن گزرے تھے کہ میں قضا میں مبتلا ہو گیا۔ میں نے حضرت امام کو خط لکھا کہ میں نے مجبوراً قاضی کا عہدہ قبول کر لیا ہے۔ حضرت امام نے تحریر فرمایا۔ تمہارے گلے میں بہت بڑی امانت ڈال دی گئی ہے۔ اس بھنور سے نکلنے کا کوئی راستہ تلاش کرو۔ اللہ کے خوف کو لازم پکڑو۔ اور آپ نے تحریر فرمایا۔ یہ بات محبوب جان لو کہ فیصلوں کے ابواب ایسے ہیں کہ ان کو بڑا عالم ہی سمجھ سکتا ہے۔ جو اصول علم (قرآن، حدیث، اقوال صحابہ) سے واقف ہو اور خود بھی صاحب بصیرت ہو وہ فیصلہ کر سکتا ہے۔ جب تم کو کسی واقعہ میں اشکال پیش آئے تو کتاب و سنت اور اجماع کی طرف رجوع کرو۔ اگر واضح طور پر مسئلہ مل جائے تو اس پر عمل کرو ورنہ نظائر تلاش کر کے قیاس کرو اور جو کتاب و سنت اور اجماع سے اقرب اور اشبہ ہو اس میں اہل معرفت سے مشورہ کرو اور اس پر عمل کرو۔ جب رضا اور دعا علیہ حاضر ہوں تو ضعیف و قوی، شریف اور وضیع میں فرق نہ کرو۔ ایسی بات ظاہر نہ ہو کہ بڑا یا شریف تم سے بے جا امید

رکھنے لگے۔

اللہ تم کو سلامت رکھے اور ہم کو اور تم کو اچھی حیات اور آخرت میں بہتر مقام نصیب کرے۔

حضرت امام کی مرویات اور آثار کے ناقل آپ کے اصحاب ہیں

استاذ محمد ابوزہرہ حنفی ازہری مصری نے اپنی کتاب "ابوحنیفہ۔ حیاتہ وعصرہ۔ آراؤہ وفقہ" کے صفحہ ۱۸۷ سے ۲۳۷ تک اس سلسلہ میں اچھا بیان لکھا ہے، عاجز اختصار کے ساتھ اس کو لکھتا ہے۔

استاذ محمد ابوزہرہ کی تحقیق یہ ہے کہ جو رسالے اور کتابیں خواہ وہ فقہ میں ہوں یا حدیث میں ہوں حضرت امام نے ان کو خود نہیں لکھا ہے، بلکہ آپ کے جلیل القدر شاگردوں نے جو کچھ آپ سے سنا اس کو مرتب اور مبوب کرکے لکھا۔ کیا فقہ اور کیا حدیث۔

آپ کی آثار اور آپ کی مرویات کو نقل کرنے والے آپ کے شاگرد ہیں، ہر ایک ان میں سے ثقہ اور صاحب علم وفضل ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام نے یہ فرمایا اور حضرت امام نے یہ تقریر کی، لہٰذا ہم ان کے قول کو اور ان کے نقل کو صحیح تسلیم کرتے ہیں، اب اگر یورپ کے بعض افراد ہم سے کہتے ہیں کہ تمہارے کلام میں اور نقل میں، محل نظر اور فکر ہے اور ان یورپیوں کی تقلید میں اگر بعض شرقیوں نے یہ بات کہی ہے، خطا وار خطا ہے اور ہم اس کی طرف التفات نہیں کرتے ہیں بلکہ ہم ان اصحاب سے حضرت امام کی فقہ نقل کرتے ہیں۔

حضرت امام کے اصحاب بہ کثرت تھے۔ ایک جماعت وہ تھی کہ کچھ مدت آپ کی خدمت میں رہ کر اور فضل وکمال حاصل کرکے اپنے وطن کو چل گئی اور ایک جماعت وہ تھی جو آپ ہی سے وابستہ رہی، چنانچہ ایک مرتبہ حضرت امام نے فرمایا کہ یہ میرے چھتیس اصحاب ہیں ان میں سے اٹھائیس میں صلاحیت ہے کہ وہ قاضی بنیں اور چھ افراد میں فتویٰ دینے کی صلاحیت ہے اور دو جو کہ ابویوسف اور زفر ہیں صلاحیت رکھتے ہیں کہ قاضیوں اور مفتیوں کو مہذب اور مؤدب بنائیں۔

اس میں کوئی شک اور کسی طرح کا شبہ نہیں ہے کہ یہ حضرات امام عالی مقام کی حیات طیبہ میں پوری طرح درجۂ کمال کو پہنچ گئے تھے ان میں سے ہر ایک امام تھا البتہ امام محمد بن الحسن ابھی اکمال وتکمیل کے درجہ پر فائز نہیں ہوئے تھے، آپ اٹھارہ برس کے تھے کہ حضرت امام کی رحلت ہوگئی اور آپ نے امام ابویوسف سے تکمیل کی اور کوفہ کی اور اوزاعی سے علم حاصل کیا اور امام مالک سے تین سال استفادہ کیا، ان کی موطا ان سے پڑھی۔ اس طرح آپ فقہ عراقیین کے روایۃً

ودرایۃً اور آثار امام مالک کے جامع ہوئے۔

قاضی القضاۃ امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب انصاری کوفی کی ولادت ۱۱۳ھ میں ہوئی، آپ کی نشو ونما غریب گھرانے میں ہوئی، لہٰذا آپ مجبور تھے کہ کچھ کمائیں، باوجود اس افلاس کے علم پڑھنے اور علماء کے حلقوں میں بیٹھنے کا شوق تھا، آپ قاضی ابن ابی لیلیٰ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے، کہا گیا ہے کہ آپ نو سال ابن ابی لیلیٰ کے حلقہ سے وابستہ رہے۔ اتفاق سے کسی کے عقد نکاح کی محفل میں شریک ہوئے قاضی ابن ابی لیلیٰ بھی اس مجلس میں تھے نکاح کے بعد کچھ شیرینی بچھا دی گئی۔ ابویوسف نے کچھ شیرینی اٹھائی، قاضی ابن ابی لیلیٰ کو یہ فعل ناپسند آیا، انہوں نے ابویوسف کو سخت لفظ کہا اور اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ هٰذَا لَا يَحِلُّ ارشاد کیا یعنی تم کو خبر نہیں کہ یہ ناجائز ہے۔ یہ سن کر ابویوسف امام ابوحنیفہ کے پاس آئے اور مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کے ایک انصاری کے عقد نکاح کی محفل میں شریک ہوئے۔ نکاح کے بعد اس نے چھوارے اٹھائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوارے اٹھائے اور صحابہ سے فرمایا اِنْتَهَبُوْا لُوْٹو۔

اس واقعہ کے بعد ابویوسف حضرت امام کے حلقہ سے وابستہ ہوگئے۔ حضرت امام کو ان کے گھر کی تنگدستی کا اور ان کے شوق علم کا علم ہوا۔ حضرت امام نے ان سے فرمایا، تم اطمینان سے علم حاصل کرو اور ان کے اخراجات کے پوری طرح متکفل ہوئے۔

امام ابویوسف حضرت امام سے نقد میں درجہ کمال وکمال کو پہنچے اور محدثین کبار سے احادیث شریفہ سنتے تھے اور یاد کرتے تھے۔ امام ابن جریر طبری نے لکھا ہے۔

كَانَ اَبُوْ يُوْسُفَ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْقَاضِيْ فَقِيْهًا عَالِمًا حَافِظًا ذَكَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَعْرِفُ بِحِفْظِ الْحَدِيْثِ وَاَنَّهٗ كَانَ يَحْضُرُ نَحْوًا مِنْ ثَمَانِيْنَ فَيَحْفَظُ خَمْسِيْنَ اَوْ سِتِّيْنَ حَدِيْثًا ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُمْلِيْهَا عَلَى النَّاسِ وَكَانَ كَثِيْرَ الْحَدِيْثِ نَبِيْلًا۔

ابویوسف یعقوب بن ابراہیم قاضی فقیہ تھے عالم تھے اور حدیث کے حافظ تھے، کہا گیا ہے کہ وہ حدیث کے حفظ کرنے میں مشہور تھے اور وہ محدث کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، جب اس سے حدیثیں سنتے اور پھر کھڑے ہوکر لوگوں کو لکھا دیتے تھے وہ کثیر الحدیث تھے یعنی کثرت سے حدیثوں والے تھے۔

وہ تین خلفاء کے عہد میں قاضی رہے۔ خلیفہ مہدی، خلیفہ ہادی اور خلیفہ ہارون رشید،

ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ ہارون رشید ان کا احترام کرتا تھا اور ابو یوسف اس کے نزدیک نصیب والے اور مرتبہ والے تھے، چوں کہ ابو یوسف قاضی تھے اور ایسے فقیہ تھے جن پر رائے غالب تھی اس وجہ سے اہل حدیث میں سے ایک جماعت ان کی روایت سے کترائی تھی جیسا کہ امام طبری نے بیان کیا ہے۔

ابو یوسف سے حنفی فقہ کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔ وہ قاضی بنے اور لوگوں کی مشکلات سے ان کو واسطہ پڑا، لہٰذا عملی طور پر ان کی چلا ہوئی اور مشاکل کے ازالہ کرنے کے طریقوں سے شناسا ہوئے اور لوگوں کی بیماریوں کی دوا جانتا تھا۔ ابو یوسف وہ پہلے قاضی ہیں جو مملکت اسلامیہ کے قاضی تھے اور غالباً ابو یوسف وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی آراء کو حدیث سے مؤید کیا ہے۔ انہوں نے اہل رائے اور اصحاب حدیث کے طریقہ کو جمع کیا ہے۔

ابو یوسف کی کتابیں۔ ابن ندیم نے آپ کی درج ذیل کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

۱ کتاب فی الاصول ۲ کتاب الامالی ۳ کتاب الصلاۃ ۴ کتاب الزکات ۵ کتاب الصیام ۶ کتاب الفرائض ۷ کتاب البیوع ۸ کتاب الحدود ۹ کتاب الوکالۃ ۱۰ کتاب الوصایا ۱۱ کتاب العیدین والذبائح ۱۲ کتاب الغصب والاستبراء ۱۳ کتاب اختلاف الامصار ۱۴ کتاب الرد علی مالک بن انس ۱۵ رسالۃ فی الخراج ۱۶ کتاب الجوامع، یہ کتاب یحییٰ بن خالد کے واسطے لکھی اس میں چالیس کتابیں ہیں اور اس کی روایت قاضی بشر بن الولید نے کی ہے۔ آپ نے ان میں لوگوں کے اختلاف کا اور اس رائے کا جس کو اپنایا گیا ہے ذکر کیا ہے اور ابو یوسف کی کتاب الآثار بھی ہے جس میں چھتیس کتابیں ہیں اور اس کی روایت قاضی بشر بن الولید نے کی ہے۔

یہ ابن ندیم کا بیان ہے اور ہم نے ان کے علاوہ اور کتابیں بھی دیکھی ہیں۔

۱ آثار ابی حنیفۃ والدفاع عنہا ۲ کتاب الآثار ۳ اختلاف ابی حنیفۃ وابن ابی لیلیٰ ۴ الرد علی سیر الاوزاعی۔ ہم مختصر طور پر ان کتابوں پر نظر ڈالتے ہیں۔

۱ کتاب الخراج خلیفہ ہارون الرشید کے واسطے لکھی ہے اس میں زمین کی مالیت کا بیان ہے۔ اس کتاب میں آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مالیہ سے بعض جگہ اختلاف کیا ہے۔ اس سلسلہ میں ابو یوسف سے کہا گیا۔ آپ نے فرمایا جس وقت حضرت عمر نے زمین کا محصول مقرر کیا وہ زمین اس مقدار محصول کی بہ خوبی متحمل تھی اور خراج مقرر کرتے وقت حضرت عمر نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ مقرر کردہ خراج ہمیشہ اس مقدار میں لیا جائے گا بلکہ آپ نے حضرت حذیفہ اور حضرت عثمان

بن حنیف سے فرمایا جبکہ یہ دونوں صاحبان عراق سے محصول لگا کر آئے۔ لَعَلَّكُمَا حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ شاید تم دونوں نے زمین کی برداشت سے زائد محصول لگا دیا ہے۔ حضرت عثمان بن حنیف نے عرض کیا جو محصول زمین پر لگایا گیا ہے زمین آسانی سے اس کو برداشت کر سکتی ہے اگر آپ اس محصول کو دگنا کر دیں جب بھی زمین برداشت کرے گی اور اسی طرح کا جواب حذیفہ نے بھی دیا۔

یہ کتاب کامل طور پر امام ابو یوسف کی تالیف و تصنیف ہے۔ اس کتاب میں جہاں بھی انہوں نے حضرت امام ابو حنیفہ کا قول ذکر کیا ہے اس کی دلیل بھی بیان کی ہے اور وجہ قیاس اور استحسان کا اظہار کیا ہے اور اپنے اختلاف کا اظہار کیا ہے، میں ایک مسئلہ کا بیان کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ حضرت امام کے مسلک کو کامل طور پر دلیل سے بیان کرتے ہیں، وہ امامت علم کی منزلت کی پوری قدر کرتے ہیں۔

دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَوَاتًا فَهِيَ لَهُ "جو کسی بنجر زمین کو آباد کرے یہ زمین اس کی ہے۔ اس حدیث شریف کے بیان میں حضرت امام فرماتے ہیں۔ بے شک زمین کا آباد کرنے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے اگر اس نے حاکم ایدال سے اجازت لے لی ہے تاکہ دوسرا شخص کوئی دعویٰ نہ کرے اور لڑائی جھگڑے کی راہ مسدود ہو۔ حضرت امام نے حدیث شریف کو رد نہیں کیا ہے بلکہ آپ نے فتنہ و فساد کی راہ مسدود کی ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے۔ امام ابو یوسف کی کتاب الخراج اس دور کی تالیف ہے جبکہ بادشاہ وقت کامل طور پر مطلق العنان تھا۔ اس دور ظلم و استبداد میں نہ حضرات اہل بیت اطہار کی جان محفوظ تھی، نہ علماء اخیار کی اور نہ اولیاء پروردگار کی۔ حضرت امام الائمہ ابو حنیفہ کا واقعہ امام ابو یوسف کے سامنے کا ہے، باوجود اس کے انہوں نے جس طرح جلیل القدر مطلق العنان بادشاہ کو اس کے سوالات کا جواب لکھا ہے حیرت کا مقام ہے، اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ امام ابو یوسف نے نصیحت کا حق ادا کر دیا ہے۔ آپ کی اس بے مثال کتاب کا ترجمہ دہلی یونیورسٹی کے سابق عربی کے پروفیسر جناب خورشید احمد فارق نے "جائزے" کے نام سے کیا ہے۔ اس کا ابتدائی حصہ رفیق قدیم جناب حافظ جمیل الرحمٰن خاں سے اس عاجز کو ملا ہے، عاجز اس کو لکھتا ہے۔ حضرات ناظرین مطالعہ فرمائیں۔

جائزے ابو یوسف یعقوب خلیفہ ہارون الرشید کے چیف جسٹس تھے۔ الرشید سے پہلے خلیفہ مہدی (متوفی ۱۶۹ھ) اور ہادی (متوفی ۱۷۰ھ) کے بھی قاضی رہ چکے تھے۔ الرشید نے کچھ قانونی سوالات چیف جسٹس کے سامنے پیش کئے اور ان کا مبسوط جواب طلب کیا، کتاب الخراج اُن ہی

سوالات کے تحریری جوابات کا مجموعہ ہے۔ ان سوالات کا تعلق نہ عبادات سے ہے، نہ افراد کے باہمی معاملات سے، اس لئے ایسے مسائل جیسے نماز، روزہ، حج یا شادی بیاہ، خرید و فروخت لین دین اس کتاب کے حدود سے خارج ہیں۔ کتاب کا موضوع وہ معاملات ہیں جو حکومت اور رعایا کے درمیان رونما ہوتے ہیں جن کا حکومت کے انتظام اور پالیسی سے تعلق ہوتا ہے، جیسے بندوبست آراضی، نظام آب پاشی، انتظام محصولات، قوانین جرائم، غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ، مصنف نے ہر سوال کا جواب الگ دیا ہے۔ کتاب کی ابتدائی فصلیں چوں کر آراضی اور لگان سے متعلق ہیں اور زیادہ تفصیل سے بیان کی گئی ہیں، اس لئے مصنف نے کتاب کا نام "کتاب الخراج" رکھ دیا ہے۔

اسلام کے قانون لگان، قانون اراضی، قانون محصولات، تعزیرات، غیر مسلم و ذمی رعایا، ان کی عبادت گاہوں، ان کے حقوق اور پابندیوں سے متعلق، یہ سب سے زیادہ پرانی کتاب ہے جو ہم تک پہنچی ہے۔

کتاب کی ابتدا ایک طویل مقدمہ سے ہوئی ہے جس میں مصنف نے اثر انگیز الفاظ میں خلیفہ کو راست بازی اور رعیت پروری کی ہدایت کی ہے۔

امیر المومنین، خدا نے آپ کو بھاری ذمہ داری سونپی ہے جس کا ثواب ہر ثواب سے زیادہ اور عذاب ہر عذاب سے سخت تر ہے۔ خدا نے مسلمان قوم کو آپ کی فرمان میں دے دیا ہے اور ان کی بہبودی کا بار آپ کے کاندھوں پر ڈالا ہے اور اس بار کو آپ کے کندھوں پر ڈال کر آپ کی آزمائش کرنی چاہی ہے۔ آپ کی صبح و شام بہت سے انسانوں کی تعمیر حیات کے لئے وقف ہو گئی ہے اور ہر وہ عمارت جس کا سنگ بنیاد خوف الٰہی کے علاوہ کسی اور اصول پر قائم ہوا پائندہ نہیں ہوتی۔ بہت جلد خدا اس عمارت کو بنانے والے کے سر پر گرا دیتا ہے۔ لہٰذا رعیت کی دیکھ بھال کا جو منصب آپ کو دیا گیا ہے، اُسے ناخدا ترسی یا بے توجہی سے ضائع نہ ہونے دیجئے۔ آج کا کام کل پر نہ چھوڑیئے۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو وہ کام ضائع ہو جائے گا جس طرح چرانے والا مویشیوں کی حفاظت کے لئے اُن کے مالک کے سامنے جواب دہ ہے، اسی طرح حکمراں خدا کے سامنے رعایا کی بہبودی کے لئے ذمہ دار ہیں، رعیت کی کسی معاملے میں اپنی ذاتی خواہش یا میلان کو دخل نہ دیجئے۔ نہ غصہ اور غضب میں آکر کوئی قدم اٹھائیے اور اس بات کا دھیان رکھئے، کہیں خدا آپ سے ناراض نہ ہو جائے۔ احکام جاری کرتے وقت اپنے پرائے، عزیز اور اجنبی میں تفریق نہ کیجئے۔ خدا کا خوف یہ نہیں کہ زبان سے اس کا اظہار کیا جائے، خدا کا خوف یہ ہے کہ دل میں اس کا زندہ احساس ہو اور آپ کے ہر کام میں

اس کی جھلک نظر آئے، ایسا نہ ہو کہ جب خدا کے سامنے آپ حاضر ہوں تو آپ کا نامۂ اعمال ظلم و ستم کی سیاہی سے رنگا ہوا اور جزا کی عدالت کا حاکم لوگوں کو اعمال کی بنا پر جزا سزا دے گا، اُن کے منصب یا خاندانی تعلق کا کچھ لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ آپ کو بے مقصد پیدا نہیں کیا گیا ہے اور آپ کو بغیر باز پرس کے نہیں چھوڑا جائے گا، بلاشبہ خدا آپ سے آپ کے سارے کاموں کے بارے میں پوچھ گچھ کرے گا، پس آپ خیال رکھئے کہ آپ کیا جواب دیں گے۔ آپ کو یاد رہے کہ کوئی انسان خدا کی پیشی سے اس وقت تک نہیں ہٹ سکتا جب تک اِن چار سوالوں کا جواب نہ دیدے۔

۱۔ اپنے علم سے کس طرح کام لیا۔
۲۔ اپنے جسم کو کس لگ دوڑ میں کھپایا۔
۳۔ مال کس طرح کمایا اور کن کاموں میں خرچ کیا۔
۴۔ اپنی عمر کو کن کاموں میں صرف کیا۔

امیر المومنین، ان سوالوں کا جواب تیار رکھئے، وہ وقت نہ بھولئے جب خدا کی بھری مجلس میں ان تمام اعمال کی نقاب کشائی ہوگی، جو آپ نے در پردہ کئے ہوں گے۔ خدا کی نظر میں تعمیری اور اصلاحی کاموں سے بہتر کوئی کام نہیں ہے اور تخریب و فساد سے زیادہ وہ کسی کام کو بُرا نہیں سمجھتا۔ اس کتاب معاصی کفران نعمت کے برابر ہے۔ اور جب کسی قوم نے نعمت خداوندی کی قدر نہ کی، معاصی کی مرتکب ہوئی اور توبہ نہ کی تو اس کی عزت اور نعمت سب چھین لی گئی اور خدا نے دشمنوں کو اس پر مسلط کر دیا۔

قاضی ابو یوسف ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔ بعض زمانہ اپنی دشواریوں میں گزرا، امام ابو حنیفہ متوفی ۱۵۰ھ کے خاص شاگرد تھے۔ امام ابو حنیفہ ان کی مالی مدد بھی کرتے تھے اور شفقت سے پیش آتے تھے، تعلیم سے فارغ ہو کر قاضی ابو یوسف خلیفہ عباسی مہدی (متوفی ۱۶۹ھ) کے قاضی ہو گئے۔ مہدی کے بعد ہادی (متوفی ۱۷۰ھ) نے انہیں اس منصب پر برقرار رکھا اور جب ہارون الرشید خلیفہ ہوا (۱۷۰ھ) تو اس نے قاضی ابو یوسف کو اُن کے تجربے، فقہی لیاقت اور دینی بصیرت سے متاثر ہو کر حکومت کا چیف جسٹس (قاضی القضاۃ) مقرر کر دیا۔

اسلامی فقہ کے طالب علم جانتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ (ولادت ۸۰ھ وفات ۱۵۰ھ) صرف مشہور حدیثیں جانتے تھے اور آحاد حدیثوں پر اعتماد نہیں کرتے تھے، جو پہلی صدی ہجری کے اموی دور

میں بڑے پیمانے پر وضع ہونے لگی تھیں۔ انہوں نے غیر مشہور احادیث اور آثار صحابہ و تابعین کی جگہ قرآن اور قرآن سے قیاس اور اجتہاد کو قانون سازی کی بنیاد قرار دے لیا تھا اور یہی مسلک ان کے شاگردوں کا ہو گیا تھا، جن میں سے تین کو عباسی دور میں سرکاری جج اور سرکاری مشیر بننے کے باعث بڑا اثر و رسوخ حاصل تھا اور جنہوں نے ہر شہر اور چھاؤنی میں اپنے ہم مسلک قاضی مقرر کر دیئے تھے۔ ساری اسلامی قلمرو کے محدث جو معاشرے پر چھائے ہوئے تھے اور جن کی مذہبی اور اخلاقی اور دینی گرفت عوام اور بہت سے خواص پر بڑی سخت تھی، ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کے مخالف ہو گئے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ اگر اجتہاد کا دروازہ قانون سازی کے لئے کھل گیا تو حدیث کا جسے وہ اپنے حلقوں میں پڑھاتے تھے، جس کی بڑے پیمانے پر اشاعت کرتے تھے اور جس کی بدولت انہیں معاشرے میں عزت و وجاہت حاصل تھی، بازار سرد ہو جائے گا، لوگ حدیث پڑھنا چھوڑ دیں گے اور وہ سارے سماجی و اقتصادی منافع جو انھیں حدیث گوئی سے حاصل تھے ختم ہو جائیں گے اور معاشرے کی مذہبی، فکری اور قانونی قیادت ان کی بجائے اجتہاد سے قانون بنانے والوں کے ہاتھ میں آ جائے گی۔ محدثوں[1] نے ابوحنیفہ اور ان کے ہم مسلک عجمیوں اور فقیہوں کے خلاف زبردست محاذ بنا لیا اور وہ خود اُن کے شاگرد اور بہت سے ذی اثر اور دربار سے تعلق رکھنے والے قدر دانوں نے اجتہاد کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ یہ بدعت ہے، زندقہ ہے، الحاد ہے۔ وقت کے ممتاز محدثوں نے ابوحنیفہ پر ہادم ارکان اسلام، زندیق اور ملحد جیسے لیبل لگا دیئے۔

کتاب الخراج میں متوسط تقطیع کے قریب سوا دو سو صفحے ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈیڑھ سو سے زیادہ حدیثیں اور صحابہ کرام نیز تابعین کی لگ بھگ ساڑھے تین سو فقہی آراء بیان کی گئی ہیں۔

قاضی ابو یوسف پہلے خلیفہ رشید کے ہر سوال کا جواب دیتے ہیں۔ پھر اس جواب کی تائید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام یا تابعین کے قول و فعل کو بہ طور سند پیش کرتے ہیں۔ ابو یوسف اپنی خصوصیتوں اور روایتوں کے انتخاب میں سمجھ بوجھ سے کام لیتے ہیں اور اکثر ایسی حدیثیں پیش کرتے ہیں جو انھیں اسلامی نظریات سے ہم آہنگ معلوم ہوتی ہیں، جہاں تک صحابہ کے قانونی اقوال کا تعلق ہے، ابو یوسف نے اکثر ان صحابہ کرام کے اقوال پیش کئے ہیں جن کا حکومت و خلافت سے تعلق تھا مثلاً کتاب میں عمر فاروقؓ کے اقوال و افعال کے حوالے سب سے زیادہ ہیں۔ علیؓ عبدؓ اور ابوبکر صدیقؓ

[1] اہل حدیث کے حسد کرنے اور مخالفت کرنے کی توجیہ۔

سے بھی استناد کیا گیا ہے اور عمر فاروق کے بعد عمر بن عبدالعزیز اموی خلیفہ (۹۹ تا ۱۰۱ھ) کے اقوال و آراء سب سے زیادہ قانونی سند کے طور پر بیان کئے ہیں، تابعین میں صرف اُن محدثوں کے اقوال سے استناد کیا ہے جن پر مصنف کو اعتماد تھا۔ ان میں کوفہ ہی کے محدث نہیں بلکہ حجاز اور شام کے ممتاز شیوخ بھی شامل ہیں۔ مثلاً حماد، ابراہیم ابن ابی لیلیٰ، شعبی، امام مالک، نافع، سعید بن المسیب اور زہری۔

ابو یوسف ایسے علماء کی روایت قبول کرنے سے گریز نہیں کرتے جنہیں محدث طبقہ بالعموم ناپسند کرتا ہے، جیسے محمد بن اسحاق اور کلبی، ان کے پیش نظر یہ نہیں ہوتا کہ راوی کس گروہ سے تعلق رکھتا ہے بلکہ یہ کہ وہ جو کچھ کہتا ہے اُسے ان کی ذہنی عقل تسلیم کرتی ہے یا نہیں۔

کتاب کے بعض اقتباسات

جزیہ وصول کرنے کے سلسلے میں ذمیوں (غیر مسلموں) کو ارادہ جلنے نہ دھوپ میں کھڑا کیا جائے، نہ اور کوئی جسمانی اذیت دی جائے بلکہ اُن کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ (ص ۱۳۳)

پھر خلیفہ کو مخاطب کر کے۔ امیر المومنین! آپ اپنے افسروں کو اس بات کی تاکید کیجئے کہ ذمیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے، اُن کی پوری نگرانی کی جائے، ان کے ساتھ ظلم و زیادتی نہ ہو، نہ اُن کی طاقت سے زیادہ جزیہ وصول کیا جائے، نہ ان کا مال و متاع ناجائز طریقہ سے لیا جائے۔

مصنف نے ایک روایت بیان کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اموی افسر ذمیوں سے ناجائز مطالبے کرتے تھے جن سے مجبور ہو کر انھیں اپنی مصنوعات سستی بیچنی پڑتی تھیں۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز سے کسی نے ان کے عہد میں اشیاء کی گرانی کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا۔ مجھ سے پہلے عاملوں نے ذمیوں سے ان کی طاقت سے زیادہ جزیہ (ٹیکس) اور خراج (لگان) لیتے تھے اور ذمی اپنا سامان ارزاں بیچنے پر مجبور ہو جاتے تھے اور اس کے نتیجہ میں چیزیں سستی ہو جاتی تھیں، میں ذمی سے اتنا لیتا ہوں جتنا وہ آسانی سے ادا کر سکتا ہے اب وہ جس قیمت پر چاہتا ہے اپنا سامان بیچتا ہے۔ (ص ۱۳۵)

مصنف نے ایک اور روایت بیان کی ہے جو بتاتی ہے کہ عمر فاروقؓ ایسے ذمیوں کی جو کمانے سے معذور تھے خزانہ سے مدد کرتے تھے۔ انہوں نے ایک اندھے بوڑھے بھکاری کو کسی دروازہ پر بھیک مانگتے دیکھا تو اس کے بازو پر ہاتھ مار کر پوچھا۔ تمہارا کیا مذہب ہے؟

بھکاری: میں یہودی ہوں۔

عمر فاروق: تم بھیک کیوں مانگتے ہو؟

بھکاری ہیں بھیک سے جزیہ اور اپنی معاش فراہم کرتا ہوں۔

عمر فاروق اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور اسے کچھ لا کر دیا پھر بیت المال کے خزانچی کو بلا کر کہا۔ اس کا اور اس جیسے معذوروں کا خیال رکھو۔ بخدا یہ انصاف نہیں کہ ہم اس کی جوانی کھائیں۔ اور بڑھاپے میں اسے بے سہارا چھوڑ دیں۔ پھر قرآن کی یہ آیت پڑھی۔ "اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ" فقراء سے مراد مسلمان نادار ہیں اور یہ اہل کتاب کے مساکین میں سے ہے۔ (۱۳۸)

بڑے شہروں جیسے کوفہ، بصرہ، بغداد اور دمشق کے ذمیوں سے جزیہ وصول کرنے کا طریقہ یہ ہونا چاہیئے کہ خلیفہ ہر شہر میں ایک ایسا عہدار افسر جس کی راست بازی پر اسے بھروسہ ہو جزیہ وصول کرنے کے لئے مقرر کرے اور اس کے ساتھ مددگار اسٹاف لگائے، یہ اسٹاف شہر کے یہودیوں، نصاریٰ، پارسیوں صابئہ اور سامرہ کو جمع کر کے اس کے پاس لائے اور وہ ان سے حسب ذیل جزیہ وصول کرے۔

۱۔ مالداروں سے اڑتالیس درہم سالانہ۔ اس صنف میں خاص طور پر ایسے لوگ ہوں گے جیسے جہاں، بزاز، جاگیردار، بڑے تاجر، حکیم۔

۲۔ تاجر اور صنعت پیشہ لوگ۔ ان سے ان کی حیثیت اور آمدنی کے مطابق جزیہ وصول کیا جائے۔ ان میں خوب کھاتے پیتے ہوں ان سے اڑتالیس درہم اور متوسط آمدنی والوں سے چوبیس درہم لئے جائیں۔

۳۔ دست کار جیسے درزی، رنگ ساز، قصاب اور موچی، ان سے بارہ درہم۔

میری رائے ہے کہ امیر المومنین آپ نہ عراق نہ اسلامی حکومت کی کسی دوسری اراضی میں لگان کا ٹھیکہ نہ دیں، کیونکہ اگر پیداوار کم ہوئی اور ٹھیکیدار کو مقررہ رقم سے کم وصول ہوا تو وہ کاشتکاروں اور زمینداروں پر ظلم کرے گا اور ان سے ٹھیکہ کی کل رقم وصول کرنے میں ظلم و ستم سے کام لے گا اور ظلم و ستم کے معنی ہیں زراعت کی تباہی اور رعیت کی بربادی۔ ٹھیکیدار کو اس کی کیا پرواہ، اگر زراعت یا رعیت تباہ ہو اسے تو اپنے ٹھیکے کی سلامتی سے دلچسپی ہوتی ہے۔ اس بات کا بھرپور احتمال ہے کہ وہ ٹھیکہ کی مقررہ رقم سے زیادہ وصول کرے اور رعیت کے ساتھ زیادتیاں کرے انہیں مارے، جلتی دھوپ میں کھڑا کرے، ان کی گردنوں میں پتھر لٹکائے۔ اور یہ تکلیفیں دے کر کاشتکاروں سے وہ روپیہ وصول کرے جو ان پر واجب نہیں ہے اور اس طرح خدا کی زمین میں فساد برپا کرے جس سے خدا نے روکا ہے۔ خدا کا حکم تو بس اتنا ہے کہ کسانوں سے اس قدر لیا جائے جو ان کی ضروریات سے بچ رہے، ان کی برداشت سے زیادہ لینا بالکل ناجائز ہے۔ میں ٹھیکیداری کی مخالفت اس اندیشہ

سے کر رہا ہوں کہ کہیں ٹھیکیدار ان سے ایسے مالی مطالبے نہ کرے جو ان کے دینے نہیں ہیں اور انہیں پورا کرانے کے لئے ایسے طریقے اختیار کرے جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہو کہ ایک طرف کسانوں کو نقصان پہنچے اور دوسری طرف وہ تنگ آ کر زراعت چھوڑ بیٹھیں جس سے سرکاری آمدنی کم ہو جائے، جہاں ظلم و ستم ہوگا وہاں کوئی بھلائی نہیں پنپے گی اور جہاں راست بازی ہوگی وہاں ہر کوشش پھلے پھولے گی۔

امیر المومنین! خدا آپ کو سلامت رکھے، میری رائے ہے کہ آپ لگان کی وصولی کے لئے ایسے افسر مقرر کریں جو کسانوں کے خیر اندیش، دیندار اور راست باز ہوں اور ان میں سے آپ جسے افسر اعلیٰ مقرر کریں تو ضروری ہے کہ وہ مذکورہ صفات کے علاوہ فقیہ اور عالم دین بھی ہو، اس کی سیرت بے عیب ہو، سمجھ دار، تجربے کار لوگوں سے مشورہ کرنے میں اپنی ہتک نہ سمجھے، اس کی پاکبازی مسلم ہو، صحیح کام کرنے میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرے۔ صرف خدا کی خوشنودی کے لئے صحیح کام کرے، اس سے اگر لغزش ہو تو خدا کی ناراضی کا خوف اس کے دل میں لرزش پیدا کر دے، شہادت دے تو اس کی شہادت قبول ہو فیصلہ کرے تو فیصلے لاگ ہو، حاکموں کو میں نے دیکھا ہے کہ مال گزاری کے افسروں کے انتخاب میں احتیاط سے کام نہیں لیتے، کوئی شخص اگر ان کے دروازے پر کچھ دن ٹھہرا رہے تو اسے گورنری جیسا عہدہ جس سے مسلمانوں کی زندگی اور موت، نیز محصولات اس کے تصرف میں آجاتے ہیں، اسے سونپ دیتے ہیں اور شاید اس شخص کی دینداری اور سلامت روی کا پورا اطمینان کئے بغیر۔

جس شخص کو آپ گورنر یا حاکم، عامل بنائیں اسے تاکید کر دیجئے کہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ سختی سے پیش نہ آئے، دائیں حقارت کی نظر سے دیکھے، نہ ان کے ساتھ بے نیازی اور بے پرواہی کا برتاؤ کرے بلکہ ان کے سامنے نرمی کا لباس پہن کر آئے، جس میں تقویٰ اور پرہیزگاری کا رنگ جھلکتا ہو مگر یہ سختی اور پرہیزگاری ظلم کی شکل اختیار نہ کرے اور نہ ماتحتوں کو ایسا کام کرنے پر مجبور کیا جائے جن کے لئے وہ ملازم نہیں رکھے گئے ہیں۔ حاکم اعلیٰ کو آپ یہ بھی تاکید کر دیجئے کہ وہ مکاروں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے اور بدکاروں کو قانون کے شکنجے میں کسے، ذمیوں کے ساتھ اس کا برتاؤ انصاف پر مبنی ہو اور مظلوم کا حق ظالم سے دلوائے، نیز مالگزاری کی تحصیل اس ضابطے کے مطابق ہو جو اسے حکومت کی طرف سے ملا ہے اور مال گزاری کا کوئی ناجائز طریقہ کاشت کاروں پر نہ آزمائے۔ اس بات کی تاکید کر دیجئے کہ کاشت کاروں اور زمینداروں سے اپنی مجلس میں جہاں تک بیٹھنے اور بات چیت کرنے کا تعلق ہے مساوی برتاؤ رکھے تاکہ انصاف کے سامنے رشتہ دار اجنبی، بڑے اور چھوٹے سب برابر ہوں۔

جس شخص کو آپ تحصیل لگان کا افسر اعلیٰ منتخب کریں اس کے ساتھ سپاہیوں کی ایک جماعت بھی رکھئے۔ یہ سپاہی رضاکار نہ ہوں، بلکہ سرکاری ملازم ہوں جنہوں نے آپ کی خیر خواہی کا حلف اٹھایا ہو اور آپ کی خیر خواہی یہ ہے کہ کسانوں کے ساتھ زیادتی نہ ہو۔ یہ حکم کر دیجئے کہ ان سپاہیوں کو ماہ بماہ باقاعدگی کے ساتھ خزانے سے تنخواہ ملتی رہے اور خراج یا لگان کی مد سے ایک پیسہ بھی انہیں نہ دیا جائے۔ جزیہ اور لگان گزار اگر کہیں کہ افسر اعلیٰ کی تنخواہ ہمارے ذمے رکھی جائے تو ان کی یہ بات نہ مانئے اور تنخواہ کا بار ان پر نہ ڈالئے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ گورنروں اور افسران محصولات کے ساتھ مقربوں کا ایک گروہ رہتا ہے اور یہ مقرب راست باز نہیں ہوتے جن سے یہ افسر سرکاری کاموں میں مدد لیتے ہیں۔ یہ لوگ سپرد کئے ہوئے کام ٹھیک ٹھیک انجام نہیں دیتے اور نہ ان لوگوں کے ساتھ انصاف سے پیش آتے ہیں جن کے ذمے سرکاری مالی معاملات ہوتے ہیں۔ ان کا رویہ یہ ہوتا ہے کہ لگان اور جزیہ کے نام سے جو چاہتے ہیں لے لیتے ہیں اور ذمیوں کے مال سے جو چاہتے ہیں ہضم کر لیتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اپنی معطلہ یا اشتہار کے حصول میں ظلم و ستم سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ افسر اور ان کے مقرب جب کسی گاؤں کا دورہ کرتے ہیں تو مقامی باشندوں (ذمیوں) سے کھانے پینے کی ایسی چیزیں طلب کرتے ہیں جو ان کی بساط سے باہر ہوتی ہیں اور قانوناً اُن پر عائد نہیں ہوتیں، یہ چیزیں کسی نہ کسی طرح انہیں فراہم کرنا پڑتی ہیں۔ اس طرح غریب گاؤں والوں کی پیٹھ ٹوٹ جاتی ہے، یہ بھی ہوتا ہے کہ افسر محصولات اپنے کسی مقرب کو کاشت کار کے پاس لگان وصول کرنے بھیج دیتا ہے اور کہتا ہے میری طرف سے تمہیں اتنی اتنی رقم وصول کرنے کی اجازت ہے اور یہ رقم جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے واجب الادا لگان سے زیادہ ہوتی ہے، یہ مقرب کاشتکار کے پاس جا کر کہتا ہے مجھے میرا محنتانہ دو جو افسر محصولات نے اتنا اتنا مقرر کر دیا ہے، اگر وہ نہیں دیتا تو یہ مقرب اسے مارتا ہے، اس کی گائے بکری لے جاتا ہے ان حرکتوں سے رعیت تباہ ہوتی ہے، سرکاری آمدنی کم ہو جاتی ہے اور گناہ الگ ہوتا ہے۔ اس بات کی بھی ہدایت کر دیجئے کہ غلہ کٹنے کے بعد اس کے خرمن ہونے میں تاخیر نہ کی جائے۔ خرمن کرنے کا انتظام ہوتے ہی غلہ صفائی کے لئے کھلیان میں پہنچا دیا جائے اور اس معاملہ میں ایک دن کی بھی تاخیر روا نہ رکھی جائے کیونکہ اگر غلہ جلد از جلد کھلیان میں محفوظ نہ کر لیا جائے گا تو اسے کاشت کار اور گزرنے والے کھیتوں سے لے جائیں گے نیز پرندے اور چوپائے اسے کھا جائیں گے، اور اس طرح لگان میں کمی واقع ہوگی، کھلیان میں پہنچتے ہی غلے کی صفائی شروع کر دی جائے۔ صفائی میں ایک ماہ، دو ماہ،

یا تین ماہ کی دیر نہ کی جائے، کیونکہ ایسا کرنے سے کسانوں اور سرکار دونوں کو نقصان ہوگا اور اگلی تخم ریزی کے کام میں بھی دیر ہو جائے گی۔ کھلیان میں پڑے غلے کی تقسیم اندازے سے نہ کی جائے، ایسا کرنے سے احتمال ہے کہ سرکاری افسر اندازے سے وصول کئے ہوئے حصے کو بعد میں کم بتائیں اور کمی کی تلافی چاہیں۔ ایسا کرنے سے لگان اور کاشت کار دونوں کا خسارہ ہے۔ لگان افسر کے لئے مناسب نہیں، نہ اُسے حق ہے کہ یہ کہہ کر کہ کسانوں نے کچھ غلہ ضائع کر دیا، مقررہ مقدار سے زیادہ ان سے وصول کرے۔ لگان افسر کو چاہیئے کہ جب غلہ کھلیان میں صاف ہو جائے تو بلا تاخیر سرکار اور کسانوں کے حصے تقسیم کر لے اور تقسیم کے وقت سرکار کا حصہ بڑے پیمانے سے اور کسانوں کا چھوٹے پیمانے سے نہ ناپے بلکہ دونوں کے حصے کی تقسیم ایک ہی پیمانے سے کرے، کسانوں کے ذمے نہ تو محصل لگان کی تنخواہ ہوگی، نہ پیمانے کی اُجرت، نہ محصل اور اس کے کارکنوں کی مہمان نوازی، نہ سرکاری غلے کی فُصلائی، نہ کسی وجہ سے غلہ کم ہونے کی صورت میں کسانوں سے ان کی تلافی کرائی جائے گی، اسی طرح لگان کے رجسٹروں اور کاغذ کا خرچ کسانوں کے ذمے نہیں ہوگا، نہ ناپنے والوں کی مزدوری، بھوسے کی قیمت بھی کسانوں کے ذمے نہیں ہوگی بلکہ بھوسا ناپ کر غلے کے حصے کے برابر سرکاری حصہ نکال لیا جائے گا، یہ سارا بھوسا بیچ کر اس کی قیمت سے سرکاری حصہ منہا کر لیا جائے گا۔ اسی طرح لگان کی رقم سے وہ روپیہ لینا بھی ناجائز ہے جو رسم و رواج کے نام سے لیا جاتا ہے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب کوئی کاشت کار لگان لینے آتا ہے تو سرکاری اہل کار لگان کا ایک حصہ "رواج و رسم" کے نام سے کم کر لیتے ہیں، جزیہ و لگان کی وصولی کے لئے ہرگز ہرگز کسی شخص کو پیٹا نہ جائے، نہ اُسے ایک پیر پر کھڑا ہونے کی سزا دی جائے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ سرکاری محصل کسانوں کو سزا کے طور پر طرح طرح سے کھڑا کرتے ہیں اور سخت مار مارتے ہیں، ان کی گردن سے بھری بوریاں لٹکا دیتے ہیں اور انھیں باندھ دیتے ہیں جس سے وہ نماز بھی ادا نہیں کر سکتے۔ خدا اور اسلام کی نظر میں یہ سارے کام بُرے اور نفرت انگیز ہیں۔ (۱۰۵)

امیر المومنین! میری رائے ہے کہ آپ راست باز لوگوں کی ایک جماعت جن کی راست بازی اور دینداری مسلم ہو گورنروں اور عاملوں کے کام اور سیرت کی تحقیق کے لئے حکومت کے گوشے گوشے میں بھیجیں اور یہ لوگ معلوم کریں کہ ان افسروں کی سیرت کیسی ہے، کسانوں کے فائدے یا نقصان کے لئے انہوں نے کیا کام کئے ہیں اور لگان کی وصولی میں ان ضابطوں کو محفوظ رکھا ہے اور کس حد تک

جو حکومت کی طرف سے مقرر کئے گئے ہیں، ان کی رپورٹ پر اگر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے کہ انہوں نے سرکاری لگان کا کچھ حصہ اڑا لیا ہے تو انہیں بُری طرح پکڑا جائے، دوسروں کی عبرت کے لئے دردناک سزا دی جائے اور جتنا کیا ہوا لگان ان سے وصول کیا جائے تاکہ سرکاری احکامات ضوابط اور پالیسی کی خلاف ورزی کی آئندہ انھیں جرأت نہ ہو، افسرانِ لگان کسانوں پر ظلم و ستم کریں گے تو کسان یہ سمجھیں گے کہ ایسا سرکاری فرمان کے تحت ہوا ہے۔ حالانکہ سرکاری فرمان نرمی اور مہربانی کا ہے، اگر آپ کے زر افسرِ لگان کو سخت سزا دیں گے تو دوسرے بدطینت افسر اُن سے عبرت پکڑیں گے اور غبن یا ظلم سے محترز رہیں گے، جب تحقیق سے آپ کو معلوم ہو جائے کہ کسی گورنر یا انسپکٹر نے کسانوں پر ظلم کیا ہے یا ان کے معاوضہ کو نقصان پہنچایا ہے یا لگان کا کوئی حصہ غبن کر لیا ہے یا ناجائز فوائد حاصل کئے ہیں یا ان کے طور طریق یا چال چلن خراب ہیں تو آپ پر حرام ہے کہ اُن کو ملازمت پر برقرار رکھیں یا کسانوں کا کوئی کام اُن کے سپرد کریں یا حکومت کا کوئی دوسرا عہدہ انھیں دیں، ایسے افسروں کو عبرتناک سزا دیجئے تاکہ انھیں دیکھ کر دوسرے عبرت پکڑیں اور غلط کاموں سے باز رہیں۔

امیر المومنین! مظلوم کی بددعا سے بچئے، یہ اثر لئے بغیر نہیں رہتی، مجھے معلوم ہوا ہے کہ مرکز سے دور واقع شہروں میں اور صوبوں میں آپ کے افسران اطلاعات پہنچانے میں بڑی گڑبڑ کرتے ہیں اور گورنروں کے نیز رعیت کے ضروری حالات لکھنے میں رعایت اور جانبداری سے کام لیتے ہیں، اکثر گورنروں سے مل جاتے ہیں اور رعایا کے ساتھ ان کی بدسلوکی کی خبریں چھپاتے ہیں، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اگر گورنر سے ناراض ہوتے ہیں تو اس کے بارے میں ایسی باتیں لکھ دیتے ہیں جو بے بنیاد ہوتی ہیں۔ یہ صورتِ حال آپ کی پوری توجہ کی محتاج ہے، آپ ہر شہر سے کچھ ثقہ اور منصف مزاج لوگ منتخب کرنے کا حکم دیجئے اور انھیں سرکاری اطلاعات کی افسری پر مقرر کیجئے، انھیں تنخواہ مرکزی خزانہ سے دی جائے اور تنخواہ معقول ہو، انھیں تاکید کر دیجئے کہ رعایا یا افسروں کی کوئی خبر آپ سے مخفی نہ رکھیں، نہ کوئی بات بڑھا چڑھا کر لکھیں، جو افسر اطلاعات اس حکم کی خلاف ورزی کرے اسے سزا دی جائے۔

امیر المومنین! مجھے آپ کی اس رائے سے اتفاق نہیں کہ جب کسی ناوارث، خلیفہ یا محسن خاندان والے کی جائداد قاضی کی نگرانی میں کی جائے تو اس قاضی کی تنخواہ جائداد سے دی جائے، میری رائے میں قاضی کی تنخواہ سرکاری خزانہ سے ملنا چاہیئے تاکہ قاضی مؤخوذہ جائداد پر ہاتھ صاف نہ کر سکے، خود کو عوام کا خادم سمجھے اور چھوٹے بڑے، غریب امیر سب کے حقوق کی حفاظت کرے، مأخوذہ جائداد سے تنخواہ لینے

کی اگر اُسے اجازت دیدی جائے تو اس بات کا قوی احتمال ہے کہ وہ اس سے ناجائز فوائد حاصل کرے اور تنخواہ کی آڑ میں جائداد کو خورد برد کر جائے، ہاں ان لوگوں کو جو براہِ راست جائداد کے منتظم مقرر ہوں اس کی پیداوار سے اتنی تنخواہ دی جا سکتی ہے جس سے ان کی محنت کا معاوضہ ادا ہو جائے اور جائداد کے وارثوں کو بھی نقصان نہ پہنچے، میرا خیال ہے کہ بہت سے قاضی جائداد کے معاملے میں امدھا دھند کام کرتے ہیں اور اُن میں سے اکثر کو اس کی پروا نہیں ہوتی کہ یتیم تلاش ہو جائے یا وارث تباہ ہو جائیں۔

امیر المومنین! قیدیوں کی خوراک کا اندازہ کرائیے اور اس کے مطابق ان کا مشاہرہ مقرر کرائیے، یہ مشاہرہ نقد کی شکل میں ہو، کیونکہ اگر آپ نے خوراک مقرر کی تو قید خانہ کے افسر، ملازم اور گارڈ آسے اُڑا جائیں گے، ایک راست باز افسر مقرر کیجئے جو اُن قیدیوں کے نام رجسٹر میں درج کرے، سپرنٹنڈنٹ ہونے پر سب قیدیوں کو جمع کرے اور اپنے ہاتھ سے ہر قیدی کو مشاہرہ دے، اگر قیدی رہا کر دیا جائے تو اس کا مشاہرہ سرکار کو لوٹا دے، اس طرح آپ قیدیوں کو بیڑیوں میں قید خانہ سے باہر جانے اور بھیک مانگنے سے بے نیاز کر دیجئے، یہ بڑی نامناسب بات ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت جس سے جرم سرزد ہوئے ہوں، بیڑیوں میں بھیک مانگنے باہر نکلے، میرا خیال ہے کہ غیر مسلم قومیں بھی قیدیوں کے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کرتیں، یہ قیدی بھوک سے بے تاب ہو کر باہر جاتے ہیں کبھی انھیں کھانا مل جاتا ہے اور کبھی نہیں ملتا، آپ اُن کی خبر گیری کیجئے اور میرے مشورے کے مطابق ان کا مشاہرہ مقرر کرا دیجئے، جو قیدی مر جاتے ہیں اور اس کا کوئی وارث یا رشتہ دار نہ ہو تو سرکاری خزانہ سے اس کی تجہیز و تکفین کی جائے، مجھے بڑے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ جب کوئی پردیسی مرجاتا ہے تو قید میں ایک یا دو دن پڑا رہتا ہے، تب حاکم سے اس کے دفنانے کی اجازت ملتی ہے اور دوسرے قیدی چندہ کر کے اس کی لاش اٹھوانے کا انتظام کرتے ہیں اور وہ بے چارہ بغیر غسل و کفن اور نماز کے دفن دیا جاتا ہے یہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے بڑے افسوس کی بات ہے۔

امیر المومنین! اگر آپ قوانین ٹھیک ٹھیک نافذ کرنے کا حکم دے دیں تو قیدیوں کی تعداد یقیناً کم ہو جائے گی، جرائم پیشہ لوگ ڈر جائیں گے اور بڑے ڈھنگ چھوڑ دیں گے، قیدیوں کے بڑھنے کا سبب یہ ہے کہ ان کے جرموں کی تحقیق نہیں کی جاتی اور بغیر چھان بین کئے انھیں قید میں ڈال دیا جاتا ہے، آپ اپنے تمام افسروں کو حکم دیجئے کہ قیدیوں کے جرم کی ہمیشہ تحقیق کیا کریں، ان میں سے جو معمولی سزا کے مستحق ہوں انھیں اُن کی سزا دے کر چھوڑ دیا جائے اور جس کے جرم کا صحیح علم نہ ہو سکے

اسے بھی کوئی سزا دی جائے، افسروں کو تاکید کر دیجئے کہ سزا دینے میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کریں اور ایسی سزا دیں جو جرم سے زیادہ ہو۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تہمت یا معمولی جرموں کی سزا میں ایک شخص کے دو سو تک کوڑے مارے جاتے ہیں، قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔

تمام ہوا امام ابو یوسف کی کتاب "الخراج" کے جائزے، کا نمونہ۔ اللہ تعالیٰ قاضی القضاۃ امام ابو یوسف کو اجر کامل دے کہ انہوں نے پوری طرح حق کا اظہار کیا ہے۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۲۔ کتاب الآثار۔ اس کتاب کی روایت یوسف نے اپنے والد ابو یوسف یعقوب سے اور انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ سے کی ہے اور امام ابوحنیفہ کسی تابعی سے، وہ کسی صحابی سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، یہ کتاب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسند ہے۔ اس مبارک کتاب سے فقہائے عراق کے اُن قوانین کا پتہ چلتا ہے جن کو حضرت امام نے اختیار کیا ہے۔

یہ عاجز ابوالحسن زید فاروقی ایک روایت اس مبارک مسند سے نقل کرتا ہے تاکہ لفظات تنقیح سے عاجز کا اور قاری کا دل و دماغ سرشار رہے۔ (ملاحظہ فرمائیں روایت ۱۰ کو)

یوسف عن ابیہ عن ابی حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم انہ قال، اربع لیس فیھن الا اسم اللہ فی قلبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، وسبحانک اللھم وبحمدک، والتعوذ والتعیین۔ وقال ابوحنیفۃ بلغنی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان افتتح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اعرابیۃ۔

ابراہیم نے کہا، ان چاروں کو امام اپنے دل میں آہستہ سے کہے۔ (۱) بسم اللہ (۲) سبحانک اللھم (۳) اعوذ (۴) اور آمین۔ ابوحنیفہ نے کہا، ابن مسعود کی یہ بات مجھ کو پہنچی ہے کہ بلند آواز سے بسم اللہ کا پڑھنا دیہاتیت ہے۔

۳۔ کتاب اختلاف ابی حنیفۃ و ابن ابی لیلیٰ۔ اس کتاب میں امام ابو یوسف نے ان مسائل کا ذکر کیا ہے جن میں آپ کے دونوں اساتذہ کا اختلاف رہا ہے، آپ نے زیادہ تر حضرت ابوحنیفہ کے مسلک کی تائید کی ہے اور بعض جگہ قاضی ابن ابی لیلیٰ کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔ جیسے کتاب القضاء میں لکھا ہے۔ اگر قاضی نے اپنے دیوان میں مقدمہ لکھا ہے اور شاہدوں کا بیان کیا ہے اور پھر کچھ زمانہ گزرا اور قاضی کے ذہن سے مقدمہ اُتر گیا، کیا وہ دیوان میں لکھے ہوئے فیصلہ کی رُو سے پھر فیصلہ کر سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ وہ دیوان کی رُو سے فیصلہ کر سکتا ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ وہ دیوان کی رُو سے فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اس سلسلہ میں ابو یوسف

کہتے ہیں: "حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی یُجَوِّزُ ذٰلِکَ وَبِہٖ نَاْخُذُ۔ ابن ابی لیلیٰ اس کو جائز قرار دیتے تھے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

یہ کتاب مستند ہے۔ مختصر الاحکام میں یہ کتاب ہے۔

۴۔ کتاب الرد علی سیر الاوزاعی۔ اس کتاب میں حرب (فرانی) کے مسائل میں اوزاعی سے ابوحنیفہ کے اختلاف کا بیان کیا گیا ہے۔ آپ نے ابوحنیفہ کے مسلک کی تائید کی ہے بطور مثال عبد (غلام) کے امان دینے کا مسئلہ ہے۔ امام اوزاعی کہتے ہیں کہ عبد کا امان دینا جائز ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں عبد کا امان دینا اس وقت جائز ہے جب وہ جہاد کر رہا ہو۔ ابو یوسف فرماتے ہیں:

امان کا دینا عبد کا کام نہیں وہ اپنے نفس کا بھی مالک نہیں ہے، وہ بلا اجازت کچھ خرید سکتا ہے اور نہ شادی کر سکتا ہے تو اب اس کا امان تمام مسلمانوں کے لئے کیسے ثابت ہوگا، اور اگر عبد کافر ہے اور اس کا مالک مسلم کیا اس کے امان کو تسلیم کیا جائے گا۔ اگر وہ اہل حرب کا غلام ہے اور دار اسلام میں امان سے آیا ہے اور پھر مسلمان ہو گیا ہے اور وہ اہل حرب کو امان دے کیا یہ جائز ہے اور اگر عبد مسلمان ہے اور اس کا مالک ذمی ہے اور وہ اہل حرب کو امان دے کیا وہ درست ہوگا۔

ابوحنیفہ نے کہا ہے اگر کسی کے پاس دو گھوڑے ہیں اس کو ایک گھوڑے کا حصہ ملے گا۔ اوزاعی کہتے ہیں اس کو دو گھوڑوں کا حصہ ملے گا اور دو سے زائد گھوڑوں کا حصہ نہیں ہے گا۔ اہل علم کا یہی مسلک ہے اور ہمارا اسی پر عمل ہے۔

ابو یوسف کہتے ہیں یہ بات ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے نہیں پہنچی ہے کہ دو گھوڑوں کو حصہ دیا گیا ہو، البتہ اس سلسلہ میں ایک حدیث وارد ہے اور ہمارے نزدیک وہ حدیث شاذ اور وہ ناقابل عمل ہے۔ اور ہمارا (اوزاعی کا) یہ کہنا کہ ائمہ کا اس پر عمل رہا ہے اور یہ اہل علم کا مسلک ہے۔ اہل حجاز کے قول کی طرح ہے کہ یہی سنت طریقہ رہا ہے۔ اور ایسا قول مقبول نہیں، جاہلوں سے ایسی بات نہیں لی جا سکتی، تاوقتیکہ امام کون ہے جس نے اس پر عمل کیا ہے اور وہ عالم کون ہے جس نے اس قول کو لیا ہے تاکہ ہم اس پر نظر ڈالیں کہ آیا وہ اس قابل ہے کہ اس کی بات لی جائے اور کیا علم میں وہ محفوظ اور ثقہ ہے۔ وہ دو گھوڑوں کے لئے کس طرح تجویز کرتا ہے اور تین گھوڑوں کے لئے تسلیم نہیں کرتا، یہ کس بنا پر ہے اور وہ کس طرح اس گھوڑے کے واسطے حصہ تجویز کرتا ہے جو گھر میں بندھا ہوا ہے اور اس پر جہاد نہیں کیا گیا ہے بلکہ جہاد کسی دوسرے

گھوڑے پر کیا گیا ہے، جو کچھ ہم نے کہا ہے اس کو سمجھو اور جو کچھ اوزاعی نے کہا ہے اس میں تدبر کرو۔

ہم نے مختصر طور پر ابو یوسف کا کلام ذکر کر دیا تاکہ ان کی تعبیر کا جمال اور اس کی وضاحت اور جزالت اور ان کے قیاس کی باریکی اور ان کے فکر کی متانت تم پر ظاہر ہو، اگر ابو حنیفہ کی فقہ کی سب کتابیں اس طرح واضح اور ظاہر ہوتیں، امام ابو حنیفہ کی شخصیت کامل نظر آتی۔

امام محمد بن الحسن شیبانی۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور شیبانی کی نسبت ولاء سے ہے۔ آپ کی ولادت ۱۳۲ھ میں اور وفات ۱۸۹ھ میں ہوئی۔ عمر ستاون سال پائی۔

امام ابو حنیفہ کی وفات کے بعد فقہ ابو یوسف سے اور احادیث ثوری اوزاعی اور مالک سے حاصل کیں، ہارون رشید کے دور میں قاضی ہوئے۔ لغت اور ادب میں خوب سمجھ تھی آپ کی زبان شیریں اور بیان عمدہ تھا، اگرچہ بادشاہ سے آپ کا اتصال تھا لیکن اپنی کرامت کا خیال رکھتے تھے، لباس شائستہ اور منظر جمیل تھا۔ امام شافعی نے کہا ہے: "كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ يَبْلُغُ الْعَيْنَ وَالْقَلْبَ" محمد بن الحسن آنکھوں میں اور دل میں بس جاتے تھے۔ اور یہ بھی کہا ہے: "كَانَ أَفْصَحَ النَّاسِ إِذَا تَكَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيَّ سَامِعِهِ أَنَّ الْقُرْآنَ نَزَلَ بِلُغَتِهِ" آپ لوگوں میں خوب فصیح تھے جب آپ بات کرتے تھے سننے والا سمجھتا تھا کہ قرآن مجید انہی کی بولی میں نازل ہوا ہے۔

خطیب کا بیان ہے کہ ہارون رشید کی آمد ہوئی، آئے ہوئے لوگ کھڑے ہو گئے۔ لیکن امام محمد کھڑے نہیں ہوئے۔ پھر داخلہ کی اجازت ہوئی اور محمد بن الحسن کی آواز پڑی۔ اس آواز سے محمد بن الحسن کے رفقاء پریشان ہوئے۔ اور جب امام محمد باہر آئے۔ آپ سے کیفیت دریافت کی گئی۔ آپ نے فرمایا۔ بادشاہ نے کہا۔ کیا بات تھی جو تم کھڑے نہ ہوئے۔ آپ نے کہا۔ آپ نے (اے شاہ) مجھ کو اہل علم کی صف میں کیا ہے لہٰذا میں نے حمام کی صف سے اپنے کو الگ رکھا ہے۔

محمد بن حسن میں ایسی خوبیاں اور کمالات جمع ہوئیں جو آپ کے استاد ابو یوسف کے سوا امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں کسی دوسرے میں جمع نہیں ہوئیں۔ قاضی بن جانے سے آپ کے علم میں جلاء آئی۔ آپ نے حجازی فقہ پوری طرح سے امام مالک سے اور شامی فقہ اوزاعی سے حاصل کی، آپ کو تفریعات میں اور حساب میں اچھی دسترس تھی، علم کے بیان پر قادر تھے اور پھر قضا کی ممارست سے گویا کہ دراست کا دوسرا باب سر کر لیا، اور آپ کا میلان تدوین اور تصنیف کی طرف ہوا۔ آپ نے عراقیین کی فقہ کو ضبط کر کے اخلاف کو پہنچایا اور آپ نے امام مالک کی موطا

مدوّن کیا، اور آپ کی روایت موطا کی اجود الروایات ہے۔

آپ نے فقہ حنفی کو جمع کیا ہے۔ علامہ ابن نجیم نے بحر الرائق کے "باب التشہد" میں لکھا ہے: كُلُّ تَالِيفِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ مَوْصُوفٌ بِالصِّغَرِ فَهُوَ بِاتِّفَاقِ الشَّيْخَيْنِ (الصَّاحِبَيْنِ) أَبِي يُوسُفَ وَهُمَا بِخِلَافِ الْكَبِيرِ فَإِنَّهُ لَمْ يَعْرِضْ عَلَى أَبِي يُوسُفَ: محمد بن الحسن کی ہر وہ تالیف جو "الصغیر" سے موصوف ہے اس پر ابو یوسف اور محمد کا اتفاق ہے اور جو تالیف الکبیر سے موصوف ہے وہ ابو یوسف پر پیش نہیں کی گئی ہے۔

اور محقق علامہ ابن امیر الحاج الحلبی نے شرح منیہ کے باب التشہیع میں لکھا ہے: وَقَدْ عَدَّ أَكْثَرُ الْكُتُبِ كُتُبَ أَبِي يُوسُفَ إِلَّا مَا كَانَ اسْمُ الْكَبِيرِ وَاقِعًا فِي تَصْنِيفِ مُحَمَّدٍ كَالْمُضَارَبَةِ الْكَبِيرِ وَالْمُزَارَعَةِ الْكَبِيرِ وَالْجَامِعِ الْكَبِيرِ وَالسِّيَرِ الْكَبِيرِ۔ محمد بن الحسن نے اکثر کتابیں ابو یوسف کو سنائی ہیں لیکن جن کتابوں کے نام کے ساتھ لفظ الکبیر لگا ہوا ہے وہ محمد ہی کی تصنیف ہیں جیسے المضاربۃ الکبیر، المزارعۃ الکبیر، الجامع الکبیر، السیر الکبیر۔

امام محمد کی تصنیفات باعتبار سند کے دو درجہ پر ہیں، ایک ظاہر الروایہ یعنی جن کی نسبت اور سند واضح ہے اور دوسری غیر ظاہر الروایہ یعنی جن کی نسبت پوری طرح ثابت اور واضح نہیں ہے۔

ظاہر الروایہ چھ کتابیں ہیں۔ ۱ المبسوط جس کو الاصل بھی کہتے ہیں ۲ الزیادات ۳ الجامع الصغیر ۴ الجامع الکبیر ۵ السیر الصغیر ۶ السیر الکبیر ان چھ کتابوں کو اصول کہتے ہیں۔

استاذ محمد ابو زہرہ نے لکھا ہے کہ ان سے ملحق ۱ کتاب الآثار اور ۲ الرد علی اہل المدینہ ہے۔ کتاب الرد علی اہل المدینہ کے متعلق لکھا ہے کہ اس کتاب کو شافعی نے اپنی کتاب الام میں نقل کیا ہے اور اس پر تعلیق کی ہے۔

غیر ظاہر الروایہ پانچ کتابیں ہیں۔ ۱ الکیسانیات ۲ الجرجانیات ۳ الرقیات ۴ الہارونیات ۵ زیادۃ الزیادات۔

حنفی فقہ کا مدار ظاہر الروایہ پر ہے۔ چوتھی صدی کے اوائل میں ابو الفضل محمد بن محمد بن احمد المروزی المشہور بالحاکم الشہید نے ان چھ کتابوں کو ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے انہوں نے مکررات کو حذف کر دیا ہے اور اس کتاب کا نام "الکافی" رکھا ہے۔ شمس الائمہ سرخسی نے الکافی کی شرح لکھی ہے جس کا نام المبسوط ہے، مبسوط کی منزلت کا اظہار علامہ طرسوسی نے ان الفاظ سے

کیا ہے "مبسوط السرخسی لا یعمل بما یخالفہ ولا یترکون الا لمثلہ ولا یعدلون الا علیہ" یعنی سرخسی کی مبسوط اپنے مخالف کا کچھ نہیں کرتی کیونکہ اس کا جھکاؤ مبسوط ہی کی طرف اور اعتماد اسی پر ہوتا ہے۔

کتاب الآثار کی روایت محمد بن حسن شیبانی نے بھی امام ابوحنیفہ سے کی ہے اور ابن حجر عسقلانی نے اس کے رواۃ کی تخریج کی ہے اور اس کا نام الایثار رکھا ہے۔ یہ کتاب بھی چھپ گئی ہے۔ حضرت امام کی اس اصح الکتب "المؤلفۃ لابی حنیفۃ" سے چار روایتیں یہ عاجز لکھ رہا ہے۔

۱۔ قال محمد اخبرنا ابوحنیفۃ عن حمادؒ قال سألت ابراھیم عن الصف الاول، ایہ فضل علی الصف الثانی؟ قال انما کان یقال لا تقم فی الصف یعنی الاولی حتی یتکامل الصف الاول۔ قال محمد وبہ ناخذ، لا ینبغی اذا تکامل الاول ان یزاحم علیہ فانہ یؤدی والقیام فی الصف الثانی خیر من الاذی۔ محمدؒ نے کہا ہم کو خبر دی ابوحنیفہ نے کہ حماد نے کہا میں نے ابراہیم سے پہلی صف کے متعلق سوال کیا، کیا پہلی صف کی فضیلت ہے دوسری صف پر؟ ابراہیم نے کہا، یہ بات کہی جاتی تھی کہ دوسری صف میں نہ کھڑے ہو جب تک پہلی صف پوری نہ ہو جائے۔ محمد کہتے ہیں۔ اسی کو ہم لیتے ہیں۔ یہ نہیں چاہئے کہ پہلی صف پوری ہونے پر مزاحمت کی جائے کیونکہ یہ دوسرے کو ایذا پہنچاتی ہے، دوسری صف میں کھڑا ہونا ایذا رسانی سے بہتر ہے۔

۲۔ قال محمد اخبرنا ابوحنیفۃ عن حمادؒ قال سألت ابراھیم عن الصلاۃ قبل المغرب فنھانی عنھا وقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکرؓ وعمرؓ رضی اللہ عنہما لم یصلوھا۔ قال محمد وبہ ناخذ۔ اذا غابت الشمس فلا صلاۃ علی جنازۃ ولا غیرھا قبل صلاۃ المغرب وھو قول ابی حنیفۃؒ، کہا محمد نے، خبر دی ہم کو ابوحنیفہ نے کہ حماد نے کہا میں نے ابراہیم سے مغرب کی نماز سے پہلے نماز پڑھنے کے متعلق روایت کیا۔ انہوں نے اس سے مجھ کو منع کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے نہیں پڑھی ہے۔ محمد کہتے ہیں اسی کو ہم لیتے ہیں غروب آفتاب کے بعد فرض نماز سے پہلے کوئی نماز نہیں ہے، نہ جنازہ کی نماز اور نہ کوئی دوسری نماز۔ اور یہی ابوحنیفہ کا قول ہے۔

۳۔ قال محمد اخبرنا ابوحنیفۃ قال حدثنا عبد الملک بن عمیر عن ابی عاذبۃ ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان یضرب الناس علی الصلاۃ بعد العصر قال محمد وبہ

ناخذ لا نری ان یصلی بعد العصر تطوعا علی حال وھو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ۔ کہا محمد نے کہ ہم کو خبر دی ابوحنیفہ نے کہ ہم سے حدیث بیان کی عبدالملک بن عمیر نے اور وہ ابوعاذبہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب عصر کی نماز کے بعد جس کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے، مارتے تھے، محمد کہتے ہیں اسی کو ہم نے لیا ہے اور ہم عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے کو کسی حال میں بھی جائز نہیں سمجھتے اور یہی ابوحنیفہ کا قول ہے۔

۴۔ قال محمد اخبرنا ابوحنیفۃ عن حمادؒ عن ابراھیم ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ صلی باصحابہ المغرب فلم یقرأ فی شیء منھا۔ فلما انصرف قال لہ اصحابہ ما منعک ان تقرأ یا امیر المؤمنین قال اوما فعلت؟ انی جھزت جیشا الی الشام فلم ار ان ارحلھا منقلۃ منقلۃ حتی وردت الشام، فاعاد واعاد اصحابہ قال محمد وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ

محمد نے کہا ہم کو ابوحنیفہ نے خبر دی کہ حماد نے ابراہیم سے سنا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کو مغرب کی نماز پڑھائی۔ انہوں نے نماز میں کچھ بھی نہیں پڑھا اور سلام پھیر دیا۔ آپ کے اصحاب نے آپ سے کہا آپ کو نماز میں قراءت کرنے سے کس بات نے روکا؟ آپ نے فرمایا کیا میں نے قراءت نہیں کی؟ آج دن کے آخری حصہ میں ایک قافلہ میں نے ملک شام کو روانہ کیا ہے میں اس قافلہ کو منزل بہ منزل لے جانا نہیں چاہتا ہوں تک کہ وہ شام تک پہنچ گیا پھر آپ نے اور آپ کے اصحاب نے نماز کا اعادہ کیا۔ محمد نے کہا اسی کو ہم لیتے ہیں اور یہی ابوحنیفہ کا قول ہے۔

یہ عاجز ابوالحسن زید فاروقی کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ثابت السند نہایت صحیح واقعہ کچھ وضاحت اور تشریح چاہتا ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل البشر حضرت ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر آپ کا مرتبہ ہے اور یہ مراتب ولایت کے اعلیٰ ترین مراتب ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ نے ولایت کے اعلیٰ مرتبہ کا نام قیوم رکھا ہے آپ فرماتے ہیں یہ فرد اکمل اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب اور خلافت تمام عالم کا، کیا عالم علوی اور کیا عالم سفلی کا قیوم ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز کی نیت باندھی اور آپ پر انکشاف کا دروازہ کھلا اور عالم مثال کے منازل ظاہر ہوئے اور آپ نے ان منازل سے مجاہدین کے قافلہ کو ملک شام پہنچایا، یہی وجہ تھی آپ کی قراءت تھی، جو کہ نماز میں قراءت کا پڑھنا فرض ہے

جو کہ حکم قطعی ہے۔ اور کشف امر ظنی ہے اس لئے نماز کا اعادہ فرض ہوا۔ وَقَدْ اَفَادَ اللّٰہُ بِہٖ وَذَکَرَہٗ فِیْہِ مَلَاحٍ وَلِلّٰہِ دَرُّہٗ وَدَرُّ مَنْ اَوْ آخَرَ بِنَا۔

بقیہ خلاصہ کلام محمد ابوزہرہ۔

امام زفر بن ھُذَیل۔ آپ کے والد عربی اور والدہ فارسیہ تھیں آپ ابو یوسف سے اقدم تھے حضرت امام کی شاگردی میں اور آپ کی وفات ۱۵۸ھ میں ہوئی۔ آپ کو قیاس کرنے کا بڑا ملکہ تھا۔

امام حسن بن زیاد لؤلؤی کوفی۔ آپ کی وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی۔ آپ حضرت امام کے شاگرد اور اُن کے اصحاب میں سے تھے اور احادیث کی روایت سے آپ کی شہرت ہوئی اور ساتھ ہی آراء ابی حنیفہ کی روایت سے بھی ہوئی لیکن محدثین میں سے اکثر ان کی روایت کو رد کرتے تھے۔ احمد بن عبدالحمید غازی کہتے ہیں۔ میں نے حسن بن زیاد سے بہتر اخلاق والا نہیں دیکھا لیکن لوگوں نے ان کے متعلق کہا ہے وہ حدیث میں کچھ نہیں ہیں اور فقہا بھی ان کی روایت فقہ کو کتب ظاہر الروایہ کے درجے کو نہیں پہنچاتے۔

ان سے محمد بن سماعہ، محمد بن شجاع ثلجی، علی رازی، عمر بن مہیر والد خصاف نے فقہ حاصل کی۔ آپ کی فقہ کی تعریف بہت سے علماء نے کی ہے۔ یحییٰ بن آدم نے یہاں تک کہہ دیا ہے۔ میں نے حسن بن زیاد سے اچھا فقیہ نہیں دیکھا ہے۔ وہ ۱۹۴ھ میں کوفہ کے قاضی بنے لیکن فقہ عیسیٰ عربی ان کے قضا میں دخل چنانچہ انہوں نے استعفیٰ دے دیا اور راحت میں ہو گئے۔

ابن ندیم نے فہرس میں لکھا ہے طحاوی نے کہا ہے کہ کتاب المجرد کی روایت انہوں نے ابوحنیفہ سے کی ہے اور کتاب ادب القاضی، کتاب الخصال، کتاب معانی الایمان کتاب الشفعۃ، کتاب الخراج، کتاب الفرائض، کتاب الوصایا ان کی تالیفات ہیں۔ کتاب الفوائد البہیہ میں کتاب الآمالی کا ذکر ہے۔

اب میں حضرت امام کے اصحاب کے بعض شاگردوں کا یا ان کے شاگردوں کا ذکر کرتا ہوں جنہوں نے حنفی فقہ کی تدوین کی ہے اور اس کو اطراف تک پہنچایا ہے۔

عیسیٰ بن آبان امام محمد کے شاگرد ہیں۔ وہ بصرہ کے قاضی تھے۔ ابتدائے احوال میں امام محمد کی مجلس سے الگ رہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ محمد بن سماعہ ان کو امام محمد کے پاس لے گئے اور ان کی بات امام محمد سے کہی۔ امام محمد نے

عیسیٰ بن ابان سے کہا، تم نے ہم کو حدیث کی مخالفت کرتا ہوا کن مسائل میں پایا ہے۔ عیسیٰ بن ابان نے پچیس ابواب کی حدیثیں ذکر کیں۔ امام محمد ہر حدیث کا جواب دیتے رہے اور شواہد پیش کرتے رہے اس کیفیت کو دیکھ کر عیسیٰ بن ابان امام محمد کے گرویدہ ہوئے اور ان کے حلقہ سے وابستہ ہوئے۔

ابن ندیم نے لکھا ہے کہ کتب الحج، کتاب خبر الواحد، کتاب الجامع، کتاب اثبات القیاس، کتاب اجتہاد الرای ان کی تالیفات ہیں۔ ۲۲۰ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

محمد بن سماعہ امام محمد کے شاگرد ہیں۔ کتاب ادب القاضی، کتاب المحاضر والسجلات، کتاب النوادر ان کی تالیفات ہیں۔ ۲۳۳ھ میں وفات ہوئی رحمہ اللہ۔

ہلال بن یحییٰ الرائی البصری نے یوسف بن خالد سے پڑھا جو کہ حضرت امام کے شاگرد تھے۔ حضرت امام نے ان کو وصیت کی جو سراسر حکمتوں سے مالا مال ہے۔ ہلال نے فقہ عراقی کی کتب الوقف نقل کی ہے اور تفسیر الشروط اور کتاب الحدود بھی لکھی ہے۔ ۲۴۵ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ۔

احمد بن عمر بن مہیر الخصاف نے امام ابوحنیفہ کی فقہ اپنے والد سے، انہوں نے حسن بن زیاد سے حاصل کی وہ فرائض اور حساب میں ماہر تھے اور امام ابوحنیفہ کے مذہب سے واقف تھے۔ شمس الائمہ الحلوانی کا قول ہے "اَلْخَصَّافُ رَجُلٌ کَبِیْرٌ فِی الْعُلُوْمِ وَھُوَ مِمَّنْ یَصِحُّ الْاِقْتِدَاءُ بِہٖ" علوم میں خصاف کی بڑی شان ہے اور وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی اقتدا کرنی صحیح ہے۔ وہ احکام الاوقاف اور تفریع میں مصدر ثانی (دوسرے امام) ہیں، ان کی بارہ تیرہ کتابیں ہیں اور ان کی وفات ۲۶۱ھ میں ہوئی ہے۔ رحمہ اللہ

احمد بن محمد بن سلامہ ابوجعفر الطحاوی شافعی المسلک تھے۔ امام شافعی کے جلیل القدر شاگرد اسماعیل بن یحییٰ المزنی کے بھانجے تھے اور مصر میں اپنے ماموں سے پڑھتے تھے۔ الفوائد البہیہ میں لکھا ہے کہ طحاوی اکثر حنفی فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ ان کے ماموں نے یہ کیفیت دیکھ کر ان سے کہا "فَاللّٰہِ لَا یُفْلِحُ وَلَدُ اَخْتِیْ" بخدا تم کچھ بھی ذکر نہ کر سکو گے۔ وہ مصر سے شام آئے۔ اور وہاں ابوعاصم عبدالحمید قاضی القضاۃ شام سے علم پڑھا۔ ابوعاصم عیسیٰ بن ابان کے شاگرد تھے اور وہ امام محمد کے، انہوں نے امام مزنی سے شافعی فقہ اور قاضی القضاۃ سے حنفی فقہ پڑھی اور کہتے روزگار ہوئے۔ انہوں نے جب کتاب معانی الآثار لکھی تو کہا اللہ میرے ماموں پر رحمت فرمائے اگر وہ یہ کتاب دیکھتے یقیناً اپنی قسم کا کفارہ دیتے۔

امام طحاوی کی جلالتِ قدر کے سب معترف ہیں۔ کتاب احکام القرآن، معانی الآثار، شرح جامع صغیر، شرح جامع کبیر، کتاب الشروط الکبیر، کتاب الشروط الصغیر، کتاب الشروط الاوسط، المحاضر والسجلات، الوصایا، الفرائض، حکم اراضی مکۃ، قسم الفیٔ والغنائم اور دوسری کتابیں آپ کی تصنیفات ہیں۔ ۳۲۱ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ۔

یہ کتابیں فقہ حنفی کے ینابیع (سرچشمے) ہیں اور یہ اکابر اس کے ناقل ہیں۔ اللہ کی رحمتیں ان حضرات پر ہوں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فضل اور رحمت کو اطراف واکناف عالم میں پھیلایا۔

حضرت امام کی فقہ کا مرتبہ

بعض افراد نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا مسلک محض اتباع کا تھا، جو کچھ حضرت امام نخعی نے کہا ہے آپ نے خوب وجہ سے اس کا اتباع کیا ہے، کوئی نئی بات نہیں نکالی ہے اور استدلال میں کتاب الآثار کو پیش کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ حضرت حماد سے وہ حضرت ابراہیم سے روایت کرتے ہیں اور حضرت امام سے روایت کرنے والے امام محمد کہتے ہیں وھو قول ابی حنیفہ۔

حضرت امام ابوحنیفہ کوئی جدید فقہی تفکیر نہیں پیش کرتے اور وہ امام ابراہیم اور اہل کوفہ کی آراء سے باہر نہیں نکلتے۔

اس قول کے کہنے والوں کی بات اس وقت درست ہوتی جب ہم کتاب الآثار میں ساری روایتیں از حضرت حماد از حضرت ابراہیم ہی کی پاتے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت امام دوسرے ائمہ سے آزادی کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور اسی کو اپنا مسلک قرار دیتے ہیں اور یہی کیفیت ہم امام ابویوسف کی روایت کردہ کتاب الآثار میں دیکھتے ہیں۔ استاذ محمد ابوزہرہ نے ایک روایت مثال کے طور پر لکھی ہے۔ عاجز اس کو لکھتا ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے عرفات میں وقوف کرلیا اور بیت اللہ کے طواف سے پہلے وہ اپنی اہلیہ سے ہمبستر ہوگیا۔ اس سلسلہ میں ابویوسف از امام ابوحنیفہ از عطاء از ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک بدنہ (اونٹ) ذبح کرے اور حج کو پورا کرے۔ اس کا حج ہوگیا۔ اور اس کے بعد امام ابوحنیفہ کی روایت از حماد از ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک شاۃ (بکری) ذبح کرے اور بیت اللہ کا طواف کرے اور دوسرے سال پھر حج کرے۔

امام محمد نے اپنی روایت کردہ کتاب الآثار میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ نے ابن عباس کے قول کو لیا

کہ وہ شخص بدنہ ذبح کرے اور حج کے ارکان کو پورا کرے اس کا حج ہوگیا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَلَسْنَا نَاخُذُ بِهٰذَا الْقَوْلِ (قَوْلِ اِبْرَاهِيْمَ) وَالْقَوْلُ مَا قَالَ فِيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ محمد نے کہا ہے کہ ہم (ابراہیم کے) اس قول کو نہیں لیتے۔ بات وہی ہے جو ابن عباس نے کہی ہے۔

امام الائمہ حضرت ابوحنیفہ نے فقہ عراقی کو خوب صاف کیا اور حضرات ائمہ کے افکار وآثار سے اس کو مرتب کیا، فکری لحاظ سے آپ امام ابراہیم سے مستحد نظر آتے ہیں لیکن رائے میں پوری طرح آزاد ہیں لہٰذا تقلید اور اتخاذ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت ابوحنیفہ نے صاف طور پر اعلان کیا ہے کہ ہم اوّلاً قرآن مجید سے حکم لیتے ہیں، پھر حدیث سے لیتے ہیں، پھر حضرات صحابہ کے اقوال وافعال سے اور پھر ہم کسی کے تابع نہیں جس طرح ائمہ تابعین نے قیاس کیا ہے ہم بھی قیاس کرتے ہیں۔ اتخاذ فکری الگ شے ہے اور اتخاذ آراء الگ شے ہے۔ جس نے فکر اور رائے کے فرق پر نظر نہ ڈالی اس نے حضرت امام الائمہ کو حضرت امام ابراہیم فقیہ العراق کا مقلد سمجھ لیا۔ حضرت امام کے حسب حال یہ شعر ہے۔

وَاِنِّيْ وَاِنْ كُنْتُ الْاَخِيْرَ زَمَانُهٗ ۔۔۔ لَاٰتٍ بِمَا لَمْ تَسْتَطِعْهُ الْاَوَائِلُ

اگرچہ زمانے کے اعتبار سے میں آخر میں ہوں لیکن اپنے فکر وخیال کے اعتبار سے پہلوں سے بڑھا ہوا ہوں۔

یہ ہے عنقودِ ثریا سے متعلق ایرانیہ حاصل کرنے والے کی شان۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ اللہ جس کو چاہے اپنی رحمتوں سے نوازے۔

علامہ سراج الدین ابوحفص عمر الغزنوی

نے لکھا ہے[1] قَدْ انْتَظَمَتْ تَرْجَمَةُ الْكِتَابِ وَلَخَّصْتُهُمْ بِذِكْرِ الْقُضَاةِ وَالْعُدُوْلِ وَالْاَحْيَاءِ وَالْاَمْوَاتِ مُفْتَقِرًا وَنَذْهَبُ اِلٰى تَقْلِيْدِ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ وَالْمُجْتَهِدِ الْمُقَدَّمِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ عَامَّةِ اَحْوَالِهِمْ۔ یہ کتاب اپنے مدعا میں انتہا کو پہنچی اور ہم اس کا خاتمہ اس بیان پر کرتے ہیں کہ تمام قضات اور تمام عادل افراد زندہ ہوں یا مردہ، اپنے احوال عامہ میں حضرت امام اعظم مجتہد

[1] آپ کی تلخیص کتاب کا نام "الغرّۃ" یا۔ الغرّۃ المنیفۃ فی تحقیق بعض مسائل الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ ہے، اس کی طباعت "الغرّۃ" کے نام سے ہوئی ہے۔ جناب مؤلف کی ولادت ۷۷۳ھ میں اور وفات ۸۳۱ھ میں ہوئی۔ ابن حجر عسقلانی نے درر کامنہ میں اور مولانا عبدالحی اور خاکی قادری اور جلال الدین سیوطی نے آپ کا ذکر کیا ہے۔

مقدم کی تقلید کے محتاج ہیں۔

امام شافعی کے مذہب میں کوئی قاضی ہو یا کوئی گواہ ہو، اس پر لازم ہے کہ وہ فاسق نہ ہو اور جس وقت بھی اس نے جھوٹ، بولا یا فسق کا کوئی کام کیا، وہ قاضی اپنے عہدہ سے برطرف ہو جائے گا اور گواہ کی جو کہ عادل ہوتا ہے عدالت ختم ہو جائے گی۔ وہ قاضی اور گواہ ظاہراً اور باطناً عادل ہوں، امام اعظم ظاہری عدالت پر اکتفا کرتے ہیں، باطنی عدالت کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتے ہیں لہٰذا قاضی کا حکم نافذ رہے گا اور گواہ کی گواہی مقبول ہوگی اور لوگوں کے معاملات فاسد نہ ہوں گے۔

اور اموات کی محتاجی کی یہ صورت ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک ایصالِ ثواب جائز ہے اور اموات کو عزیزوں اور دوستوں کا ارسال کردہ ثواب پہنچتا ہے۔

مصنف کتاب علامہ غزنوی نے اس کے بعد دس مسئلے بیان کئے ہیں جو صرف دو مسئلوں کا بیان کرتا ہے۔

۱۔ امام شافعی کے مذہب میں نماز کی نیت کرتے وقت زبان کے ساتھ زور سے کہنا بھی شرط ہے، اگر دل سے نہیں کہا ہے نماز نہ ہوئی اور یہ مقام حضرت [illegible] افراد چاہتا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہما۔

۲۔ مٹی کے برتن اگر گوبر اور نجاستوں اور نجاست کی آگ سے پکائے جائیں، اُن کا استعمال امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں، حالانکہ سب اس کو استعمال کرتے ہیں۔

امام شافعی نے ٹھیک کہا ہے "سب لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے محتاج ہیں" اور علمائے اعلام نے درست کہا ہے "جو شخص اپنے اور اللہ کے بیچ میں ابوحنیفہ کو رکھے گا اس نے کوتاہی نہیں کی ہے۔ یقیناً ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ کے سب لوگ محتاج ہیں۔

حضرت امام الائمہ کی تعریف حضراتِ ائمہ کی زبانی

علامہ فقیہ قاضی ابوعبداللہ حسین بن علی بصری حنفی متوفی ۴۳۶ھ نے اپنی کتاب "اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ" میں لکھا ہے۔

نصر بن علی جہضمی نے کہا۔ کُنتُ یَوماً عِندَ عَبدِ اللہِ بنِ داؤدَ الخُرَیبی فَذَکَرَ رَجُلٌ اَبَا حَنِیفَۃَ فَقَالَ بَعضُہُ، فَقَالَ عَبدُ اللہِ بنُ دَاؤدَ، حَدَّثَنَا الاَعمَشُ عَن مُجَاہِدٍ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَاتِیکُم اَہلُ الیَمَنِ ہُم اَرَقُّ قُلُوباً وَاَلیَنُ اَفئِدَۃً۔ یُرِیدُ اَقوَاہُم اَن یَضَعُوہُم وَیَابَی اللہُ اِلَّا اَن یَرفَعَہُم۔ ص۵

عبداللہ بن داؤد خریبی کے پاس ایک شخص نے ابوحنیفہ کو بُرا کہا، انہوں نے فرمایا امام ابوحنیفہ اس حدیث کے مصداق ہو رہے ہیں جو ہم سے اعمش نے اُن سے مجاہد نے ان سے ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے پاس یمن کے لوگ آئیں گے اُن کے دل رقیق اور نرم ہوں گے۔ لوگ ان کو زیر کرنا چاہیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو رفعت دے گا۔

عبداللہ بن داؤد نے کہا۔ لَا یَبغِیکُم فِی اَبِی حَنِیفَۃَ اِلَّا اَحَدُ رَجُلَینِ اِمَّا حَاسِدٌ لِعِلمِہٖ وَاِمَّا جَاہِلٌ بِالعِلمِ لَا بُدَّ مِن ذٰلِکَ۔ ص۵

ابوحنیفہ پر رد و قدح کرنے والے یا تو ان کے علم سے حسد کرنے والا ہے یا علم کے مرتبہ سے جاہل ہے وہ علم کے عاملوں کی قدر سے بے خبر ہیں۔

قَالَ اَبُو نُعَیمٍ سَمِعتُ سُفیَانَ یَقُولُ اَبُو حَنِیفَۃَ فِی العِلمِ مَحسُودٌ۔ ص۵

سفیان نے کہا، علم میں ابوحنیفہ سے لوگ حسد کرتے ہیں۔

قَالَ ثَابِتُ الزَّاہِدُ کَانَ الثَّورِیُّ اِذَا سُئِلَ عَن مَسأَلَۃٍ دَقِیقَۃٍ یَقُولُ مَا کَانَ اَحَدٌ یَحسُنُ اَن یَتَکَلَّمَ فِی ہٰذَا الاَمرِ اِلَّا رَجُلٌ قَد حَسَدنَاہُ، ثُمَّ یَسأَلُ اَصحَابَ اَبِی حَنِیفَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنہُ مَا یَقُولُ صَاحِبُکُم، فَیُحَقِّقُ الجَوَابَ ثُمَّ یُفتِی بِہٖ۔ ص۵

ثابت زاہد نے کہا، جب ثوری سے کوئی دقیق مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو کہتے تھے، ایسے مسائل

ہیں صحیح طور پر بولنے والا صرف ایک شخص تھا جس سے ہم نے حسد کیا اور پھر وہ ابو حنیفہ کے اصحاب سے پوچھتے تھے کہ اس مسئلہ میں تمہارے استاد کیا کہتے تھے اور آپ کے اصحاب کے جواب کو یاد رکھتے تھے اور اس پر فتویٰ دیتے تھے۔

قال علی بن المدینی سمعت یوسف بن خالد السمتی یقول کنا نجالس البتی بالبصرة فلما قدمنا الکوفة جالسنا ابا حنیفة فما بین البحر من نسوانی۔ فلا یقول احد یذکره الا رأی مثله، ما کان علیه فی العلم کلفة کان محسودا۔ ص۹۴

علی بن مدینی نے کہا، میں نے یوسف بن خالد سمتی سے سنا کہ بصرہ میں ہم بتی کے پاس بیٹھتے تھے اور جب ہم کوفہ آئے، ابو حنیفہ کے پاس بیٹھے، کہاں سمندر اور کہاں پانی کی نالی جس نے بھی اُن کو دیکھا ہے، وہ یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ اس نے ان کا مثل دیکھا ہے، علم میں ان کے لئے کوئی رکاوٹ نہ تھی اور اُن سے حسد کیا جاتا تھا۔

قال مسعر، ما احسن بالکوفة الا رجلین، ابا حنیفة لفقهه والحسن بن صالح لزهده ص۹۵

مسعر کہتے ہیں، کوفہ میں دو آدمیوں سے مجھ کو رشک ہوتا ہے۔ فقہ کی وجہ سے ابو حنیفہ سے اور زہد کی وجہ سے حسن بن صالح سے۔

کان یحیی بن معین اذا ذکر له من یتکلم فی ابی حنیفة یقول۔ ص۹۵

حسدنی الناس اذ رأوا سعیه ... فالظلم احذ له وخصوم

کضرائر الحسناء قلن لوجهها ... حسدا وبغضا انه لدمیم

یحیی بن معین سے اگر ابو حنیفہ پر طعن کرنے والے کا ذکر کیا جاتا تھا وہ یہ دو شعر پڑھتے تھے۔

۱ جب اس جوان کے مرتبہ کو نہ پا سکے تو اس سے حسد کرنے لگے اور ساری قوم اس کی مخالف اور دشمن ہے۔

۲ جس طرح حسینہ کے چہرے کو دیکھ کر اس کی سوکنیں حسد اور عداوت کی بنا پر کہتی ہیں کہ یہ بدصورت ہے۔

صیمری نے ابو جعفر طحاوی کی کتاب سے نقل کیا ہے۔

خاصم رجل الی ابن شبرمة فی بعض ما قضی علیه فیه، فاتی المقضی علیه ابا حنیفة فاخبره بذلک فقال له ابو حنیفة هذا العطاء، وکتب له فی ذلک کتابا یحتج فیه بالذی کان یفتی به ابن شبرمة ان یحکم له بذلک، فاتی الرجل بذلک الی ابن شبرمة فقرأه علیه بحضرة ابن ابی لیلی وهم یعلم کل واحد منهما من هو فاستحسنا ذلک جمیعا فقالا له من کتب هذا فقال لهما الرجل ابو حنیفة

فوصلا ذلک بالتوقیعة فیه فبلغ ابا حنیفة فقال۔

ان یحسدونی فانی غیر لائمهم ... قبلی من الناس اهل الفضل قد حسدا

فدام لی ولهم ما بی وما بهم ... ومات اکثرنا غیظا بما یجد

ایک شخص قاضی ابن شبرمہ کے پاس اپنا دعویٰ لے گیا۔ ابن شبرمہ نے اس کے خلاف فیصلہ کیا۔ وہ ابو حنیفہ کے پاس آیا اور اُن سے واقعہ بیان کیا۔ ابو حنیفہ نے کہا یہ حکم خطا ہے اور ابو حنیفہ نے مسئلہ کی صحیح صورت لکھ کر اس شخص کو دی۔ وہ آپ کی تحریر ابن شبرمہ کے پاس لے گیا، وہاں قاضی ابن ابی لیلیٰ بھی تھے۔ ان دونوں کو یہ معلوم نہ ہوا کہ مسئلہ کس نے لکھا ہے لہٰذا وہ دونوں مسئلہ پڑھ کر خوش ہوئے اور دریافت کیا کہ یہ تحریر کس کی ہے۔ اس شخص نے ابو حنیفہ کا نام لیا چنانچہ ان دونوں نے اس واقعہ کو آپ کے امتحان کا ذریعہ بنایا۔ اور ابو حنیفہ نے معلوم ہونے پر یہ دو شعر پڑھے۔

۱ اگر وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں ان کو ملامت نہیں کرتا کیونکہ مجھ سے پہلے بہت سے اصحاب کمال سے حسد کیا جا چکا ہے۔

۲ ہمیشہ رہے مجھ سے جو مجھ میں ہے اور ان میں (حاسدوں میں) جو ان میں ہے اور ہم میں سے اکثر اس غیظ کی وجہ سے جو اُن میں ہے مر چکے ہیں۔

قال اسماعیل بن سالم، ضرب ابو حنیفة علی الدخول فی القضاء فلم یقبل القضاء قال وکان احمد بن حنبل اذا ذکر ذلک له بکی وترحم علی ابی حنیفة وذلک بعد ان ضرب احمد۔ ص۹۵

اسماعیل بن سالم نے بیان کیا کہ قاضی کا عہدہ قبول کرنے کے سلسلہ میں ابو حنیفہ کو کوڑے مارے گئے اور آپ نے قبول نہیں کیا اور امام احمد بن حنبل کے پاس جب اس کا ذکر کیا جاتا تو آپ روتے اور ابو حنیفہ پر ترحم (رحمۃ اللہ علیہ) کرتے۔ اور یہ اس کے بعد جب کہ امام احمد کو کوڑے (خلق قرآن کے سلسلہ میں) لگے۔

ابن مبارک نے کہا ہے۔ الرجال فی الاسم سواء حتی یقع اللعن فی الاثم والبلوی ولقد ابتلی ابو حنیفة بالضرب علی رأسه بالسیاط فی السجن حتی یدفع الیه من الحکم ما یرید مما یلتمس علیه ویضع له، فهون الله الصبر علی الذل والضرب والسجن لطلب السلامة فی دینه۔ ص۹۵

نام میں سب لوگ برابر ہیں، البتہ جب کوئی آفت لوگوں میں پڑتی ہے اور کوئی مصیبت

واقع ہوتی ہے (تو پتہ چلتا ہے) ابو حنیفہ پر آفت پڑی۔ آپ کے سر پر قید خانہ میں کوڑے مارے گئے تاکہ آپ کو حکم کا وہ پروانہ دیدیا جائے جس کے لئے لوگ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تعریف اللہ ہی کو ہے کہ آپ نے اس موقعہ پر مار پر، قید ہونے پر صبر کیا اور آپ اپنے دین کی سلامتی کے طالب رہے۔

قَالَ زَائِدَةُ وَرَأَيْتُ تَحْتَ رَأْسِ سُفْيَانَ كِتَابًا يَنْظُرُ فِيهِ فَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي النَّظَرِ فِيهِ فَقَدَّمَهُ إِلَيَّ فَإِذَا هُوَ كِتَابُ الرَّهْنِ لِأَبِي حَنِيفَةَ فَقُلْتُ لَهُ تَنْظُرُ فِي كُتُبِهِ، فَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّهَا كُلَّهَا عِنْدِي مُجْتَمِعَةً أَنْظُرُ فِيهَا مَا بَقِيَ فِي شَرْحِ الْعِلْمِ غَايَةٌ وَلَكِنَّا مُنْتَصِفُهُ۔ ص۱۶۴

زائدہ نے کہا میں نے سفیان کے سر کے نیچے ایک کتاب رکھی دیکھی جس کو وہ دیکھا کرتے تھے میں نے ان سے اس کتاب کے دیکھنے کی اجازت طلب کی۔ انہوں نے وہ کتاب مجھ کو دی وہ کتاب ابو حنیفہ کی کتاب الرہن تھی۔ میں نے ان سے کہا کیا تم ان کی کتابیں دیکھتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ میری خواہش ہے کہ ان کی سب کتابیں میرے پاس جمع ہوں۔ علم کے بیان کرنے میں آن سے کوئی بات رہی نہیں ہے۔ لیکن ہم ان کے ساتھ انصاف نہیں کرتے ہیں۔

قَالَ حُسَيْنُ بْنُ حَمَّادٍ۔ كَانَ أَصْحَابُ أَبِي حَنِيفَةَ الَّذِينَ كَانُوا يَلْزَمُونَ الْحَلْقَةَ عَشَرَةً وَكَانَ الْحِفَاظُ لِلْفِقْهِ مِمَّا يَحْفَظُ الْقُرْآنَ أَرْبَعَةً وَهُمْ زُفَرُ بْنُ الْهُذَيْلِ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ (الْقَاضِي) وَأَسَدُ بْنُ عَمْرٍو وَعَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَيُزْعَمُونَ أَنَّ سُفْيَانَ كَانَ يَأْخُذُ الْفِقْهَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ مِنْ قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَنَّهُ اسْتَعَانَ بِهِ وَبِمَنْ ذَكَرْتُهُ عَلَى كِتَابِهِ هَذَا الَّذِي سَمَّاهُ الْجَامِعَ۔ ص۱۶۵

حسین بن حماد نے بیان کیا کہ ابو حنیفہ کے وہ اصحاب جو پابندی سے حلقہ میں شریک ہوا کرتے تھے اور ان میں فقہ کے ایسے حفاظ جس طرح قرآن مجید کے حفاظ ہوا کرتے ہیں، چار افراد تھے اور وہ زفر بن الہذیل، قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، اسد بن عمر اور علی بن مسہر تھے اور خیال کیا جاتا ہے کہ سفیان ثوری نے علی بن مسہر کے مذاکرہ سے اپنی کتاب "الجامع" کی تالیف میں مدد لی ہے۔

قَالَ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ قَالَ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ إِذَا بَلَغَهُ عَنْ سُفْيَانَ مَا يَقُولُ فِيهِ مُبَلِّغٌ مِنْهُ (كَانَ يَقُولُ) "هُوَ حَدِيثٌ عَهْدٍ بِي وَالْأَحْدَاثُ لَهُمْ جِدَّةٌ" فَكَانَ إِذَا أُقِيلَ قَالَ۔ هُوَ حَدِيثُ السِّنِّ۔ قَالَ (وَكَانَ يَقُولُ سُفْيَانُ)۔ يَكُمُّ هُوَ النَّبْطِيُّ أَكْبَرُ سِنًّا مِنِّي حَتَّى

صَنَّفَنِي، وَلَا يَشْتَغِلُ أَبُو حَنِيفَةَ أَنْ يَقُولَ فِيهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ حَدِيثُ السِّنِّ۔ ص۱۶۵

احمد نے کہا کہ ابن سماعہ نے (قاضی) ابو یوسف سے نقل کیا کہ ابو حنیفہ سے کوئی بیان کرنے والا جب سفیان کی کوئی بات کہتا تھا تو آپ فرماتے تھے۔ وہ نو عمر ہیں اور نو عمروں میں کچھ گرمی ہوتی ہے اور جب سفیان سامنے سے آتے تھے آپ فرماتے تھے وہ نو عمر ہیں، سفیان ثوری (جھنجھلا کر) کہہ دیا کرتے تھے۔ یہ غیر عربی مجھ سے کتنا بڑا ہے کہ وہ مجھ کو چھوٹا بتاتا ہے۔ اور ابو حنیفہ لفظ حدیث السن (نو عمر) کے علاوہ کچھ کہنے کو جائز نہیں رکھتے تھے۔

یہ عاجز کہتا ہے کہ امام ثوری کی وفات ۱۶۱ھ میں ہوئی ہے اور اس وقت آپ کی عمر چھیاسٹھ سال کی تھی، اس اعتبار سے آپ کی ولادت ۹۵ھ کی ہوئی اور آپ حضرت امام ابو حنیفہ سے پندرہ سال چھوٹے تھے، حضرت امام کی وفات کے بعد امام ثوری کا دور کمال سامنے شروع ہوا اور خود ان کو محسوس ہو گیا کہ وہ اپنی جھنجھلاہٹ میں قابل مواخذہ لفظ کہہ جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے طلبگار ہوتے تھے۔ غفر اللہ لہ

قَالَ أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ أَنَّهُ قَالَ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا فِي مَعْصِيَةٍ فَلَا كَفَّارَةَ فِيهِ، قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ فَقُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ فِي الظِّهَارِ الْكَفَّارَةَ وَقَدْ جَعَلَهُ مَعْصِيَةً لِأَنَّهُ قَالَ "وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا" فَقَالَ أَيَّاسٌ أَنْتَ۔ ص۱۶۶

ابو یحییٰ حمانی نے ہم سے کہا کہ ابو حنیفہ نے شعبی سے اور انہوں نے مسروق سے روایت کی ہے کہ جس نے کسی گناہ کی نذر مانی، اور وہ نذر پوری نہ کرے تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔ ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ میں نے شعبی سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ظہار میں کفارہ مقرر کیا ہے اور اللہ نے اس کو گناہ قرار دیا ہے، وہ (سورۂ مجادلہ کی دوسری آیت میں) فرماتا ہے "اور وہ بولتے ہیں ایک ناپسندیدہ اور جھوٹ" علامہ شعبی نے کہا، کیا تم قیاس کرنے والے ہو۔

قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ أَرَدْتُ الْحَجَّ فَأَتَيْتُ أَيُّوبَ أُوَدِّعُهُ فَقَالَ بَلَغَنِي أَنَّ الرَّجُلَ الصَّالِحَ فَقِيهَ أَهْلِ الْكُوفَةِ أَبُو حَنِيفَةَ يَجِيءُ فَيَقْعُدُ فَاقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامَ قَالَ أَبُو سُلَيْمَانَ وَسَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ إِنِّي لَأُحِبُّ أَبَا حَنِيفَةَ مِنْ أَجْلِ خَبَرِهِ لِأَيُّوبَ۔ ص۱۶۷

حماد بن زید نے کہا۔ میں نے حج کا ارادہ کیا اور میں ایوب کے پاس آیا کہ ان سے رخصت لوں، انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ ایک مرد اہل کوفہ کے فقیہ ابو حنیفہ حج کر رہے ہیں اگر ان سے

تمہاری ملاقات ہو جائے میرا سلام ان سے کہہ دو۔ ابو سلیمان نے بیان کیا کہ میں نے حماد بن زید کو کہتے سنا، میں ابو حنیفہ سے محبت رکھتا ہوں کیونکہ ان سے ایوب کو محبت ہے۔ (ایوب مشہور محدث ہیں)

اَرَادَ الْاَعْمَشُ الْحَجَّ فَقَالَ مَنْ هٰهُنَا يَذْهَبُ اِلٰى اَبِيْ حَنِيْفَةَ يَكْتُبُ لَنَا مَنَاسِكَ الْحَجِّ۔

مشہور محدث اعمش نے حج کا ارادہ کیا۔ انہوں نے کہا، کوئی یہاں ہے کہ وہ ابو حنیفہ کے پاس جا کر ہمارے واسطے حج کے مناسک لکھوا لائے۔

نصر بن علی نے کہا، ہم طبہ کے پاس تھے۔ ان سے کہا گیا۔ مَاتَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَقَالَ بَعْدًا مَا اسْتَرْجَعَ نَقَدَ طَفَلٌ عَنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ هُمْ نُوْمُ الْعِلْمِ اِمَّا اَنَّهُمْ لَا يَرَوْنَ مِثْلَهٗ اَبَدًا۔

ابو حنیفہ کی وفات ہو گئی۔ انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر کہا۔ اہل کوفہ سے علم کے نور کی روشنی بجھ گئی، جان لو کہ اب اہل کوفہ ان کا مثل کبھی نہ دیکھیں گے۔

قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ اَبِيْ كَانَ الْاَعْمَشُ اِذَا سُئِلَ عَنْ مَسْئَلَةٍ قَالَ عَلَيْكُمْ بِذٰلِكَ الْحَلْقَةِ يَعْنِيْ حَلْقَةَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ۔

ابن نمیر سے ان کے والد نے کہا جب اعمش سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا وہ کہتے تھے، تم اس حلقہ میں جاؤ یعنی ابو حنیفہ کے حلقہ میں۔

قَالَ ابْنُ الدَّرَاوَرْدِيِّ رَاَيْتُ مَالِكًا وَاَبَا حَنِيْفَةَ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ وَهُمَا يَتَذَاكَرَانِ وَرَاَيْتُهُمَا رَسَخَا حَتّٰى اِذَا وَقَفَ اَحَدُهُمَا عَلَى الْقَوْلِ الَّذِيْ قَالَ بِهٖ وَقَلَّ عَلَيْهِ اَمْسَكَ اَحَدُهُمَا عَنْ صَاحِبِهٖ مِنْ غَيْرِ تَعَسُّفٍ وَلَا تَخْطِئَةٍ لَوَاَجِدُ مِنْهُمَا حَتّٰى يُصَلِّيَا الْغَدَاةَ فِيْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ۔

ابن درادردی نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں عشاء کی نماز کے بعد امام مالک اور امام ابو حنیفہ کو دیکھا کہ وہ آپس میں مذاکرہ اور مدارسہ کر رہے تھے اگر ان میں سے کوئی اپنے قول یا اپنے عمل کی وجہ سے رک جاتا تھا تو دوسرا بغیر کسی تعسف یا خطاوار قرار دینے کے آگے بڑھ جاتا تھا اور یہ مجلس صبح کی نماز تک رہی۔ ان دو صاحبان نے صبح کی نماز اسی جگہ پڑھی۔

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اَتَيْتُ سَعِيْدَ بْنَ اَبِيْ عَرُوْبَةَ فَقَالَ لِيْ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ هٰذَا يَاْتِيْنَا مِنْ بَلَدِكَ يَعْنِيْ مِنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ۔ وَوَدِدْتُ اَنَّ اللّٰهَ اَخْرَجَ الْعِلْمَ الَّذِيْ مَعَهٗ اِلٰى قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَقَدْ فَتَحَ اللّٰهُ لِهٰذَا الرَّجُلِ فِي الْفِقْهِ شَيْئًا مَا اَظُنُّ اَنَّهٗ يَخْرُجُ لِاَحَدٍ۔

ابن عیینہ نے کہا میں سعید بن ابی عروبہ کے پاس گیا، انہوں نے مجھ سے کہا، اے ابو محمد میں نے ان جیسا کامل نہیں دیکھا ہے جو تمہارے شہر سے ابو حنیفہ کے پاس سے ہمارے پاس آتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم مخزون کو قلوب مومنین پر کھول دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس آدمی (ابو حنیفہ) پر فقہ کے اسرار کھول دیئے ہیں گویا کہ ان کی تخلیق اسی کام کے لئے تھی۔

قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ ذَكَرَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ بْنُ يَزِيْدَ فَاَطْرَقَ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ فَهْمٌ مُّتَدِيْمٌ بِهِ السَّارِيْ وَعِلْمٌ تَغْمُرُهٗ قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَكُلُّ عِلْمٍ لَيْسَ مِنْ عِلْمِهٖ فَهُوَ بَلَاءٌ عَلٰى حَامِلِهٖ، مَعَهٗ وَاللّٰهِ عِلْمٌ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَالنَّجَاةُ مِنْ عَذَابِ الْجَبَّارِ مَعَ وَرَعٍ مُّسْتَكِيْنٍ وَّجِدَّةٍ دَائِمَةٍ۔

ابن مبارک نے بیان کیا کہ حضرت داؤد طائی کے پاس امام ابو حنیفہ کا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا۔ آپ وہ تارا ہیں جس سے سفر کرنے والے ہدایت پاتے ہیں اور آپ وہ علم ہیں جس کو مومنوں کے دل پیتے ہیں، ہر وہ علم جو ان کے علم میں سے نہیں ہے وہ اس علم والے کے لئے آفت ہے۔ اللہ کی قسم ہے ان کے پاس حلال اور حرام کا اور بڑے طاقتور کے عذاب سے نجات پانے کا علم ہے۔ اور اس علم کے ساتھ عاجزی ورع اور پیوستہ خدمت بھی۔

قِيْلَ لِاَبِيْ زَكَرِيَّا يَحْيٰى بْنِ مُعِيْنٍ اَيُّمَا اَحَبُّ اِلَيْكَ الشَّافِعِيُّ ۔ اَمْ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اَمْ اَبُوْ يُوْسُفَ قَالَ اَمَّا الشَّافِعِيُّ فَلَا اُحِبُّ حَدِيْثَهٗ وَاَمَّا اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُ قَوْمٌ صَالِحُوْنَ وَاَمَّا اَبُوْ يُوْسُفَ فَلَمْ يَكُنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِذْبِ اِنْ كَانَ صَدُوْقًا فَقِيْلَ لَهٗ فَاَبُوْ حَنِيْفَةَ كَانَ يَتَعَمَّدُ فِي الْحَدِيْثِ۔ قَالَ نَعَمْ صَدُوْقٌ۔

ابو زکریا یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا، تم کو شافعی، ابو حنیفہ، ابو یوسف میں کون زیادہ پسند ہے۔ انہوں نے کہا میں شافعی کی حدیث پسند نہیں کرتا اور ابو حنیفہ سے صالحوں کی ایک جماعت نے روایت کی ہے اور ابو یوسف جھوٹ بولنے والوں میں سے نہیں ہیں وہ سچے ہیں۔ پھر ان سے کہا گیا، تو حدیث میں ابو حنیفہ سچے ہیں، آپ نے کہا ہاں وہ سچے ہیں۔

قَالَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ رُسْتُمَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا عِصْمَةَ نُوْحَ بْنَ اَبِيْ مَرْيَمَ يَقُوْلُ سَاَلْتُ اَبَا حَنِيْفَةَ مِنْ اَهْلِ الْجَمَاعَةِ فَقَالَ (۱) مَنْ قَدَّمَ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ (۲) وَاَحَبَّ عَلِيًّا وَّعُثْمَانَ (۳) وَاٰمَنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ (۴) وَلَمْ يُكَفِّرْ مُؤْمِنًا بِذَنْبٍ (۵) وَلَمْ يَتَكَلَّمْ فِي اللّٰهِ شَيْئًا (۶) وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ (۷) وَلَمْ يُحَرِّمْ نَبِيْذَ الْجَرِّ۔ قَالَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ قَدْ جَمَعَ فِيْ هٰذِهِ الْاَحْرُفِ السَّبْعَةِ مَذْهَبَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، فَلَوْ اَرَادَ رَجُلٌ اَنْ يَّزِيْدَ فِيْهَا حَرْفًا تَامًّا لَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ

سعد بن معاذ نے کہا میں نے ابراہیم بن رستم سے سُنا، وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے ابو عصمہ نوح بن ابی مریم کو کہتے سُنا۔ میں نے ابو حنیفہ سے اہل جماعت کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ۱ جو ابو بکر و عمر کو مقدم رکھے، ۲ اور علی و عثمان سے محبت رکھے، ۳ اور خیر و شر کو قدر خدا وندی سے جانے، ۴ اور کسی مومن کو گناہ کی وجہ سے کافر نہ کہے، ۵ اور اللہ تعالیٰ کے متعلق کوئی بات نہ کہے، ۶ اور محققین (موزوں) پر مسح کرے، ۷ اور نبیذ جر کو حرام نہ کہے، یہ بیان کر کے سعد بن معاذ نے کہا۔ ان سات جملوں میں مذاہب اہل سنت و جماعت کا بیان کر دیا ہے، اگر کوئی چاہے کہ ان میں ایک کا اضافہ کر دے وہ نہیں کر سکتا۔

قَالَ اَبُوْعُبَيْدٍ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ الْاُسْتَاذِيَّةَ عَلٰى مَالِكٍ ثُمَّ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ. قَالَ اَبُوْعُبَيْدٍ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَعْلَمَ بِكِتَابِ اللّٰهِ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ۔ ص۱۲۳

ابو عبید کہتے ہیں میں نے شافعی سے سُنا کہ وہ کہہ رہے تھے میں جانتا ہوں کہ مالک کی اور پھر محمد بن الحسن کی استاذیت مجھ پر ہے۔ ابو عبید نے کہا میں نے محمد بن الحسن سے زیادہ کتاب اللہ کا عالم کسی کو نہیں دیکھا۔

قَالَ اَبُوْعُبَيْدٍ قَدِمْتُ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ فَرَاَيْتُ الشَّافِعِيَّ عِنْدَهٗ فَسَاَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ فَاَلَحَّ فَاَسْتَحْسَنَ الْجَوَابَ وَاَخَذَ شَيْئًا وَكَتَبَ فِيْهِ فَرَاَهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فَوَهَبَ لَهٗ مِائَةَ دِرْهَمٍ فَقَالَ لَهٗ اِلْزَمْ اِنْ كُنْتَ تَفْهَمُ الْعِلْمَ فَسَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُوْلُ لَقَدْ كَتَبْتُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ وَقْرَ بَعِيْرٍ وَلَوْكَانَ مَا فَتَقَ فِيْ الْعِلْمِ مَا فَتَقَ فَاِنَّ اَمْرَ كُلِّهِمْ فِي الْفِقْهِ عِيَالٌ عَلٰى اَهْلِ الْعِرَاقِ وَاَهْلُ الْعِرَاقِ عِيَالٌ عَلٰى اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَاَهْلُ الْكُوْفَةِ كُلُّهُمْ عِيَالٌ عَلٰى اَبِيْ حَنِيْفَةَ۔ ص۱۲۳

ابو عبید نے کہا میں محمد بن الحسن کے پاس آیا، وہاں میں نے شافعی کو اُن کے پاس دیکھا محمد بن الحسن نے اُن سے کچھ پوچھا، شافعی نے اس کا جواب دیا، محمد بن الحسن نے جواب پسند کیا، شافعی نے کوئی چیز اُٹھائی اور اس پر کچھ لکھا، محمد بن الحسن نے اس کو دیکھا اور سو درہم شافعی کو دیئے اور اُن سے کہا۔ مداومت سے آتے رہو اگر تم کو علم کی خواہش ہے۔ پھر میں نے شافعی سے سُنا وہ کہہ رہے تھے میں نے ایک خراونٹ کا بوجھ علم محمد بن الحسن سے لکھا ہے اور اگر محمد بن الحسن نہ ہوتے تو مجھ پر علم کی راہ جواب کھلی ہے، نہ کھلتی، تمام لوگ فقہ میں اہل عراق کے عیال ہیں اور اہل عراق عیال ہیں اہل کوفہ کے اور اہل کوفہ تمام عیال ہیں ابو حنیفہ کے۔

قَالَ الْمُزَنِيُّ لِرَجُلٍ، مَنْ جَالَسْتَ۔ قَالَ اَصْحَابَ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، قَالَ، كَانُوْا اِذَا تَكَلَّمُوْا وَيَفْتَرُوْنَ لِلْفُقَهَاءِ، مَا يَنْغَلِقُ عَلَيْهِمْ اِذَا غَفَلُوْا اِفْتَظَرَ اِلَيْهِ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَنَا قُلْتُهٗ مِنْ قِبَلِ نَفْسِيْ حَتّٰى سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُوْلُ مَا هُوَ اَكْثَرُ مِنْهُ۔ ص۱۲۳

مزنی نے ایک شخص سے کہا، کس کے پاس بیٹھے ہو۔ اس نے کہا محمد بن الحسن کے اصحاب کے پاس بیٹھا ہوں۔ مزنی نے کہا۔ اللہ کی قسم ہے یہ لوگ جب بات کیا کرتے تھے کانوں کو بھر دیا کرتے تھے (یعنی علوم اور مسائل سے) اور فقہا کے واسطے مشکل مسائل میں جب کہ وہ غافل ہو جاتے تھے راہیں کھول دیا کرتے تھے، جب مزنی نے یہ بات کہی اُن کے اصحاب نے ان کی طرف دیکھا (یعنی تعجب سے کہ حنفیوں کی یہ تعریف کس طرح کی جا رہی ہے) مزنی نے ان سے کہا۔ اللہ کی قسم میں نے اپنی طرف سے یہ بات نہیں کہی ہے بلکہ میں نے شافعی سے اس سے زیادہ سُن رکھا ہے۔

قَالَ يَحْيٰى بْنُ اَكْثَمَ كَانَ اَبُوْ يُوْسُفَ اِذَا سُئِلَ عَنْ مَسْئَلَةٍ اَجَابَ فِيْهَا وَقَالَ هٰذَا قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمَنْ جَعَلَهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ رَبِّهٖ فَقَدِ اسْتَبْرَاَ لِدِيْنِهٖ۔ ص۱۲۳

یحییٰ بن اکثم نے کہا۔ جب ابو یوسف سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا وہ اس کا جواب دیتے تھے اور کہتے تھے۔ یہ ابو حنیفہ کا قول ہے اور جو شخص ابو حنیفہ کو اپنے اور اللہ کے بیچ میں رکھے گا اس نے دین کو بری کر لیا۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَمَاعَةَ كَانَ عِيْسَى بْنُ اَبَانَ حَسَنَ الْوَجْهِ وَكَانَ يُصَلِّيْ مَعَنَا وَكُنْتُ اَدْعُوْهُ اِلٰى اَنْ يَاْتِيَ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ، فَيَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ يُخَالِفُوْنَ الْحَدِيْثَ وَكَانَ عِيْسٰى حَسَنَ الْحِفْظِ لِلْحَدِيْثِ فَصَلَّى مَعَنَا يَوْمًا الصُّبْحَ وَكَانَ يَوْمَ مَجْلِسِ مُحَمَّدٍ، فَلَمَّا فَارَقَنَا حَتّٰى جَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ فَلَمَّا فَرَغَ مُحَمَّدٌ اَدْنَيْتُهٗ اِلَيْهِ وَقُلْتُ لَهٗ هٰذَا ابْنُ اَخِيْكَ اَبَانُ بْنُ صَدَقَةَ الْكَاتِبُ وَمَعَهٗ ذَكَاءٌ وَمَعْرِفَةٌ بِالْعِلْمِ وَاَنَا اَدْعُوْهُ اِلَيْكَ فَيَاْبٰى وَيَقُوْلُ اَنَا اُخَالِفُ الْحَدِيْثَ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ وَقَالَ لَهٗ يَا بُنَيَّ مَا الَّذِيْ رَاَيْتَنَا نُخَالِفُهٗ مِنَ الْحَدِيْثِ، لَا تَشْهَدْ عَلَيْنَا حَتّٰى تَسْمَعَ مِنَّا۔ فَسَاَلَهٗ يَوْمَئِذٍ عَنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِيْنَ بَابًا مِنَ الْحَدِيْثِ فَجَعَلَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ يُجِيْبُهٗ عَنْهَا وَيُخْبِرُهٗ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْمَنْسُوْخِ وَبِالْقَوِيِّ مِنَ الشَّوَاهِدِ وَالدَّلَائِلِ، فَالْتَفَتَ اِلَيَّ بَعْدَ مَا خَرَجْنَا فَقَالَ۔ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ النُّوْمِ عِدَّةٌ فَارْتَفَعَ عَنِّيْ، مَا ظَنَنْتُ اَنَّ فِيْ مُلْكِ اللّٰهِ مِثْلَ هٰذَا الرَّجُلِ يَظْهَرُ لِلنَّاسِ وَلَزِمَ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ لُزُوْمًا شَدِيْدًا حَتّٰى تَفَقَّهَ۔ ص۱۲۳

محمد بن سماعہ نے کہا کہ عیسیٰ بن ابان خوب رُو جوان تھا اور ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا، میں اس کو محمد بن حسن کے حلقہ کی طرف بُلاتا تھا، وہ کہتا تھا کہ یہ لوگ حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔

یہ عیسیٰ بن ابان احادیث کا اچھا حافظ تھا۔ ایک دن اس نے صبح کی نماز ہمارے ساتھ پڑھی اور وہ دن محمد بن حسن کے حلقہ کا دن تھا۔ میں عیسیٰ بن ابان سے جدا نہیں ہوا اور جب محمد بن الحسن مجلس میں آئے اور فارغ ہو کر بیٹھے میں نے عیسیٰ بن ابان کو پیش کیا اور کہا کہ یہ آپ کا بھتیجا ابان فرزند صدقہ کاتب ہے۔ اس میں فقاہت اور احادیث کی معرفت ہے اور میں اس کو آپ کے پاس لانا چاہتا تھا اور یہ انکار کرتا تھا کہ کہتا تھا کہ ہم حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ سن کر محمد بن الحسن اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ برخوردار تم نے ہماری کیا بات دیکھی ہے کہ ہم حدیث کی مخالفت کرتے ہیں، ہم پر تم کسی بات کی گواہی نہ دو جب تک کہ تم خود ہم سے نہ سن لو پھر عیسیٰ بن ابان نے اس دن حدیث کے پچیس ابواب سے سوالات کئے اور محمد نے ان کے جوابات دیئے اور ان میں منسوخ احادیث کا بیان دلائل اور شواہد سے کیا اور جب ہم وہاں سے باہر آئے عیسیٰ بن ابان میری طرف ملتفت ہوئے اور مجھ سے کہا کہ میرے اور نور کے درمیان ایک پردہ حائل تھا۔ وہ پردہ اٹھ گیا۔ مجھ کو اس کا گمان تک نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی مملکت میں محمد بن حسن جیسے شخص کا ظہور ہوگا۔ اور پھر وہ محمد بن حسن سے پوری طرح وابستہ ہو گئے اور فقیہ ہوئے۔

۲ حافظ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ نے اپنی کتاب تاریخ بغداد کی جلد تیرہ میں صفحہ ۳۲۳ سے ۳۲۸ تک میں لکھا ہے۔

سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سَلَمَةَ يَقُوْلُ قَالَ خَلَفُ بْنُ اَيُّوْبَ، صَارَ الْعِلْمُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ صَارَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ، ثُمَّ صَارَ اِلَى التَّابِعِيْنَ ثُمَّ صَارَ اِلٰى اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَصْحَابِهٖ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَرْضَ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَسْخَطْ۔ ص۳۲۳

محمد بن سلمہ سے سنا کہ خلف بن ایوب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عنایت کیا، اور آپ سے آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو پہنچا، پھر ان سے تابعین کو پہنچا، اور ان سے ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو پہنچا۔ اب چاہے کوئی خوش ہو یا ناخوش۔

قَالَ رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ جُرَيْجٍ سَنَةَ خَمْسِيْنَ وَاَتَاهُ مَوْتُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ فَاسْتَرْجَعَ وَتَوَجَّعَ وَقَالَ۔ اَمَّ عِلْمٍ ذَهَبَ۔ قَالَ، وَمَاتَ فِيْهَا ابْنُ جُرَيْجٍ۔ ص۳۲۳

روح بن عبادہ نے کہا میں سنہ ۱۵۰ھ میں ابن جریج کے پاس تھا کہ ان کو ابوحنیفہ کے وفات کی خبر پہنچی۔ انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھی اور غمگین ہوئے اور انہوں نے کہا، کیسا علم ہاتھ سے گیا۔ اور راوی نے بیان کیا کہ اسی سن پچاس میں ابن جریج کی وفات ہوئی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہما۔

قَالَ اَبُوْ غَسَّانَ سَمِعْتُ اِسْرَائِيْلَ يَقُوْلُ، كَانَ نِعْمَ الرَّجُلُ النُّعْمَانُ، مَا كَانَ اَحْفَظَهُ لِكُلِّ حَدِيْثٍ فِيْهِ فِقْهٌ وَاَشَدَّ فَحْصَهُ عَنْهُ وَاَعْلَمَهُ بِمَا فِيْهِ مِنَ الْفِقْهِ وَكَانَ قَدْ ضَبَطَ عَنْ حَمَّادٍ فَاَحْسَنَ الضَّبْطَ عَنْهُ فَاَكْرَمَهُ الْخُلَفَاءُ فَالْاُمَرَاءُ فَالْوُزَرَاءُ وَكَانَ اِذَا نَاظَرَهُ رَجُلٌ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْفِقْهِ هَمَّتْهُ نَفْسُهُ وَلَقَدْ كَانَ مِسْعَرٌ يَقُوْلُ مَنْ جَعَلَ الْحَلِيْفَةَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ رَجَوْتُ اَنْ لَا يُخَافَ وَلَا يَكُوْنَ فَرَطَ فِي الْاِحْتِيَاطِ لِنَفْسِهٖ۔ ص۳۲۳

ابوغسان نے بیان کیا میں نے اسرائیل سے سنا وہ کہہ رہے تھے۔ اچھے شخص ہیں نعمان،

کیا ہی خوب حافظہ تھا ہر اس حدیث کے جس میں فقہ ہوتی تھی اور کیا ہی شدت سے ایسی احادیث کی تلاش کرتے تھے اور کیا ہی خوب علم اُن کی فوذ کا رکھتے تھے انہوں نے حماد سے اس کو حاصل کیا اور بہت خوب حاصل کیا لہٰذا خلفاء، امراء اور وزراء نے ان کا اکرام کیا اور جب کوئی شخص اُن سے فقہ میں مناظرہ کرتا تھا تو ان کی ہیبت طاری تھی، مسعر کہا کرتے تھے جو شخص ابو حنیفہ کو اپنے اور اللہ کے بیچ میں رکھے، مجھے امید ہے کہ اس پر خوف نہیں ہے اور اس نے اپنے نفس کی احتیاط میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے۔

قَالَ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ سَمِعْتُ الْفُضَيْلَ بْنَ عِيَاضٍ يَقُولُ، كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ رَجُلًا فَقِيهًا مَعْرُوفًا بِالْفِقْهِ، مَشْهُورًا بِالْوَرَعِ، وَاسِعَ الْمَالِ، مَعْرُوفًا بِالْإِفْضَالِ عَلَى مَنْ يَلْتَفُّ بِهِ، صَبُورًا عَلَى تَعْلِيمِ الْعِلْمِ بِاللَّيْنِ وَالنَّهَارِ مِنَ اللَّيْلِ، كَثِيرَ الصَّمْتِ قَلِيلَ الْكَلَامِ حَتَّى تَرِدَ مَسْأَلَةٌ فِي حَلَالٍ أَوْ حَرَامٍ، فَكَانَ يَحْسُنُ أَنْ يَدُلَّ عَلَى الْحَقِّ هَارِبًا مِنْ مَالِ السُّلْطَانِ. هَذَا آخِرُ حَدِيثِ مُكْرَمٍ، وَزَادَ ابْنُ الصَّبَّاحِ، وَكَانَ إِذَا وَرَدَتْ عَلَيْهِ مَسْأَلَةٌ فِيهَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ اتَّبَعَهُ وَإِنْ كَانَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَرَدَّ مَا خَالَفَهُ وَأَحْسَنَ الْقِيَاسَ۔ ص۱۳۵

سعید بن منصور نے کہا میں نے فضیل بن عیاض سے سنا انہوں نے کہا، ابو حنیفہ ایک فقیہ شخص تھے اور فقہ سے معروف تھے، ان کی پرہیزگاری معروف تھی، اُن کے مال میں فراخی تھی جو اُن کے پاس آتے تھے ان کے ساتھ بھلائی کرتے تھے اور یہ بات معروف تھی علم کے سکھلانے میں رات دن مصروف رہتے تھے، رات ان کی اچھی تھی (یعنی عبادت کرتے تھے) خاموشی زیادہ رہتی تھی بات کم کرتے تھے۔ جب مسئلہ حلال و حرام کا آجاتا تھا تو اچھی طرح حق کا بیان کرتے تھے سلطان کے مال سے بھاگتے تھے۔ مکرم کی روایت یہاں ختم ہوئی اور ابن الصباح کی روایت میں یہ زیادہ ہے: اگر ان کے پاس مسئلہ آتا تھا اور اس سلسلہ میں صحیح حدیث ہوتی تھی اس کی پیروی کرتے تھے اگرچہ وہ صحابہ یا تابعین سے ہوتی ورنہ قیاس کرتے اور اچھا قیاس کرتے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَمَاعَةَ سَمِعْتُ أَبَا يُوسُفَ يَقُولُ مَا خَالَفْتُ أَبَا حَنِيفَةَ فِي شَيْءٍ قَطُّ حَتَّى تَبَيَّنَ لِي الْأَمْرُ أَيْ مِنْ مَذْهَبِهِ الَّذِي ذَهَبَ إِلَيْهِ أَخِيرًا وَكُنْتُ رُبَّمَا مِلْتُ إِلَى الْحَدِيثِ وَكَانَ هُوَ أَبْصَرَ بِالْحَدِيثِ الصَّحِيحِ مِنِّي۔ ص۱۳۶

محمد بن سماعہ کا بیان ہے کہ میں نے ابو یوسف کو کہتے سُنا، میں نے جب بھی کسی مسئلہ میں ابو حنیفہ کی مخالفت کی اور پھر میں نے اس میں تدبر کیا یہ ظاہر ہوا کہ ابو حنیفہ کا مذہب جس کی طرف

وہ گئے میں زیادہ نجات دہندہ ہے آخرت میں۔ کبھی اوقات میں حدیث کی طرف مائل ہو جاتا تھا اور صحیح حدیث کی پرکھ میں وہ مجھ سے بڑا تھا۔

حَدَّثَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْحَنَفِيُّ عَنْ أَبِي عَبَّادٍ شَيْخٍ لَهُمْ۔ قَالَ قَالَ الْأَعْمَشُ لِأَبِي يُوسُفَ كَيْفَ تَرَكَ صَاحِبُكَ أَبُو حَنِيفَةَ قَوْلَ عَبْدِ اللهِ "عِتْقُ الْأَمَةِ طَلَاقُهَا" قَالَ تَرَكَهُ لِحَدِيثٍ ثَبَتَ لَدَيَّ حَدَّثَتْهُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ "أَنَّ بَرِيرَةَ حِينَ أُعْتِقَتْ خُيِّرَتْ" قَالَ الْأَعْمَشُ إِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ لَفَقِيهٌ۔ ص۱۳۷

محمد بن عمر حنفی ابو عباد سے جو کہ اُن کے شیخ تھے روایت کرتے ہیں کہ اعمش نے ابو یوسف سے کہا تمہارے صاحب ابو حنیفہ نے عبداللہ بن مسعود کا قول کہ لونڈی کی آزادی اس کی طلاق ہے کیسے چھوڑا۔ ابو یوسف نے کہا تمہاری روایت کردہ حدیث کی بنا پر جو تم نے اُن سے بیان کی ہے۔ ابراہیم از اسود از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ بریرہ کو جب آزاد کیا گیا اختیار دیا گیا (یعنی اگر وہ چاہے اپنے شوہر کے ساتھ رہے اور اگر چاہے شوہر سے الگ ہو جائے) یہ سُن کر اعمش نے کہا۔ ابو حنیفہ زیرک ہیں۔

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ قَالَ مَاتَ عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ أَخُو سُفْيَانَ فَأَتَيْنَاهُ نُعَزِّيهِ، فَإِذَا الْمَجْلِسُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ وَفِيهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، وَإِذَا قَبْلَ أَبُو حَنِيفَةَ فِي جَمَاعَةٍ مَعَهُ، فَلَمَّا رَآهُ سُفْيَانُ تَحَوَّلَ عَنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ قَامَ فَاعْتَنَقَهُ وَأَجْلَسَهُ فِي مَوْضِعِهِ وَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ، فَاغْتَظْتُ عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ، وَيْحَكَ الْأَعْرَابِيُّ تَجْسُمُنَا حَتَّى تَعْرِفَ النَّاسَ، فَقُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ إِدْرِيسَ، لَا تَتَكَلَّمْ حَتَّى نَعْلَمَ مَا عِنْدَهُ فِي هَذَا، فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ رَأَيْتُكَ الْيَوْمَ فَعَلْتَ شَيْئًا أَنْكَرْنَاهُ وَأَنْكَرَهُ أَصْحَابُنَا عَلَيْكَ قَالَ وَمَا هُوَ قُلْتُ جَاءَكَ أَبُو حَنِيفَةَ فَقُمْتَ إِلَيْهِ وَأَجْلَسْتَهُ فِي مَجْلِسِكَ وَصَنَعْتَ بِهِ صُنْعًا بَلِيغًا، وَهَذَا إِذَا أَصْعَبَ أَصْحَابُنَا عَلَيْكَ فَقَالَ وَمَا أَنْكَرْتَ مِنْ ذَلِكَ. هَذَا رَجُلٌ مِنَ الْعِلْمِ بِمَكَانٍ، وَإِنْ لَمْ تَقُمْ لِعِلْمِهِ قُمْتَ لِتَوَاضُعِهِ، وَإِنْ لَمْ تَقُمْ لِتَوَاضُعِهِ قُمْتَ لِوَرَعِهِ، فَأَجْمَعَنِي فَلَمْ يَكُنْ عِنْدِي جَوَابٌ۔ ص۱۳۸

اسماعیل بن حماد نے ابو بکر بن عیاش سے روایت کی ہے کہ سفیان ثوری کے بھائی عمر بن سعید کی وفات ہوئی اور ہم تعزیت کے سلسلہ میں اُن کے پاس گئے، مجلس لوگوں سے بھری ہوئی تھی، لوگوں میں عبداللہ بن ادریس بھی تھے اسی دوران میں ابو حنیفہ اپنی جماعت کے ساتھ آگئے، اُن کو دیکھ کر سفیان اپنی جگہ سے سرکے پھر سفیان کھڑے ہو گئے اور ابو حنیفہ سے معانقہ

کیا اور ان کو اپنی جگہ پر بٹھایا اور خود ان کے سامنے بیٹھے۔ ابو بکر کہتے ہیں، مجھے سفیان پر غصہ آیا اور ابن ادریس سے کہا، تم پر افسوس ہے، کیا تم نہیں دیکھتے، ہم بیٹھے رہے تا آنکہ لوگ چلے گئے، یہ نے ابن ادریس سے کہا۔ تم نہ اٹھو تا کہ ہم کو اس کیفیت کی وجہ معلوم ہو۔ اور میں نے سفیان ثوری کو مخاطب کر کے کہا۔ اے ابو عبداللہ! میں نے آج تم کو ایسا فعل کرتے دیکھا ہے جس کو ہم نے اور ہمارے ساتھیوں نے ناپسند کیا ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کونسا فعل ہے۔ میں نے کہا تمہارے پاس ابو حنیفہ آئے۔ تم ان کے واسطے کھڑے ہوئے اور تم نے ان کو اپنی جگہ پر بٹھایا اور تم نے ان کی خوب مدارات کی اور ہمارے اصحاب کے نزدیک تمہارا یہ فعل منکر اور خراب ہے۔ انہوں نے کہا اس میں کیا برائی ہے، یہ ایسے شخص ہیں کہ علم میں ان کا ایک مقام ہے اگر میں ان کے علم کی وجہ سے نہ کھڑا ہوتا ان کی کلاں سالی کی وجہ سے کھڑا ہوتا اور اگر ان کی کلاں سالی کی وجہ سے نہیں کھڑا ہوتا ان کی فقہ کی وجہ سے کھڑا ہوتا اور اگر ان کی فقہ کی وجہ سے نہیں کھڑا ہوتا ان کے ورع کی وجہ سے کھڑا ہوتا، سفیان ثوری نے مجھ کو حیرت میں ڈال کر لاجواب کر دیا۔

قَالَ ابْنُ الصَّلْتِ سَمِعْتُ الْحُسَيْنَ بْنَ حُرَيْثٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ الْفَضْلَ بْنَ مُوْسٰى يَقُوْلُ، كَانَ النَّاسُ نِيَامًا عَنِ الْفِقْهِ حَتّٰى اَيْقَظَهُمْ اَبُوْ حَنِيْفَةَ بِمَا فَتَقَهُ وَبَيَّنَهُ وَلَخَّصَهُ۔ ص۲۲۵

ابن صلت نے کہا میں نے حسین بن حریث سے سنا وہ کہہ رہے تھے۔ فضل سے لوگ غفلت میں تھے ابو حنیفہ نے زور یا مخفایا سے فقہ کو نکال کر اور اچھی طرح اس کو بیان کر کے اور اس کا مغز پیش کر کے لوگوں کو ہوشیار و آگاہ کیا ہے۔

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحُمَيْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ طَيْلَسَانِ مَا ظَنَنْتُ اَنَّهُمَا يَجُوْزَانِ قَنْطَرَةَ الْكُوْفَةِ وَقَدْ بَلَغَا الْآفَاقَ، وَقِرَاءَةُ حَمْزَةَ وَرَأْيُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ۔ ص۲۲۷

عبداللہ بن الزبیر حمیدی نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے سنا دو چیزوں کے متعلق مجھ کو خیال تک نہیں آسکتا تھا کہ وہ کوفہ کے پل پار پہنچیں گی حالانکہ وہ دنیا کے گوشوں تک پہنچ گئی ہیں حمزہ کی قراءت اور ابو حنیفہ کی رائے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحِ بْنِ مُسْلِمٍ الْعِجْلِيُّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ بِالشَّامِ لِلْحَكَمِ بْنِ هِشَامٍ الثَّقَفِيِّ، اَخْبِرْنِيْ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ قَالَ عَلَى الْخَبِيْرِ سَقَطْتَ۔ كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا مِنْ قِبْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنَ الْبَابِ الَّذِيْ دَخَلَ، وَكَانَ مِنْ اَعْظَمِ النَّاسِ اَمَانَةً وَاِرَادَةً سُلْطَانًا عَلٰى اَنْ يَتَوَلّٰى مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِهِ اَوْ يَضْرِبَ ظَهْرَهُ فَاخْتَارَ هٰذَا عَلٰى

هٰذَا عَذَابَ اللّٰهِ۔ فَقَالَ لَهُ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا وَصَفَ اَبَا حَنِيْفَةَ بِمِثْلِ مَا وَصَفْتَهُ بِهٖ۔ قَالَ هُوَ كَمَا قُلْتُ لَكَ۔ ص۲۲۵

ہم سے عبداللہ بن صالح بن مسلم عجلی نے بیان کیا کہ ملک شام میں حکم بن ہشام ثقفی سے ایک شخص نے ابو حنیفہ کے متعلق پوچھا، حکم نے کہا تم نے واقف کار سے پوچھا ہے۔ وہ کسی شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ سے خارج نہیں کرتے تھے وہ خود ہی اگر دین اسلام کو چھوڑتے تو چھوڑتے، لوگوں میں بہت بڑے مرتبہ کے امانت دار تھے، ہمارے سلطان نے ارادہ کیا کہ وہ یا تو خزانہ کی کنجیوں کے متولی بنیں یا اُن کی پیٹھ پر کوڑے مارے جائیں۔ انہوں نے سلطانی عذاب کو اللہ کے عذاب پر ترجیح دی۔ پوچھنے والے نے یہ سُن کر حکم سے کہا۔ میں نے کسی کو نہیں پایا کہ اس نے ابو حنیفہ کا ایسا بیان کیا ہو جیسا تم نے کیا ہے۔ انہوں نے کہا وہ ایسے ہی تھے جیسا کہ میں نے کہا ہے۔

حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَاصِمٍ النَّبِيْلَ يَقُوْلُ كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يُسَمّٰى الْوَتِدَ لِكَثْرَةِ صَلَاتِهٖ۔ ص۲۲۵

محمد بن بکر نے بیان کیا کہ میں نے ابو عاصم نبیل کو کہتے سنا کہ ابو حنیفہ کو بہ کثرت نماز پڑھنے کی وجہ سے وتد (کھونٹا) کہا کرتے تھے۔

قَالَ اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُوْرَ بْنَ هَاشِمٍ يَقُوْلُ كُنَّا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ بِالْمَقَادِيْسَةِ اِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ فَوَقَعَ فِيْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ، وَيْحَكَ اَتَقَعُ فِيْ رَجُلٍ صَلّٰى خَمْسًا وَاَرْبَعِيْنَ سَنَةً خَمْسَ صَلَوَاتٍ عَلٰى وَضُوْءٍ وَاحِدٍ وَكَانَ يَجْمَعُ الْقُرْاٰنَ فِيْ رَكْعَتَيْنِ فِيْ لَيْلَةٍ وَتَعَلَّمْتُ الْفِقْهَ الَّذِيْ عِنْدِيْ مِنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ۔ ص۲۲۵

احمد بن ابراہیم نے کہا۔ میں نے منصور بن ہاشم سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ہم عبداللہ بن مبارک کے ساتھ مقادیسہ میں تھے کہ ان کے پاس ایک شخص اہالی کوفہ میں سے آیا اور اس نے ابو حنیفہ کی برائی بیان کی۔ عبداللہ بن مبارک نے اس شخص سے کہا۔ افسوس ہے تجھ پر کہ تو ایسے شخص کی برائی بیان کر رہا ہے جس نے پینتالیس سال ایک وضو سے پانچ وقت کی نماز پڑھی ہے اور جو سارا قرآن عظیم ایک رات میں دو رکعتوں کے اندر پڑھا کرتے تھے اور یہ فقہ جو مجھ کو آتی ہے میں نے ابو حنیفہ سے سیکھی ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ يَحْيٰى الْحِمَّانِيُّ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِهٖ اَنَّ اَبَا حَنِيْفَةَ كَانَ يُصَلِّي الْفَجْرَ بِوُضُوْءِ الْعِشَاءِ وَ

كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ مِنَ اللَّيْلِ تَرَيَّنَ حَتَّى يُسْرَجَ لِحْيَتُهُ۔ ص۲۵۵

ابو یحییٰ حمانی نے ابو حنیفہ کے بعض اصحاب سے بیان کیا ہے کہ ابو حنیفہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے اور جب وہ رات میں نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی زینت کرتے تھے اور داڑھی میں کنگھی کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ سَمِعْتُ زَائِدَةَ يَقُولُ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي حَنِيفَةَ فِي مَسْجِدِهِ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، وَخَرَجَ النَّاسُ وَلَمْ يَعْلَمْ أَنِّي فِي الْمَسْجِدِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْرِفُنِي أَحَدٌ، قَالَ فَقَامَ وَقَدْ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ حَتَّى بَلَغَ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ: فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ۔ فَأَقَامَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ فَرَاغَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهَا حَتَّى أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ۔ ص۲۵۵

احمد بن یونس نے کہا میں نے زائدہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے میں نے ابو حنیفہ کے ساتھ ان کی مسجد میں عشاء کی نماز پڑھی، پھر لوگ چلے گئے اور ابو حنیفہ کو خبر نہ تھی کہ میں مسجد میں ہوں، میرا ارادہ ان سے ایک مسئلہ کا پوچھنا تھا اس طرح کہ کوئی دیکھے نہیں۔ ابو حنیفہ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اور وہ اس آیت شریفہ پر پہنچے۔ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ (سورہ طور کی آیت ۲۷) پھر احسان کیا اللہ نے ہم پر اور بچایا ہم کو لوؤں کے عذاب سے (یعنی دوزخ کی بھاپ بھی نہ لگی موضح القرآن)

میں آپ کے انتظار میں بیٹھ گیا اور آپ اس آیت شریفہ کو دہراتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور مؤذن نے صبح کی اذان دی۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَبَا نُعَيْمٍ ضِرَارَ بْنَ صُرَدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ الْكُمَيْتِ يَقُولُ: وَكَانَ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ۔ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ شَدِيدَ التَّعَوُّدِ مِنَ اللَّهِ فَقَامَ بِنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الْمُؤَذِّنُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ إِذَا الزَّلْزَلَةُ، وَأَبُو حَنِيفَةَ خَلْفَهُ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ وَخَرَجَ النَّاسُ نَظَرْتُ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ جَالِسٌ يَفْكُرُ وَيَتَنَفَّسُ، فَقُلْتُ أَقُومُ لَا يَقْتُلُ قَلْبَهُ بِي، فَلَمَّا خَرَجْتُ تَرَكْتُ الْقِنْدِيلَ وَلَمْ يَكُنْ فِيهِ إِلَّا زَيْتٌ قَلِيلٌ، فَجِئْتُ وَقَدْ طَلَعَ الْفَجْرُ وَهُوَ قَائِمٌ قَدْ أَخَذَ بِلِحْيَةِ نَفْسِهِ وَهُوَ يَقُولُ يَا مَنْ يَجْزِي بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ خَيْرٍ خَيْرًا وَيَا مَنْ يَجْزِي بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ شَرٍّ شَرًّا، أَجِرْنِي مِمَّا تُجِيرُ مِنْهُ عَبْدَكَ مِنَ النَّارِ وَمَا يُقَرِّبُ مِنْهَا مِنَ الشُّرُورِ فَأَدْخِلْهُ فِي سَعَةِ رَحْمَتِكَ، قَالَ فَأَخَذْتُ الْقِنْدِيلَ أَنْظُرُ وَهُوَ قَائِمٌ فَلَمَّا دَخَلْتُ قَالَ تُرِيدُ أَنْ تَأْخُذَ الْقِنْدِيلَ۔ قَالَ۔

قُلْتُ قَدْ أَذَّنْتُ لِصَلَاةِ الْغَدَاةِ، قَالَ أَكُنْتَ عَلَى مَا رَأَيْتُ وَرَكَعْتَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَجَلَسْتَ حَتَّى أَقَمْتَ الصَّلَاةَ وَصَلَّيْتَ مَعَنَا الْغَدَاةَ عَلَى وُضُوءِ أَوَّلِ اللَّيْلِ۔ ص۲۵۵

احمد بن محمد نے کہا میں نے ابو نعیم ضرار بن صرد سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ یزید بن کمیت سے جو کہ برگزیدہ لوگوں میں سے تھے، کہہ رہے تھے کہ ابو حنیفہ شدت کے ساتھ اللہ سے ڈرتے تھے۔ علی بن حسین مؤذن نے ہم کو عشاء کی نماز پڑھائی۔ انہوں نے سورہ اِذَا زُلْزِلَتْ پڑھی۔ نماز کے بعد جب لوگ مسجد سے چلے گئے، میں نے ابو حنیفہ کو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے سوچ رہے ہیں اور آہیں بھر رہے ہیں۔ میں نے دل میں کہا کہ میرا جانا بہتر ہے تاکہ ان کا دل میری طرف راغب نہ ہو جب میں جانے لگا قندیل کو جلتا چھوڑ گیا اس میں تھوڑا تیل تھا اور جب صبح صادق ہونے کے بعد میں لوٹ کر مسجد آیا میں نے دیکھا کہ ابو حنیفہ اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔

اے وہ پاک ذات جو ذرہ بھر بھلائی کا بھلائی سے بدلہ دے گا اور اے وہ پاک ذات جو ذرہ بھر برائی کا برائی سے بدلہ دے گا اپنے بندہ نعمان کو دوزخ سے اور اس برائی سے جو دوزخ کے قریب کرے پناہ دے اور اس کو اپنی رحمت کی فراخی میں داخل کرے۔ مؤذن کہتے ہیں میں نے اذان دی اور میں نے دیکھا کہ قندیل روشن ہے اس کا نور خوب پھیل رہا ہے اور آپ کھڑے ہیں، پھر میں مسجد میں داخل ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا قندیل اٹھانا چاہتے ہو۔ میں نے کہا کہ میں نے صبح کی نماز کے لئے اذان دے دی ہے۔ آپ نے فرمایا تم میرے اس واقعہ کو پوشیدہ رکھو۔ پھر آپ نے سنتیں پڑھیں اور بیٹھے رہے پھر میں نے اقامت کہی اور انہوں نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز شام کے وضو سے پڑھی۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَوْرَعَ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَدْ بُلِيَ بِالْقَضَاءِ فَأَبَى الْمَوَالِ۔

ابن مبارک نے کہا۔ ابو حنیفہ سے زیادہ پرہیزگار میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ ان کی آزمائش دولت سے اور کوڑوں سے ہوئی ہے۔

قَالَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ صُهَيْبٍ الْكِلْبِيَّ يَقُولُ أَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ يَتَمَثَّلُ كَثِيرًا۔

عَطَاؤُ ذِي الْعَرْشِ خَيْرٌ مِنْ عَطَائِكُمْ ... وَسَيْبُهُ وَاسِعٌ يُرْجَى وَيُنْتَظَرُ

أَنْتُمْ يُعْطِي دُمَا تُعْطُونَ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ يُعْطِي بِلَا مَنٍّ وَلَا كَدَرٍ

زید بن ارقم نے کہا میں نے عبداللہ بن مصیب کلبی سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت اکثر بہ طور مثال پڑھا کرتے تھے۔

۱۔ خداوند عرش کی عطا تمہاری عطا سے بہتر ہے، اس کا فیضان فراخ ہے جس کی امید کی جاتی ہے اور انتظار کیا جاتا ہے۔

۲۔ تم جو کچھ دیتے ہو تمہارا احسان اس کو کدر کر دیتا ہے اور اللہ رب العزت کی عطا بلا احسان اور بلا کدورت ہوتی ہے۔

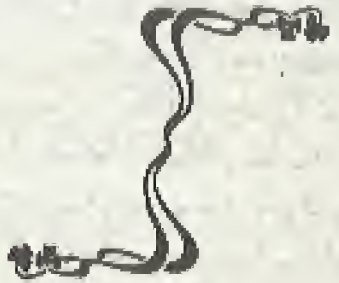

۳۔ امام حافظ ابوعمر یوسف بن عبدالبر مالکی مغربی متوفی ۴۶۳ھ نے اپنی کتاب الانتقاء فی الکنی میں لکھا ہے۔ [1]

"كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ إِمَامًا حَسَنَ الرَّأْيِ وَالْقِيَاسِ، لَطِيفَ الِاسْتِخْرَاجِ جَيِّدَ الْإِدْرَاكِ حَاضِرَ الْفَهْمِ، وَرِعًا، عَاقِلًا، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ مَذْهَبُهُ فِي أَخْبَارِ الْآحَادِ الْعُدُولِ أَنْ لَا يَقْبَلَ مِنْهَا مَا خَالَفَ الْأُصُولَ الْمُجْمَعَ عَلَيْهَا، فَأَنْكَرَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْحَدِيثِ ذَلِكَ وَذَمُّوهُ وَأَفْرَطُوا، وَحَسَدَهُ مِنْ أَهْلِ وَقْتِهِ مَنْ بَغَى عَلَيْهِ وَاسْتَطَالَ الْغِيبَةَ فِيهِ وَعَظَّمَهُ آخَرُونَ وَرَفَعُوا مِنْ ذِكْرِهِ وَاتَّخَذُوهُ إِمَامًا وَأَفْرَطُوا أَيْضًا فِي مَدْحِهِ، وَأَلَّفَ النَّاسُ فِي فَضَائِلِهِ وَمَثَالِبِهِ وَالطَّعْنِ عَلَيْهِ۔

ثُمَّ قَالَ: أَبُو عُمَرَ: وَأَهْلُ الْفِقْهِ لَا يَلْتَفِتُونَ إِلَى مَنْ طَعَنَ عَلَيْهِ وَلَا يُصَدِّقُونَ بِشَيْءٍ مِنَ السُّوءِ يُنْسَبُ إِلَيْهِ۔

ابوحنیفہ فقہ میں امام تھے ان کی رائے خوب، قیاس عمدہ، مسئلہ لطیف پیرایہ سے نکالتے تھے، ان کا ذہن اچھا تھا، سمجھ ہر وقت ساتھ دیتی تھی، ذکی، صاحب تقویٰ اور عقلمند تھے، البتہ اخبار آحاد عدول کے متعلق ان کا مذہب یہ تھا، اگر ان کی روایت کسی ایسی اصل کے خلاف ہو جو سب کے نزدیک مسلم ہو تو یہ روایت غیر مقبول ہے، اہل حدیث نے اس پر انکار کیا ہے اور آپ کی مذمت کی ہے اور افراط سے کام لیا ہے اور آپ سے آپ کے زمانے کے سرکش مخالفوں نے حسد کیا ہے اور انہوں نے آپ کی غیبت کرنی جائز قرار دے دی ہے، دوسری جماعت نے آپ کی تعظیم کی ہے اور آپ کا خوب ذکر کیا ہے اور آپ کو اپنا امام بنایا ہے۔ ان لوگوں نے آپ کی مدح کرنے میں افراط سے کام لیا ہے، اور لوگوں نے آپ کے فضائل کے بیان میں اور آپ کے مساوی اور آپ پر طعن میں کتابیں لکھی ہیں۔

---

[1] یہ کتاب دستیاب نہیں ہوئی۔ امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف زرندی شامی شافعی نے اپنی کتاب عقود الجمان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان کے صفحہ ۲۰۸ میں یہ عبارت لکھی ہے۔

ابو عمر کہتا ہے "اہل فقہ طعن کرنے والوں کی طرف التفات نہیں کرتے ہیں اور نہ ان کی ذکر کردہ برائیوں کی تصدیق کرتے ہیں"

علامہ ابو عمر ابن عبد البر نمیری قرطبی نے کتاب "اَلْاِنْتِقَاءُ فِیْ فَضَائِلِ الثَّلَاثَۃِ الْاَئِمَّۃِ الْفُقَہَاءِ" امام مالک، امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے احوال میں لکھی ہے۔ تیسرے حصہ میں حضرت امام کا مقام کا ذکر ہے، یہ حصہ صفحہ ۱۲۱ سے صفحہ ۱۷۵ تک ہے۔ اس حصہ کا دیباچہ درج ذیل ہے۔

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ وَاَذْکُرُ فِیْ ھٰذَا الْجُزْءِ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بَعْضَ مَا حَضَرَنِیْ ذِکْرُہٗ مِنْ اَخْبَارِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَفَضَائِلِہٖ وَاَذْکُرُ بَعْضَ مَنْ اَثْنٰی عَلَیْہِ وَحَمِدَہٗ وَنَبَذَ اَیْمَا طَعَنَ فِیْہِ عَلَیْہِ لِتَرْدِیَۃِ بِمَا اَعْتَمَدَ لِنَفْیِ فِی الْفِقْہِ وَرَدِّہٖ بِذٰلِکَ اَخْبَارَ الْاٰحَادِ الثِّقَاتِ اِذَا لَمْ یَکُنْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ وَمَا اَجْمَعَتِ الْاُمَّۃُ عَلَیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی ذٰلِکَ الْخَبَرِ وَسَمَّاہُ الْخَبَرَ الشَّاذَّ وَطَرْحَہٗ وَکَانَ مَعَ ذٰلِکَ اَیْضًا لَا یَرٰی الطَّاعَاتِ وَاَعْمَالَ الْبِرِّ مِنَ الْاِیْمَانِ فَعَابَہٗ بِذٰلِکَ اَھْلُ الْحَدِیْثِ، فَھٰذَا الْقَوْلُ یَسْتَوْعِبُ مَعْنٰی مَا یَلِیْحُ بِہٖ مَنْ طَعَنَ عَلَیْہِ مِنْ اَھْلِ الْاَثَرِ۔

وَقَدْ اَثْنٰی عَلَیْہِ قَوْمٌ کَثِیْرٌ بِفِقْھِہٖ وَبِفَضْلِہٖ وَحُسْنِ قِیَاسِہٖ وَوَرَعِہٖ وَفِیْمَا نَبَّہَہٗ عَلَیْہِ السَّلَاطِیْنَ فَقَدْ ذَکَرْتُ فِیْ ھٰذَا الْکِتَابِ عُیُوْنًا مِنَ الْمَعْنِیَیْنِ جَمِیْعًا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ وَھُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ"

اس تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ میں امام ابو حنیفہ کے فضائل اور آپ کی تعریف کرنے والوں کا ذکر (جو کہ مجھ کو اس وقت یاد ہے) کرتا ہوں اور ابتدا اس سے کرتا ہوں کہ آپ نے مسائل فقہیہ میں اخبار آحاد کے قبول کرنے کے لئے یہ قاعدہ رکھا ہے کہ اس خبر آحاد کی تائید کلام اللہ سے یا اُمت کے متفقہ فیصلہ سے ہوتی ہو اور اگر یہ تائید نہیں ہوتی ہے تو یہ حدیث شاذ اور ناقابل عمل ہے۔ اور ایمان کے سلسلہ میں آپ نے فرمایا ہے کہ ایمان کا تعلق قلب سے ہے کہ دل پوری طرح گواہی دے کہ اللہ ایک ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جس کا یہ عقیدہ ہو وہ مومن ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکات اور حرمات سے اجتناب ارکان اسلام ہیں ایمان کے اجزاء نہیں ہیں۔

ان دونوں باتوں کی وجہ سے اہل حدیث نے مخالفت کی ہے اور حد درجہ شدت سے مخالفت کی ہے۔

حضرت امام کی مخالفت کا بیان بعد میں آرہا ہے وہاں ان مسائل کا ذکر ہوگا۔ اس مقالہ میں حضرت امام کی مدح وستائش ائمہ کا بیان کیا جا رہا ہے۔

ابن عبد البر نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابو حنیفہ کی سمجھ اور آگاہی اور آپ کے قیاس کی خوبی اور آپ کے ورع اور امراء و سلاطین سے کنارہ کش رہنے کی وجہ سے ایک بڑی جماعت نے آپ کی تعریف کی ہے۔ ابن عبد البر نے صفحہ ۱۲۴ سے ۱۳۷ تک سرخیاں قائم کر کے چھبیس ۲۶ بایں نام افراد کا ذکر کیا ہے جو حضرت امام کے مداح ہیں، ان کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت محمد باقر	۲۔ حماد بن سلیمان	۳۔ مسعر بن کدام	۴۔ ایوب سختیانی
۵۔ اعمش	۶۔ شعبۃ بن الحجاج	۷۔ سفیان ثوری	۸۔ مغیرہ بن مقسم ضبی
۹۔ حسن بن صالح بن حی	۱۰۔ سفیان بن عیینہ	۱۱۔ سعید بن ابی عروبہ	۱۲۔ حماد بن زید
۱۳۔ شریک القاضی	۱۴۔ ابن شبرمہ	۱۵۔ یحییٰ بن سعید قطان	۱۶۔ عبد اللہ بن مبارک
۱۷۔ قاسم بن معن	۱۸۔ عمر بن عبد الجبار	۱۹۔ زہیر بن معاویہ	۲۰۔ ابن جریج
۲۱۔ عبد الرزاق بن ہمام	۲۲۔ شافعی	۲۳۔ وکیع	۲۴۔ خلد والمصلی
۲۵۔ فضل بن موسیٰ سینانی	۲۶۔ عیسیٰ بن یونس	رحمۃ اللہ علیہم اجمعین	

ان گرامی قدر اصحاب کے نام پڑھ کر عاجز کو یہ مصرع یاد آیا ؎

ہمہ عالم گواہِ عصمتِ اوست

یہ عاجز ان حضرات کے بعض ارشادات نقل کرتا ہے۔

امام ابو حنیفہ حضرت باقر کی خدمت میں پہنچے۔ ان سے کچھ سوالات کئے۔ جوابات سن کر تشریف لے گئے۔ حضرت باقر نے فرمایا۔ مَا اَحْسَنَ ھَدْیَہٗ وَسَمْتَہٗ وَمَا اَکْثَرَ فِقْھَہٗ (۱۳۳) کیا ہی اچھا ہے ان کا طریقہ اور روش اور کیا ہی زیادہ ہے ان کی فقہ۔

اور امام ابو حنیفہ نے ان سے روایت لی ہے۔ قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ اَنَّ اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ عَلَیْہِ اَنَّ عَلِیًّا دَخَلَ عَلٰی عُمَرَ وَھُوَ مُسَجًّی عَلَیْہِ بِثَوْبٍ فَقَالَ مَا مِنَ الْحَیِّ اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ اَلْقَی اللّٰہَ بِصَحِیْفَتِہٖ مِنْ ھٰذَا الْمُسَجًّی بِرِدَائِہٖ۔ ص۱۳۳

ابو جعفر محمد بن علی نے ابو حنیفہ سے بیان کیا کہ حضرت علی حضرت عمر کے جنازہ کے پاس گئے حضرت عمر پر چادر پڑی ہوئی تھی آپ نے کہا، کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ میں اس کا نامۂ اعمال لے کر اللہ کے پاس جاؤں بجز اس چادر پوش کے۔ رضی اللہ عنہما۔

قَالَ حَمَّادُ بْنُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ: سَاَلَ اَبِیْ حَمَّادَ بْنَ اَبِیْ سُلَیْمَانَ عَنْ مَسَائِلَ مِنَ الطَّلَاقِ فَاَجَابَهٗ فَجَعَلَ اَبُوْحَنِیْفَةَ یُنَازِعُهٗ فِی الْمَسْئَلَةِ حَتّٰی سَکَتَ حَمَّادٌ فَلَمَّا قَامَ اَبُوْحَنِیْفَةَ قَالَ حَمَّادٌ هٰذَا فَقِیْهُ الْکُوْفَةِ یُحْیِی اللَّیْلَ وَیَقُوْمُهٗ۔ ص۱۲۴

حماد پسر حضرت امام کہتے ہیں کہ میرے باپ نے حماد بن ابی سلیمان (آپ کے استاد مکرم) سے طلاق کا ایک مسئلہ پوچھا۔ حماد نے اس کا جواب دیا۔ ابو حنیفہ ان سے بحث کرتے رہے یہاں تک کہ حماد خاموش ہو گئے اور ابو حنیفہ چلے گئے۔ حماد نے کہا۔ یہ ان کی فقہ ہے ساری رات جاگتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

قال مسعر بن کدام: رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا حَنِیْفَةَ۔ اِنْ کَانَ لَفَقِیْهًا عَالِمًا۔ ص۱۲۵

مسعر بن کدام نے کہا۔ اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ پر رحم فرمائے یقیناً آپ ایک فقیہ اور عالم تھے۔

قال اسماعیل الصائغ سمعت شبابة بن سوار یقول کان شعبة حسن الرای فی ابی حنیفة وکان یستشفی فی ابیات مسادر الوراق۔

اسماعیل صائغ نے کہا میں نے شبابہ بن سوار سے سنا وہ کہتے تھے کہ شعبہ کی رائے ابو حنیفہ کے متعلق اچھی تھی اور مجھ کو مسادر وراق کے یہ اشعار سناتے تھے۔

اِذَا مَا النَّاسُ یَوْمًا خَایَسُوْنَا	بِاٰیٍ مِنَ الْفُتْیَا ظَرِیْفَةٍ
رَمَیْنَاهُمْ بِمِقْیَاسٍ مُصِیْبٍ	ضَلِیْلٍ مِنْ طِرَازِ اَبِیْ حَنِیْفَه
اِذَا تَبِعَ الْفَقِیْهُ بِهٖ دُعَاهُ	وَاَثْبَتَهٗ بِعِجْلٍ فِیْ صَحِیْفَه ص۱۲۶

۱۔ اگر کسی دن لوگ ہم سے غیر مانوس نئے فتوے میں قیاس کی بحث کریں گے۔

۲۔ ہم ان کے سامنے ایسا اچھا مضبوط قیاس کرنے کا طریقہ رکھ دیں گے جو ابو حنیفہ کے طرز کا ہوگا

۳۔ جب اس کو فقیہ سنے گا یاد کر لے گا اور روشنائی سے اس کو صحیفہ میں لکھ لے گا۔

حسین بن واقد نے کہا۔ مرو میں ایک مسئلہ پیش آیا وہاں کسی سے حل نہ ہوا میں عراق آیا اور میں نے سفیان ثوری سے دریافت کیا، وہ تھوڑی دیر سوچتے رہے پھر انہوں نے کہا۔ اے حسین اس مسئلہ کا علم میں نہیں جانتا میں نے کہا، تم امام ہو اور میں مرو سے اس مسئلہ کے لئے آیا ہوں اور تم کہتے ہو کہ میں نہیں جانتا۔ انہوں نے کہا کہ میں لے وہی جواب دیا ہے جو ابن عمر نے دیا تھا (حضرت نے لاادری فرمایا تھا) حسین کہتے ہیں پھر میں ابو حنیفہ کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا، انہوں نے

جواب دیا اور میں سفیان کے پاس آیا اُن سے واقعہ بیان کیا، انہوں نے ابو حنیفہ کا جواب پوچھا میں نے ان کو بتایا، وہ جواب سن کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر کہا۔ یا حسین هُوَ مَا قَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ اے حسین جواب وہی ہے جو ابو حنیفہ نے کہا ہے۔

قَالَ جَرِیْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِیْدِ قَالَ الْمُغِیْرَةُ بْنُ مِقْسَمٍ الضَّبِّیُّ یَا جَرِیْرُ لَا تَاْتِیْ اَبَا حَنِیْفَةَ۔ ص۱۲۷

مغیرہ نے جریر بن عبد الحمید سے کہا۔ اے جریر ابو حنیفہ کے پاس کیوں نہیں جاتے۔

قَالَ یَحْیٰی بْنُ اٰدَمَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ صَالِحٍ یَقُوْلُ کَانَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ فَهْمًا عَالِمًا ثَبْتًا فِیْ عِلْمِهٖ اِذَا صَحَّ عِنْدَهُ الْخَبَرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَعْدُ اِلٰی غَیْرِهٖ۔

یحییٰ بن آدم نے کہا میں نے حسن بن صالح ـــــ سے سنا کہ نعمان بن ثابت سمجھدار عالم تھے وہ اپنے علم میں ثابت قدم تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ان کے نزدیک ثابت ہو جاتی تھی تو پھر اس کو چھوڑ کر کسی طرف نہیں جاتے تھے۔

قَالَ سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ اَوَّلُ مَنْ اَقْعَدَنِیْ لِلْحَدِیْثِ بِالْکُوْفَةِ اَبُوْحَنِیْفَةَ اَقْعَدَنِیْ فِی الْجَامِعِ وَقَالَ هٰذَا اَقْعَدَ النَّاسِ بِحَدِیْثِ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ فَحَدَّثْتُهُمْ۔ ص۱۲۸

سفیان بن عیینہ نے کہا۔ مجھ کو کوفہ کی جامع مسجد میں ابتداءً حدیث شریف پڑھانے کے لئے ابو حنیفہ نے بٹھایا ہے، انہوں نے لوگوں سے کہا کہ سفیان بن عیینہ کو عمرو بن دینار کی روایات میں مکہ ہے۔ اس کے بعد میں نے احادیث کی روایت کی۔

قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَّاءٍ الْخَفَّافُ سُئِلَ سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ شَیْءٍ مِنْ عِلْمِ الطَّلَاقِ فَاَجَابَ فِیْهِ فَقِیْلَ لَهٗ هٰکَذَا قَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ فِیْهِ فَقَالَ سَعِیْدٌ کَانَ اَبُوْحَنِیْفَةَ عَالِمَ الْعِرَاقِ۔ ص۱۲۹

عبد الوہاب بن عطاء خفاف بیان کرتے ہیں کہ سعید بن عروبہ سے علم طلاق کے متعلق کچھ دریافت کیا گیا۔ آپ نے جواب دیا۔ کسی نے کہا کہ اسی طرح اس مسئلہ کا جواب ابو حنیفہ نے دیا ہے۔ سعید نے کہا۔ ابو حنیفہ عراق کے عالم تھے۔

قَالَ شَرِیْكٌ الْقَاضِیْ النَّخَعِیُّ کَانَ اَبُوْحَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ طَوِیْلَ الصَّمْتِ دَائِمَ الْفِکْرِ قَلِیْلَ الْمُجَادَلَةِ لِلنَّاسِ۔ ص۱۳۱

قاضی شریک نخعی نے کہا۔ ابو حنیفہ پر اللہ رحمت فرمائے بہت دیر خاموش رہتے تھے ہر وقت فکر میں رہتے۔ لوگوں سے مجادلہ قلیل تھا۔

قَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ عَجَزَتِ النِّسَاءُ اَنْ تَلِدَ مِثْلَ النُّعْمَانِ۔ ص۱۳۱

عورتیں عاجز ہوگئیں کہ نعمان کا مثل جنیں۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ الْقَطَّانُ اَرَاَيْتُمْ اِنْ عِبْنَا عَلٰى اَبِيْ حَنِيْفَةَ شَيْئًا وَاَنْكَرْنَا بَعْضَ قَوْلِهٖ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ نَتْرُكَ مَا اسْتَحْسَنَّا مِنْ قَوْلِهِ الَّذِيْ وَافَقْنَاهُ عَلَيْهِ۔ ص۱۳۱

یحییٰ بن سعید قطان نے کہا، یہ تو بتاؤ اگر ہم ابوحنیفہ کے کسی مسئلہ کو پسند نہیں کرتے یا ہم ان کے کسی قول کو نہیں لیتے تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم ان کے اُن اقوال کو بھی چھوڑ دیں جن کو ہم اچھا سمجھتے ہیں اور جن میں وہ ہمارے موافق ہیں۔

قَالَ الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ۔

۱۔ رَاَيْتُ اَبَا حَنِيْفَةَ كُلَّ يَوْمٍ ... يَزِيْدُ نَبَاهَةً وَيَزِيْدُ خَيْرًا

۲۔ وَيَنْطِقُ بِالصَّوَابِ وَيَصْطَفِيْهِ ... اِذَا مَا قَالَ اَهْلُ الْجَوْرِ جَوْرًا

۳۔ يُقَايِسُ مَنْ يُقَايِسُهُ بِلُبٍّ ... وَمَنْ ذَا تَجْعَلُوْنَ لَهُ نَظِيْرًا

۴۔ كَفَانَا فَقْدَ حَمَّادٍ وَكَانَتْ ... مُصِيْبَتُنَا بِهٖ اَمْرًا كَبِيْرًا

۵۔ رَاَيْتُ اَبَا حَنِيْفَةَ حِيْنَ يُؤْتٰى ... وَيُطْلَبُ عِلْمُهُ بَحْرًا غَزِيْرًا

۶۔ اِذَا مَا الْمُشْكِلَاتُ تَدَافَعَتْهَا ... رَاَيْتَ الْعِلْمَ كَانَ بِهَا بَصِيْرًا

حسن بن ربیع نے کہا۔ میں نے عبداللہ بن مبارک سے سُنا وہ کہہ رہے تھے۔

۱۔ میں نے ابوحنیفہ کو دیکھا کہ اُن میں ہر دن شرافت اور خیر کا اضافہ ہوتا ہے۔

۲۔ اور وہ صحیح بات کہتے ہیں اور اسی کو اختیار کرتے ہیں جب کہ اہلِ جور ظلم کی بات کرتے ہیں۔

۳۔ وہ اس شخص سے قیاس کی بحث کرتے ہیں جو آپ سے عقل کی بات کرے، وہ کون ہے جس کو تم ان کی نظیر بناتے ہو۔

۴۔ انہوں نے ہمارے لئے حضرت حمادؒ کے فقدان کا مداوا کیا حالانکہ حماد کی جدائی ہمارے لئے ایک بڑی مصیبت تھی۔

۵۔ میں نے ان کو گہرا سمندر دیکھا جب کہ کوئی ان کے پاس آتا تھا اور علم کا طلبگار رہتا تھا۔

۶۔ جب کہ علماء مسائل کو ایک دوسرے پر ٹالتے تھے آپ اُن سے واقف تھے۔

قِيْلَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنْتَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنْ تَلَامِيْذِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ فَقَالَ مَا جَلَسَ النَّاسُ اِلٰى اَحَدٍ اَنْفَعَ لَهُمْ

مِنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ تَعَالَ مَعِيْ اِلَيْهِ، فَجَاءَ فَلَمَّا جَلَسَ اِلَيْهِ لَزِمَهُ وَقَالَ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ هٰذَا۔ قَالَ سُلَيْمَانُ وَكَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ حَلِيْمًا وَقُوْرًا صَبُوْرًا۔ ص۱۳۳

قاسم بن معن سے کہا گیا تم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اولاد ہو کر ابوحنیفہ کی شاگردی پر رضامند ہو، انہوں نے کہا۔ ابوحنیفہ کی مجلس سے بہتر مجلس میں کوئی نہیں بیٹھا ہے۔ اور قاسم نے اس شخص سے کہا، آؤ میرے ساتھ اور ابوحنیفہ کی مجلس دیکھو، چنانچہ وہ شخص ان کے ساتھ گیا اور پھر اسی مجلس کا ہو رہا اور اس نے کہا میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا ہے۔ سلیمان بن الجا شیخ نے کہا۔ ابوحنیفہ بُردبار، پرہیزگار اور سخی تھے۔

قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْخٍ قَالَ لِيْ حَجْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْحَضْرَمِيُّ مَا رَاَى النَّاسُ اَحَدًا اَكْرَمَ مُجَالِسَةً مِنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَلَا اَعَدَّ اَكْرَمَ لِاَصْحَابِهٖ مِنْهُ۔ ص۱۳۳

سلیمان بن ابی شیخ نے کہا کہ مجھ سے حجر بن عبدالجبار حضرمی نے کہا کہ لوگوں نے ابوحنیفہ سے بہت عمدہ مجالست کرنے والا نہیں دیکھا ہے اور نہ ان سے زیادہ اپنے اصحاب کا اکرام کرنے والا کسی کو دیکھا ہے۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ كُنَّا عِنْدَ زُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ زُهَيْرٌ مِنْ اَيْنَ جِئْتَ فَقَالَ مِنْ عِنْدِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ فَقَالَ زُهَيْرُ بْنُ ذَهَبَكَ اِلٰى اَبِيْ حَنِيْفَةَ يَوْمًا وَاحِدًا اَنْفَعُ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ اِلَيْهِ شَهْرًا۔ ص۱۳۳

علی بن جعد نے بیان کیا کہ ہم زہیر بن معاویہ کے پاس تھے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا زہیر نے اس سے پوچھا، کہاں سے آرہے ہو، اس نے کہا ابوحنیفہ کے پاس سے آرہا ہوں، زہیر نے کہا ابوحنیفہ کے پاس ایک دن تمہارا جانا تمہارے واسطے زیادہ مفید ہے میرے پاس ایک مہینہ تمہارے آنے سے۔

قَالَ حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يَقُوْلُ بَلَغَنِيْ عَنْ كُوْفِيِّكُمْ هٰذَا النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهُ شَدِيْدُ الْخَوْفِ لِلّٰهِ اَوْ قَالَ خَائِفٌ لِلّٰهِ۔

قَالَ رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ جُرَيْجٍ سَنَةَ خَمْسِيْنَ وَمِائَةٍ فَقِيْلَ لَهُ مَاتَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَدْ ذَهَبَ مَعَهُ عِلْمٌ كَثِيْرٌ۔ ص۱۳۵

حجاج بن محمد نے کہا میں نے ابن جریج سے سُنا وہ کہہ رہے تھے مجھ کو تمہارے اس کوفی نعمان بن ثابت کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ اللہ سے شدت کے ساتھ ڈرتے تھے اور ایک روایت میں ہے وہ اللہ سے خائف رہتے تھے۔

وکیع بن عبادہ نے کہا کہ میں سن ایک سو پچاس میں ابن جریج کے پاس تھا کہ ان سے کہا گیا۔ ابو حنیفہ کی وفات ہوگئی۔ انہوں نے کہا۔ اللہ ان پر رحمت کرے۔ یقیناً ان کے ساتھ بہت علم چلا گیا۔

قَالَ اَحْمَدُ بْنُ مَنْصُوْرِ الرَّمَادِیْ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّزَّاقِ بْنَ هَمَّامٍ یَقُوْلُ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ لَقَدْ رَاَیْتُهُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالنَّاسُ یَتَحَلَّقُوْنَ حَوْلَهٗ اِذْ سُئِلَ رَجُلٌ عَنْ مَسْئَلَةٍ فَاَفْتَاهُ بِهَا فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ قَالَ فِیْهَا الْحَسَنُ كَذَا وَكَذَا وَقَالَ فِیْهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ كَذَا فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ حَنِیْفَةَ اَخْطَاَ الْحَسَنُ وَاَصَابَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فَنَظَرْتُ فِی الْمَسْئَلَةِ فَاِذَا قَوْلُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِیْهَا كَمَا قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ وَتَابَعَهٗ اَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ۔ ص۳۵

احمد بن منصور رمادی نے کہا۔ میں نے عبدالرزاق بن ہمام کو کہتے سنا میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ علم والا کبھی کسی کو نہیں دیکھا۔ میں نے مسجد حرام میں ان کو دیکھا اور لوگ ان کو گھیرے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آپ سے مسئلہ دریافت کیا آپ نے اس کا جواب دیا۔ اس شخص نے کہا کہ اس مسئلہ میں حسن بصری نے یہ کہا ہے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے۔ آپ نے کہا حسن سے خطا ہوئی ہے اور عبداللہ بن مسعود صواب پر ہیں۔ اس بات پر لوگوں نے شور مچایا (دوسری روایت سے ثابت ہے کہ بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے گئے) عبدالرزاق کہتے ہیں میں نے مسئلہ میں غور کیا۔ ابن مسعود کا وہی قول پایا جو ابو حنیفہ نے کہا تھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے اصحاب ابو حنیفہ کے پیرو ہوگئے۔

قَالَ عَبَّاسُ بْنُ عَزِیْزٍ سَمِعْتُ حَرْمَلَةَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ الشَّافِعِیَّ یَقُوْلُ كَانَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ وَقَوْلُهٗ فِی الْفِقْهِ مُسْتَقِیْمًا لَهٗ فِیْهِ قَالَ وَسَمِعْتُ حَرْمَلَةَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ الشَّافِعِیَّ یَقُوْلُ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَتَبَحَّرَ فِی الْمَغَازِیْ فَهُوَ عِیَالٌ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ وَمَنْ اَرَادَ الْفِقْهَ فَهُوَ عِیَالٌ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَةَ۔ ص۳۵

عباس بن عزیز نے کہا۔ میں نے سنا کہ حرملہ کہہ رہے تھے کہ میں نے شافعی سے سنا وہ کہہ رہے تھے، فقہ میں ابو حنیفہ کا قول مستقیم ہے۔ اور حرملہ نے یہ بھی کہا کہ شافعی نے کہا جو خواہش رکھتا ہو کہ مغازی میں دسترس حاصل کرے وہ محمد بن اسحاق کا عیال ہے اور جو فقہ کا ارادہ کرے وہ ابو حنیفہ کا عیال ہے۔

قَالَ عَبَّاسُ الدُّوْرِیُّ سَمِعْتُ یَحْیٰی بْنَ مَعِیْنٍ یَقُوْلُ مَا رَاَیْتُ مِثْلَ وَكِیْعٍ وَكَانَ یَقْضِیْ بِرَاْیِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ۔ ص۳۶

عباس دوری نے کہا میں نے یحییٰ بن معین سے سنا کہ میں نے وکیع کا مثل نہیں دیکھا ہے

اور وہ ابو حنیفہ کی رائے پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ سَمِعْتُ یَزِیْدَ بْنَ هَارُوْنَ یَقُوْلُ قَالَ لِیْ خَلَّدُ الْوَاسِطِیُّ انْظُرْ فِیْ كَلَامِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ لِتَتَفَقَّهَ فَاِنَّهٗ قَدْ اُحْتِیْجَ اِلَیْكَ اَوْ قَالَ اِلَیْهِ۔ وَرَوٰی عَنْهُ خَلَّدُ الْوَاسِطِیُّ اَحَادِیْثَ كَثِیْرَةً۔ ص۳۶

محمد بن علی نے کہا میں نے یزید بن ہارون سے سنا کہ خلد الواسطی نے مجھ سے کہا تم ابو حنیفہ کے کلام کا مطالعہ کرو تاکہ تم کو تفقہ حاصل ہو کیونکہ اب تمہاری طرف یا فقہ کی طرف محتاجی ہوگئی ہے۔

قَالَ سُلَیْمَانُ الشَّاذَكُوْنِیُّ قَالَ عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ لَا تَتَكَلَّمْ فِیْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ بِسُوْءٍ وَلَا تَصِفَنَّ اَحَدًا شَیْئًا اَقَلَّ فِیْهِ فَاِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا رَاَیْتُ اَفْضَلَ مِنْهُ وَلَا اَوْرَعَ مِنْهُ وَلَا اَفْقَهَ مِنْهُ۔ ص۳۶

سلیمان شاذکونی نے کہا کہ عیسیٰ بن یونس نے کہا۔ برائی سے ہرگز ابو حنیفہ کے متعلق بات نہ کرو اور اس شخص کی ہرگز تصدیق نہ کرو جو ابو حنیفہ کے متعلق بری بات کہے، اللہ کی قسم میں نے ابو حنیفہ سے افضل، ان سے زائد ورع والا اور ان سے بڑھ کر فقیہ نہیں دیکھا ہے۔

عالی قدر چھبیس افراد کا ذکر کرکے ص۳۷ میں ابن عبدالبر نے لکھا ہے: "ان کے علاوہ ہم تک ابو حنیفہ کی ثنا اور تعریف کرنے والوں کا جو بیان پہنچا ہے ان کے نام یہ ہیں:-

۱۔ عبدالحمید بن یحییٰ حمانی	۱۱۔ سلم بن سالم	۲۱۔ الحسن بن عمارہ	۳۱۔ ابوبکر بن عیاش
۲۔ معمر بن راشد	۱۲۔ یحییٰ بن آدم	۲۲۔ ابونعیم الفضل بن دکین	۳۲۔ مالک بن مغول
۳۔ النضر بن محمد	۱۳۔ یزید بن ہارون	۲۳۔ الحکم بن ہشام	۳۳۔ ابوخلد الاحمر
۴۔ یونس بن ابی اسحاق	۱۴۔ ابن ابی رزمہ	۲۴۔ یزید بن زریع	۳۴۔ قیس بن الربیع
۵۔ اسرائیل بن یونس	۱۵۔ سعید بن سالم القداح	۲۵۔ عبداللہ بن داؤد الخریبی	۳۵۔ ابوعاصم النبیل
۶۔ زفر بن ہذیل	۱۶۔ شداد بن حکیم	۲۶۔ محمد بن فضیل	۳۶۔ عبداللہ بن موسیٰ
۷۔ عثمان البتی	۱۷۔ خارجہ بن مصعب	۲۷۔ زکریا ابن ابی زائدہ	۳۷۔ محمد بن جابر الیمامی
۸۔ جریر بن عبدالحمید	۱۸۔ خلف بن ایوب	۲۸۔ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ	۳۸۔ شقیق البلخی
۹۔ ابومقاتل حفص بن مسلم	۱۹۔ ابوعبدالرحمٰن المقری	۲۹۔ زائدہ بن قدامہ	۳۹۔ علی بن عاصم
۱۰۔ ابویوسف القاضی	۲۰۔ محمد بن السائب الکلبی	۳۰۔ یحییٰ بن معین	۴۰۔ یحییٰ بن نصر

آپ نے اکابر میں سے چالیس افراد کے نام لکھے ہیں۔ رحمہم اللہ۔

۲۴ صدر الائمہ ابو المؤید الموفق بن احمد مکی متوفی ۵۶۸ھ نے المناقب میں لکھا ہے۔

قال الحسن بن صالح کان ابو حنیفۃ شدید الحفظ عن الناسخ من الحدیث والمنسوخ فیعمل بالحدیث اذا ثبت عندہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن اصحابہ وکان عارفا بحدیث اھل الکوفۃ وفقہ اھل الکوفۃ شدید الاتباع لما کان علیہ الناس ببلدہ، وکان یقول ان لکتاب اللہ ناسخا ومنسوخا وان للحدیث ناسخا ومنسوخا وکان حافظا لفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاخیر الذی قبض علیہ وما وصل الی اھل بلدہ۔ (ج ۱ ص ۵۰)

حسن بن صالح نے بیان کیا کہ ابو حنیفہ ناسخ حدیث کی منسوخ حدیث سے شدت کے ساتھ جستجو کرتے تھے، وہ حدیث پر عمل کرتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے ثابت ہو جاتی تھی اور آپ اہل کوفہ کی حدیث اور ان کی فقہ کے عارف تھے اور اپنے شہر والوں کے طریقہ کے سختی کے ساتھ پابند تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ کتاب اللہ میں ناسخ و منسوخ ہے اور حدیث میں بھی ناسخ و منسوخ ہے۔ اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کی جس پر آنحضرت کی وفات ہوئی تھی نگہداشت رکھتے تھے۔

قال علی بن المدینی سمعت عبد الرزاق یقول کنت عند معمر فاتاہ ابن المبارک فسمعہ معمرا یقول ما اعرف رجلا یتکلم فی الفقہ ویسعہ ان یقیس ویستخرج فی الفقہ احسن معرفۃ من ابی حنیفۃ ولا اشفق علی نفسہ من ان یدخل فی دین اللہ شیئا من الشین من ابی حنیفۃ۔ (ج ۱ ص ۵۰)

علی بن مدینی نے کہا میں نے عبد الرزاق سے سنا وہ کہہ رہے تھے، میں معمر کے پاس تھا کہ ابن مبارک ان کے پاس آئے پھر ہم نے معمر کو کہتے سنا میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو فقہ میں بحث کرے اور فقہ میں اس کو قیاس کرنے اور استخراج مسائل کی اچھی استعداد حاصل ہو بہ نسبت ابو حنیفہ کے اور جو اپنے نفس پر اس بات سے بہت خائف ہو کہ وہ اللہ کے دین میں شک میں سے کچھ داخل کرے۔

قال محمد بن مقاتل سمعت ابن المبارک ومر بہ مسئلۃ متی یسع الرجل ان یفتی او ان یبنی

بالقضاء والحکم قال اذا کان عالما بالحدیث بصیرا بالرای عالما بقول ابی حنیفۃ۔ (ج ۱ ص ۵۰)

محمد بن مقاتل نے کہا میں نے سنا کہ ابن مبارک سے پوچھا گیا کہ کب کوئی شخص فتویٰ دے سکتا ہے یا قاضی بن سکتا ہے اور حکم کر سکتا ہے، انہوں نے کہا جب کہ وہ شخص حدیث کا عالم اور رائے کا جاننے والا اور ابو حنیفہ کے قول کا دانا ہو۔

ذکر الشیخ ابو عبد اللہ بن ابی حفص الکبیر سمعت حامد بن آدم قال سمعت احمد بن عمرو قال کان ابو حنیفۃ یقول لنا اذا احدثکم بشیء فجد فی الاثر فاطلبوہ فقد یکون فیہ الاثر ثم قال یوما اذا قال الرجل لامرأتہ انت طالق ثلاثا اشہر فلیس بمولٍ حتی یحلف علی اربعۃ اشہر ولم یذکر ابو حنیفۃ اثرا ولکن قال اطلبوا اثر ھذا المعنی فان فیہ قدم علینا سعید بن ابی عروبۃ وکان سعید فی ذلک الزمان یقدم علی غیرہ لکثرۃ علمہ باختلاف العلماء فسألناہ عن ھذہ المسئلۃ فقال حدثنا عن عامر الاحول عن عطاء عن ابن عباس انہ قال اذا حلف الرجل ان لا یقرب امرأتہ ثلاثۃ اشہر فلیس بمولٍ فترکنا اربعۃ اشہر فلیس بمولٍ فاتینا ابا حنیفۃ فبشرناہ وفرح بذلک وقلنا لابی حنیفۃ باتی حجۃ قلت لا یکون موليا، قال بکتاب اللہ عز وجل۔ الذین یؤلون من نسائہم تربص اربعۃ اشہر تربصت ان اجعل علی التقصیر براءۃ۔ (ج ۱ ص ۵۰)

ابو عبد اللہ بن ابو حفص کبیر نے بیان کیا کہ میں نے حامد بن آدم سے سنا کہ وہ کہتے تھے میں نے احمد بن عمرو سے سنا کہ ابو حنیفہ ہم سے کہا کرتے تھے، اگر ہم لوگوں سے میں کوئی بات کہوں اور اس کا اظہار کروں کہ اس سلسلہ میں کوئی اثر مجھ کو نہیں ملا ہے، تو تم لوگ اثر کی تلاش میں رہا کرو ہو سکتا ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی اثر وارد ہو، چنانچہ ایک دن آپ نے کہا اگر کسی شخص نے قسم کھا کر اپنی بیوی سے کہا کہ میں تین مہینے تک تیرے پاس نہیں آؤں گا، یہ ایلاء نہیں ہے، ایلاء اسی صورت میں ہوتا ہے کہ قسم کھا کر چار مہینے تک بیوی کے پاس نہ جانے کا اعلان کرے۔ ایک مدت کے بعد سعید بن ابی عروبہ کوفہ آئے اور اس زمانے میں سعید کو ان کی کثرت علم کی وجہ سے دوسروں پر مقدم رکھا جاتا تھا، ان کو اختلاف علماء کا اچھا علم تھا۔ لہٰذا ہم نے ان سے یہ مسئلہ پوچھا، انہوں نے کہا مجھ سے عامر احول نے، اُن سے عطاء نے، اور اُن سے ابن عباس نے کہا، اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ تین مہینے تک وہ اپنی بیوی کے پاس نہ جائے گا اور چار مہینے تک وہ رکا رہا، یہ ایلاء نہیں ہے۔ یہ روایت سن کر ہم نے آکر ابو حنیفہ کو بشارت دی، وہ خوش ہوئے،

ہم نے اُن سے پوچھا۔ آپ نے کس دلیل کی بنا پر یہ بات کہی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ آیت مبارکہ "لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ (بقرہ ۲۲)، جو لوگ قسم کھا کر کہتے ہیں اپنی عورتوں سے اُن کو فرصت ہے چار مہینے" سے اور مجھ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ اپنی رائے سے تفسیر میں جرأت کروں۔

قَالَ اَبُوْ حُبَابٍ رَاَيْتُ عَاصِمَ بْنَ اَبِي النَّجُوْدِ يَسْتَفْتِي اَبَا حَنِيْفَةَ فَاَفْتَاهُ فَرَاَيْتُهُ ... اِسْتَبْشَرَ بِذٰلِكَ وَقَالَ رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا اَبَا حَنِيْفَةَ وَجَزَاكَ خَيْرًا فَنِعْمَ الْمُفَرِّجُ اَنْتَ۔ (جلد ۱۱۵)

ابو حباب نے کہا میں نے (امام) عاصم بن ابی النجود کو دیکھا کہ وہ ابو حنیفہ سے فتویٰ طلب کر رہے تھے اور ابو حنیفہ نے اُن کو فتویٰ دیا اور میں نے دیکھا کہ فتویٰ لے کر وہ خوش ہوئے اور انہوں نے کہا۔ اے ابو حنیفہ، اللہ تم پر رحم فرمائے اور تم کو جزائے خیر دے تم اچھی فراخی کرنے والے ہو۔

يَذْكُرُ اَبُوْ حَمَّادٍ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ رَاَيْتُ مِسْعَرًا وَعُمَرَ بْنَ ذَرٍّ وَاَبَا حَنِيْفَةَ اَتَوْا عَاصِمَ بْنَ اَبِي النَّجُوْدِ فَحَيَّاهُمْ وَقَرَّبَهُمْ وَسَاَلُوْهُ عَنْ حَدِيْثِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَحَدِيْثِ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ وَغَيْرِهٖ مِنْ حَدِيْثِهٖ۔ قُلْتُ۔ وَكَانَ عَاصِمٌ وَهُوَ الْمُقْرِئُ شَيْخُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ كَانَ يَقُوْلُ لَهٗ اِذَا جَاءَهٗ يَسْتَفْتِيْهِ يَا اَبَا حَنِيْفَةَ اَتَيْتَنَا صَغِيْرًا وَاَتَيْتَنَا كَبِيْرًا۔ (جلد ۱۱۵)

ابو حماد سلیمان سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے مسعر، عمر بن ذر اور ابو حنیفہ کو دیکھا کہ عاصم بن ابی النجود کے پاس آئے وہ خوش ہوئے اور اپنے پاس بٹھایا، ان حضرات نے حدیث لیلۃ القدر اور حدیث صفوان بن عسال اور ان کی دوسری حدیثیں دریافت کیں۔

(مؤلف مقامات کہتے ہیں) میں کہتا ہوں امام عاصم بن ابی النجود نے ابو حنیفہ کو قرآن مجید پڑھایا ہے اور جب وہ فتویٰ لینے کے واسطے آیا کرتے تھے تو کہا کرتے تھے۔ اے ابو حنیفہ، تم ہمارے پاس چھوٹی عمر میں آئے اور ہم تمہارے پاس بڑی عمر میں آئے۔

قَالَ مُسَدَّدٌ سَمِعْتُ الْمُطَّلِبَ بْنَ زِيَادٍ يَقُوْلُ مَا كَلَّمَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَجُلًا فِيْ بَابٍ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا عَلَاهُ وَذَلَّ الرَّجُلُ وَتَضَعْضَعَ۔ (جلد ۱۱۹)

مطلب نے کہا، جب بھی ابو حنیفہ نے علم کے ابواب میں سے کسی باب میں کسی سے کلام کیا وہ عاجز ہو کر سر جھکا لیتا تھا۔

قَالَ عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَعَلَيْهِ حِلَقٌ كَثِيْرَةٌ مِنْ كُلِّ الْاَقَالِيْمِ قَدِ اجْتَمَعُوْا عَلَيْهِ يَسْاَلُوْنَهٗ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ فَيُجِيْبُهُمْ وَيُفْتِيْهِمْ كَاَنَّ الْمَسَائِلَ فِيْ كُفِّهٖ

يُخْرِجُهَا فَيُنَاوِلُهَا اِيَّاهُمْ۔ (جلد ۱۱۵)

عمار بن محمد نے کہا، حج کے زمانہ میں ابو حنیفہ کی نشست مسجد حرام میں ہوتی تھی آپ پر بڑا ہجوم ہوتا تھا، تمام ملکوں کے لوگ آپ پر جمع ہوتے تھے اور چاروں طرف سے سوالات کئے جاتے تھے، آپ ان کو جواب دیتے تھے اور فتویٰ دیتے تھے۔ گویا کہ مسائل آپ کی آستین میں ہیں اور آپ وہاں سے نکال کر لوگوں کو دے رہے ہیں۔

واضح رہے کہ اس زمانہ میں آستین جیب کا کام بھی دیا کرتی تھی۔

قَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ دَخَلْتُ عَلٰى اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَهُوَ مُغْتَمٌّ فَخِفْتُ اَنْ اَسْاَلَهٗ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ وَقَالَ يَا اَبَا يُوْسُفَ اَتَرَى اللّٰهَ يَسْاَلُنَا عَمَّا نَحْنُ فِيْهِ قَالَ فَقُلْتُ رَحِمَكَ اللّٰهُ مَا عَلَى الْمُجْتَهِدِ اِلَّا الْاِجْتِهَادُ قَالَ اَللّٰهُمَّ غَفْرًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنَا۔ (جلد ۱۱۵)

ابو یوسف کا بیان ہے، میں ابو حنیفہ کے پاس گیا اور اُن کو غمگین پایا اور ہمت نہ ہوئی کہ کچھ دریافت کرتا۔ آپ نے سر اُٹھا کر فرمایا۔ اے ابو یوسف کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم سے اللہ تعالیٰ پوچھ کرے گا میں نے کہا۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے، مجتہد پر کوشش ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے اللہ، مغفرت فرما۔ پھر آپ نے سر اُٹھا کر فرمایا۔ اے اللہ ہماری گرفت نہ کر۔

قَالَ حَرْبٌ اَنْبَاَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَجْلَحِ قَالَ كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ غَوَّاصًا يَغُوْصُ فَيُخْرِجُ الْمِسْكَ اللُّؤْلُؤَ وَالْيَاقُوْتَ۔ (جلد ۱۱۵)

حرب نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن اجلح نے کہا کہ ابو حنیفہ غوطہ خور تھے وہ غوطہ لگا کر عمدہ موتی اور یاقوت نکالتے تھے۔

یعنی سوچ کر دقیق مسائل بیان کرتے تھے۔

قَالَ صَالِحُ بْنُ سَعِيْدٍ اَنْبَاَ صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ زُفَرَ يَقُوْلُ كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اِذَا تَكَلَّمَ خُيِّلَ اِلَيْكَ اَنَّ مَلَكًا يُلَقِّنُهٗ۔ (جلد ۱۱۵)

صالح بن سعید نے کہا کہ صالح بن محمد نے زفر سے سنا وہ کہہ رہے تھے، ابو حنیفہ جب تکلم فرماتے تھے ہم یہ سمجھتے کہ فرشتہ ان کو تلقین کر رہا ہے۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ كَنْزَ الْعِلْمِ مَا كَانَ يَصْعُبُ الْمَسَائِلُ عَلٰى اَعْلَمِ النَّاسِ فَهُوَ كَانَ سَهْلًا عَلٰى اَبِيْ حَنِيْفَةَ۔

علی بن ہاشم نے کہا کہ ابو حنیفہ علم کا خزانہ تھے جو مسائل خوب بڑے عالم پر مشکل ہوتے تھے

آپ پر آسان ہوتے تھے۔

قَالَ بِشْرُ بْنُ يَحْيَى سَمِعْتُ اَبَامُعَاوِيَةَ الضَّرِيْرَ وَهُوَ مِنْ اَجِلَّةِ اَهْلِ الْكُوْفَةِ يَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ رَجُلًا اَعْلَمَ مِنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ لَا يُخَافُ عَلَيْهِ الْغَلَبَةُ وَلَا يُقْهَرُ عِنْدَ الْجِدَالِ وَلَا اَحْلَمَ مِنْهُ عِنْدَ الْمُنَاظَرَةِ۔ (جلد صـ۱۲۱)

بشر بن یحییٰ نے کہا میں نے کوفہ کے جلیل القدر فرد ابو معاویہ ضریر سے سنا، وہ کہہ رہے تھے میں نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر کسی کو عالم نہیں پایا، ان پر کسی کے غالب آنے کا کھٹکا نہ تھا۔ مجادلہ کے وقت غصہ نہیں کرتے تھے اور مناظرہ میں ان سے زیادہ علم والا کوئی نہ تھا۔

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ الْكَيْسَانِيُّ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ قَالَ قَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ بَعْدَ اَنْ سَمِعْتُ مِنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَكْثَرْتُ قُلْتُ لَاَنْبُلَنَّ فِيْ بَلَدٍ فِيْهِ اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَخَرَجْتُ اِلٰى بَعْضِ السَّوَادِ قَالَ فَنَزَلْتُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا يُوْسُفَ مَا تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ يَتَوَضَّاُ عَلٰى شَطِّ الْفُرَاتِ فَانْكَسَرَتْ جَرَّةٌ مِنْ خَمْرٍ وَالرَّجُلُ مِنْ تَحْتِ الْجَرَّةِ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا دَرَيْتُ اَنْ اُجِيْبَهُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ شُدَّ فَلَيْسَ نَصُوْمُ اِلَّا فِيْ بَلَدٍ فِيْهِ اَبُوْ حَنِيْفَةَ قَالَ فَلَمَّا صِرْتُ اِلٰى اَبِيْ حَنِيْفَةَ قَالَ اَيْنَ كُنْتَ فَاَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ قَالَ فَضَحِكَ وَقَالَ مَا دَرَيْتَ مَا تُجِيْبُهُ قُلْتُ وَاللّٰهِ مَا دَرَيْتُ مَا اُجِيْبُ فَقَالَ اِنْ وَجَدَتْ رِيْحَهُ اَوْ طَعْمَهُ وَاِلَّا فَلَا شَيْءَ عَلَيْكَ۔ (جلد صـ۱۲۱)

عبداللہ بن عبداللہ نے کہا کہ مجھ سے سلیمان بن شعیب کیسانی نے کہا، انہوں نے اپنے والد سے سنا کہ ابو یوسف نے کہا کہ جب میں نے ابو حنیفہ سے کافی علم حاصل کر لیا خیال آیا کہ ابو حنیفہ کے شہر میں میری قدر نہ ہوگی لہٰذا میں کوفہ کے بعض مضافات کی طرف گیا اور ایک جگہ اترا ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا، اے ابو یوسف۔ ایک شخص دریائے فرات کے کنارے وضو کر رہا تھا، اس سے اوپر کی طرف ایک بڑا خم شراب کا ٹوٹ گیا وہ شراب ملا پانی اس پر آیا بتاؤ اس کا وضو ہوا یا نہیں۔ ابو یوسف کہتے ہیں کہ میں کچھ جواب نہ دے سکا اور میں نے لڑکے (غلام) سے کہا سامان باندھو ہمارے لئے وہی شہر صلاحیت رکھتا ہے جس میں ابو حنیفہ کا قیام ہو، اور جب میں ابو حنیفہ کے پاس پہنچا، آپ نے پوچھا کہاں گئے ہوئے تھے، میں نے واقعہ بیان کیا۔ آپ ہنسے اور فرمایا تم جواب نہ دے سکے۔ ابو یوسف نے کہا میری سمجھ میں کچھ نہ آیا میں جواب کیا دیتا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر شراب کی بُو یا اس کے مزے کا اثر پانی میں ہو تو وضو نہیں ہوا ورنہ کچھ نہیں۔

قَالَ الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ اللُّؤْلُؤِيُّ سَمِعْتُ اَبَا يُوْسُفَ يَقُوْلُ سَاَلَنِيْ اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبَثًا۔ مَا مَعْنَاهُ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ فِيْهِ اَقَاوِيْلَ لَا اَرْضَاهَا فَقُلْتُ لَهُ رَحِمَكَ اللّٰهُ مَا مَعْنَاهُ عِنْدَكَ فَقَالَ مَعْنَاهُ عِنْدِيْ اِذَا كَانَ جَارِيًا فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَقَبَّلْتُ رَاْسَهُ وَاَفْضَيْتُ عَلَيْهِ وَاَرْسَلْتُ عِبْرَتِيْ مِنَ السُّرُوْرِ۔ (جلد صـ۱۲۳)

مختار بن سابق حنفلی بیان کرتے ہیں میں نے ابو یوسف سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ سے ابو حنیفہ نے دریافت کیا کہ ارشاد نبوی۔ جب پانی دو قلّہ ہو تو وہ خبث کا حامل نہیں ہوتا، کا بیان کیا ہے، وہ اقوال جو کہے جاتے ہیں ان کا بیان میں نے کیا لیکن امام ابو حنیفہ نے ان کو پسند نہیں کیا۔ میں نے ان سے کہا۔ آپ کے نزدیک اس کا بیان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے جب قلتین کا پانی جاری ہو کہ ایک طرف سے آرہا ہو اور دوسری طرف سے جا رہا ہو۔ یہ سن کر میں اٹھا اور میں نے آپ کے سر کو چوما اور آپ کی تعریف کی اور خوشی کے آنسو بہائے۔

قَالَ هِلَالُ بْنُ وَكِيْعٍ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ كَانَ وَاللّٰهِ اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَظِيْمَ الْاَمَانَةِ وَكَانَ اللّٰهُ فِيْ قَلْبِهٖ جَلِيْلًا كَبِيْرًا عَظِيْمًا وَكَانَ يُؤْثِرُ رِضَا رَبِّهٖ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَلَوْ اَصَدَّتْهُ السُّيُوْفُ فِيْ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَاَحَبَّ رِضَا اللّٰهِ وَرِضَا عَنْهُ رَضِيَ الْاَبْرَارُ قُلْتُ۔ وَاَخْرَجَ هٰذَا الْحَدِيْثَ الْاِمَامُ الْخَطِيْبُ اَبُوْ بَكْرٍ صَاحِبُ التَّارِيْخِ عَنْ وَكِيْعٍ اَيْضًا بِهٰذَا الْبَيَانِ۔ (جلد صـ۱۲۳)

ہلال بن وکیع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قسم اللہ کی، امانت میں ابو حنیفہ بہت بلند تھے ان کے دل میں اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ، عالی قدر اور عظمت والا تھا، وہ ہر شے سے زیادہ اللہ کی رضا کے طلبگار تھے، چاہے تلواریں ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاتے وہ اپنے رب کی رضا کو پسند کرتے اللہ ان پر رحمت نازل کرے اور ان سے ابرار کی سی رضامندی سے راضی ہو۔ یقیناً وہ ابرار میں سے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ امام خطیب ابو بکر مؤلف تاریخ بغداد نے یہ روایت وکیع سے اسی بیان سے نقل کی ہے۔

قَالَ الْمُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى فَقَالَ لَهُ اِنَّ اَبَا حَنِيْفَةَ اَصْغَرَ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَدَفَعَ اِلٰى ابْنِهٖ يَتَحَرَّقُ قَالَ فَبَعَثَ اِلَيْهِ رَسُوْلًا فَدَعَاهُ وَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ لَيْسَ كَمَا يَقُوْلُوْنَ الْمَالُ عِنْدِيْ عَلٰى الْخَتْمِ الْاَوَّلِ فَقَالَ اَنْتَ عِنْدِيْ اَصْدَقُ وَاَلْقَوْلُ كَمَا قُلْتَ فَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَاَحَتّٰى شَبِعْتُ مِنْ رَسُوْلًا يَنْظُرُ اِلَيْهِ قَالَ ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى لَا اَفْعَلُ فَقَالَ لَابُدَّ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَوَجَّهَ ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى مَعَهُ رَسُوْلًا۔ قَالَ فَجَعَلَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يَطْلُبُ تِلْكَ الْوَدِيْعَةَ مِنْ بَيْنِ الْوَدَائِعِ حَتّٰى

وَجَدَ تِلْكَ الْوَدِيعَةَ فَإِذَا هِيَ مَخْتُومَةٌ كَمَا دَفَعَهَا قَالَ فَجَاءَ الرَّسُولُ إِلَى ابْنِ أَبِي لَيْلَى فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الْوَدِيعَةَ بِعَيْنِهَا مَخْتُومَةً وَعِنْدَهُ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْوَدَائِعِ مَا لَا يَحْتَاجُ إِلَى هَذَا۔

(جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

نضر بن محمد کا بیان ہے کہ قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ ابوحنیفہ نے ایک شخص کی امانت کو اپنے بیٹے کو دی ہے تاکہ وہ اس سے تجارت کرے۔ ابن ابی لیلیٰ نے آدمی کو بھیج کر ابوحنیفہ کو بلایا اور ان سے واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا، اس کی بات درست نہیں میرے پاس اس شخص کی امانت اسی طرح رکھی ہوئی ہے جو پہلے دن کی تھی۔ قاضی نے کہا تم سچے ہو اور حقیقت امر وہی ہے جو تم نے کہی ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا میرے ساتھ آدمی کو بھیجو تاکہ اس امانت کو دیکھے۔ ابن ابی لیلیٰ نے اس سے انکار کیا لیکن آپ کے اصرار پر آدمی بھیجنا پڑا اور وہاں کافی تلاش کے بعد امانتوں میں سے وہ امانت ملی اور وہ سر بمہر تھی۔ ابن ابی لیلیٰ کے آدمی نے اس کو دیکھا اور جاکر ابن ابی لیلیٰ سے کہا۔

قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخَلَّالُ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ آيَةً فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ فِي الشَّرِّ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَوْ فِي الْخَيْرِ فَقَالَ اسْكُتْ يَا هَذَا، فَإِنَّهُ يُقَالُ غَايَةٌ فِي الشَّرِّ، آيَةٌ فِي الْخَيْرِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

ابراہیم بن عبداللہ خلال نے کہا میں نے ابن مبارک سے سنا انہوں نے کہا کہ ابوحنیفہ ایک آیت تھے۔ کسی نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن وہ شر میں آیت تھے یا خیر میں۔ آپ نے فرمایا۔ ارے چپ۔ شر میں غایت بولا جاتا ہے اور خیر میں آیت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "ہم نے ابن مریم اور ان کی ماں کو آیت بنایا"۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرِ بْنِ مُوسَى أَنَّهُ كَانَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ إِذَا حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شَاهَانِ شَاهْ۔

محمد بن بشر نے بشر بن موسیٰ سے بیان کیا کہ ابوعبدالرحمٰن مقری جب ہم سے ابوحنیفہ کی روایت بیان کرتے تھے تو کہتے تھے ہم سے بادشاہوں کے بادشاہ نے بیان کیا ہے

قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ كَمْ مِنْ شَيْءٍ حَسَنٍ قَدْ قَالَهُ أَبُو حَنِيفَةَ۔

یحییٰ بن معین نے بیان کیا کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا وہ کہہ رہے تھے، کتنی ہی اچھی باتیں ہیں کہ ابوحنیفہ نے کہی ہیں۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْقَاضِي سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ يَقُولُ لَا نَكْذِبُ وَاللهِ مَا سَمِعْنَا مِنْ رَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ فَقَدْ أَخَذْنَا بِأَكْثَرِ أَقْوَالِهِ، قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَكَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ يَذْهَبُ فِي الْفَتْوَى إِلَى قَوْلِ الْكُوفِيِّينَ وَيَخْتَارُ قَوْلَهُ مِنْ أَقْوَالِهِمْ وَيَتْبَعُ رَأْيَهُ مِنْ بَيْنِ أَصْحَابِهِ۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

احمد بن علی قاضی نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید قطان سے سنا وہ کہہ رہے تھے ہم جھوٹ نہیں بولیں گے۔ اللہ کی قسم ہے۔ ہم نے ابوحنیفہ کی جو آراء سنی ہیں ان میں سے بیشتر کو ہم نے لیا ہے اور یحییٰ بن معین فتویٰ دینے میں کوفیوں کا قول اور ان میں سے ابوحنیفہ کا قول اختیار کرتے تھے اور ان کی رائے کی پیروی کرتے تھے۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَفْقَهَ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ الْحَافِظُ الْخَطِيبُ أَرَادَ بِقَوْلِهِ مَا رَأَيْتُ مَا عَلِمْتُ لِأَنَّهُ وُلِدَ فِي السَّنَةِ الَّتِي تُوُفِّيَ فِيهَا رَحِمَهُمَا اللهُ۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

شافعی نے کہا میں نے ابوحنیفہ سے زیادہ فقہ والا کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ دیکھنے سے مراد علمی دیکھنا ہے کیونکہ شافعی کی ولادت ابوحنیفہ کی وفات کے سال ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں پر رحمت نازل کرے۔

قَالَ عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ قَالَ كَانَ أَبِي إِذَا اشْتَبَهَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِ دِينِهِ كَتَبَ بِهِ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَلَمَّا ارْتَحَلْتُ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ حَمَلَنِي مَسَائِلَ إِلَيْهِ أَسْأَلُهُ عَنْهَا وَكَانَ أَبُو حَنِيفَةَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ لَا يُفَارِقُهُ أَبِي وَكَانَ يَقْتَدِي بِهِ فِي أُمُورِهِ۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی روادنے کہا۔ میرے والد کو جب کسی مسئلہ میں اشتباہ ہوتا تھا وہ ابوحنیفہ کو اس کے متعلق لکھتے اور جب میں ابوحنیفہ کے پاس گیا انہوں نے مسائل لکھ کر مجھے دیئے تاکہ میں ان مسائل کے متعلق ابوحنیفہ سے پوچھوں اور جب ابوحنیفہ مکہ مکرمہ آتے تھے، میرے والد ان سے الگ نہیں ہوتے تھے، میرے والد اپنے امور میں ابوحنیفہ کی اقتدا کیا کرتے تھے۔

قَالَ شُعَيْبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَ النَّاسِ أَبُو حَنِيفَةَ فَمَنْ أَحَبَّهُ وَتَوَلَّاهُ عَلِمْنَا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَمَنْ أَبْغَضَهُ عَلِمْنَا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعَةِ قُلْتُ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ هَذَا مِنْ شُيُوخِ أَبِي حَنِيفَةَ الْمَكِّيِّينَ قَدْ ذَكَرَهُ فِي مُسْنَدِهِ۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

شعیب بن ابراہیم نے کہا کہ عبدالعزیز بن ابی روادنے کہا کہ ہمارے اور لوگوں کے

درمیان ابو حنیفہ کی ذات ہے جس نے اُن سے محبت کی اور اُن کا دم بھرا ہم سمجھ گئے کہ وہ اہل سنت میں سے ہے اور جس نے اُن سے عداوت کی ہم سمجھ گئے کہ وہ اہل بدعت میں سے ہے۔ علامہ موفق نے کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ عبدالعزیز بن رواد امام ابو حنیفہ کے مشیوخ میں سے ہیں امام نے اپنی مسند میں ان سے بکثرت روایت کی ہے۔

قَالَ عَبْدُ الْمَجِيْدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُوَادٍ كُنَّا مَعَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ جُلُوْسًا فِي الْحَرِ فَجَاءَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَسَلَّمَ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ جَعْفَرٌ وَنَاقَهُ وَنَاقَهُ حَتّٰى سَأَلَهُ عَنِ الْحَدَمِ فَلَمَّا قَامَ قَالَ لَهُ بَعْضُ اَهْلِهٖ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا رَاَيْنَاكَ تَعْرِفُ الرَّجُلَ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَقَّ مِنْكَ اَسْاَلُ عَنِ الْحَدَمِ وَتَقُوْلُ تَعْرِفُ هٰذَا، هٰذَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ مِنْ اَفْقَهِ اَهْلِ بَلَدِهٖ۔

عبدالمجید بن عبدالعزیز بن رواد نے بیان کیا کہ ہم حضرت جعفر صادق بن محمد باقر کے ساتھ حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابو حنیفہ آئے اور انہوں نے حضرت جعفر کو سلام کیا اور حضرت جعفر نے ان کو سلام کیا اور ابو حنیفہ سے بغلگیر ہوئے (معانقہ کیا) اور اُن کی اور ان کے خدم کی خیر سے دریافت کی اور جب ابو حنیفہ چلے گئے حضرت جعفر کے بعض رفقاء نے کہا۔ اے فرزند رسول اللہ میرا خیال ہے کہ آپ اس شخص کو نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا میں نے تم جیسا بے وقوف نہیں دیکھا ہے میں ابو حنیفہ سے ان کے خدمتگاروں تک کی خیریت پوچھتا ہوں اور تم یہ بات کہہ رہے ہو۔ یہ ابو حنیفہ اپنے ملک کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ مَحْمُوْدُ بْنُ غُرَيْكٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ شَاهٌ مَرْدَانُ۔ قُلْتُ۔ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ مِنْ حُفَّاظِ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ وَكِبَارِهِمْ اَكْثَرَ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ الرِّوَايَةَ فِي الْحَدِيْثِ۔ (جلد ۱ صفحہ ۳۵)

عبداللہ بن صالح نے کہا کہ محمود بن غریک نے بیان کیا کہ عبداللہ بن یزید نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابو حنیفہ شاہ مردان نے۔ میں کہتا ہوں کہ عبداللہ بن یزید ہی ابو عبدالرحمٰن مقری ہیں جو کہ حدیث کے حفاظ اور کبار میں سے تھے، انہوں نے بکثرت سے روایت حدیث ابو حنیفہ سے کی ہے۔

قَالَ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ اِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ كَانَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ فِي الْمَسَائِلِ۔ (جلد ۱ صفحہ ۳۵)

اسماعیل بن محمد نے کہا کہ اسحاق بن محمد نے بیان کیا کہ امام مالک مسائل میں بسا اوقات

امام ابو حنیفہ کے قول کا اعتبار کرتے تھے۔

قَالَ يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ قَدِمَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ الْكُوْفَةَ فَكَانَ يَسْمَعُ مِنْهُ الْمَغَازِيَ وَكَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ فِيْمَا بَيْنَ الْاَيَّامِ وَيُطِيْلُ الْمُكْثَ عِنْدَهٗ وَيُجَارِيْهِ فِي مَسَائِلِ الْخُصُوْمَةِ۔ (جلد ۱ صفحہ ۳۵)

یونس بن بکیر نے کہا کہ محمد بن اسحاق کی کوفہ آمد ہوئی اور ہم اُن سے مغازی سنتے تھے وہ ان ایام میں ابو حنیفہ کی زیارت کو آتے تھے اور کافی دیر تک بیٹھتے تھے جو مسائل ان کو پیش آتے ان کا ذکر کرتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ فُدَيْكٍ قَالَ رَاَيْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ اٰخِذًا بِيَدِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ يَمْشِيَانِ فَلَمَّا بَلَغَا الْمَسْجِدَ قَدَّمَ اَبَا حَنِيْفَةَ فَصَلّٰى اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَلَمَّا دَخَلَ مَسْجِدَ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ هٰذَا مَوْضِعُ الْاَمَانِ فَاَهْنِئْ مِنْ عَذَابِكَ وَنَجِّنِيْ مِنَ النَّارِ۔ (جلد ۱ صفحہ ۳۵)

محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک نے بیان کیا کہ میں نے مالک بن انس کو دیکھا کہ وہ ابو حنیفہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے چل رہے تھے جب وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف پہنچے میں نے دیکھا کہ ابو حنیفہ کو آگے بڑھایا اور میں نے ابو حنیفہ کو جب وہ مسجد شریف میں داخل ہوئے یہ کہتے سنا۔ ساتھ نام اللہ کے یہ مقام ہے امان کا، مجھ کو اپنے عذاب سے مامون رکھ اور مجھ کو آگ سے نجات دے۔

قَالَ نَصِيْرُ بْنُ يَحْيٰى سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ اَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْعَزِيْزِ بْنَ اَبِيْ سَلَمَةَ اِذَا جَفَوْنَا يَقُوْمُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اَلْفَقِيْهُ فَكَلَّمَنَا فِيْ مَسْاَلَةٍ فَكَانَ يُحْجِمُ حَجِيْجًا فَلَا عَيْبَ عَلَيْهِ فِيْ ذٰلِكَ اِذَا كَانَ يُكَلِّمُهُمْ بِالرَّاْيِ وَالْحُجَّةِ لَهٗ۔ (جلد ۱ صفحہ ۳۵)

نصیر بن یحییٰ نے کہا میں نے خالد بن ایوب سے سنا، انہوں نے کہا میں نے عبدالعزیز بن ابی سلمہ الماجشون سے سنا کہ ابو حنیفہ مدینہ منورہ آئے اور ہم نے ان سے ان کے مسائل میں بات کی وہ اچھی دلیلوں سے استدلال کرتے تھے، لہٰذا اس امر میں ان پر کوئی عیب نہیں ہے کیوں کہ ہم سب ہی رائے سے بات کرتے ہیں اور اس کے لئے حجت لاتے ہیں۔

یہ عاجز ابوالحسن زید کہتا ہے الموفق کی مناقب کے طبع کرنے والے نے حاشیہ میں الماجشون کے متعلق لکھا ہے "هُوَ مُسْنِدُ الْمَدِيْنَةِ الْفَقِيْهُ اَحَدُ الْاَعْلَامِ عَنْ اَبِيْهِ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ وَعَنْهُ اللَّيْثُ وَابْنُ مَهْدِيٍّ وَثَّقَهُ ابْنُ سَعْدٍ وَابْنُ حِبَّانَ كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ۔

آپ مدینہ کے ہیں اور فقیہ ہیں۔ آپ اعلام میں سے ایک فرد ہیں، اپنے والد سے اور زہری سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے لیث اور ابن مہدی نے روایت کی ہے۔ آپ کو ابن سعد اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے (الخلاصہ)

علامہ ماجشون کا قول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی یاد دلاتا ہے، علامہ ابن شبہ نمیری بصری (متوفی ۲۶۲ھ) نے کتاب تاریخ مدینہ لکھی ہے۔ سید حبیب محمود نے جدہ میں اس کتاب کو طبع کیا ہے، جلد دوم کے صفحہ ۹۴۳ میں لکھا ہے۔

ولایۃ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ القضاء۔

عَنْ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا أَتَاهُ الْخَصْمَانِ مِنْ قِبَلِ زَيْدٍ فَلَقِيَ رَجُلًا مِمَّنْ صَرَفَهُ إِلَى زَيْدٍ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعْتَ قَالَ قَضَى عَلَيَّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَقَضَيْتُ لَكَ قَالَ فَإِنَّهُ مُعَلِّمُكَ فَأَنْتَ أَوْلَى بِالْأَمْرِ قَالَ لَوْ كُنْتَ أَرْدَدْتُكَ إِلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ فَعَلْتُ وَلَكِنِّي إِنَّمَا أَرُدُّكَ إِلَى سَرَابِيَ وَالرَّاعِي مُضِيرٌ۔

قضاء کا عہدہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تھا۔

حفص بن عمر نے کہا جب لوگوں کے مقدمات بہت ہو جاتے تھے تو آپ ان کو حضرت زید کے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔ حضرت عمر کی ملاقات ایسے شخص سے ہوئی جس کو آپ نے حضرت زید کے پاس بھیجا تھا۔ آپ نے اس شخص سے پوچھا۔ مقدمہ کا کیا ہوا۔ اس نے کہا اے امیر المومنین میرے خلاف فیصلہ ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میں فیصلہ کرتا تو تمہارے حق میں کرتا۔ اس نے کہا آپ کو کیا بات روکتی ہے کہ فیصلہ کریں آپ تو امیر المومنین ہیں آپ نے فرمایا اگر میں اللہ کی کتاب کی طرف یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی طرف لوٹاتا تو میں اس مقدمہ پر نظر ثانی کر کے کرتا لیکن اب میری رائے ہے اور کیا وجہ ہے کہ میں قاضی کی رائے کو رد کروں اور اپنی رائے کو نافذ کروں۔ رائے تو مشیر ہے۔

کاش حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد پر علماء کی نظر رہتی۔

قَالَ مُوسَى بْنُ نُصَيْرٍ سَمِعْتُ جَرِيرًا يَقُولُ كَانَ الْمُغِيرَةُ يَلُومُنِي إِذَا لَمْ أَحْضُرْ مَجْلِسَ أَبِي حَنِيفَةَ وَيَقُولُ فِي الْأَرْضِ وَلَا تَغِبْ عَنْ مَجْلِسِهِ فَإِنَّا كُنَّا نَجْتَمِعُ عِنْدَ حَمَّادٍ فَلَمْ يَكُنْ يَفْتَحُ لَنَا مِنَ الْعِلْمِ مَا كَانَ يَفْتَحُ لَهُ۔ (ج۱ ص۳۵)

موسیٰ بن نصر نے کہا میں نے جریر سے سنا وہ کہتے تھے کہ مغیرہ مجھ کو ملامت کرتے جب میں ابو حنیفہ کے حلقہ میں نہیں جاتا تھا وہ مجھ سے کہتے کہ ان کی مجلس کے ہو جاؤ، ناغہ نہ کرو، ہم حماد کے پاس اکٹھے ہوتے تھے لیکن وہ ہمارے ساتھ ایسے نہیں کھلتے تھے جیسا کہ وہ ابو حنیفہ کے ساتھ کھلا کرتے تھے۔

قَالَ أَحْمَدُ الْكُوفِيُّ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ كَانَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى يَحْسُدُ أَبَا حَنِيفَةَ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ رِجَالِهِ۔ (ج۲ ص۳۵)

احمد کوفی نے کہا کہ ابو معاویہ نے کہا کہ ابن ابی لیلیٰ ابو حنیفہ سے حسد کیا کرتے تھے لیکن وہ ان کے مقابلہ کے نہیں تھے۔

قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ سَمِعْتُ رُقَبَةَ بْنَ مَسْقَلَةَ يَقُولُ خَاضَ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْعِلْمِ وَهَا لَمْ يَسْبِقْ إِلَيْهِ أَحَدٌ فَانْظُرْ مَا أَرَادَ۔ (ج۱ ص۳۵)

ابراہیم بن یزید نے کہا میں نے رقبہ بن مسقلہ کو کہتے سنا کہ ابو حنیفہ علم کی اتنی گہرائی میں پہنچے کہ ان سے پہلے کوئی وہاں تک پہنچا تھا لہٰذا جو چاہتے تھے وہ پایا۔

قَالَ حَسَنُ بْنُ زِيَادٍ كَانَ مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ يَقُومُ فِي الصَّلَاةِ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ وَأَبُو حَنِيفَةَ فِي نَاحِيَةٍ أَيْضًا وَأَصْحَابُهُ كَانُوا يَنْصَرِفُونَ إِلَى حَرَائِجِهِمْ بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ ثُمَّ يَجْتَمِعُونَ إِلَيْهِ فَيُصَلِّي لَهُمْ فَمِنْ بَيْنِ سَائِلٍ وَمِنْ بَيْنِ مُنَاظِرٍ وَيَرْفَعُونَ الْأَصْوَاتَ حَتَّى يَسْتُرُونَ لِكَثْرَةِ مَا يَجْتَمِعُ لَهُمْ فَكَانَ مِسْعَرٌ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا يَسْتُرُ اللّٰهُ بِهَذِهِ الْأَصْوَاتِ لَعَظِيمُ الشَّأْنِ فِي الْإِسْلَامِ (ج۱ ص۳۵)

حسن بن زیاد نے کہا کہ مسعر بن کدام مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھتے تھے اور ایک گوشہ میں ابو حنیفہ نماز پڑھتے تھے اور ان کے اصحاب صبح کی نماز کے بعد اپنی ضروریات کے سلسلہ میں چلے جاتے تھے اور پھر ان کی آمد ہوتی تھی اور امام ابو حنیفہ ان کے پڑھانے کو بیٹھتے۔ ان میں سے کوئی کچھ دریافت کرتا تھا کوئی مناظرہ کرتا تھا اور ان کی آوازیں بلند ہو جاتی تھیں اور جب امام ابو حنیفہ کثرت سے ان کے سامنے دلیلیں پیش کرتے تھے وہ سب آوازیں بند ہو جاتی تھیں یہ دیکھ کر مسعر کہتے تھے۔ جس شخص سے اللہ تعالیٰ ان آوازوں کو تسکین دیتا ہے، وہ یقیناً اسلام میں بڑی شان والا ہے۔

قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ كَانَ مِسْعَرٌ إِذَا رَأَى أَبَا حَنِيفَةَ قَامَ لَهُ وَإِذَا جَلَسَ مَعَهُ جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَكَانَ مُجَلِّلًا لَهُ مَائِلًا إِلَيْهِ مُغْتَبِطًا بِهِ، قُلْتُ وَكَانَ مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ أَحَدَ مَفَاخِرِ الْكُوفَةِ فِي حِفْظِهِ وَزُهْدِهِ وَكَانَ مِنْ شُيُوخِ أَبِي حَنِيفَةَ، رَوَى عَنْهُ فِي مُسْنَدِهِ۔ (ج۱ ص۳۵)

ابن مبارک نے بیان کیا کہ جب مسعر ابو حنیفہ کو دیکھتے تھے کھڑے ہو جاتے تھے اور جب آپ کے پاس بیٹھتے تھے، وہ آپ کی تعظیم کرتے تھے، آپ کی طرف مائل تھے، آپ کی تعریف کرتے تھے (علامہ موفق کہتے ہیں) مسعر بن کدام کوفہ کے مفاخر میں سے ایک مفخرہ تھے، کیا اپنے حفظ میں اور اپنے زہد میں اور آپ ابو حنیفہ کے شیوخ میں سے تھے۔ ابو حنیفہ نے اپنی مسند میں آپ سے

روایتیں کی ہیں۔

قَالَ الْقَاسِمُ بْنُ عَبَّادٍ سَمِعْتُ مَنْ سَمِعَ اَبَا يَحْيَى الْحِمَّانِيَّ قَالَ قَالَ عُثْمَانُ الْمَدَنِيُّ كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اَفْقَهَ مِنْ حَمَّادٍ وَاَفْقَهُ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ وَاَفْقَهُ مِنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ۔ (ج۱ ص۳۲)

قاسم بن عباد نے اس شخص سے سنا جس نے ابو یحییٰ حمانی سے سنا کہ عثمان مدنی نے کہا۔ ابو حنیفہ زیادہ فقیہ تھے حماد سے اور زیادہ فقیہ تھے ابراہیم سے اور زیادہ فقیہ تھے علقمہ اور اسود سے۔

قَالَ مُوْسٰى بْنُ سُلَيْمَانَ الْجُوْزَجَانِيُّ سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ غِيَاثٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ مِنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ كُتُبَهُ وَآثَارَهُ فَمَا رَاَيْتُ اَوْكٰى قَلْبًا مِنْهُ وَلَا اَعْلَمَ بِمَا يُفْسِدُ وَيُصْلِحُ فِيْ بَابِ الْاَحْكَامِ مِنْهُ۔ (ج۱ ص۳۳)

موسیٰ بن سلیمان جوزجانی نے بیان کیا کہ میں نے حفص بن غیاث سے سنا کہ میں نے ابو حنیفہ سے آپ کی کتابیں اور آثار سنے ہیں۔ میں نے آپ سے زیادہ دل کا ہوشیار اور احکام میں صحیح اور فاسد کا جاننے والا نہیں دیکھا ہے۔

قَالَ مُقَاتِلُ بْنُ سُلَيْمَانَ اَوِ ابْنُ مُقَاتِلٍ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ كَتَبْتُ كُتُبَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ غَيْرَ مَرَّةٍ، كَانَ يَقَعُ فِيْهَا زِيَادَاتٌ فَاَكْتُبُهَا، قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ اِذَا رَاَيْتَ الرَّجُلَ يَقَعُ فِيْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَيَدُلُّكَ عَلَيْهِ فَاِنَّهُ طُبِعَ عَلَى الْبَغْيِ فَلَا تَغْبَأْ بِهٖ، وَكَانَ ابْنُ الْمُبَارَكِ اِذَا ذَكَرَ اَبَا حَنِيْفَةَ يَقُوْلُ يُحْسِنُ۔ (ج۱ ص۱۶)

مقاتل بن سلیمان یا ابن مقاتل نے کہا کہ میں نے ابن مبارک سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے میں نے ابو حنیفہ کی کتابوں کو ایک بار سے زائد لکھا ہے کیونکہ ان میں زیادتی ہوتی رہتی تھی۔ تم اگر کسی کو دیکھو کہ وہ ابو حنیفہ پر اعتراضات کرتا ہے اور ان کو برائی سے یاد کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ شخص کم علم ہے اس کی معلومات کا دائرہ تنگ ہے لہٰذا اس کا خیال نہ کرو اور ابن مبارک ابو حنیفہ کو یاد کر کے رویا کرتے تھے۔

سَمِعْتُ الْفَضْلَ بْنَ عَمْرٍو الْفُوَّارِيَّ يَقُوْلُ كُنْتُ بِمَرْوَ اَيَّامَ النَّضْرِ بْنِ شُمَيْلٍ فَبَعَثُوْا بِكُتُبِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اِلٰى مَاءٍ جَارٍ فَجَعَلُوْا يَغْسِلُوْنَهَا بِالْمَاءِ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ خَالِدُ بْنُ صُبَيْحٍ وَهُوَ مَاضٍ يَوْمَئِذٍ فَرَكِبَ خَالِدُ بْنُ صُبَيْحٍ وَاَتٰى صُبَيْحٍ اِلَى الْفَضْلِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اِنَّ فِيْ اٰلِ صُبَيْحٍ يَوْمَئِذٍ خَمْسِيْنَ رَجُلًا اَوْ اَكْثَرَ مِمَّا يَصْطَلِحُوْنَ لِلْقَضَاءِ وَذَكَبَ مَعَ خَالِدِ بْنِ صُبَيْحٍ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ رُسْتُمٍ وَسَهْلُ بْنُ مُزَاحِمٍ فَكَلَّمُوْهُ يَعْنِي الْفَضْلَ بْنَ سَهْلٍ فَقَالَ لَيْسَ دَا مِنْ كَلَامِيْ حَتّٰى اَدْخُلَ عَلَى الْخَلِيْفَةِ فَاُخْبِرَهُ، فَدَخَلَ عَلَى الْمَاْمُوْنِ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ وَمَنْ هٰؤُلَاءِ، فَقَالَ هٰؤُلَاءِ الْاَحْدَاثُ اَصْحَابُ بِدَعٍ وَاَهْوَاءٍ وَاَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ وَغَيْرُهُمْ اِلَّا اَنَّ النَّضْرَ بْنَ شُمَيْلٍ فِيْهِمْ قَالَ وَهٰذَا خَالِدُ بْنُ

صُبَيْحٍ وَسَهْلُ بْنُ مُزَاحِمٍ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ رُسْتُمٍ، فَقَالَ غَدًا اَجْمَعُهُمْ لَكَ وَهُمْ لَاهُوْنَ حَتّٰى يَكُوْنَ الْحَاكِمُ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَالنَّظَرُ اِلَيَّ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اَجْمَعَ لَهُ مَنْ هُنَا فَسَمِعَ اَصْحَابَ الْحَدِيْثِ وَاَصْحَابَ مَا قَالَ اَمَا مَاْمُوْنُ فَقَالَ غَدًا مَنْ يَجْمَعُهُمْ، وَالنَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ كَانَ لَا يُصَابِرُ الْمَاْمُوْنَ لَا فِي الْكَلَامِ وَلَا فِي الْحَدِيْثِ فَاَخَذَ وَاَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ عَلَى اَنْ يَتَكَلَّمَ الْمَاْمُوْنُ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا عِنْدَهُ خَرَجَ الْمَاْمُوْنُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَاَقْبَلَ قِبَلَ النَّضْرِ بْنِ شُمَيْلٍ فَقَالَ لِاُمِّيْ شُعَيْرٍ اَحْضِرِيْ كُتُبَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ فَاَحْضَرُوْهَا اِلٰى مَاءٍ جَارٍ لِيَغْسِلُوْهَا فَسَكَتَ النَّضْرُ وَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ اَتَاْذَنُ لِيْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْكَلَامِ حَتّٰى اُكَلِّمَكَ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ تُحْسِنُ تَتَكَلَّمُ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَرَجِدُ هٰذَا الْعِلْمَ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَبِاَيِّ شَيْءٍ نَاظَرْتَ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ خَالِدَ بْنَ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْاَلَةٍ مَا قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ فِيْهَا فَاَفْتٰى خَالِدٌ بِقَوْلِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ فَجَعَلَ اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ يَرْوِيْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخِلَافِ ذٰلِكَ وَجَعَلَ الْمَاْمُوْنُ يُحْتَجُّ لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ بِاَحَادِيْثَ لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُهَا هٰؤُلَاءِ وَلَمْ اَكْثِرْ وَاِنْ هٰذَا قَالَ اَمَا مَاْمُوْنُ تَوَجَّدْتَ هٰذَا الْعِلْمَ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْتَعْجَمَ عَلَيْكُمْ اَيُّهَا كُمْ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِ هٰذَا، اُنْظُرُوْا اَنْ اَسْمَعَ فِيْكُمْ لَمَا قُلْتُمْ عُقُوْبَةً لَاَنْكَلْتُكُمْ اُخْرُجُوْا۔ فَكَانَ الْمَاْمُوْنُ بَعْدَ مَا جَلَسَ يَبْعَثُ اِذَا جَلَسَ عِنْدَهُ مَاْتِيْ فَقِيْهٍ وَكُلَّ مَنْ مَاتَ وَمِنْهُمْ يَجِيْءُ بِاٰخِرِ مَكَانِهٖ وَهُوَ اَفْقَهُهُمْ وَاَعْلَمُهُمْ۔ (ج۱ ص۱۵)

فتح بن عمرو ورّاق سے میں نے سنا کہ نضر بن شمیل کے زمانہ میں مرو میں تھا وہاں ابو حنیفہ کی کتابیں کوندی پر لے گئے اور اُن کو پانی سے دھویا یہ بات خالد بن صبیح نے سنی اور وہ وہاں کے قاضی تھے۔ چنانچہ خالد بن صبیح، فضیل بن سہل (خلیفہ مامون رشید کے وزیر) سے ملنے روانہ ہوئے اور اُن کے ساتھ آلِ صبیح بھی گئی، کہا گیا ہے کہ اس وقت آلِ صبیح میں پچاس افراد یا اس سے زیادہ ایسے عالم تھے کہ ان کو قاضی بنایا جائے۔ خالد بن صبیح کے ساتھ ابراہیم بن رستم اور سہل بن مزاحم بھی روانہ ہوئے اس جماعت نے فضل بن سہل سے واقعہ بیان کیا، فضل بن سہل نے کہا کہ یہ کلام میرا نہیں ہے، میں خلیفہ کے پاس جاتا ہوں اور اُن سے واقعہ بیان کرتا ہوں، چنانچہ وہ مامون کے پاس گئے اور اُن کو واقعہ سے آگاہ کیا، مامون نے دریافت کیا کہ یہ جماعت کس کی ہے اور وہ جماعت کیسی ہے فضل بن سہل نے مامون کو بتایا کہ یہ جماعت نوعمروں کی ہے البتہ ان کے ساتھ نضر بن شمیل بھی ہیں اور یہ دوسری جماعت خالد بن صبیح اسہل بن مزاحم اور ابراہیم بن رستم کی ہے۔ مامون نے کہا، کل ان دونوں جماعتوں کو بلاؤ تاکہ میں دیکھوں کہ حجت کس کے ساتھ ہے اور میں فیصلہ کروں۔ مامون کی اس بات کو اسحاق

اوران کے رفیقوں نے سُن لیا، وہ بولے۔ مامون سے کل کون بات کرے گا۔ نضر بن شمیل مامون سے مباحثہ علم کلام میں کرسکتے تھے اور نہ حدیث شریف میں لہٰذا انہوں نے احمد بن زہیر کو اس کام کے لئے نامزد کیا کہ وہ کل مامون سے گفتگو کریں۔

دوسرے دن یہ سب مامون کے دربار میں جمع ہوئے، مامون آئے اور انہوں نے السلام علیکم کہا اور پھر نضر بن شمیل سے متوجہ ہوکر کہا۔ کس بنا پر تم لوگوں نے ابو حنیفہ کی کتابوں کو ندی میں دُھلوایا۔ نضر بن شمیل خاموش رہے اور انہوں نے کچھ جواب نہیں دیا۔ ان کی جماعت میں سے احمد بن زہیر نے کہا۔ کیا آپ مجھ کو بات کرنے کی اجازت دیں گے، اے امیر المومنین۔ مامون نے کہا اگر ڈھب سے بات کرسکتے ہو۔ احمد بن زہیر نے کہا۔ ہم نے ابو حنیفہ کی کتابوں کو اس وجہ سے ندی میں دُھلوایا کہ وہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہیں۔ مامون نے پوچھا۔ کس بات میں مخالف ہیں۔

احمد بن زہیر نے خالد بن صبیح سے ایک مسئلہ دریافت کیا۔ خالد نے ابو حنیفہ کے قول سے اس کا جواب دیا۔ احمد بن زہیر نے حدیث شریف کی روایتیں پڑھیں اور مامون ابو حنیفہ کی تائید میں احادیث پیش کرتے تھے۔ ان لوگوں کو ان احادیث کی خبر تک نہ تھی۔ جب اس بات چیت میں کافی وقت گزر گیا، مامون نے کہا اگر ابو حنیفہ کے اقوال کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوتے ہم ان پر عمل نہ کرتے۔ خبردار جو تم پھر ایسی حرکت کرو۔ اور اگر یہ بوڑھے (نضر بن شمیل) تمہارے ساتھ نہ ہوتے، میں تم کو ایسی سزا دیتا کہ تم اس کو نہ بھولتے اور پھر سب وہاں سے باہر آگئے۔

مؤلف مقامات علامہ موفق نے لکھا ہے۔ مامون جب سے بغداد میں بیٹھے ہیں انہوں نے دو سو فقہا کو اپنے پاس رکھا جب ان میں سے کوئی مرتا تھا اس کی جگہ دوسرے کو مقرر کرتے تھے۔ مامون ان سب سے زیادہ فقہ اور علم رکھتے تھے۔

قَالَ اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ سَمِعْتُ اَبَا حُذَيْفَةَ اِسْحَاقَ بْنَ بِشْرٍ يَقُوْلُ حَضَرْتُ الْمَاْمُوْنَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِيْ وَكَانَ الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ جَعَلَنِيْ مِنْ خَاصَّةِ نَفْسِهٖ وَكَانَ يُقَرِّبُنِيْ وَيُدْنِيْنِيْ فَكُنْتُ فِيْ عِنْدَهٗ مَنْزِلَةً جَلِيْلَةً فَكُنْتُ اَحْضُرُهٗ فِي الْخَلَوَاتِ وَفِي اللَّيَالِيْ فَحَضَرْتُهٗ عِنْدَهٗ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِيْ وَحَضَرَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ فَلَمَّا فَرَغْنَا مِنَ الطَّعَامِ قَالَ الْمَاْمُوْنُ اخْرُجُوْا اِلَى الْبِرْكَةِ قَالَ اَبُوْ حُذَيْفَةَ فَقُلْتُ لِلنَّضْرِ مَا تَقُوْلُ فِي الْاِيْمَانِ قَالَ اَقُوْلُ اِنِّيْ مُؤْمِنٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَقُلْتُ لَهٗ يَا

حُجَّةٍ قُلْتَ ذٰلِكَ قَالَ وَمَنْ اَكْبَرُ قُلْتُ لَهٗ اَوَ لَمْ تَعْلَمْ اَنَّكَ قُلْتَ، قَالَ اللّٰهُ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ، قَالَ اَبُوْ حُذَيْفَةَ فَقُلْتُ لَهٗ حِيْنَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ دَاخِلًا فِي الْحَرَمِ اَوْ خَارِجًا مِنْهُ فَقَالَ النَّضْرُ كَانَ خَارِجًا مِنَ الْحَرَمِ فَقُلْتُ لَهٗ فَاِنْ كُنْتَ خَارِجًا مِنَ الْاِيْمَانِ فَاَنْتَ اَوْلٰى اَنْ لَّا تَدْخُلَ، قَالَ فَضَحِكَ الْمَاْمُوْنُ وَخَجِلَ النَّضْرُ۔ (ج ۱ ص ۱۵۸)

احمد بن زہیر نے کہا میں نے ابو حذیفہ اسحاق بن بشر سے سُنا وہ کہہ رہے تھے کہ ایک رات میں امیر المومنین مامون کے پاس گیا، (مامون کے وزیر) فضل بن سہل نے مجھ کو اپنے خاص اصحاب میں کرلیا تھا اور وہ مجھ کو اپنے قرب میں جگہ دیتے تھے اور نزدیک کرتے تھے، اس وجہ سے مامون کے نزدیک میری منزلت ہوگئی، میں ان کے پاس خلوت میں اور رات کی محفل میں حاضر ہونے لگا۔

ایک رات وہاں حاضر ہوا۔ نضر بن شمیل بھی آئے تھے، کھانے سے فارغ ہوئے تو مامون نے کہا، علمی گفتگو کرو۔ ابو حذیفہ کہتے ہیں میں نے نضر سے کہا۔ ایمان کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا میں کہتا ہوں۔ میں مومن ہوں اگر اللہ نے چاہا۔ میں نے نضر سے کہا۔ کس دلیل سے یہ بات تم نے کہی ہے۔ نضر نے کہا قرآن مجید سے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا ہے۔ تحقیق تم داخل ہو رہو گے ادب والی مسجد میں، اگر اللہ نے چاہا "چین سے"۔ ابو حذیفہ کہتے ہیں میں نے نضر سے کہا۔ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں داخل ہوگئے تھے یا حرم سے خارج تھے۔ نضر نے کہا۔ آپ حرم سے خارج تھے۔ میں نے نضر سے کہا۔ اگر تم ایمان سے خارج ہو تو تمہارا استثنا جائز ہے۔ اس بات سے مامون ہنسے اور نضر خجل ہوئے۔

قَالَ خَالِدُ بْنُ صُبَيْحٍ وَقَعَتْ خُصُوْمَةٌ بَيْنَ قَوْمٍ اَشْرَافٍ فَاخْتَصَمُوْا اِلَيَّ وَاَمَرْتُ كُلَّ مُنَازِعَيْنِ مِنْهُمْ وَكُنْتُ سَاَلْتُ الْمُدَّعِيْنَ الْبَيِّنَةَ عَلٰى دَعْوٰهُمْ وَكَانُوْا اَقَامُوا الْبَيِّنَةَ فَلَمْ اَشْتَغِلْ ... بِالتَّزْكِيَةِ وَالسُّؤَالِ عَنِ الشُّهُوْدِ اِيْثَارًا لِدَقِيْقِ النَّظَرِ فِيْ تَعْيِيْنِهِمْ فَلَمْ يَتَهَيَّاْ وَسَاَلَ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ اَقَامُوا الْبَيِّنَةَ الْحُكْمَ فَسَاَلْتُ عَنِ الشُّهُوْدِ فَرَكَّوْا وَتَعَيَّنَتْ لَهُمْ وَكَانَ الْمَاْمُوْنُ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَسْمَعُ فَرَفَعَ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ وَجَّهَ عَلَيْهِمُ الْحُكْمَ شَاْنَهُمْ اِلَى الْمَاْمُوْنِ وَكَانُوْا قَوْمًا اَجِلَّةً فَاَرْسَلَ الْمَاْمُوْنُ اِلَيَّ فَحَضَرْتُ فَقَالَ لِيْ كَيْفَ لَمْ تَتَاَنَّ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ وَعَجِلْتَ فِيْ اِمْضَاءِ الْحُكْمِ فَقُلْتُ لَهٗ قَدْ كُنْتُ اَخَّرْتُ ذٰلِكَ اَيَّامًا بَعْدَ قِيَامِ الْبَيِّنَةِ بِالْمُدَّعِيْنَ رَجَاءَ اَنْ يَقَعَ فِيْهِمْ اِتِّفَاقٌ تَعَارُجًا مِنَ الْحُكْمِ فَلَمْ يَقَعْ وَسَاَلَ الْمُدَّعُوْنَ الْحُكْمَ فَلَمْ يَسَعْنِيْ اَنْ اُؤَخِّرَ ذٰلِكَ فَسَاَلْتُ عَنِ الْبَيِّنَةِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً

فَرَكِبَا فَاصْفَيْتُ اَحَدُهُمَا يَقُوْلُ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَقُلْتُ لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ هٰذَا قَوْلُ وَلَدِكَ يَعْقُوْبَ قَالَ فَلَفَتَ بِقَوْلِ اَبِيْ يُوْسُفَ بِاَنْ اَرْفَقُ، فَقَالَ الْمَاْمُوْنُ اِنْ اَرَدْتَ الْاِحْتِيَاطَ وَالنَّجَاةَ فَعَلَيْكَ اِذَا وَجَدْتَ مِنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ قَوْلًا فِيْ مَسْئَلَةٍ فَاحْكُمْ بِهٖ وَلَا تَعْدُهُ۔ (ج۲ ص۲۵۹)

خالد بن صبیح نے کہا کہ قبیلۂ اشراف (یعنی بنی ہاشم) میں منازعت ہوئی اور وہ میری عدالت میں مقدمہ لائے۔ اُن کا جھگڑا کافی دن رہا، میں نے مدعیوں سے گواہ طلب کئے۔ انہوں نے گواہ پیش کئے، میں نے گواہوں کے متعلق ان کے سچے جھوٹے ہونے کی تحقیقات کچھ دن نہیں کی اس خیال سے کہ شاید آپس میں ان کی مصالحت ہو جائے۔ لیکن ان میں مصالحت نہ ہوئی۔ اور جنہوں نے گواہیاں پیش کی تھیں انہوں نے حکم طلب کیا اب مزید ٹالنا میرے بس کا نہیں رہا لہٰذا میں نے گواہوں کے متعلق معلومات حاصل کیں اور پھر اپنا حکم سنا دیا، امیر المومنین، مامون مرو میں تھے، جس جماعت کے خلاف میرا حکم تھا انہوں نے مامون سے استغاثہ کیا۔ وہ جماعت عالی قدر تھی۔ مامون نے مجھ کو طلب کیا، جب میں حاضر ہوا مجھ سے کہا اس جھگڑے کے حکم سنانے میں تم نے توقف سے کام کیوں نہیں لیا، تم نے کس واسطے حکم جلدی نافذ کر دیا (موقع نے مقدمہ کے ٹالنے کا بیان جواد پر گزر چکا ہے پھر لکھا ہے) یہ سن کر مامون نے کہا، تم نے کس کے قول پر فیصلہ کیا ہے۔ میں نے کہا اس مسئلہ میں ایک قول ابوحنیفہ کا ہے اور ایک ابو یوسف کا ہے چونکہ ابو یوسف کا قول نرمی لئے ہوئے ہے اس واسطے میں نے ان کے قول پر حکم کیا ہے۔ مامون نے کہا۔ اگر تم احتیاط کے اور اپنی نجات کے طلب گار ہو، تم کو اگر ابوحنیفہ کا قول ملے اسی پر حکم کرو اور کسی دوسرے کے قول کی طرف نہ جاؤ۔

۵ فاضل اجل علامہ ابو محمد علی ابن حزم اندلسی قرطبی ظاہری متوفی ۴۵۶ھ نے لکھا ہے۔

جَمِيْعُ اَصْحَابِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ مُجْمِعُوْنَ عَلٰى اَنَّ مَذْهَبَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَنَّ ضَعِيْفَ الْحَدِيْثِ اَوْلٰى عِنْدَهٗ مِنَ الْقِيَاسِ وَالرَّاْيِ۔

ابوحنیفہ کے تمام اصحاب اس بات پر متفق ہیں کہ ابوحنیفہ کے مذہب میں ضعیف حدیث قیاس اور رائے سے اولیٰ ہے۔

ابن حزم کا یہ قول حافظ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی نے اپنے رسالہ "من قلب الامام ابی حنیفہ وصاحبیہ ابو یوسف و محمد بن الحسن" میں "الرای" کے بیان میں صفحہ ۱۴ میں لکھا ہے۔

۶ علامہ تقی الدین احمد ابن تیمیہ حرانی دمشقی حنبلی متوفی ۷۲۸ھ نے اپنی کتاب "منہاج السنۃ النبویہ" کی پہلی جلد کے صفحہ ۲۵۹ میں لکھا ہے۔

وَمَنْ قَالَ: لَفْظِيْ، مَنْ أَرَادَ التَّفْسِيْرَ فَهُوَ عِيَالٌ عَلٰى مُقَاتِلٍ، وَمَنْ أَرَادَ الْفِقْهَ فَهُوَ عِيَالٌ عَلٰى أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَمُقَاتِلُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مِمَّنْ يُحْتَجُّ بِهِ فِي الْحَدِيْثِ بِخِلَافِ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ فَإِنَّهُ ثِقَةٌ لٰكِنْ لَا رَيْبَ فِي عِلْمِهِ بِالتَّفْسِيْرِ وَغَيْرِهِ وَاطِّلَاعِهِ مَعَ أَنَّ أَبَا حَنِيْفَةَ وَإِنْ كَانَ النَّاسُ خَالَفُوْهُ فِي أَشْيَاءَ وَأَنْكَرُوْهَا عَلَيْهِ فَلَا يَسْتَرِيْبُ أَحَدٌ فِي بَصَرِهِ وَفِقْهِهِ وَعِلْمِهِ وَقَدْ نَقَلُوْا عَنْهُ أَشْيَاءَ لَمْ يَقْصِدْ فِيْهَا الْمُشَاقَّةَ عَلَيْهِ وَهِيَ كَذِبٌ عَلَيْهِ قَطْعًا مِثْلُ مَسْأَلَةِ الْخِنْزِيْرِ الْبَرِّيِّ وَنَحْوِهَا وَمَا أَبْعَدَ أَنْ يَكُوْنَ النَّقْلُ عَنْ مُقَاتِلٍ مِنْ هٰذَا الْبَابِ۔

اور شافعی نے کہا ہے جو تفسیر کا ارادہ کرے وہ مقاتل کا محتاج ہے اور جو فقہ کا ارادہ کرے وہ ابوحنیفہ کا محتاج ہے، اور مقاتل بن سلیمان سے اگرچہ حدیث میں احتجاج نہیں کیا جاتا تھا، بخلاف مقاتل بن حیان کے کہ وہ ثقہ تھے۔ لیکن مقاتل بن سلیمان کی تفسیر وغیرہ کی علمیت میں کوئی شک نہیں ہے جس طرح لوگوں نے بعض اشیاء (مسائل) میں ابوحنیفہ سے اختلاف کیا ہے اور اس وجہ سے آپ پر نکیر کی ہے لیکن کوئی آپ کی فقہ میں، آپ کے فہم میں، اور آپ کے علم میں شک نہیں کر سکتا، لوگوں نے آپ سے باتیں نقل کی ہیں اور ان کا مقصد آپ کو بدنام کرنا ہے اور یہ آپ پر یقیناً جھوٹ ہے، جیسا کہ خنزیر بری وغیرہ کا مسئلہ ہے۔ اور کچھ بعید نہیں ہے کہ مقاتل سے بھی اسی طرح کی بے اساس باتیں نقل کی گئی ہوں۔

۷ علامہ حافظ ابوعبداللہ محمد ذہبی شافعی متوفی ۷۴۸ھ نے "مناقب الامام أبي حنيفة" میں لکھا ہے۔

سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ أَبِيْ إِسْرَائِيْلَ يَقُوْلُ ذَكَرَ قَوْمٌ أَبَا حَنِيْفَةَ عِنْدَ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ فَنَقَّصُوْهُ فَقَالَ سُفْيَانُ مَهْ، كَانَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ أَكْثَرَ أَشْيَاخِهِ صَلَاةً وَأَعْظَمَهُمْ أَمَانَةً وَأَحْسَنَهُمْ مُرُوْءَةً۔

اسحاق بن ابی اسرائیل نے کہا کہ سفیان بن عیینہ کے پاس کچھ لوگوں نے ابوحنیفہ کا ذکر کیا، ان میں سے بعض نے آپ کی تنقیص کی، سفیان نے کہا، ایسا نہ کہو، ابوحنیفہ لوگوں میں زیادہ نماز پڑھنے والے اور امانت میں لوگوں سے زیادہ پایہ والے اور ان سے زیادہ مروت والے تھے۔

حَدَّثَنَا الْمُعَافَى بْنُ رَجَاءٍ قَالَ جَعَلَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَلٰى نَفْسِهِ إِنْ حَلَفَ بِنَفْيِ صَادِقٍ فِي عَرْضِ جَنِيْهٍ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِدِيْنَارٍ فَكَانَ إِذَا حَلَفَ تَصَدَّقَ بِدِيْنَارٍ۔

معافی بن رجاء نے کہا کہ ابوحنیفہ نے اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کہ اگر وہ دوران گفتگو میں قسم کھائیں گے ایک دینار صدقہ دیں گے لہٰذا جب وہ قسم کھاتے تھے ایک دینار صدقہ دیتے تھے۔

رَوٰى عَنْهُ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَالْفُقَهَاءِ جَمَاعَةٌ لَا يُحْصَوْنَ، فَمِنْ أَقْرَانِهِ ۱

ابوحنیفہ سے محدثین اور فقہا کی جماعت نے جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا حدیث کی روایت کی ہے۔ اور آپ کے اقران میں سے روایت کرنے والے یہ ہیں۔

۱ مغیرہ بن قاسم ۲ زکریا بن ابی زائدہ ۳ مسعر بن کدام ۴ سفیان ثوری ۵ مالک بن مغول ۶ یونس بن ابی اسحاق۔

اور ان کے بعد میں یہ ہیں۔ ۷ زائدہ ۸ شریک ۹ حسن بن صالح ۱۰ ابوبکر بن عیاش ۱۱ عیسیٰ بن یونس ۱۲ علی بن مسہر ۱۳ حفص بن غیاث ۱۴ جریر بن عبدالحمید ۱۵ عبداللہ بن المبارک ۱۶ ابومعاویہ ۱۷ وکیع ۱۸ محمد بن ۱۹ ابواسحاق فزاری ۲۰ یزید بن ہارون ۲۱ اسحاق بن یوسف ازرق۔ ۲۲ معافی بن عمران ۲۳ زید بن الحباب ۲۴ سعد بن صلت ۲۵ کی بن ابراہیم ۲۶ ابوعاصم نبیل

۲۷ عبدالرزاق بن ہمام ۲۸ حفص بن عبدالرحمٰن سلمی ۲۹ عبیداللہ بن موسیٰ ۳۰ ابوعبدالرحمٰن المقری ۳۱ محمد بن عبداللہ انصاری ۳۲ ابونعیم ۳۳ ہوذہ بن خلیفہ ۳۴ ابواسامہ ۳۵ ابویحییٰ حمانی ۳۶ ابن نمیر ۳۷ جعفر بن عون ۳۸ اسحاق بن سلیمان رازی "وَغَيْرُهُمْ" اور خلق خدا۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كُمَيْتٍ سَمِعْتُ رَجُلًا يَقُولُ لِأَبِي حَنِيفَةَ اتَّقِ اللَّهَ فَانْتَقِصَ وَاصْغَرَ مِنْهُ وَقَالَ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا مَا أَحْوَجَ النَّاسَ كُلَّ وَقْتٍ إِلَى مَنْ يَقُولُ لَهُمْ مِثْلَ هَذَا۔ ۳۹

ہم سے یزید کمیت نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص سے سنا جو ابوحنیفہ سے کہہ رہا تھا "خدا سے ڈرو" یہ سن کر ابوحنیفہ کانپ گئے۔ رنگ زرد پڑ گیا اور سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ پھر اس شخص سے کہا۔ اللہ تم کو اچھا اجر دے، کتنی ضرورت ہے ہر وقت لوگوں کے لئے کہ ان سے کوئی یہ کہا کرے۔

قَالَ يَزِيدُ بْنُ كُمَيْتٍ سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ وَشَتَمَهُ رَجُلٌ وَاسْتَطَالَ عَلَيْهِ وَقَالَ لَهُ يَا كَافِرُ يَا زِنْدِيقُ فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ هُوَ يَعْلَمُ مِنِّي خِلَافَ مَا تَقُولُ۔ ۴۰

یزید بن کمیت نے کہا میں نے ایک شخص سے سنا کہ اس نے ابوحنیفہ کو گالی دی اور زبان درازی کی اور ان کو اے کافر اے زندیق کہا۔ ابوحنیفہ نے اس سے کہا۔ اللہ تیری مغفرت کرے جو تو نے کہا ہے، اللہ اس کے خلاف میرے متعلق جانتا ہے (یعنی اللہ جانتا ہے کہ میں مسلم اور مومن ہوں)

قَالَ نَصِيرُ بْنُ يَحْيَى قُلْتُ لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ مَا الَّذِي تَقِمُ عَلَى هَذَا الرَّجُلِ قَالَ الرَّأْيُ قُلْتُ فَهَذَا مَالِكٌ لَمْ يَتَكَلَّمْ بِالرَّأْيِ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ رَأْيُ أَبِي حَنِيفَةَ مُثْبَتٌ فِي الْكُتُبِ قُلْتُ فَقَدْ حُمِلَ رَأْيُ مَالِكٍ فِي الْكُتُبِ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ أَكْثَرُ رَأْيًا وَقَدْ تَكَلَّمَ فِي هَذَا وَهَذَا بِحَضْرَتِهِ وَهَذَا بِحَضْرَتِهِ فَسَكَتَ۔ ۴۱

نصیر بن یحییٰ نے کہا میں نے احمد بن حنبل سے کہا، اس شخص (ابوحنیفہ) کی کیا بات ہے جس کو تم برا سمجھتے ہو، انہوں نے کہا وہ رائے ہے، میں نے ان سے کہا کیا امام مالک رائے سے نہیں کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا۔ ہاں وہ رائے سے کہتے ہیں لیکن ابوحنیفہ کی رائے کتابوں میں لکھ جانے کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے ثابت ہو گئی ہے، میں نے کہا کہ مالک کی رائے بھی کتابوں میں لکھ جانے کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے رہ گئی ہے۔ انہوں نے کہا ابوحنیفہ کی رائے زیادہ ہے۔ میں نے کہا حصہ رسد ہر ایک پر اعتراض کیوں نہیں کرتے۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے۔

وَلَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَأَرْضَاهُ وَأَنْفَذَ مَا أَوْضَحَهُ مِنَ الدِّينِ الْحَنِيفِيِّ وَأَمْضَاهُ فِي سَنَةِ ثَمَانِينَ فِي خِلَافَةِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ بِالْكُوفَةِ وَذَلِكَ فِي حَيَاةِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَكَانَ مِنَ التَّابِعِينَ لَهُمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِإِحْسَانٍ فَإِنَّهُ صَحَّ أَنَّهُ رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ۔ ۴۲

آپ (ابوحنیفہ) سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور وہ آپ کو راضی کرے اور آپ نے جو دین حنیف کی وضاحتیں کی ہیں ان کو نافذ کرے اور جاری رکھے۔ ۸۰ھ میں جب کہ عبدالملک بن مروان کی خلافت تھی اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بقید حیات تھی کوفہ میں پیدا ہوئے آپ بن شاء اللہ تعالیٰ حضرات صحابہ کے تابعین میں سے تھے، کیونکہ صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہے۔

وَقَبَّلَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ كَيْفَ كَانَ حَدِيثُ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ لَمْ يَكُنْ بِصَاحِبِ حَدِيثٍ۔

قُلْتُ ثُمَّ يَصْرِفُ الْإِمَامُ هِمَّتَهُ بِضَبْطِ الْأَلْفَاظِ وَالْإِسْنَادِ فَلَمَّا ثَبَتَتْ هِمَّتُهُ الْقُرْآنَ وَالْفِقْهَ وَكَذَلِكَ حَالُ كُلِّ مَنْ أَقْبَلَ عَلَى فَنٍّ فَإِنَّهُ يَقْصُرُ عَلَيْهِ، مِنْ ثَمَّ يَتْرُكُ أَحَادِيثَ جَمَاعَةٍ مِنْ أَئِمَّةِ الْقُرَّاءِ كَحَفْصٍ وَقَالُونَ وَأَحَادِيثَ جَمَاعَةٍ مِنَ الْفُقَهَاءِ كَابْنِ أَبِي لَيْلَى وَعُثْمَانَ الْبَتِّيِّ وَأَحَادِيثَ جَمَاعَةٍ مِنَ الزُّهَّادِ كَفُرْقَدٍ السَّبَخِيِّ وَشَقِيقٍ الْبَلْخِيِّ وَأَحَادِيثَ جَمَاعَةٍ مِنَ النُّحَاةِ وَمَا ذَاكَ لِضَعْفٍ فِي عَدَالَةِ الرَّجُلِ بَلْ لِقِلَّةِ اعْتِنَائِهِ بِالْحَدِيثِ، ثُمَّ هُوَ أَنْبَلُ مِنْ أَنْ يُكَذِّبَ وَقَالَ ابْنُ مُعِينٍ ثِقَةٌ ثِقَةٌ رَأَيْتُ عَلَى صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدٍ جَزَرَةَ وَغَيْرُهُ أَبُو حَنِيفَةَ ثِقَةٌ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ لَا بَأْسَ بِهِ وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ رَحِمَ اللَّهُ مَالِكًا كَانَ إِمَامًا، رَحِمَ اللَّهُ أَبَا حَنِيفَةَ كَانَ إِمَامًا۔ ۴۳

یحییٰ بن سعید قطان سے کہا گیا کہ ابوحنیفہ کی حدیث کیسی تھی؟ انہوں نے کہا، وہ صاحب حدیث نہ تھے۔

میں کہتا ہوں (ذہبی کا بیان) ابوحنیفہ نے اپنی توجہ حدیث شریف کے الفاظ و اسناد کی طرف صرف نہ کی، آپ کی ہمت قرآن مجید اور فقہ کی طرف متوجہ تھی، یہی کیفیت ہر اس شخص کی ہوا کرتی ہے جو کسی فن کی طرف متوجہ رہتا ہے وہ دوسرے فن میں کوتاہ رہتا ہے۔ اسی بنا پر محدثین نے ائمہ قراء کی ایک جماعت کی احادیث کو لیّن (کمزور) قرار دیا ہے جیسے امام حفص اور امام قالون ہیں، اور اسی بنا پر فقہاء میں سے ابن ابی لیلیٰ اور عثمان بتی کی روایات کو اور زاہدوں کی جماعت میں سے فرقد سبخی اور شقیق بلخی اور علماء نحو کی ایک جماعت کی مرویات کو لیّن (کمزور) قرار دیا ہے، ان حضرات کی روایات کی نرمی ان کی عدالت کی ضعف کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ حدیث کی طرف زیادہ دھیان نہ دینے کی وجہ سے ہے، حضرت امام بہت بلند تر ہیں جھوٹ بولنے سے۔ صالح بن محمد جزرہ وغیرہ نے ابن معین کا قول نقل کیا ہے کہ ابوحنیفہ ثقہ ہیں اور احمد بن محمد بن قاسم

بن محرز نے یحییٰ بن معین کا قول نقل کیا ہے کہ آپ کے قول میں خرابی نہیں ہے۔ امام ابوداؤد سجستانی نے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مالک پر رحم فرمائے وہ امام تھے۔ اللہ تعالیٰ ابوحنیفہ پر رحم فرمائے وہ امام تھے۔

قَالَ اَبُوْحَسَّانَ الزِّيَادِيُّ وَيَعْقُوْبُ بْنُ شَيْبَةَ مَاتَ اَبُوْحَنِيْفَةَ فِيْ رَجَبٍ سَنَةَ خَمْسٍ وَمِائَةٍ وَجَاءَ عَنْ بَعْضِهِمْ مَاتَ فِيْ شَعْبَانَ وَفِيْ رَجَبٍ اَصَحُّ وَبَلَغَنَا اَنَّ الْمَنْصُوْرَ سَقَاهُ ثُمَّ سَوْدٌ وَمَاتَ شَهِيْدًا رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ ص۳

ابوحسان زیادی اور یعقوب بن شیبہ نے کہا ہے کہ ابوحنیفہ کی وفات ماہ رجب سن ایک سو پچاس میں ہوئی ہے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ ماہ شعبان میں وفات ہوئی ہے لیکن زیادہ صحیح ماہ رجب ہے اور ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ منصور نے ان کو زہر دلوایا ہے چنانچہ آپ کا جسم کالا پڑ گیا اور آپ کی موت شہادت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔

علامہ ذہبی نے حضرت امام سے دو حدیثیں بہ سند متصل روایت کی ہیں، ایک حضرت عاصم بن مالک رضی اللہ عنہ کی اور ایک منقطع ذکر کرنے کی، عاجز محرر کا ایک حدیث نقل کرتا ہے۔

بِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ۔

اپنی متصل سند سے ابوحنیفہ سے وہ نافع سے وہ حضرت عبداللہ فرزند حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے متعہ کرنے کو منع فرمایا ہے۔

علامہ ذہبی نے حضرت امام کے ذکر کو اس مبارک خواب پر ختم کیا ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمَّادٍ الْمَيْمُوْنِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اللَّيْثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عِبَادُ التَّمَّارِيُّ قَالَ رَاَيْتُ اَبَاحَنِيْفَةَ فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ اَيْنَ مَا صِرْتَ؟ قَالَ اِنِّيْ سَعَيْتُ وَجَمَعْتُ قُلْتُ مَا الْعِلْمُ قَالَ مَلِيْحَاتٌ، لِلْعِلْمِ شُرُوْطٌ وَاٰفَاتٌ، قُلْتُ فَمَنْ يَنْجُوْ قُلْتُ فَهِمَ ذَاكَ فَاَنْ يَقُوْلَ النَّاسُ فِيْ مَالَمْ اَكُنْ عَلَيْهِ۔ فَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ ص۳

حسین جعفی نے کہا کہ عباد تمار نے ہم سے کہا کہ میں نے خواب میں ابوحنیفہ کو دیکھا میں نے ان سے پوچھا کیا پیش آیا۔ انہوں نے کہا۔ اللہ کی وسیع رحمت پیش آئی۔ میں نے پوچھا کیا علم کی وجہ سے؟ آپ نے کہا یہ کہاں، علم کی شرطیں اور آفتیں ہیں، بہت کم اس میں کامیاب ہوتے ہیں، میں نے پوچھا، پھر کس طرح۔ انہوں نے کہا۔ لوگوں کی مجھ پر وہ باتیں جو مجھ میں نہ تھیں، (میری راحت کا سبب نہیں) اور اللہ خوب جانتا ہے درست کو۔

۸۔ حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی المتوفی ۹۱۱ھ نے تَبْيِيْضُ الصَّحِيْفَةِ فِيْ مَنَاقِبِ الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ میں لکھا ہے۔

قَالَ بَعْضُ مَنْ جَمَعَ مُسْنَدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ مِنْ مَنَاقِبِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ الَّتِيْ اَخْرَجَهَا اَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ مِنْ اَئِمَّةِ الشَّرِيْعَةِ وَرَتَّبَهُ اَبْوَابًا ثُمَّ تَبِعَهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ فِيْ تَرْتِيْبِ الْمُؤَطَّاِ وَهُمْ يَتْبَعُ اَبَاحَنِيْفَةَ اَحَدٌ لِاَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَالتَّابِعِيْنَ لَمْ يَضَعُوْا فِيْ عِلْمِ الشَّرِيْعَةِ اَبْوَابًا مُبَوَّبَةً وَرَتَّبُوْا مُرَتَّبَةً وَاِنَّمَا كَانُوْا يَتَكَلَّمُوْنَ عَلٰى قَوْمٍ حَفِظُوْهُمْ فَمَا رَاٰى اَبُوْحَنِيْفَةَ الْعِلْمَ مُنْتَشِرًا وَخَافَ عَلَيْهِ الضَّيَاعَ دَوَّنَهُ فَجَعَلَهُ اَبْوَابًا وَبَدَاَ بِالطَّهَارَةِ ثُمَّ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ بِاَبْوَابِ الدِّيْنِ وَاِنَّمَا خَتَمَ الْكِتَابَ بِالْفَرَائِضِ لِاَنَّهَا اٰخِرُ مَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ النَّاسُ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ وَضَعَ كِتَابَ الْفَرَائِضِ وَكِتَابَ الشُّرُوْطِ وَالْمَحْضَرِ قَالَ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلنَّاسُ عِيَالٌ عَلٰى اَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْفِقْهِ۔ ص۳

بعض افراد جنہوں نے مسند ابی حنیفہ جمع کی ہے ابوحنیفہ کے مناقب میں کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کی تدوین کی ہے اور اس کے ابواب قائم کئے ہیں، اور پھر آپ کی متابعت کرتے ہوئے مالک بن انس نے موطا مرتب کی ہے۔ ابوحنیفہ پر کوئی سبقت نہیں کر سکا ہے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے علم شریعت میں نہ ابواب قائم کئے اور نہ کتابوں کو مرتب کیا، ان کا اعتماد قوت حافظہ پر تھا، ابوحنیفہ نے دیکھا کہ علم پھیل رہا ہے اور کھٹکا اس کے ضائع ہونے کا ہے لہٰذا آپ نے ابواب قائم کئے اور ابتدا باب الطہارۃ پھر باب الصلاۃ سے کی، پھر تمام عبادات، پھر معاملات اور پھر مواریث کا بیان کیا۔ آپ نے ابتدا طہارت سے پھر نماز سے کی کیونکہ عبادات میں یہ اہم ہیں اور ختم میراث کے مسائل پر کیا، کیونکہ یہ انسان کا آخری حال ہے۔ اور ابوحنیفہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط کو مرتب کیا۔ اسی بنا پر شافعی نے کہا ہے کہ فقہ میں سب ابوحنیفہ کے محتاج ہیں۔

اَخْرَجَ الْخَطِيْبُ فِيْ "الْمُتَّفِقِ وَالْمُفْتَرِقِ" عَنِ ابْنِ سَوِيْدٍ الْحَنَفِيِّ قَالَ سُئِلَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَكَانَ

لِي مَكْرُمَةً، قُلْتُ أَيُّهُمَا أَحَبُّ إِلَيْكَ بَعْدَ حِجَّةِ الْإِسْلَامِ، الْخُرُوجُ إِلَى الْغَزْوِ أَوِ الْحَجِّ؟ قَالَ فَرْضٌ بَعْدَ حِجَّةِ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ مِنْ خَمْسِينَ حَجَّةً۔ ھ

خطیب نے اپنی کتاب "المتفق والمفترق" میں ابن سوید حنفی سے سنا کہ میں نے ابوحنیفہ سے پوچھا، وہ مجھ پر بہت کرم کرتے تھے اسلام کا فرض حج کر لینے کے بعد آپ کس کو اچھا سمجھتے ہیں۔ جہاد کے واسطے جانا یا حج کرنا۔ ابوحنیفہ نے کہا، فرض حج کے بعد ایک مرتبہ جہاد کو جانا پچاس حج سے بہتر ہے۔

رُوِيَ مِنْ كِتَابِ الْحَافِظِ أَبِي بَكْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ الْجِعَابِيِّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ قَالَ سَمِعْتُ الْأَوْزَاعِيَّ وَالْعُمَرِيَّ يَقُولَانِ أَبُو حَنِيفَةَ أَعْلَمُ النَّاسِ بِمُعْضِلَاتِ الْمَسَائِلِ۔ ھ

حافظ ابوبکر محمد بن عمر جعابی کی کتاب میں اسماعیل بن عیاش کا بیان ہے کہ میں نے ابوعمرو عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی شامی اور عمری سے سنا کہ یہ دونوں صاحبان کہہ رہے تھے سخت اور مشکل مسائل میں ابوحنیفہ سب سے اعلم ہیں۔

رَوَى أَبُو الْمُظَفَّرِ السَّمْعَانِيُّ فِي كِتَابِ الِانْتِصَارِ وَأَبُو إِسْمَاعِيلَ الْهَرَوِيُّ فِي ذَمِّ الْكَلَامِ عَنْ نُوحٍ الْجَامِعِ. قَالَ قُلْتُ لِأَبِي حَنِيفَةَ، مَا تَقُولُ فِيمَا أَحْدَثَ النَّاسُ مِنَ الْكَلَامِ فِي الْأَعْرَاضِ وَالْأَجْسَامِ فَقَالَ مَقَالَاتُ الْفَلَاسِفَةِ، عَلَيْكَ بِالْأَثَرِ وَطَرِيقَةِ السَّلَفِ وَإِيَّاكَ وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ فَإِنَّهَا بِدْعَةٌ۔ ھ

ابومظفر سمعانی نے "انتصار" میں اور ابواسماعیل ہروی نے "ذم الکلام" میں نوح ابن جامع کا قول لکھا ہے۔ کہ میں نے ابوحنیفہ سے پوچھا لوگوں نے اعراض و اجسام کی جو بحثیں پیدا کی ہیں اس میں آپ کیا کہتے ہیں۔ آپ نے کہا یہ مقالات فلسفیوں کے ہیں تم اثر اور سلف کے طریقہ پر قائم رہو اپنے کو ان باتوں سے بچاؤ یہ بدعت ہیں۔

سیوطی نے ابن خسرو کی روایت لکھی ہے کہ استاذ ادیب ابویوسف یعقوب بن احمد نے کہا۔

خَلِّنِي مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا اعْتَدْتُهُ	يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي رِضَى الرَّحْمٰنِ
کافی ہیں وہ خوبیاں جن کو میں مہیا کر چکا ہوں	قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے
دِينُ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرَى	ثُمَّ اعْتِقَادِي مَذْهَبُ النُّعْمَانِ
اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے	اور امام ابوحنیفہ نعمان کے مذہب کا اعتقاد ہے

سیوطی نے رَنے کے قاضی احمد بن عبدہ کی روایت لکھی ہے کہ ہم ابن ابی عائشہ کے پاس تھے کہ آپ نے حضرت ابوحنیفہ سے روایت کردہ حدیث بیان کی سامعین میں سے کسی نے کہا لَا نُرِيدُ هٰذَا ہم یہ روایت نہیں چاہتے۔ آپ نے فرمایا، اگر تم ان کو دیکھ لیتے، اُن کی روایت کو رد نہ کرتے میں ابوحنیفہ

کے متعلق تم لوگوں سے وہی کہوں گا جو کر شاعر نے کہا ہے۔

أَقِلُّوا عَلَيْهِمْ لَا أَبَا لَكُمْ	مِنَ اللَّوْمِ أَوْ سُدُّوا الَّذِي سَدُّوا

تم ان پر اپنی ملامت کم کرو تمہارے لئے ہلاکت ہے تمہارا باپ مرے ورنہ تم اس کمی کو پورا کرو جس کو وہ پورا کر گئے تھے۔

۹- وَفَيَاتُ الْأَعْيَانِ وَأَنْبَاءُ أَبْنَاءِ الزَّمَانِ

میں علامہ ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان برمکی اربلی شافعی قاضی القضاۃ متوفی ۶۸۱ھ نے پانچویں جلد میں لکھا ہے

یحییٰ ابن معین نے کہا ہے۔ قرآن مجید کی قراءات میں حمزہ کی قرأت اور فقہ میں ابو حنیفہ کی فقہ مجھ کو پسند ہے۔ ص۴۱۵

ابن شبرمہ نے کہا ہے۔ كُنْتُ شَدِيْدَ الْإِنْزِوَاءِ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ۔ میں ابو حنیفہ کی ضدیت کے ساتھ تحقیر کیا کرتا تھا۔ میں نے ایام حج میں دیکھا کہ لوگ ان سے مسائل پوچھتے تھے۔ میں وہاں اس طرح کھڑا ہوا کہ کوئی مجھ کو نہ پہچانے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے ان سے کہا میں آپ سے پوچھنے آیا ہوں۔ میں بہت متفکر اور پریشان ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ معاملہ کیا ہے۔ اس نے کہا میرا عرف ایک بیٹا ہے جب اس کا عقد زوج کرتا ہوں وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے اور جب لونڈی خرید کر اس کو دیتا ہوں وہ اس کو آزاد کر دیتا ہے۔ کیا آپ کوئی حیلہ بتائیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ تم اپنے داسطے اپنے بیٹے کے پسند کی لونڈی خریدو۔ اور اپنے بیٹے کا نکاح اس سے کر دو۔ اگر تمہارا بیٹا اس کو طلاق دے وہ لونڈی تمہاری ملکیت میں رہے گی اور اگر وہ اس کو آزاد کرے وہ کر نہیں سکتا کیونکہ لونڈی تمہارا مال ہے۔ اگر لونڈی کا بچہ پیدا ہو تو اس کا نسب اس سے ہے۔

یہ بیان کر کے ابن شبرمہ نے کہا۔ عَلِمْتُ اَنَّ الرَّجُلَ فَقِيْهٌ مِنْ يَوْمِيْذٍ وَكَفَفْتُ عَنْ ذِكْرِهٖ اِلَّا بِخَيْرٍ۔ میں سمجھ گیا کہ وہ ابتدا ہی سے فقیہ ہیں اور میں بدگوئی سے رک گیا اور بھلائی سے اُن کا ذکر کرتا ہوں۔ ص۴۱۶

امام ابو حنیفہ کے مناقب اور فضائل کثرت سے ہیں خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں بہت کچھ کا ذکر کیا ہے اور پھر ایسے امور کا ذکر کیا ہے کہ ان کا نہ ذکر کرنا لائق تھا۔ ابو حنیفہ جیسے کے دین میں اور ان کے ورع اور تحفظ (سلامت روی) میں شک نہیں کیا جا سکتا۔ رہی اُن کی عربیت کی کمزوری کا بیان کرنا ابو حنیفہ نے کہا ہے "وَلَوْ قَتَلَ بَابَا قَبِيْبٍ" تو اس سلسلہ میں یہ کہا گیا ہے

(هِيَ لُغَةُ الْكُوْفِيِّيْنَ) کہ یہ اہل کوفہ کی بول ہے کہ وہ اسماء ستہ کو حالت رفع میں اور حالت نصب میں اور حالت جر میں الف سے ہی بولتے ہیں۔ لہٰذا اعتراض ٹھیک نہیں۔

اور لکھا ہے سلطان ملک شاہ سلجوقی کے مستوفی شرف الملک ابو سعد محمد بن منصور نے ۴۵۱ھ میں حضرت امام کی قبر پر گنبد بنوایا اور شریف ابو جعفر مسعود نے جو ریاضی کے نام سے مشہور ہیں یہ دو شعر کہے۔ ص۴۱۷

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْعِلْمَ كَانَ مُبَدَّدًا	فَجَمَّعَهٗ هٰذَا الْمُغَيَّبُ فِي الثَّرٰى
كَذٰلِكَ كَانَتْ هٰذِهِ الْاَرْضُ مَيْتَةً	فَاَنْشَرَهَا فَضْلُ الْغَمَامِ اَبُوْ سَعْدٍ
اسی طرح یہ زمین بیکار پڑی تھی	اور اس کو معتمد مملکت ابو سعد نے آباد کر دیا

۱۰۔ تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس میں علامہ شیخ حسین بن محمد بن حسن الدیار بکری نے جلد دوم کے صفحہ ۳۴۲ سے ۳۴۹ تک حضرت امام الائمہ ابو حنیفہؒ کا ذکر کیا ہے۔ عاجز اس میں سے کچھ فوائد لکھتا ہے۔ نوابغ الکلم میں لکھا ہے۔

وَبَنَى اللّٰهُ الْأَرْضَ بِالْأَعْلَامِ الْمُنِيفَةِ كَمَا وَثَّقَ الْحَنِيفَةَ بِعُلُومِ أَبِي حَنِيفَةَ

اللہ نے زمین میں بلند پہاڑوں سے کھونٹیاں لگائیں جس طرح ملتِ حنیفیہ کو ابو حنیفہ کے علوم کی کھونٹیوں سے برقرار رکھا ہے۔

اور لکھا ہے۔

الْأَئِمَّةُ الْجِلَّةُ الْحَنَفِيَّةُ أَرِمَّةُ الْمِلَّةِ الْحَنِيفِيَّةِ

جلیل القدر حنفی ائمہ ملتِ حنیفیہ کی باگیں ہیں

عبد الحمید بن عبد الرحمٰن نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک تارا ٹوٹا اور کہا گیا ابو حنیفہ ہیں پھر دوسرا تارہ ٹوٹا اور کہا گیا یہ مسعر ہیں پھر تیسرا تارہ ٹوٹا اور کہا گیا یہ سفیان ہے۔ چنانچہ ان حضرات کی وفات اسی ترتیب سے ہوئی۔ ص۳۳۵

۱۱۔ النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر والقاہرہ میں جمال الدین ابو المحاسن یوسف بن تغری بردی اتابکی بشبغاوی ظاہری نے لکھا ہے۔ دوسری جلد کے صفحہ ۱۲ سے ۱۵ تک۔

سنہ ۱۵۰ھ میں امام اعظم ابو حنیفہ النعمان بن ثابت بن زوطی فقیہ کوفہ اور صاحب مذہب کی وفات ہوئی۔ حماد اور دوسروں سے انہوں نے فقہ حاصل کی اور وہ فقہ اور رائی میں ماہر ہوئے۔ ابن مبارک، شافعی اور یزید بن ہارون کا مدحیہ کلام نقل کیا ہے اور حضرت امام کے زہد و تقویٰ اور عبادت کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ خریبی نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ پر رد و نکیر جاہل یا حاسد ہی کرتا ہے اور حفص بن غیاث نے کہا ہے۔ كَلَامُ أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ أَرَقُّ مِنَ الشَّعْرِ وَلَا يَعِيبُهُ إِلَّا جَاهِلٌ کہ فقہ میں ابو حنیفہ کا کلام بال سے باریک تر ہے، جاہل ہی اس پر عیب لگائے گا۔ اور لکھا ہے کہ اعمش سے ایک مسئلہ پوچھا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اس میں درست قول نعمان بن ثابت ہی کا ہے۔ خَاطَنَهُ بَوَرَةٌ فِي عِلْمِهِ اور میرا خیال ہے کہ ان کے لئے ان کے علم میں برکت دی گئی ہے (یعنی توفیقِ الٰہی ان کا ساتھ دے رہی ہے)

اور لکھا ہے۔ وَمَنَاقِبُ أَبِي حَنِيفَةَ كَثِيرَةٌ وَعِلْمُهُ غَزِيرٌ فِي الْمُهِمِّ وَغَيْرِهِ مَا يُغْنِي عَنِ الْإِطْنَابِ فِي ذِكْرِهِ وَلَوْ أَطْلَقْتُ عِنَانَ الْقَلَمِ فِي ذِكْرِ عُلُومِهِ وَمَنَاقِبِهِ لَجَاءَتْ مِنْ ذَلِكَ عِدَّةُ مُجَلَّدَاتٍ۔

ابو حنیفہ کے مناقب بہت ہیں، ان کا علم بہت گہرا ہے اور ان کی شہرت کفایت کرتی ہے طوالت سے، اگر میں ان کے علمِ کثیر اور مناقب غزیر کے بیان کرنے کے سلسلہ میں ڈھیل دے دوں تو کئی جلدیں بن جائیں گی۔

مؤلف نے آخر میں ابو جعفر مسعود بیاضی کے دو شعر لکھ کر لکھا ہے۔

قُلْتُ وَأَحْسَنُ مِنْ هٰذَا مَا قَالَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ فِي مَدْحِ أَبِي حَنِيفَةَ الْقَصِيدَةَ الْمَشْهُورَةَ الَّتِي أَوَّلُهَا۔

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا إِمَامُ الْمُسْلِمِينَ أَبُو حَنِيفَةَ

میں کہتا ہوں، ابو جعفر مسعود بیاضی کے دو شعر سے امام عبد اللہ بن مبارک کا قصیدہ بہتر ہے جو امام ابو حنیفہ کی مدح میں کہا ہے اور اس کا پہلا شعر یہ ہے۔

مسلمانوں کے امام ابو حنیفہ نے شہروں اور شہروں میں رہنے والوں کو زینت بخشی۔

اسانید پر کلام کرنے سے پہلے عاجز نے اس مبارک قصیدہ کو لکھا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۵۱

۱۲۔ علامہ شمس الدین محمد بن یوسف صالحی شامی متوفی ۹۴۲ھ نے عقود الجمان میں لکھا ہے۔

رَوَى الْقَاضِيْ أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ كَاسٍ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ قَالَ كَتَبَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ إِلَى خَالِدِ بْنِ مَخْلَدٍ الْقَطَوَانِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَطْلُبُ مِنْهُ شَيْئًا مِنْ كُتُبِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، فَعَمِلَ۔ صـ۱۵۸

قاضی ابوالقاسم بن کاس دراوردی سے روایت کرتے ہیں کہ امام مالک بن انس نے خالد بن مخلد قطوانی کو لکھا کہ وہ امام ابو حنیفہ کی کچھ کتابیں اپنے ساتھ لائیں۔ چنانچہ وہ ان کے واسطے لے گئے۔

رَوَى الْقَاضِيْ أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ كَاسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ عِنْدَنَا كَالْأَثَرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْنَاهُ أَخَذْنَا۔ صـ۱۵۹

قاضی ابوالقاسم بن کاس نے ابن مبارک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ اگر ہم کو اثر ملے تو ابو حنیفہ کا قول ہمارے نزدیک اثر نبوی کی طرح ہے۔

رَوَى أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَارِثِيُّ عَنْ حَبَّانَ بْنِ مُوْسَى قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ يَوْمًا جَالِسًا يُحَدِّثُ النَّاسَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ مَنْ يَعْنِيْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ أَعْنِيْ أَبَا حَنِيْفَةَ ثُمَّ الْعِلْمَ فَامْسَكَ بَعْضُهُمْ عَنْ كِتَابَةِ فَسَكَتَ ابْنُ الْمُبَارَكِ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ مَا أَسْوَأَ حَالَكُمْ وَمَا أَجْهَلَكُمْ بِالْأَئِمَّةِ، أَمَا إِنَّهُ مَعَ قِلَّتِكُمْ بِالْعِلْمِ وَأَهْلِهِ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَقَّ أَنْ يُقْتَدَى بِهِ مِنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ لِأَنَّهُ كَانَ إِمَامًا فَقِيْهًا تَقِيًّا وَرِعًا عَالِمًا فَقِيْهًا كَشَّافًا لِلْعِلْمِ كَشَّافًا لِمُشْكِلِهِ أَحْمَدَ بَحْرَ فَهْمٍ وَفِطْنَةٍ وَتُقًى ثُمَّ حَلَفَ أَنْ لَا يُحَدِّثَهُمْ شَهْرًا۔ صـ۱۵۹

ابو محمد حارثی نے حبان بن موسیٰ سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مبارک لوگوں سے ایک دن احادیث شریفہ بیان کر رہے تھے، آپ نے کہا۔ مجھ سے حدیث بیان کی نعمان بن ثابت نے بعض افراد نے کہا۔ ابو عبدالرحمٰن (یعنی عبداللہ مبارک) نعمان سے کس کو مراد لے رہے ہیں۔ ابن مبارک نے کہا۔ میرا مقصد ابو حنیفہ ہیں جو علم کا مخزن ہیں۔ یہ سن کر بعض افراد نے حدیث کا لکھنا چھوڑ دیا۔ یہ دیکھ کر وہ بہت تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوئے، پھر کہا۔ اے لوگو! تم کس قدر بے ادب ہو اور تم امت کے

بارے میں کس قدر جاہل ہو۔ اور اہل علم کی معرفت تمہاری کتنی کم ہے، ابو حنیفہ سے زیادہ کوئی حقدار نہیں ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ کیونکہ وہ امام تھے، صاحب تقویٰ تھے، پاک صاف تھے، صاحب ورع تھے، عالم تھے، فقیہ تھے، انہوں نے علم کو ایسا واضح کیا، اپنی دید سے سمجھ سے، ہوشیاری سے اور تقویٰ سے کہ کوئی شخص ایسا واضح نہیں کر سکتا ہے۔ یہ کہہ کر ابن مبارک نے قسم کھائی کہ ان کو ایک مہینہ پڑھائیں گے۔

رَوَى الْخَطِيْبُ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ عَلَى الْأَوْزَاعِيِّ فَرَأَيْتُ بِيْرُوْتَ فَقَالَ لِيْ يَا خُرَاسَانِيُّ، مَنْ هٰذَا الْمُبْتَدِعُ الَّذِيْ خَرَجَ بِالْكُوْفَةِ يُكْنَى بِأَبِيْ حَنِيْفَةَ فَرَجَعْتُ إِلَى بَيْتِيْ فَأَقْبَلْتُ عَلَى كُتُبِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ فَأَخْرَجْتُ مِنْهَا مَسَائِلَ مِنْ جِهَادِ الْمُسْتَمْلِيْ وَبَقِيْتُ فِيْ ذٰلِكَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَجِئْتُهُ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ وَهُوَ مُؤَذِّنُ مَسْجِدِهِمْ وَإِمَامُهُمْ وَالْكِتَابُ فِيْ يَدِيْ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ هٰذَا الْكِتَابُ۔ فَنَاوَلْتُهُ فَنَظَرَ فِيْ مَسْأَلَةٍ مِنْهَا وَقَعَتْ عَيْنَاهُ۔ قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ فَلَمْ أَزَلْ قَائِمًا بَعْدَ أَنْ أَذَّنَ حَتَّى قَرَأَ صَدْرَ الْكِتَابِ، ثُمَّ وَضَعَ الْكِتَابَ فِيْ كُمِّهِ ثُمَّ أَقَامَ وَصَلَّى ثُمَّ أَخْرَجَ الْكِتَابَ حَتَّى أَتَى فِيْهَا فَقَالَ لِيْ يَا خُرَاسَانِيُّ مَنِ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ هٰذَا؟ قُلْتُ۔ شَيْخٌ لَقِيْتُهُ بِالْعِرَاقِ۔ فَقَالَ هٰذَا لَيْسَ مِنَ الْمَشَايِخِ اذْهَبْ فَاسْتَقِرْ مِنْهُ، قُلْتُ هٰذَا أَبُوْ حَنِيْفَةَ الَّذِيْ نُهِيْتُ عَنْهُ، وَرَوَى هٰذِهِ الْقِصَّةَ أَبُو الْقَاسِمِ الْعَرَجِيُّ عَنِ ابْنِ مُبَارَكٍ وَزَادَ فِيْ آخِرِهِ ثُمَّ الْتَقَى أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالْأَوْزَاعِيُّ بِمَكَّةَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا اجْتِمَاعٌ فَرَأَيْتُ بِعَيْنِيْ أَبَا حَنِيْفَةَ فِي الْمَسْأَلَةِ الَّتِيْ كَانَتْ فِي الثَّوْقَعَةِ فَرَأَيْتُ أَبَا حَنِيْفَةَ يَكْشِفُ لَهُ تِلْكَ الْمَسَائِلَ بِكُلِّ مَا كَتَبْتُ عَنْهُ فَمَا فَرَّقَ الْقَيْتُ الْأَوْزَاعِيَّ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ غَضَّتِ الرَّحْمٰنُ بِكَثْرَةِ عِلْمِهِ وَوُفُوْرِ عَقْلِهِ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ، لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَمْرَةٍ ظَاهِرَةٍ، الْزَمِ الرَّجُلَ فَإِنَّهُ بِخِلَافِ مَا بَلَغَكَ عَنْهُ۔

خطیب نے ابن مبارک کی روایت لکھی ہے کہ میں اوزاعی سے ملنے ملک شام آیا اور بیروت میں اُن سے ملا۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ اے خراسانی۔ یہ بدعتی کون ہے جو کوفہ میں نکلا ہے اور جس کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ میں اپنے گھر واپس آکر ابو حنیفہ کی کتابوں میں مصروف ہوا۔ میں نے اُن میں سے چند عمدہ مسئلے نکالے۔ میں اس کام میں تین دن مصروف رہا اور تیسرے دن اوزاعی کے پاس آیا۔ وہ اس مسجد کے مؤذن اور امام تھے۔ میرے ہاتھ میں میری تحریر تھی۔ انہوں نے کہا یہ کونسی کتاب ہے، میں نے وہ تحریر ان کو دے دی۔ انہوں نے اس میں ایک مسئلہ دیکھا جس پر میں نے لکھا تھا۔ نعمان بن ثابت نے کہا ہے، وہ اذان دینے کے بعد کھڑے رہے اور انہوں نے اس تحریر کا

ابتدائی حصہ پڑھا پھر اس تحریر کو انہوں نے آستین میں رکھ کر اقامت کہی اور نماز پڑھائی پھر اس تحریر کو نکال کر دیکھا اور کہنے لگے۔ اے خراسانی یہ نعمان بن ثابت کون ہے۔ میں نے کہا ایک شیخ ہیں کوفہ میں کہ ان سے عراق میں میری ملاقات ہوئی ہے۔ اوزاعی نے کہا۔ یہ مشائخ میں ہوشیار اور سمجھدار ہیں جاؤ اور ان سے اپنے علم میں اضافہ کرو۔ میں نے ان سے کہا۔ یہی وہ ابوحنیفہ ہیں جن سے تم نے مجھ کو روکا تھا۔

(اس واقعہ کو ابوالقاسم جرجرائی نے بھی ابن مبارک سے نقل کیا ہے اور یہ اضافہ ہے)

پھر مکہ مکرمہ میں ابوحنیفہ اور اوزاعی کا اجتماع ہوا اور میں نے دیکھا کہ اوزاعی ان مسائل کو ابوحنیفہ سے پوچھ رہے تھے جو میری تحریر میں تھے اور ابوحنیفہ خوب شرح وبسط سے ان کا بیان کر رہے تھے، جب دونوں الگ ہوئے میں اوزاعی سے جا کر ملا۔ اوزاعی نے کہا۔ ابوحنیفہ کو دیکھ کر ان کی کثرتِ علم پر اور ان کی عقلمندی پر مجھے رشک ہوتا ہے، میں ان کے متعلق کسی غلطی پر تھا اور میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

قَالَ الْقَاضِيْ اَبُوالْقَاسِمِ بْنُ كَاسِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُوْلُ لَمْ يَصِحَّ عِنْدَنَا اَنَّ اَبَا حَنِيْفَةَ قَالَ الْقُرْاٰنُ مَخْلُوْقٌ فَقُلْتُ اَعْفَى اللّٰهُ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ مِنَ الْعِلْمِ بِمَنْزِلَةٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ هُوَ مِنَ الْعِلْمِ وَالْوَرَعِ وَالزُّهْدِ وَاٰثَارِ الدَّارِ الْاٰخِرَةِ بِمَحَلٍّ لَا يُدْرِكُهُ اَحَدٌ وَلَقَدْ ضُرِبَ بِالسِّيَاطِ عَلٰى اَنْ يَلِيَ الْقَضَاءَ لِاَبِيْ جَعْفَرٍ فَاَبٰى اَنْ يَفْعَلَ فَرَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَرِضْوَانُهُ بَتَّ

قاضی ابوالقاسم بن کاس نے کہا ہم سے ابوبکر مروزی نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل سے سنا، وہ کہہ رہے تھے، ہمارے نزدیک یہ بات صحت کو نہیں پہنچی ہے کہ ابوحنیفہ نے قرآن کو مخلوق کہا ہو۔ میں نے الحمدللہ کہی اور ابن حنبل سے کہا کہ ان کا علم میں ایک مرتبہ تھا۔ آپ نے کہا۔ سبحان اللہ (ان کا کیا کہنا) وہ علم میں، ورع میں، زہد میں اور دار آخرت کے ترجیح دینے میں ایسے مقام پر فائز تھے کہ وہاں تک کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا ہے۔ کوڑوں سے پٹوائے گئے تاکہ ابومنصور (جعفر عباسی) کے قاضی بن جائیں لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔ اللہ ان پر رحمتیں نازل کرے اور ان سے راضی ہو۔

۱۳۔ علامہ محقق شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی شافعی متوفی ۹۷۳ھ نے اپنی کتاب "الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان" کی فصل تیرہ میں لکھا ہے۔

عَنِ الشَّافِعِيِّ قِيْلَ لِمَالِكٍ هَلْ رَاَيْتَ اَبَا حَنِيْفَةَ قَالَ نَعَمْ رَاَيْتُ رَجُلًا لَوْ كَلَّمَكَ فِيْ هٰذِهِ السَّارِيَةِ اَنْ يَجْعَلَهَا ذَهَبًا لَقَامَ بِحُجَجِهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ جَمَاعَةٍ فَاَبٰى اَنْ يُسَمِّيَهُمْ قَالَ فَاَبُوْ حَنِيْفَةَ قَالَ نَعَمْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمْ اَرَ مِثْلَهُ قَالَ لِلّٰهِ دَرُّهُ وَقَالَ اِنْ كَانَ الْاُسْطُوَانَةُ مِنْ ذَهَبٍ لَاَقَامَ الدَّلِيْلَ الْبَقَاءَ عَلٰى صِحَّةِ قَوْلِهٖ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ دَخَلَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَلٰى مَالِكٍ فَرَفَعَهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ خُرُوْجِهٖ اَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذَا كَانَ الرَّجُلَ هٰذَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ النُّعْمَانُ لَوْ قَالَ هٰذِهِ الْاُسْطُوَانَةُ مِنْ ذَهَبٍ لَخَرَجَتْ مَا قَالَ لَقَدْ وَفَّقَ لَهُ الْفِقْهَ حَتّٰى مَا عَلَيْهِ فِيْهِ كَبِيْرُ مُؤْنَةٍ ثُمَّ دَخَلَ الثَّوْرِيُّ فَاَجْلَسَهُ دُوْنَ مَجْلِسِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ فَلَمَّا خَرَجَ ذَكَرَ مِنْ فِقْهِهٖ وَوَرَعِهٖ وَقَالَ الْفَاهِمُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَتَحَرَّى الْفِقْهَ فَهُوَ عِيَالٌ عَلٰى اَبِيْ حَنِيْفَةَ اِذْ هُمْ مِنْ وَفَّقَ لِهٰذَا الْفِقْهِ وَفِيْ هٰذِهِ رِوَايَةٌ حُرِّمَتْ عَنْهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ تُرِيْحُ عَنْهُ النَّاسُ عِيَالٌ فِي الْفِقْهِ عَلٰى اَبِيْ حَنِيْفَةَ مَا رَاَيْتُ اَيْ عِلْمٍ اَحَدًا اَفْقَهَ مِنْهُ لِاَنَّهُ لَمْ يُسْبَقْ اَحَدٌ اَفْقَهَ مِنْهُ۔

وَجَاءَ عَنْهُ اَيْضًا مَنْ لَمْ يَتَفَقَّهْ فِيْ كُتُبِهِ لَمْ يَتَبَحَّرْ فِي الْعِلْمِ وَلَا يَتَفَقَّهُ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا رَاَيْتُ عَيْنِيْ مِثْلَهُ وَعَنْهُ مَنْ اَرَادَ الْمَغَازِيَ فَالْمَدِيْنَةَ اَوِ الْمَنَاسِكَ فَمَكَّةَ اَوِ الْفِقْهَ فَالْكُوْفَةَ وَيَلْزَمُ اَصْحَابَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ كَانَ اَفْقَهَ النَّاسِ مَا رَاَيْتُ اَفْقَهَ مِنْهُ وَقَالَ كَانَ ثِقَةً فَقِيْهًا فِي الْخَيْرِ اَوِ الشَّرِّ فَقَالَ اسْكُتْ يَا هٰذَا يُقَالُ غَايَةٌ فِي الشَّرِّ وَاٰيَةٌ فِي الْخَيْرِ وَعَنْهُ اِنْ اَحْتَجَّ لِرَاْيٍ فَرَاْيُ مَالِكٍ وَسُفْيَانَ وَرَاْيُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَهُوَ اَفْقَهُهُمْ وَاَحْسَنُهُمْ وَاَدَقُّهُمْ وَاَغْوَصُهُمْ عَلَى الْفِقْهِ وَعَنْهُ قَوْلُهُ عِنْدَنَا اِذَا لَمْ نَجِدْ اَثَرًا كَابِرًا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ النَّاسَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ فَقِيْلَ لَهُ مَنْ شَعْبِيٌّ قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَمْ اَرَ اَحَدًا اَعْلَمَ بِمَا اخْتَلَفَ النَّاسُ عَنْ اَنْ يَكْشِفَ ذٰلِكَ اِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ هُنَيْهَةً ثُمَّ كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اَعْلَمَ النَّاسِ بِمَا اسْتَوْا دِيْهِمْ وَاَعْلَمَهُمْ بِالْاَئِمَّةِ وَمَا اَقَلَّ مَعْرِفَتَكُمْ بِالْعِلْمِ وَاَهْلِهٖ لَيْسَ اَحَدٌ اَحَقَّ اَنْ يَقْتَدِيَ بِهٖ مِنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ لِاَنَّهُ كَانَ اِمَامًا تَقِيًّا وَرِعًا عَالِمًا فَقِيْهًا كَشَفَ الْعِلْمَ كَشْفًا لَمْ يَكْشِفْهُ اَحَدٌ بِنَصِّ رَاْيِهِمْ وَفَطْنَةٍ وَتُقًى ثُمَّ حَلَفَ

ان لا یحدث فیھم شیئا۔ وقال الثوری لمن قال لہ جئت من عند ابی حنیفۃ۔ لقد جئت من عند افقہ اھل الارض وقال ایضا الذی یخالف ابا حنیفۃ یحتاج الی ان یکون اعلم منہ قدرا وکثرۃ وبعید ما یوجد ذلک، وما جاء کان یقدمہ ویمشی خلفہ ولا یجیب اذا سئل حتی یبتدئ ابا حنیفۃ ھو الذی یجیب ویقبل لہ وقد رؤی محبرتہ امام کتاب الرھن رأی ابی حنیفۃ ینظر فی کتبہ فقال وددت انھا کلھا عندی مجتمعۃ انظر فیھا، ما ابقی فی طرح العلم غایۃ ولکنہ لا ینصفہ وقال ابو یوسف، رحمہ اللہ الثوری الکوفۃ متابعۃ لابی حنیفۃ مات یوما لابن المبارک فقال انہ لیرکب من العلم احد من سنان الرمح کان واللہ عند ید الاخذ بالعلم ذابا عن المحارم متبعا لاھل بلدہ لا یستحل ان یاخذ الا ما صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند ید المقدم فی ھذا الشان ومشیوخہ وکان یطلب احادیث الثقات والاثبات من اھل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما ادرک علیہ علماء اھل الکوفۃ فی اتباع من اخذ بعدہ حتی ضبط دینہ وقد منع علیہ قوم فسکتنا عنھم استغفر اللہ تعالی منہ، وقال الاوزاعی عن المبارک من ھذا المبتدع الذی خرج بالکوفۃ یکنی ابا حنیفۃ فاراہ مسائل عویصۃ من مسائل فلما رآھا منسوبۃ للنعمان بن ثابت قال من ھذا، قلت شیخ یقیم بالعراق قال ھذا ابتدئ من الشام اذھب فاستدل منہ قلت ھذا ابو حنیفۃ الذی سمعت عنہ، ثم لما اجتمع بابی حنیفۃ بمکۃ جاراہ فی تلک المسائل فکلمھا ابو حنیفۃ ..... لہ یا کلما کتبھا ابن المبارک عنہ فلما انصرفا قال الاوزاعی لابن المبارک، غبطت الرجل بکثرۃ علمہ وفور عقلہ واستغفروا اللہ تعالی لقد کنت فی غلط ظاھر الزم الرجل فانہ یخرج من ما بقی عندہ وقال ابن جریج لما یلتحم من علمہ وعقدہ ورعہ وصیانتہ لدینہ وعلمہ احسبہ سیکون لہ فی العلم شان عجیب وذکر عندہ یوما فقال استکثروا من لقیہ انہ لقیہ انہ لقیہ وقال احمد بن حنبل فی حقہ انہ من اھل الورع والزھد وایثار الاخرۃ یحمل لا یدرکہ احد ولقد ضرب بالسیاط لیلی القضاء فلم یفعل فرحمۃ اللہ علیہ ورضوانہ، وقال یزید بن ھارون لما سئل عن النظر فی کتبہ، انظروا فیھا لانی ما رأیت احدا من الفقھاء یکرہ النظر فی قولہ ولقد احتال الثوری فی کتاب الرھن لہ حتی نسخہ قال ابن المبارک قیل لہ رأی مالک احب الیک ام رأی ابی حنیفۃ، اکتب حدیث مالک فانہ کما یشتھی الرجال والفقہ صناعۃ ابی حنیفۃ وضعوا بیدہ اضعوا بیدہ خلقوا لہ، روی الخطیب عن بعض ائمۃ الزھد انہ قال یجب علی اھل الاسلام ان یدعوا لابی حنیفۃ فی صلاتھم لحفظہ

غیرھم السنۃ والفقہ وقال الناس فیہ حاسد وجاھل وھو احتاجھما عندی وقال من اراد ان یخرج من ذل الغی والجھل ویجد حلاوۃ الفقہ فلینظر فی کتبہ، وقال عیسی بن ابراھیم کان ابو حنیفۃ افقہ اھل زمانہ، وقال یحیی بن سعید القطان ما سمعنا احسن من رای ابی حنیفۃ، ومن ثمۃ کان یذھب فی الفتوی الی قولہ وقال النضر بن شمیل کان الناس یاما فی الفقہ حتی افقھھم ابو حنیفۃ بما فتقہ وبینہ ولخصہ وقال مسعر بکسر فتاوی فقہ ابن کیدام بکسر فتحریف مھملۃ من جعل ابا حنیفۃ بینہ وبین اللہ رجوت ان لا یخاف ولا یکون فرط فی الاحتیاط لنفسہ وقیل لہ لم ترکت رای اصحابہ واخذت برایہ قال لصحتہ فاتوا باصح منہ لارغب عنہ الیہ، وقال ابن المبارک رایت وسمعت ابا حنیفۃ یسالہ ویستفید منہ وقال ما رایت افقہ منہ، وقال عیسی بن یونس لا تقصد قول احد ابی القول فیہ فانی واللہ ما رایت افضل منہ ولا افقہ منہ وقال مغیر ما رایت رجلا یحسن ان یتکلم فی الفقہ ویسعہ ان یقیس ویشرح الحدیث احسن معرفۃ من ابی حنیفۃ ولا اشفق علی نفسہ من ان یدخل فی دین اللہ شیئا من الشک من ابی حنیفۃ، وقال الفضیل کان فقیھا معروفا بالفقہ مشھورا بالورع واسع المال معروفا بالافضال علی کل من یختلف الیہ صبورا علی تعلیم العلم باللیل والنھار قلیل الکلام حتی لا یرد مسئلۃ فی حلال او حرام الا علی الخبر ھاربا من السلطان، وقال ابو یوسف انی لادعو لہ قبل ابوی وسمعتہ یقول انی لادعو لحماد ومع ابوی وقال ابو حنیفۃ زید اللہ تعالی بالفقہ والعمل والسنۃ والتبدل اخلاق الکرام التی کانت فیہ، وقال کان خلف من مضی وما خلف وبقیہ علی وجہ الارض مثلہ وسئل الاعمش عن مسئلۃ فقال انتم تحسن جواب ھذا النعمان بن ثابت واظنہ یورک لہ فی علمہ، وقال یحیی بن آدم ما تقولون فی ھؤلاء الذین یقعون فی ابی حنیفۃ فان ابتدا ھم بما یعقلونہ وما لا یعقلونہ من العلم فحسدوہ، وقال وکیع ما رایت احدا افقہ منہ ولا احسن صلاۃ منہ وقال الحافظ الناقد یحیی بن معین الفقہاء اربعۃ ابو حنیفۃ وسفیان ومالک والاوزاعی وعنہ القراءۃ عندی قراءۃ حمزۃ والفقہ فقہ ابی حنیفۃ علی ھذا ادرکت الناس وسئل ھل حدث سفیان عنہ قال نعم کان ثقۃ صدوقا فی الفقہ والحدیث مامونا علی دین اللہ، وقال ابن المبارک رایت الحسن بن عمارۃ احدا ابو کابیہ قابلا واللہ ما رایت احدا یتکلم فی الفقہ ابلغ ولا اصبر ولا احضر جوابا منک وانک لتسیل من تکلم فی الفقہ فی وقتک غیر

مُدْبِرٍ وَمَا يَتَكَلَّمُونَ فِيكَ إِلَّا حَسَدًا وَقَالَ شُعْبَةُ كَانَ وَاللهِ حَسَنَ الْفَهْمِ جَيِّدَ الْحِفْظِ حَتَّى شَنُّوا عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَعْلَمُ بِهِ مِنْهُمْ وَاللهِ سَيَلْقَوْنَ عِنْدَ اللهِ وَكَانَ كَثِيرَ التَّرَحُّمِ عَلَيْهِ وَسُئِلَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ عَنْهُ فَقَالَ ثِقَةٌ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا ضَعَّفَهُ هَذَا شُعْبَةُ يَكْتُبُ لَهُ أَنْ يُحَدِّثَ وَيَأْمُرُهُ وَسُفْيَانُ وَحَمَّادٌ وَأَبُو أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيُّ بِالصَّلَاحِ وَالْفِقْهِ وَرُمِيَ عِنْدَ ابْنِ عَوْنٍ بِأَنَّهُ يَقُولُ الْقَوْلَ ثُمَّ يَرْجِعُ عَنْهُ فِي يَوْمِهِ فَقَالَ هَذَا دَلِيلٌ وَرَعِهِ لِأَنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْخَطَإِ إِلَى الصَّوَابِ وَلَوْلَا ذَلِكَ لَنَصَرَ خَطَأَهُ وَدَافَعَ عَنْهُ وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ كُنَّا نَأْتِي عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ فَإِذَا جَاءَ أَبُو حَنِيفَةَ أَقْبَلَ عَلَيْهِ وَتَرَكَنَا فَسَأَلَ أَبَا حَنِيفَةَ فَسَأَلَهُ فَمُحَمَّدٌ مِنْ قَوْلِ الْحَافِظِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ مَنْ أَحَبَّ أَبَا حَنِيفَةَ فَهُوَ سُنِّيٌّ وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَهُوَ مُبْتَدِعٌ ذَكَرَهُ فِي رِوَايَتِهِ. بَيْنَا وَبَيْنَ النَّاسِ أَبُو حَنِيفَةَ فَمَنْ أَحَبَّهُ وَكَلَّمَهُ عَلِمْنَا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَمَنْ أَبْغَضَهُ عَلِمْنَا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعَةِ وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ مُصْعَبٍ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ كَقُطْبِ الرَّحَى وَكَالْجَهْبَذِ الَّذِي يَنْقُدُ الذَّهَبَ وَقَالَ الْحَافِظُ مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ لَمْ يَكُنْ فِي زَمَنِ أَبِي حَنِيفَةَ أَعْلَمَ وَلَا أَوْرَعَ وَلَا أَزْهَدَ وَلَا أَعْرَفَ وَلَا أَفْقَهَ مِنْهُ تَاللهِ مَا رَأَتْ مِثْلَهُ مِنْ لِسَانِي مِنْهُ مِائَةَ أَلْفِ دِينَارٍ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ مِنْ تَمَامِ السُّنَّةِ حُبُّ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ كَانَ يَصِفُ الْعَدْلَ وَيَقُولُ بِهِ وَبَيَّنَ لِلنَّاسِ سَبِيلَ الْعِلْمِ وَأَوْضَحَ لَهُمْ مَشَاكِلَاتِهِ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَلِيمٍ لَا يُنْتَفَعُ بِهِ الْأَجَاهِلٌ أَوْ مُبْتَدِعٌ وَقَالَ أَبُو سُلَيْمَانَ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ يُجِيبُ أَحْسَنَ مِنَ الْعَجَبِ وَإِنَّمَا يَرْغَبُ عَنْ كَلَامِهِ مَنْ لَمْ يَقْوَ عَلَيْهِ وَقَالَ أَبُو عَاصِمٍ هُوَ وَاللهِ عِنْدِي أَفْقَهُ مِنِ ابْنِ جُرَيْجٍ مَا رَأَيْتُ شَيْخًا رَجُلًا أَشَدَّ إِتْقَانًا وَأَعْلَى الْفِقْهِ مِنْهُ وَذَكَرَ عِنْدَ دَاوُدَ الطَّائِيِّ فَقَالَ ذَاكَ عَلَّمَنَا كَيْفَ نَتَعَلَّمُ وَعَلَّمَنَا كَيْفَ نَتَكَلَّمُ وَعَلَّمَنَا كَيْفَ نَتَوَضَّأُ وَعَلَّمَنَا كَيْفَ نُصَلِّي وَعَلَّمَنَا كَيْفَ نَتَقَلَّبُ وَقَالَ شَرِيكٌ الْقَاضِي كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ طَوِيلَ الصَّمْتِ كَثِيرَ التَّفَكُّرِ دَقِيقَ النَّظَرِ فِي الْفِقْهِ لَطِيفَ الِاسْتِخْرَاجِ فِي الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَالنُّسُكِ إِنْ كَانَ الطَّالِبُ فَقِيرًا أَغْنَاهُ فِي الْمَعَاشِ وَإِنْ كَانَ غَنِيًّا وَصَلَكَ إِلَى الْغِنَى الْأَكْبَرِ بِمَعْرِفَةِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَقَالَ خَلَفُ بْنُ أَيُّوبَ صَارَ أَعْلَمَ مِنَ اللهِ تَعَالَى إِلَى عِلْمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِلَى أَصْحَابِهِ فَخُذْ عَنْهُمْ إِلَى التَّابِعِينَ ثُمَّ صَارَ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَرْضَ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَسْخَطْ وَقِيلَ لِبَعْضِ الْأَئِمَّةِ مَا لَكَ تَخُصُّ أَبَا حَنِيفَةَ عِنْدَ ذِكْرِهِ بِمَدْحٍ دُونَ غَيْرِهِ قَالَ لِأَنِّي مَا رَأَيْتُ لَيْسَتْ لَكَ لِغَيْرِهِ فَيَنْتَفِعَ النَّاسُ بِعِلْمِهِ فَأَخُصُّ عِنْدَ ذِكْرِهِ لِيَرْغَبَ النَّاسُ بِالدُّعَاءِ لَهُ وَالِاسْتِغْفَارِ فِي النَّقْلِ عَنِ الْأَئِمَّةِ غَيْرُ مَا ذَكَرْنَاهُ كَثِيرَةٌ وَفِي بَعْضِ مَا ذَكَرْنَاهُ مَقْنَعٌ لِلْمُنْصِفِ الَّذِي يَعْرِفُ الْحَقَّ بِأَهْلِهِ وَمِنْ ثَمَّةَ قَالَ الْحَافِظُ أَبُو عُمَرَ يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ بَعْدَ كَلَامٍ ذَكَرَهُ "وَأَهْلُ الْعِلْمِ لَا يَلْتَفِتُونَ إِلَى مَنْ طَعَنَ عَلَيْهِ وَلَا يَصِيرُونَ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ مِنَ السُّوءِ يَنْسُبُ إِلَيْهِ"

علامہ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی کی شافعی کی عبارت کا آزاد ترجمہ۔

خطیب نے شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ مالک سے کہا گیا کیا آپ نے ابوحنیفہ کو دیکھا ہے، انہوں نے کہا۔ ہاں میں نے ان کو ایسا مرد پایا اگر وہ اس ستون کے بارے میں تم سے کلام کریں اور چاہیں کہ اس کو سونے کا بتائیں تو اس بات کو وہ دلیل سے ثابت کر دیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ امام مالک سے چند افراد کے متعلق دریافت کیا گیا آپ نے جواب دیا پھر ابوحنیفہ کے متعلق دریافت کیا گیا، آپ نے کہا: سُبْحَانَ اللهِ لَمْ أَرَ وَيْلَكَ تَاللهِ لَوْ قَالَ إِنَّ الْأُسْطُوَانَةَ مِنْ ذَهَبٍ لَأَقَامَ اللهُ لَهُ الْقِيَاسَ۔ کیا کہنے میں نے ان کا مثل نہیں دیکھا ہے قسم ہے اللہ کی اگر وہ اس ستون کے متعلق تم سے کہہ دیں کہ یہ سونے کا ہے البتہ اس کی صحت پر وہ قیاسی دلیل قائم کر دیں گے۔

ابن مبارک نے کہا ہے کہ ابوحنیفہ، مالک کے پاس گئے۔ انہوں نے آپ کا اعزاز کیا اور جب آپ چلے گئے فرمایا جانتے ہو کہ یہ کون ہیں حاضرین نے کہا، ہم نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا یہ ابوحنیفہ نعمان ہیں، اگر وہ کہہ دیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو وہی ثابت ہوگا جو انہوں نے کہا ہے، ان کو فقہ راست آگئی ہے اور ان کو اس میں کچھ دقت پیش نہیں آتی، ابوحنیفہ کے جانے کے بعد سفیان ثوری مالک کے پاس آئے، مالک نے ابوحنیفہ کی جگہ سے نیچے ان کو بٹھایا اور ان کے جانے کے بعد ان کی فقہ اور ورع کا ذکر کیا۔

شافعی نے کہا جو فقہ میں تبحر حاصل کرنا چاہے وہ ابوحنیفہ کا محتاج ہے، ابوحنیفہ یقینی طور پر ان لوگوں میں سے ہیں "وَفَّقَهُ اللهُ لِلْفِقْهِ" کہ فقہ ان کو راست آگئی ہے۔ یہ روایت حرملہ کی ہے اور ربیع کی روایت میں ہے، فقہ میں لوگ ابوحنیفہ کے محتاج ہیں۔ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَفْقَهَ مِنْهُ۔ میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں پایا۔

شافعی سے مروی ہے، جو شخص ابوحنیفہ کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کرے گا نہ وہ علم میں متبحر ہوگا اور نہ فقیہ بنے گا۔

اور صفحہ ۲۰ کے اواخر میں لکھا ہے۔ ثوری سے کسی نے کہا تم ابوحنیفہ کے پاس سے آگئے۔ انہوں نے کہا میں روئے زمین کے اَفْقَہ (بہت زیادہ فقہ والے) کے پاس سے آرہا ہوں۔

اور سفیان ثوری نے کہا ہے۔ جو شخص ابوحنیفہ کی مخالفت کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مرتبہ ان سے بلند ہو اور علم میں ان سے بڑھ کر ہو اور یہ بات ممکن نہیں کہ ان جیسا

کوئی دوسرا ہو۔

جب حج کو ابوحنیفہ اور ثوری یکجا گئے تو ثوری ابوحنیفہ کو آگے رکھتے تھے اور خود اُن کے پیچھے رہتے تھے۔ جب کوئی شخص ان دونوں سے کوئی مسئلہ دریافت کرتا تھا تو ثوری جواب نہیں دیتے تھے اور ابوحنیفہ ہی جواب دیتے تھے۔

ابو یوسف نے کہا، ابوحنیفہ کی مناسبت میں ثوری مجھ سے بڑھے ہوئے تھے۔

ایک دن ثوری نے ابن مبارک سے ابوحنیفہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایسے مسائل کو حل کرتے تھے جو ہر ایک کی فہم سے زیادہ دھاردار ہوتے تھے۔ اللہ کی قسم ہے وہ علم کے بہت حاصل کرنے والے، محارم سے روکنے والے اور اپنے شہر والوں کی پیروی کرنے والے تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث کے سوا دوسری احادیث کا لینا جائز نہیں سمجھتے تھے، ثقات کی احادیث کی تلاش میں رہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو لیتے تھے اور جس پر علماء اہل کوفہ کو اتباع حق میں پاتے تھے اس کو لیتے تھے اور اسی کو اپنا مسلک بناتے تھے۔ ایک قوم نے ان کو بُرا کہا اور ہم نے خاموشی اختیار کی جس کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے طلبگار ہیں۔

ابن جریج کو ابوحنیفہ کے علم، اُن کے شدید ورع اور دین کی حفاظت کی خبر پہنچی انہوں نے کہا عنقریب علم میں ابوحنیفہ کی نرالی شان ہوگی۔ ایک دن ان کے پاس ابوحنیفہ کا ذکر ہوا انہوں نے کہا۔ اُسْكُتُوا إِنَّهُ لَفَقِيهٌ إِنَّهُ لَفَقِيهٌ إِنَّهُ لَفَقِيهٌ۔ خاموش رہو وہ فقیہ ہیں وہ فقیہ ہیں وہ فقیہ ہیں۔

امام احمد حنبل سے ابوحنیفہ کے متعلق استفسار کیا گیا۔ آپ نے کہا، وہ صاحب ورع ہیں زہد اور ایثار آخرت میں ان کے مقام تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ ان کو کوڑوں سے مارا گیا تاکہ منصور کی قضا کا عہدہ قبول کرلیں لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔ اُن پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اور اللہ ان سے راضی ہو۔

یزید بن ہارون سے استفسار کیا گیا کہ ابوحنیفہ کی کتابوں کا پڑھنا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا ان کی کتابوں کا مطالعہ کرو۔ میں نے فقہا میں سے کسی ایک کو بھی نہیں پایا جو اُن کی کتابوں کے پڑھنے کو مکروہ سمجھتا ہو۔ ثوری نے کوشش کرکے ان کی کتاب الرہن حاصل کی ہے۔

یزید بن ہارون سے کسی نے پوچھا، کیا تم کو مالک کی رائے بہ نسبت ابوحنیفہ کی رائے

کے پسند ہے۔ انہوں نے کہا، مالک سے احادیث لکھو وہ رجال کو پرکھتے ہیں۔ فقہ ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا کام ہے، یہ لوگ گویا کہ اسی کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

بعض ائمۂ زہد کا قول ہے کہ اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں ابوحنیفہ کے واسطے دعا کریں کیونکہ ابوحنیفہ نے ان کے واسطے سنت کی اور فقہ کی حفاظت کی ہے۔

اور کہا ہے، ابوحنیفہ کے متعلق لوگ دو قسم کے ہیں، حاسد ہیں یا جاہل اور میرے نزدیک جاہل اچھے ہیں، اور کہا ہے جو چاہے اپنے آپ کو جہالت اور گمراہی سے بچائے اور فقہ کی شیرینی حاصل کرے وہ ابوحنیفہ کی کتابوں کو دیکھے۔

علی بن ابراہیم (امام بخاری کے اُستاد ہیں اور ان ہی کی بدولت امام بخاری کو ثنائیات کا فخر حاصل ہوا ہے) کا قول ہے کہ ابوحنیفہ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔

یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہے۔ ابوحنیفہ کی رائے سے بہتر کسی کی رائے نہیں۔ اسی وجہ سے یحییٰ بن سعید فتوی میں ابوحنیفہ کی رائے کی طرف مائل ہوتے تھے۔

نضر بن شمیل نے کہا ہے فقہ سے لوگ بے خبر سو رہے تھے ابوحنیفہ نے فقہ کے دقائق کو بیان کرکے، وضاحت کرکے، ملخصات پیش کرکے لوگوں کو بیدار کیا ہے۔ ص۳۱

مستنیر بن کدام نے کہا جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان ابوحنیفہ کو رکھے گا مجھ کو امید ہے اس پر خوف طاری نہیں ہوگا اور وہ کوتاہی کرنے والوں میں محسوب نہ ہوگا۔ ص۳۱

ابن مبارک نے کہا، میں نے حسن بن عمارہ کو دیکھا کہ وہ ابوحنیفہ کے سواری کی رکاب پکڑے ہوئے تھے اور انہوں نے ابوحنیفہ سے کہا، قسم ہے اللہ کی میں نے فقہ میں تم سے اچھا بولنے والا، صبر کرنے والا اور تم سے بڑھ کر حاضر جواب نہیں دیکھا ہے، بیشک تمہارے ذہن میں جس نے بھی فقہ میں لب کشائی کی ہے تم اس کے دلائل و اقوال آتا ہو۔ جو لوگ آپ پر طعن کرتے ہیں وہ حسد کی بنا پر کرتے ہیں۔ ص۳۱ و ۳۲

حافظ عبدالعزیز بن رواد نے کہا ہے، جو شخص ابوحنیفہ سے محبت کرے وہ سنی ہے اور جو ان سے بغض کرے وہ مبتدع ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے۔ ہمارے اور لوگوں کے بیچ میں ابوحنیفہ ہیں جس نے ان سے محبت کی اور ان کی دوستی کا دم بھرا ہم سمجھ گئے کہ وہ اہل سنت میں سے ہے اور جس نے اُن سے بغض کیا ہم سمجھ گئے کہ وہ اہل بدعت میں سے ہے۔ ص۳۲

خارجہ بن مصعب نے کہا ہے فقہا میں ابوحنیفہ کعب الرحی مثل چکی کے پاٹ کے محور اور

کیلی کے ہیں یا ایک ماہر حرّاف کے ہیں جو سونے کو پرکھتا ہے۔ ص۳۲

حافظ محمد بن میمون نے کہا ہے ابو حنیفہ کے زمانہ میں سب سے زیادہ علم والا، سب سے زائد ورع والا، سب سے زائد زُہد والا اور سب سے زیادہ معرفت والا اور سب سے زیادہ فقہ والا ابو حنیفہ ہی تھے، قسم ہے اللہ کی آپ سے سننے کے بدلے ایک سو ہزار (ایک لاکھ) دینار مجھ کو خوش نہیں کر سکتے۔

ابراہیم بن معاویۃ النصریر نے کہا ہے ابو حنیفہ کی محبت اتمام سنت ہے، وہ عدل و انصاف کا بیان کرتے تھے جس آپ کا کلام تھا۔ آپ نے لوگوں کے واسطے علم کی راہ واضح کی، اور علم کی مشکلات کا بیان کیا۔

اسد بن حکیم نے کہا کہ جاہل یا متدرع ہی ابو حنیفہ پر طعن کرے گا۔

ابو سلیمان نے کہا کہ ابو حنیفہ عجائب میں سے ایک عجب تھے جو اُن کے کلام کو برداشت نہیں کر سکتا ہے وہی اُن پر طعن کرے گا۔

ابو عاصم نے کہا ہے اللہ کی قسم ہے، ابو حنیفہ میرے نزدیک ابن جریج سے زیادہ فقیہ ہیں میری آنکھ نے فقہ میں بہت زیادہ اقتدار رکھنے والا ابو حنیفہ کے سوا کسی کو نہیں دیکھا۔ ص۳۳

داؤد طائی نے کہا ہے: ابو حنیفہ وہ تارا ہیں جس سے سفر کرنے والے ہدایت پاتے ہیں اور وہ علم ہیں جس کو ایسا مداروں کے قلوب قبول کرتے ہیں۔

شریک قاضی نے کہا ہے۔ ابو حنیفہ کی خاموشی طویل ہوتی تھی، تفکر کثیر تھا، فقہ میں آپ کی بینائی دقیق تھی، علم میں، عمل میں اور بحث میں آپ کا استخراج لطیف تھا، اگر طالب علم فقیر ہوتا تھا اس کو غنی کرتے تھے اور جب وہ علم حاصل کر لیتا تھا آپ اس سے فرماتے تھے۔ حلال و حرام کی معرفت حاصل کر کے تم نے بڑی دولت حاصل کر لی ہے۔ ص۳۴

خلف بن ایوب نے کہا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا اور آپ سے آپ کے حضرات صحابہ کو ملا اور ان سے تابعین کو پہنچا اور ان سے امام ابو حنیفہ اور اُن کے اصحاب کو ملا ہے۔ اب جو چاہے خوشی ہو اور جو چاہے ناراض ہو۔

بعض ائمہ سے کہا گیا کہ کیا بات ہے کہ آپ جب ابو حنیفہ کا ذکر کرتے ہیں اُن کی مدح کرتے ہوئے، کرتے ہیں اور دوسرے علماء کا ذکر اس ڈھب سے نہیں کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی منزلت دوسروں کی منزلت کی طرح نہیں ہے، کیونکہ آپ کے علم سے جو فائدہ لوگوں کو پہنچا ہے

دوسروں کے علم سے زیادہ ہے، لہٰذا میں خصوصیت کے ساتھ ان کا ذکر کرتا ہوں تاکہ لوگوں کو رغبت ہو کہ ان کے واسطے دعا کریں۔

ائمہ نے آپ کی ثنا میں بہت کچھ کہا ہے اور ہم نے جو کچھ نقل کیا ہے اس میں منصف کے واسطے کفایت ہے، اسی بنا پر حافظ عمر یوسف ابن عبد البر نے کہا۔ اصحاب فقہ مخالفوں کی طعن کی طرف التفات نہیں کرتے ہیں اور مخالفوں کی تصدیق ان کی ذکر کردہ برائیوں میں جو کہ انہوں نے ابو حنیفہ کے متعلق کی ہیں نہیں کرتے ہیں۔ ص۳۵

عاجز نے حضرت امام کی مدح و ستائش کا اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی نے درست کہا ہے کہ حضرات ائمہ نے آپ کی مدح و ستائش میں بہت کچھ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان ائمہ اعلام کو اجر کثیر دے جنہوں نے اُمّتِ مرحومہ کے عاجز افراد کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ہے "جو ابو حنیفہ کو اپنے اور اپنے پروردگار کے بیچ میں رکھے گا اس نے کوتاہی نہیں کی ہے" ان حضرات کا یہ ارشاد ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے سینکڑوں سال سے اس عاجز کے حضرات آباء و اجداد اور مشائخ طریقت نے امام الائمہ حضرت ابو حنیفہ ہی کو اپنے اور اپنے پروردگار کے بیچ میں رکھا ہے جن کے متعلق ائمہ کا اتفاق ہے کہ ارشاد نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِنْ فَارِس۔ اگر ثریا کے پاس دین ہوگا تو یقیناً فارس کا ایک شخص اس کو لے جائیگا یعنی حاصل کرے گا کا اشارہ مُدَوِّن اقدم حضرت امام اعظم کی طرف ہے اس سلسلہ میں یہ عاجز اپنے جدِّ امجد عاشر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی حنفی نقشبندی قدس سرہٗ کے ایک مکتوب کا کچھ حصہ نقل کرتا ہے تاکہ آپ کی عقیدت و محبت کا کچھ اندازہ ناظرین کر سکیں۔

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ وَالثَّلَاثُوْنَ فِيْ نَادِرٍ الْأَئِمَّةِ سَعْدُهٗ فِيْ مَحَبَّتِهٖ مَا هُوَ فِيْ حَيِّزِ الْبَيَانِ وَلَنْ تَسْمَحَ بِزَائِرِ الْعُوَانِ اِعْلَمْ اَنَّهُمْ يَزُوْرُوْنَ الْعُظَمَاءَ وَذَوِي الْحَاجَاتِ يَزُوْرُوْنَ قَبْرَهٗ وَيَتَوَسَّلُوْنَ عِنْدَهٗ فِيْ قَضَاءِ حَوَائِجِهِمْ وَيَرَوْنَ نُجْحَ ذَالِكَ مِنْهُمْ لِاِمَامِنَا الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ مَا كَانَ بَعْدَ اِدْفَانِهٖ جَاءَ وَعَنْهُ اللّٰهُ قَالَ اِنِّيْ لَاَتَبَرَّكُ بِاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَجِيْءُ اِلٰى قَبْرِهٖ فَاِذَا عَرَضَتْ لِيْ حَاجَةٌ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَجِئْتُ اِلٰى قَبْرِهٖ وَسَاَلْتُ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَمَا تَبْعُدُ عَنِّيْ حَتّٰى تُقْضٰى وَذَكَرَ بَعْضُ الْمُتَكَلِّمِيْنَ عَلٰى مِنْهَاجِ النَّوَوِيِّ اَنَّ الدَّفْعَ بِمَنْ

لہ طبرانی کی معجم کبیر میں لَنَالَهٗ رِجَالٌ فَارِس کی روایت ہے۔ و مسلم کی ایک روایت میں لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِس ہے۔ اس سلسلہ میں اس کتاب میں بشارت سراپا کرامت ملاحظہ کریں۔ کہ الخطر الریحی صفحہ ۲۵۶

الصبح عند قبره فلم يقنت فيهن لهم قال وأذن بامع عند القبر وذكر ذلك عنه أيضا وزاد الله لم يجهر بالبسملة ولا إشكال في ذلك حيث كان منه لأنه قد يعرض للسنة ما يرجح تركه فعلها لكونه كان أهم منها ولا شك أن الاهتمام برفعة مقام العلماء أمر مطلوب حتى كره عند الاحتياج إليه لهم أنف حاسد أو تعليم جاهل أفضل من مجرد القنوت والجهر بالبسملة بخلاف فيهما وعدم الجهر لأن فعله متعد ونفع ذينك قاصر ولا شك أيضا أن أبا حنيفة كان له حساد كثيرون في حياته وبعد مماته حتى رموه بالعظائم وسعوا في قتله القصة السابقة.

(بعد سطر کے بعد) وإذا تعهدت هذه الدار أعني النفع أن نفع الشافعي لذلك أفضل من فعله القنوت والجهر إظهارا لمزيد التأدب مع هذا الإمام ولمزيد شرفه وعلوه ولأنه من أئمة المسلمين الذين يقتدى بهم ويجب عليهم توقيرهم وتعظيمهم وأن لهم من يستحق منه ويرد بعد من أن يشعر بحضرته بخلاف قوله بعد وفاته فكيف في حياته وأن الحاسدين لهم خسروا خسرانا مبينا وأنهم ممن أضله الله على علم وما وقف ابن مبارك على قبره قال رحمك الله مات إبراهيم النخعي وحماد بن سليمان وتركا خلقا ومت أنت وهم تتوك على وجه الأرض بعدك خلقا ثم بكى بكاء شديدا وقال الحسن بن عمارة على قبره كنت لنا خلفا فيمن مضى وما تركت بعدك خلفا ان خلفوك في العلم الذي علمتهم ثم يخلفوك في الورع رحمك الله بتوفيق.

پینتیسواں فصل اس بیان میں کہ ائمہ کرام امام ابوحنیفہ کے ساتھ ان کی وفات کے بعد ایسا سلوک کیا کرتے تھے جیسا کہ ان کی حیات میں کرتے تھے اور اپنی حاجت روائی کے لئے اُن کی قبر کی زیارت کیا کرتے تھے۔

سمجھ لو حضرت امام ابوحنیفہ کی قبر کی زیارت ہمیشہ سے علماء اور ضرورت مند افراد کرتے آئے ہیں۔ وہ آپ کے پاس جاکر اپنی حاجتوں کے لئے آپ کو وسیلہ کرتے ہیں اور وہ اپنی حاجت روائی ہوتی دیکھتے ہیں، ان علماء میں امام شافعی بھی ہیں جب کہ آپ کا قیام بغداد میں تھا۔ اس سلسلہ میں آپ سے مروی ہے کہ میں ابوحنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور آپ کی قبر کے پاس جاتا ہوں اور جب مجھ کو کوئی ضرورت پیش آتی ہے میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور آپ کی قبر کے پاس جاکر اللہ سے دعا کرتا ہوں بہت جلد میری وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

امام نووی کی کتاب منہاج پر حواشی لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ امام شافعی نے صبح کی نماز

امام ابوحنیفہ کی قبر کے پاس پڑھی اور آپ نے نماز میں قنوت نہیں پڑھی۔ اس سلسلہ میں آپ سے پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا، میں نے اس صاحب قبر کے ادب سے نہیں پڑھی۔ یہ بات ایک لکھنے والے نے لکھی ہے۔ دوسرے لکھنے والے نے لکھا ہے۔ آپ نے بلند آواز سے بسم اللہ بھی نہیں پڑھی، آپ کے نہ پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ بعض افراد نے خیال کیا ہے۔ کیونکہ کبھی سنت کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آجاتا ہے کہ سنت کا چھوڑنا راجح ہو جاتا ہے اور ایسے موقع پر نہ پڑھنا ہی اہم ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علماء اعلام کی رفعت منزلت کا بیان کرنا امر مطلوب اور ضروری ہے۔ کسی حسد کرنے والے کو ذلیل کرنے کے لئے اور کسی جاہل کو بتانے کے لئے قنوت پڑھنے اور بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے سے نہ پڑھنا افضل ہے۔ صبح کی نماز میں قنوت پڑھنے اور الحمد للہ کے ساتھ بسم اللہ کو بلند آواز سے پڑھنے میں ائمہ کا اختلاف ہے اور علماء کے علو قدر کے بیان کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور اس بیان کا فائدہ متعدی ہے بخلاف قنوت اور بسم اللہ کے کہ اس کا فائدہ متعدی نہیں ہے۔ مزید یہ بات بھی ہے کہ امام ابوحنیفہ سے کیا ان کی زندگی میں اور کیا ان کی وفات کے بعد حسد کرنے والے بہت تھے۔ حاسدوں نے آپ پر بڑی بڑی تہمتیں لگائیں، پھر آپ کے قتل کرانے کی کوشش کی۔ وہ شنیع قتل جس کا بیان گزر چکا ہے۔

توجیہ وجیہ :۔ ان ضرورتوں کے پیش نظر امام شافعی کا فعل افضل ہے قنوت پڑھنے اور بسم اللہ بالجہر کہنے سے۔ تاکہ ظاہر ہو جائے کہ اس امام کے ساتھ مزید ادب کرنا چاہئے، ان کا مرتبہ بلند ہے اور وہ اُن اماموں میں سے ہیں جن کی توقیر اور تعظیم مسلمانوں پر واجب ہے اور وہ ایسے برگزیدہ افراد میں سے ہیں کہ ان کی وفات کے بعد ان کے سامنے ان کے قول کے خلاف کرنے سے شرم کرنی چاہئے۔ ان سے حسد کرنے والے پوری طرح گمراہ ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے علم کے ہوتے ہوئے گمراہ کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ابن حجر ہیتمی کی کو اجر کثیر دے انہوں نے تین باتیں ظاہر کر دی ہیں

۱۔ بعض احوال میں سنت پر عمل کرنے سے اس کا نہ کرنا افضل ہے۔

۲۔ حاسدوں نے حضرت امام عالی مقام کو قتل کرایا ہے۔

۳۔ یہ حاسد نام نہاد اہل حدیث ہوتے ہوئے گمراہ ہوئے ہیں۔

اس گمراہی میں خطیب بغدادی سب گمراہوں کا علمبردار ہے، اس نے تمام اکاذیب کو یکجا کی صورت میں اپنی تاریخ کے لئے جمع کر دیا ہے اور منکاری کا اعتذار نامہ لکھ کر ادا کر دیا ہے کہ یہ

سب حق درست ہے۔ خطیب نے جلد نو کے صفحہ تین سو انتیس اور تیس میں صالح بن احمد التمیمی الحافظ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی روایت سے کسی حال میں بھی احتجاج کرنا جائز نہیں ہے اور دار قطنی کا قول لکھا ہے کہ کذاب دجال یضع الحدیث۔ اور خطیب حضرت امام کی برائی اس سے روایت کرتا ہے۔ یہ دجل نہیں ہے تو کیا ہے۔ سیوطی نے یزید بن کمیت کی روایت لکھی ہے کہ ایک مسئلہ میں حضرت امام کا ایک شخص سے مناظرہ ہوا آپ نے اس شخص سے فرمایا۔ اللہ رحم کرے تم نے جو بات میرے متعلق کہی ہے اللہ میرے متعلق اس کے خلاف جانتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ جب سے میں نے اس کو پہچانا ہے کسی کو اس جیسا نہیں سمجھا ہے۔ میں اسی سے عفو کا طلبگار رہوں میں اس کے عقاب سے ڈرتا ہوں۔ پھر آپ روئے اور عقاب کے ذکر نے بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ ہوش میں آئے اس شخص نے کہا آپ مجھ کو معاف کر دیں۔ آپ نے فرمایا جس نے غلط بات کا الزام مجھ پر لگایا ہے اگر وہ جاہلوں میں سے ہے اس کو میں نے معاف کیا ہے اور اہل علم میں سے جس نے الزام لگایا ہے روز حشر میں ہے کیونکہ علماء کی غیبت ان کے بعد بھی رہتی ہے۔

اس بڑی ہوئی غیبت کو بڑی تلاش سے خطیب نے جمع کر کے لکھا ہے۔ یہ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

اگر کسی کو خطیب کے پشتارۂ کذب کا مختصر طور پر حال معلوم کرنے کی خواہش ہے وہ علامہ زاہد کے حاشیہ کا مطالعہ کرے اور اگر کوئی تفصیل کا طالب ہے وہ علامہ کوثری کی کتاب نائب الخطیب کی طرف رجوع کرے۔ جو شے از سر تا پا جھوٹ کا پلندہ ہو اس کا بیان ہی کیا۔

اب یہ عاجز بعض محققین کا کلام نقل کرتا ہے اور امام لیث بن سعد مصری کے مکتوب پر اس کو ختم کرتا ہے اور پھر مخالفت کا بیان اور امام ابن عبدالبر کا کلام ان کی کتابوں سے نقل کرے گا۔ امام ابن عبدالبر نے تمام نجباء اہل حدیث کی غلط روش کا سبب بیان کیا ہے۔ آپ کے بیان کو پڑھ کر یہ نحن وزعمی ابن ظبیان پر آتا ہے۔ جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء۔

۱۴۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی نے "المیزان" میں لکھا ہے۔

كان الامام ابو حنيفة رضي الله عنه يقول نحن لا نقيس الا بعد النظر وذلك اني انظر اولا في كيفية المسئلة من الكتاب والسنة وفتوى الصحابة فان لم اجد دليلا فيما جئت به مسئولا عنه من مفهوم بحثت عن اقوال الصحابة ثم اخذت بقول من شئت منهم وفي رواية اخرى عن الامام انه قال اذا لم اجد المسئلة في كتاب الله ولا في سنة رسوله ولا في اقوال الصحابة رجعت الى القياس واعمل به كما تعمل به عند الضرورة وفي رواية اخرى اني اقيس اولا بما في كتاب الله ثم بما في سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم بما افتى به ابو بكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم وفي رواية اخرى انه كان يقول ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فعلى الرأس والعين وما جاء عن الصحابة تخيرنا من قولهم ولم نخرج عن اقوالهم واما اذا جاء عن التابعين فهم رجال ونحن رجال. وكان ابو مطيع البلخي يقول قلت للامام ابي حنيفة رضي الله عنه ارأيت ان رأيت رأيا وجاء ابو بكر برأي آخر فكنت تدع رأيك لرأيه فقال نعم فقلت له ارأيت لو رأيت رأيا وجاء عمر برأي آخر كنت تدع رأيك لرأيه فقال نعم فقلت له ارأيت لو رأيت رأيا وجاء عثمان برأي آخر كنت تدع رأيك لرأيه فقال نعم وكذلك ان جاء علي وسائر الصحابة رضي الله عنهم بآراء مختلفة وانما كان يرجع الى قول من يأخذ به من قولهم ويدع قول من شاء منهم ولا يخرج عن جميع اقوالهم الى قول غيرهم اذا انتهى الامر الى قول ابراهيم والشعبي وابن سيرين والحسن وعطاء وسعيد بن المسيب وعدد رجالا قال فقلت له فما تقول في قول هؤلاء اجتهدوا كما اجتهدت فقال ذلك لا يقدح في عدد الرجال وكان ابو مطيع يقول كنت يوما عند الامام ابي حنيفة في جامع الكوفة فدخل عليه سفيان الثوري ومقاتل بن حيان وحماد بن سلمة وجعفر الصادق وغيرهم من الفقهاء فكلموا الامام ابا حنيفة وقالوا انك تخالف عبد الله بن مسعود في كذا وكذا وعلي في كذا وكذا وزيد بن ثابت في كذا وكذا فقال لهم الامام من اين اخذت ان عبد الله بن مسعود خالف عليا وزيدا في كذا وكذا فقالوا هذا قول اصحابه فقال الامام ابو حنيفة اصحاب عبد الله اخذوا عنه وعن علي وزيد وهم اعلم بما قالوا فقالوا ان ابا حنيفة قد غلط في هذه المسئلة وخالف الكتاب والسنة واجماع الامة فقال الامام من اين قلتم ذلك فقالوا لان الله تعالى يقول في كتابه فليحذر الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم فقال الامام ابو حنيفة فاين الفتنة في الخلاف وانما الفتنة في الموافقة لان الله تعالى يقول في كتابه ولو ردوه الى الرسول والى اولي الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم فامرنا الله تعالى بالرد الى الكتاب والسنة والاجتهاد

وذلك لا يقدح في عدد الرجال وكان ابو مطيع يقول كنت يوما عند الامام ابي حنيفة في جامع الكوفة فدخل عليه سفيان الثوري ومقاتل بن حيان وحماد بن سلمة وجعفر الصادق وغيرهم من الفقهاء فكلموا الامام ابا حنيفة وقالوا انك تخالف عبد الله بن مسعود في كذا وكذا وعليا في كذا وكذا وزيد بن ثابت في كذا وكذا فقال لهم الامام من اين اخذت ان عبد الله بن مسعود خالف عليا وزيدا في كذا وكذا فقالوا هذا قول اصحابه فقال الامام ابو حنيفة اصحاب عبد الله اخذوا عنه وعن علي وزيد وهم اعلم بما قالوا فقالوا ان ابا حنيفة قد غلط في هذه المسئلة وخالف الكتاب والسنة واجماع الامة فقال الامام من اين قلتم ذلك فقالوا لان الله تعالى يقول في كتابه فليحذر الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم فقال الامام ابو حنيفة فاين الفتنة في الخلاف وانما الفتنة في الموافقة لان الله تعالى يقول في كتابه ولو ردوه الى الرسول والى اولي الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم فامرنا الله تعالى بالرد الى الكتاب والسنة والاجتهاد فقالوا اني اقيم القرآن بكتاب ثم بالسنة ثم بفتيا الصحابة ثم بما اجمع عليه المسلمون حتى يتضح المعنى وفي رواية اخرى اني اقيس اولا بما في كتاب الله ثم بما في سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم بما افتى به ابو بكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم وفي رواية اخرى انه كان يقول ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فعلى الرأس والعين وما جاء عن الصحابة تخيرنا من قولهم ولم نخرج عن اقوالهم واما اذا جاء عن التابعين فهم رجال ونحن رجال. وكان ابو مطيع البلخي يقول قلت للامام ابي حنيفة رضي الله عنه ارأيت ان رأيت رأيا وجاء ابو بكر برأي آخر فكنت تدع رأيك لرأيه فقال نعم فقلت له ارأيت لو رأيت رأيا وجاء عمر برأي آخر كنت تدع رأيك لرأيه فقال نعم فقلت له ارأيت لو رأيت رأيا وجاء عثمان برأي آخر كنت تدع رأيك لرأيه فقال نعم وكذلك ان جاء علي وسائر الصحابة رضي الله عنهم بآراء مختلفة وانما كان يرجع الى قول من يأخذ به من قولهم ويدع قول من شاء منهم ولا يخرج عن جميع اقوالهم الى قول غيرهم اذا انتهى الامر الى قول ابراهيم والشعبي وابن سيرين والحسن وعطاء وسعيد بن المسيب وعدد رجالا قال فقلت له فما تقول في قول هؤلاء اجتهدوا كما اجتهدت فقال

قَالَ اَبُوْ مُطِیْعٍ وَمَرَّ سُفْیَانُ وَقَعَ فِیْہِ سُفْیَانُ اَنَّہٗ قَالَ قَدْ حَمَلَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَلَی الْاِسْلَامِ فَاُرَوِّیْہِ عَنْ رَجُلٍ وَاَنَا اَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْکَلَامَ عَلٰی ظَاھِرِہٖ وَاَنَّ سُفْیَانَ مُحْسِنٌ ذَابٌّ عَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ فَاَبَیْتُ اَنْ تَحْمِلَ رُجُوْعَہٗ عَنْ ذَابٍّ وَاَخْبَرْتُہٗ بِاَنَّ الْاِمَامَ اَبَا حَنِیْفَۃَ سَیِّدُ الْعُلَمَاءِ وَطَلَبَ مِنْہُ الْعَفْوَ فَاِنْ قُلْتَ ھٰذَا الْکَلَامُ لَا یَحْتَاجُ اِلٰی رُجُوْعٍ وَیَکُوْنُ الْمُرَادُ بِاَنَّہٗ حَمَلَ عَلَی الْاِسْلَامِ اَیْ مَسْئَلَۃً مَسْئَلَۃً حَتّٰی فِی الْاِسْلَامِ شَیْئًا مُسْتَبْعَدًا بِغَرَارَۃِ نَفْسِہٖ وَغَیْرِہٖ۔ (حق کتاب ص ۷۵، ۷۶)

حضرت امام ابوحنیفہ سے اللہ راضی ہو فرمایا کرتے تھے، ہم قیاس نہیں کرتے ہیں مگر ضرورت کے وقت کیونکہ ہم مسئلہ کی دلیل پہلے کلام اللہ میں، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور حضرات صحابہ کے فضایا میں تلاش کرتے ہیں، اگر ان میں دلیل ہم کو نہ ملے تو قیاس کرتے ہیں، سمجھے ہوئے کو کہے ہوئے المنطوق پر یعنی علت کی وجہ سے جو دونوں میں پائی جائے۔

اور دوسری روایت حضرت امام سے اس طرح ہے، ہم پہلے حکم کتاب اللہ سے، پھر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، پھر حضرات صحابہ کے فیصلوں سے لیتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں جس میں سب متفق ہوں اور اگر حضرات صحابہ متفق نہ ہوں تو ہم ایک حکم کا دوسرے حکم پر جامع علت کی وجہ سے قیاس کرتے ہیں۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے، ہم پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر پھر حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و علی کے ارشادات پر۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات سے راضی ہو۔

اور ابن ابی العوام کی روایت میں ہے کہ حضرت امام فرمایا کرتے تھے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے سر آنکھوں پر قبول ہے۔ میرے باپ اور ماں اُن پر فدا ہوں، ہم آپ کے ارشاد کی مخالفت نہیں کر سکتے اور جو کچھ آپ کے اصحاب سے ثابت ہے، ہم ان اقوال میں سے ایک کو اختیار کر لیتے ہیں اور صحابہ کے سوا (حضرات تابعین) سے جو روی ہے تو وہ بھی انسان ہیں اور ہم بھی انسان ہیں۔

ابو مطیع بلخی کہا کرتے تھے۔ میں نے امام ابوحنیفہ سے کہا، آپ بتائیں، اگر آپ نے ایک رائے قائم کی اور اس مسئلہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی رائے قائم کر چکے ہیں، کیا آپ ان کی رائے کی وجہ سے اپنی رائے کو چھوڑ دیں گے۔ آپ نے فرمایا، ہاں ہم اپنی رائے چھوڑ دیں گے۔ پھر میں نے دریافت کیا، اگر آپ نے ایک رائے قائم کی ہے، پھر آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے معلوم ہوئی کیا آپ اپنی رائے کو اُن کی رائے کی وجہ سے چھوڑ دیں گے۔ آپ نے فرمایا، ہاں چھوڑ دوں گا اور اسی طرح

حضرت عثمان حضرت علی اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار کی وجہ سے اپنی رائے کو چھوڑ دوں گا، سوا حضرت ابوہریرہ حضرت انس بن مالک اور حضرت سمرۃ بن جندب کی آثار کے۔ انتہی

بعض علماء نے فرمایا ہے، ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ ان تین حضرات کی معلومات میں کمی ہو اور ان حضرات کو اجتہاد کے مقالات کی لاعلمی ہو اور اس سے ان حضرات کی عدالت پر کوئی حرف نہیں آتا ہے۔

ابو مطیع نے بیان کیا کہ ایک دن کوفہ کی جامع مسجد میں حضرت امام کے پاس میں بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس مقاتل بن حیان، حماد بن سلمہ، جعفر، ابن عروبہ اور دوسرے علماء آئے اور انہوں نے امام ابوحنیفہ سے کہا، ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ آپ دین میں کثرت سے قیاس کرتے ہیں، اس کی وجہ سے ہم کو آپ کی عاقبت کا اندیشہ ہوتا ہے، کیونکہ اجتہاد جس نے قیاس کیا سے وہ ابلیس ہے۔ حضرت امام نے حضرات علماء سے بحث کی اور یہ بحث صبح سے زوال تک جاری رہی اور دوران جمعہ کا تھا۔ حضرت امام نے اپنا مذہب بیان کیا کہ اولاً کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں، پھر سنت پر اور پھر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے فیصلوں پر اور جس پر ان حضرات کا اتفاق ہوتا ہے اس کو مقدم رکھتا ہوں اور اس کے بعد قیاس کرتا ہوں۔ یہ سن کر حضرات علماء کھڑے ہوئے اور انہوں نے حضرت امام کے سر اور گھٹنوں کو چوما اور کہا، آپ علماء کے سردار ہیں اور ہم نے جو کچھ آپ کی برائیاں کی ہیں اپنی لاعلمی کی وجہ سے کی ہیں آپ اس کو معاف کر دیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ صاحبان کی مغفرت فرمائے۔

ابو مطیع نے بیان کیا کہ سفیان نے حضرت امام کے متعلق کہا تھا کہ ابوحنیفہ نے اسلام کا ایک ایک بند کھول دیا ہے۔ اے میرے بھائی ہوش میں رہو اور اس کلام کو اس کے ظاہری معنی پر ہرگز نہ لو، اگر اس طرح کی بات سفیان سے ان کے جانے اور ان کے اس اعتراف کے بعد کہ حضرت امام سید العلماء ہیں اور حضرت امام سے عفو طلب کرنے کے بعد سنی گئی ہے اور تم اس کی تاویل کرتے ہو کہ حضرت امام ابوحنیفہ نے اسلامی مسائل کی مشکلات کو اپنے علم کی بے پایانی سے اور اپنی عقل و دانش کی فراوانی سے ایک ایک کر کے سب کو حل کر دیا اور اب اسلام میں کچھ بھی مشکل نہیں رہا۔ اور اگر سفیان نے حضرت امام سے عفو طلب کرنے سے پہلے کہی ہے تو اب رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

اور علامہ شعرانی نے صفحہ ۷۰ میں لکھا ہے۔

فَقَدْ اَثْبَتَّ لَکَ عَنْ مُحَقِّقِیْ اَئِمَّۃِ مَذْھَبِ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَنَّ

جَمِيعُ مَا اسْتَدَلَّ بِهِ لِمَذْهَبِهِ لَخَذَ وَمِنْ جِمَاعِ الْقَوْلِ بِهِمْ وَرَكَهُ لَا يَتَصَوَّرُ فِي سَنَدٍ وَضَعْفُ مُقَدَّمٍ يَكْذِبُ أَبَدًا، وَإِنْ قِيلَ يَضْعُفُ بَعْضُ وَمِنْ أَدِلَّةِ مَذْهَبِهِ فَذَلِكَ الضَّعْفُ إِنَّمَا هُوَ بِالنَّظَرِ لِلرُّوَاةِ الَّذِينَ عَنْ سَنَدِهِ بَعْدَ مَرْتَبَةٍ وَذَلِكَ لَا يَقْدَحُ فِيمَا اتَّخَذَهُ الْإِمَامُ مِنْ كُلِّ مَنْ .... اسْتَصْحَبَ النَّظَرَ فِي الرُّوَاةِ وَهُوَ صَاعِدٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَلِكَ نَقُولُ فِي أَدِلَّةِ مَذْهَبِ أَصْحَابِهِ، لَمْ يَسْتَدِلَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ بِحَدِيثٍ ضَعِيفٍ فَرُبَّمَا يَأْتِي الْإِمَامُ عَلَى رِوَايَةٍ وَاحِدَةٍ أَبَدًا مَا قَبِلَهَا ذَلِكَ، إِنَّمَا يَسْتَدِلُّ أَحَدُهُمْ بِحَدِيثٍ صَحِيحٍ أَوْ حَسَنٍ أَوْ ضَعِيفٍ قَدْ كَثُرَتْ طُرُقُهُ حَتَّى ارْتَفَعَ إِلَى دَرَجَةِ الْحَسَنِ وَذَلِكَ أَمْرٌ لَا يَخْتَصُّ بِأَصْحَابِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ بَلْ يُطَالِعُكُمْ فِيهِ جَمِيعُ الْمَذَاهِبِ مَنْ مَرَّ بِهَا خُبْرَةً۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے دلائل کی صحت کے متعلق ہم پر واضح کر چکا ہوں حضرت امام کے تمام استدلالات جو آپ نے اپنے مذہب کے لئے ہیں بہترین تابعین سے منقول ہیں آپ کی سند میں کسی جھوٹے شخص کا تصور تک ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کے مذہب کے ادلہ کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے وہ اُن راویوں کی وجہ سے ہے جو سند کے نیچے کے حصہ میں آپ کی روایت کے بعد ہوئے ہیں اور اس سے حضرت امام کے استدلال میں کوئی خرابی نہیں آتی ہے، یہ بات ہر اس شخص پر واضح ہوگی جو حضرت امام کی سند کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک دیکھے گا۔ یہی بات ہم آپ کے اصحاب کے ادلہ کے متعلق کہتے ہیں، آپ کے اصحاب میں سے کسی نے بھی ایسی ضعیف حدیث سے ہرگز استدلال نہیں کیا ہے جو صرف ایک طریق سے مروی ہو، ان حضرات کا استدلال حدیث صحیح یا حسن یا اُس ضعیف سے ہے جس کے طریقے کثرت سے ہوں اور وہ درجہ حسن میں آگئی ہو اور اس طرح کا استدلال حضرت ابو حنیفہ کے اصحاب سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام مذاہب اُن کے شریک ہیں۔

علامہ شعرانی نے صفحہ ۷۰ سے ۷۵ کے آخیر تک اُن کتابوں کا ذکر کیا ہے جن کو انہوں نے دقیق نظر سے پڑھا ہے اور پھر آپ نے یہ مبارک کتاب تالیف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ وَرَحِمَهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

ضمیمہ عبارت میزان شعرانی۔ یہ عاجز علامہ شعرانی کی کتاب المیزان کا مطالعہ کر رہا تھا اور یہ مضمون لکھ رہا تھا کہ محترم والا مقام جناب قاضی سجاد حسین صاحب نے جو کہ علامہ اجل فقیہ اکمل مولانا عالم بن العلاء دہلوی متوفی ۷۸۶ھ کی مشہور آفاقی کتاب "الفتاویٰ التاتارخانیہ" کی ترتیب و

طباعت میں مصروف ہیں، بتایا کہ اس کتاب کی "کتاب ادب القاضی" کی تیسری فصل میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اقوال کے متعلق حضرت امام ابو حنیفہ کے مسلک کا بیان آیا ہے۔ چونکہ یہ کتاب صدہا سال سے علماء احناف کا مستند ماخذ رہی ہے۔ بنا بریں عاجز نے اس کو نقل کر لیا اور اب حضرات ناظرین اس کو دیکھیں اور حضرت امام الائمہ ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک مسلک کو جو سراسر رحمت پروردگار ہے سمجھیں اور جان لیں۔

ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند　　روبہ از حیلہ چہاں بگسلد ایں سلسلہ را

فتاویٰ تاتارخانیہ کی عبارت

فَإِنْ جَاءَ حَدِيثٌ مِنْ وَاحِدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَمْ يُسْنَدْ عَنْ غَيْرِهِ وَعَلِمْنَا ذَلِكَ فَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ ثَلَاثُ رِوَايَاتٍ، فِي رِوَايَةٍ قَالَ أَقْبَلُ وَمِنْهُمْ مَنْ كَانُوا مِنَ الْفُقَهَاءِ الْمُتَقَدِّمِينَ، وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ أَقْبَلُ جَمِيعَ الصَّحَابَةِ إِلَّا ثَلَاثَةً مِنْهُمْ، أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ أَمَّا أَنَسٌ فَإِنَّهُ اخْتَلَطَ عَقْلُهُ فِي آخِرِ عُمُرِهِ وَكَانَ يَسْتَفْتِي عَلْقَمَةَ وَأَمَّا لَا أَقْبَلُ عَلْقَمَةَ، فَكَيْفَ أَقْبَلُ مَنْ يَسْتَفْتِي عَلْقَمَةَ، وَأَمَّا أَبُو هُرَيْرَةَ، لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْفَتْوَى بَلْ كَانَ مِنَ الرُّوَاةِ. وَفِي مَكَانٍ يَرْوِي لَا يَحْتَمِلُ فِي الْمَعْنَى وَكَانَ لَا يَعْرِفُ النَّاسِخَ مِنَ الْمَنْسُوخِ، وَلِأَجْلِ ذَلِكَ حَجَرَ عَلَيْهِ عُمَرُ حَتَّى أَفْتَى فِي آخِرِ عُمُرِهِ، وَأَمَّا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ فَقَدْ بَلَغَنِي عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَتَوَسَّعُ فِي الْأَشْرِبَةِ سِوَى الْخَمْرِ وَكَانَ يَعُدُّ لَكَ بِالْحَرَامِ بِالْعُرْفِ فَيُقَلِّدُهُمْ فِي فَتْوَاهُمْ وَأَمَّا مَا رَوَوْا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ رِقَابِهِمْ، وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ أَقْبَلُ جَمِيعَ الصَّحَابَةِ وَلَا أَتْرُكُ خِلَافَهُمْ وَهُوَ الظَّاهِرُ مِنَ الْمَذْهَبِ۔

اگر حضرات صحابہ میں سے کسی ایک نے کوئی حدیث روایت کی ہے اور کسی صحابی سے اس کے خلاف کوئی روایت نہیں ہے۔ اس صورت میں امام ابو حنیفہ سے تین اقوال مروی ہیں۔

ایک روایت ہے۔ میں حضرات صحابہ میں اس کی تقلید کرتا ہوں جو عمدہ فاضلوں میں سے ہو۔

اور دوسری روایت ہے۔ میں تمام صحابہ کی تقلید کرتا ہوں، بجز تین افراد کے حضرت انس بن مالک، ابو ہریرہ اور سمرۃ بن جندب۔

حضرت انس کے متعلق یہ بات مجھ کو پہنچی ہے کہ آخیر عمر میں اُن کی عقل میں خلل آگیا تھا اور وہ علقمہ (تابعی) سے فتویٰ لیا کرتے تھے۔ میں علقمہ کی تقلید نہیں کرتا تو پھر اس شخص کی تقلید کیسے کروں جو علقمہ کا مقلد ہو۔

اور حضرت ابوہریرہ اصحاب فتویٰ میں سے نہ تھے، آپ راوی تھے، اور روایت کرتے وقت معانی کی طرف خیال نہیں کرتے تھے اور ان کو ناسخ اور منسوخ کی پہچان نہ تھی۔ اس وجہ سے آخر دور میں حضرت عمر نے ان کے فتویٰ دینے پر پابندی لگا دی تھی۔

اور حضرت سمرۃ بن جندب کے متعلق مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ وہ خمر (شراب) کے علاوہ دوسرے مسکرات (نشیلی چیز) میں توسع اختیار کرتے تھے۔ ان کی روایت کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کرتے تھے حضرت امام لیتے تھے۔

اور تیسری روایت یہ ہے، کہ میں سب صحابہ کی تقلید کرتا ہوں، صحابہ کے خلاف کرنا مجھ کو پسند نہیں۔ یہی آپ کا ظاہر مذہب ہے۔

۱۵۔ علامہ قاضی القضاۃ عبدالرحمن بن محمد بن خلدون اشبیلی مغربی متوفی ۸۰۸ھ نے اپنی مشہور کتاب مقدمہ کے صفحہ چار سو چوالیس اور پینتالیس میں لکھا ہے۔

وَاعْلَمْ اَيْضًا اَنَّ الْاَئِمَّةَ الْمُجْتَهِدِيْنَ نَفَاوَتُوْا فِى الْاِكْثَارِ مِنْ هٰذِهِ الصِّنَاعَةِ وَالْاِقْلَالِ فَاَبُوْحَنِيْفَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يُقَالُ بَلَغَتْ رِوَايَتُهٗ اِلٰى سَبْعَةَ عَشَرَ حَدِيْثًا اَوْ نَحْوِهَا، وَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِنَّمَا صَحَّ عِنْدَهٗ مَا فِىْ كِتَابِ الْمُوَطَّاِ وَبَقِيَّتُهَا نَحْوُ الْمِائَةِ حَدِيْثٍ اَوْ نَحْوُهَا وَاَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ مُسْنَدِهٖ خَمْسُوْنَ اَلْفَ حَدِيْثٍ وَلِكُلٍّ مَا اَدَّاهُ اِلَيْهِ اجْتِهَادُهٗ فِىْ ذٰلِكَ وَقَدْ تَقُوْلُ بَعْضُ الْمُبْطِلِيْنَ الْمُتَحَسِّنِيْنَ اِلٰى اَنَّ مِنْهُمْ مَنْ كَانَ قَلِيْلَ الْبِضَاعَةِ فِى الْعُلُوْمِ فَلِهٰذَا قَلَّتْ رِوَايَتُهٗ وَلَا سَبِيْلَ اِلٰى هٰذَا الْمُعْتَقَدِ فِىْ مِثْلِ هٰؤُلَاءِ الْاَئِمَّةِ لِاَنَّ الشَّرِيْعَةَ اِنَّمَا تُؤْخَذُ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَمَنْ كَانَ قَلِيْلَ الْبِضَاعَةِ مِنَ الْحَدِيْثِ فَيَتَعَيَّنُ عَلَيْهِ طَلَبُهٗ وَرِوَايَتُهٗ وَالْهِمَّةُ وَالتَّصْمِيْمُ فِىْ ذٰلِكَ اَخْذُ الدِّيْنِ عَنْ اُصُوْلِهٖ وَيُتَلَقَّى الْاَحْكَامُ عَنْ صَاحِبِ الشَّرْعِ اَوْ ثُمَّ قَلَّلَ مِنْهُمْ مَنْ قَلَّلَ الرِّوَايَةَ لِاَجْلِ الْمَطَاعِنِ الَّتِىْ تَعْتَرِضُهٗ فِيْهَا وَالْعِلَلِ الَّتِىْ تَعْتَرِضُ فِىْ طُرُقِهَا سِيَّمَا وَالْجَرْحُ مُقَدَّمٌ عِنْدَ الْاَكْثَرِ فِيْمَا وَقَعَ فِيْهِ الْاِجْتِهَادُ وَاِنْ تَرَكَ الْاَخْذَ بِهٖ بَعْضُ مِثْلِ ذٰلِكَ فِيْهِ مِنَ الْاَحَادِيْثِ وَضُرُوْبِ الْاَسَانِيْدِ وَيَكْثُرُ ذٰلِكَ لِقِلَّةِ رِوَايَتِهٖ لِضَعْفٍ فِى الْقُرْاٰنِ هٰذَا مَعَ اَنَّ اَهْلَ الْحِجَازِ اَكْثَرُ رِوَايَةً لِلْحَدِيْثِ مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ لِاَنَّ الْمَدِيْنَةَ دَارُ الْهِجْرَةِ وَمَاْوَى الصَّحَابَةِ وَمَنِ انْتَقَلَ مِنْهُمْ اِلَى الْعِرَاقِ كَانَ شُغْلُهُمْ بِالْجِهَادِ وَالْاِمَامُ اَبُوْحَنِيْفَةَ اِنَّمَا قَلَّتْ رِوَايَتُهٗ لِمَا شَدَّدَ فِىْ شُرُوْطِ الرِّوَايَةِ وَالتَّحَمُّلِ وَضَعَّفَ رِوَايَةَ الْحَدِيْثِ الْيَقِيْنِىِّ اِذَا عَارَضَهَا الْفِعْلُ التَّقْسِىُّ وَقَلَّتْ مِنْ اَجْلِهَا رِوَايَةٌ فَقَهُ حَدِيْثَةٌ لَا لِاَنَّهٗ كَثُرَ رِوَايَةُ لِغَيْرِهٖ مُتَعَمِّدًا فَاَشَاعَهٗ مِنْ رَاْيِهٖ وَيَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ مِنْ كِبَارِ الْمُجْتَهِدِيْنَ فِىْ عِلْمِ الْحَدِيْثِ اِعْتِمَادُ مَذْهَبِهِمْ بَيْنَهُمْ وَالتَّعْوِيْلُ عَلَيْهِ وَاِعْتِبَارُهٗ رَدًّا وَقَبُوْلًا وَاَمَّا غَيْرُهٗ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَهُمُ الْجُمْهُوْرُ فَتَوَسَّعُوْا فِى الشُّرُوْطِ وَكَثُرَ عَدَدُ رِجَالِهِمْ وَالنَّقْلُ عَنْ رِجَالِهٖ وَقَدْ تَوَسَّعَ اَصْحَابُ مَنْ بَعْدَهٗ فِى الشُّرُوْطِ وَكَثُرَتْ رِوَايَتُهُمْ وَرَوَى الطَّحَاوِىُّ فَاَكْثَرَ وَكَتَبَ مُسْنَدَهٗ وَهُوَ جَلِيْلُ الْمِقْدَارِ اِلَّا اَنَّهٗ لَا

بَعْدَ الصَّحِيحَيْنِ لِأَنَّ الشُّرُوطَ الَّتِي اعْتَمَدَهَا الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ فِي كِتَابَيْهِمَا فَوْقَ مَا اشْتَرَطَهُ غَيْرُهُمَا مِنَ الْأَئِمَّةِ كَمَالِكٍ وَشُرُوطُ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ مُتَقَارِبَةٌ وَشُرُوطُ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ فَوْقَ شُرُوطِهِمْ وَلَا رَيْبَ أَنَّ مَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الشَّيْخَانِ أَقْوَى مِمَّا انْفَرَدَ بِهِ أَحَدُهُمَا وَكُتُبُ السُّنَنِ الْمَعْرُوفَةُ كَسُنَنِ أَبِي دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ وَجَامِعِ التِّرْمِذِيِّ وَسُنَنِ ابْنِ مَاجَهْ وَنَحْوِهَا لَيْسَ فِيهَا مَا يُسَاوِي الصَّحِيحَيْنِ فِي الصِّحَّةِ بَلْ وَلَا مَا يُسَاوِي أَحَدَهُمَا وَإِنْ كَانَ فِيهَا الصَّحِيحُ الَّذِي هُوَ صَحِيحٌ عِنْدَ غَيْرِ مَنْ صَحَّحَهُ وَالْحَسَنُ الَّذِي هُوَ حَسَنٌ عِنْدَ غَيْرِ مَنْ حَسَّنَهُ وَفِيهَا الضَّعِيفُ الَّذِي لَا يَصْلُحُ لِلِاحْتِجَاجِ بِهِ بِحَالٍ وَهَذَا مِمَّا يَعْلَمُ الْخَاصَّةُ وَالْعَامَّةُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ أَنَّ هَذِهِ الْكُتُبَ لَيْسَ فِيهَا مَا فِي الصَّحِيحَيْنِ مِنَ الْحَدِيثِ الْمُسْنَدِ الصَّحِيحِ الَّذِي لَا مَطْعَنَ فِيهِ بِوَجْهٍ مِنَ الْوُجُوهِ وَلِهَذَا لَمْ يَشْتَرِطْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ هَذِهِ الْكُتُبِ أَنْ يُخَرِّجَ مَا فِيهَا بِشُرُوطِ مَا فِي الصَّحِيحَيْنِ بَلْ وَلَا ذَكَرَ ذَلِكَ وَلَا قَالَ أَحَدٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ إِنَّ هَذِهِ الْكُتُبَ مِثْلُ الصَّحِيحَيْنِ وَإِنَّمَا يَعْتَمِدُ عَلَيْهَا مَنْ لَا يَعْرِفُ حَالَهَا كَمَا يَعْتَمِدُ عَلَى الْمُرْسَلِ وَالْمُنْقَطِعِ وَغَيْرِهِ مَنْ لَا يَعْرِفُ قَدْرَ الْحَدِيثِ وَقَدْ قَالَ الشَّيْخَانِ وَغَيْرُهُمَا مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ إِنَّ الْحَدِيثَ الَّذِي يَرْوِيهِ الثِّقَاتُ قَدْ يَكُونُ مَعْلُولًا وَهُوَ مَا فِيهِ عِلَّةٌ خَفِيَّةٌ تَقْدَحُ فِي صِحَّتِهِ وَإِنْ كَانَ ظَاهِرُهُ السَّلَامَةَ مِنْهَا وَهَذَا مَوْجُودٌ فِي كَثِيرٍ مِمَّا فِي السُّنَنِ الْمَشْهُورَةِ وَلِهَذَا لَمْ يَحْكُمْ أَحَدٌ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ بِصِحَّةِ كُلِّ مَا فِي هَذِهِ الْكُتُبِ بَلْ وَلَا بِصِحَّةِ أَكْثَرِهِ وَلَا بِصِحَّةِ مُعْظَمِهِ وَلَا يُعْرَفُ أَنَّ أَحَدًا مِنَ الْعُلَمَاءِ قَالَ

۱۶۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ کا مکتوب مبارک

وحضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ بعد از نزول متابعت ایں شریعت خواہد نمود و اتباع سنت آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نیز خواہد کرد کہ نسخ ایں شریعت مجرد نیست نزدیک است از علماء ظواہر مجتہدات اورا علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام از کمال دقت وغموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب وسنت دانند مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است رحمۃ اللہ علیہ۔ کہ بہ برکت ورع وتقوی وبہ دولت متابعت سنت درجۂ علیا در اجتہاد واستنباط یافتہ است کہ دیگراں در فہم آں قاصر اند و مجتہدات او را بہ واسطۂ دقت معانی، مخالف کتاب وسنت دانند، و او را واصحاب او را اصحاب رای پندارند وذلک لعدم الوصول الی حقیقۃ علمہ وذہابہ وعدم الاطلاع علیٰ فہمہ، و فراست امام شافعی بہ کرشمہ از دقت فقاہت او علیہ الرضوان دریافت کہ گفت الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفہ، وائے از جرأتہائے قاصر نظراں کہ قصور خود را بہ دیگرے نسبت نمایند۔

قاصرے گر کند ایں سلسلہ را طعن قصور — حاش للہ برآرم بہ زباں ایں گلہ را
ہمہ شیرانِ جہاں بستہ ایں سلسلہ اند — روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

و بہ واسطۂ ہمیں مناسبت کہ بہ حضرت روح اللہ دارد تواند بود آنچہ خواجہ محمد پارسا در فصل ہشتم نوشتہ است کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام بعد از نزول بہ مذہب امام ابی حنیفہ عمل خواہد کرد و العینی اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم خواہد بود نہ آں کہ تقلید ایں مذہب خواہد کرد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ شان او علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام از ایں بلند تر است کہ تقلید علماء بہ امت فرماید، بے شائبۂ تکلف وتعصب گفتہ می شود کہ نورانیت ایں مذہب حنفی بہ نظر کشفی در رنگ دریائے عظیم می نماید و سائر مذاہب در رنگ حیاض و جداول بہ نظر می در آیند و

لہ ملاحظہ کریں مکتوبات کے دفتر دوم کے مکتوب ۵۵ میں۔

بر ظاہر ہم کہ ملاحظہ نمودہ می آید سواد اعظم از ایں اسلام متابعان ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان و ایں مذہب با وجود کثرت متابعان در اصول وفروع از سائر مذاہب متمیز است و در استنباط طریق علیحدہ دارد و ایں معنی مثبتی از حقیقت است عجب معاملہ است امام ابو حنیفہ در تقلید سنت از ہمہ پیشیں قدم است و احادیث مرسل را در رنگ احادیث مسند شایان متابعت می داند و بر رائے خود مقدم می دارد و ہمچنیں قول صحابی را بہ واسطۂ شرف صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات بر رای خود مقدم می دارد و دیگراں را ہمچنیں اندراج ذلک مخالفان او را صاحب رای می دانند الفاظ کہ منبی از سوئے ادب اند بہ او منتسب می سازند با وجود آنکہ ہمہ بہ کمال علم و نور ورع وتقوے او معترف اند، حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ایشان را توفیق دہاد کہ آثار رائس دین ورئیس اہل اسلام نہ نمایند و سواد اعظم اسلام را ایذا نہ کنند۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ جماعہ کہ ایں اکابر دین را اصحاب رائے می دانند اگر ایں اعتقاد دارند کہ ایشان برائے خود حکم می کردند و متابعت کتاب وسنت نہ می نمودند پس سواد اعظم بر اعظم فاسد ایشان ضال ومبتدع باشند بلکہ از جرگۂ اہل اسلام بیروں بوند۔ ایں اعتقاد نہ کنند مگر جاہلے کہ از جہل خود بیخبر است یا زندیقے کہ مقصود ش ابطال شطر دین است۔ اما قصے چند احادیث چند را یاد گرفتہ اند و احکام شریعت را منحصر دراں ساختہ اند و او رائے معلوم خود را الغی می نمایند و آنچہ نزد ایشاں ثابت نہ شدہ منتفی می سازند ؎

چو آں کرمے کہ ندیدہ نہاں است — زمین و آسمان او ہماں است

رائے ہزار رائے از تعصبہائے بارد ایشان و از نظرہائے فاسد ایشان با بی نقا ابو حنیفہ است رسمۂ از فقہ او را مسلم داشتہ اند و در ربع باقی ہمہ شرکت دارند باوے، در فقہ صاحب خانہ اوست و دیگراں ہمہ عیال وے اند، با وجود التزام ایں مذہب مرا با امام شافعی گویا محبت ذاتی است و بزرگ می دانم لہذا در بعضے اعمال ناقلہ تقلید مذہب او می نمایم اما چہ کنم کہ دیگراں را با وجود نور علم و کمال تقوی در جنب امام ابی حنیفہ در رنگ طفلاں می یابم وَاللّٰہُ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔

مکتوب مبارک کا ترجمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد اس شریعت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے کیونکہ اس شریعت کا نسخ جائز نہیں اور ہو سکتا ہے کہ علماء ظواہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مجتہدات کو ان کی باریک اور اخفائے مآخذ کی وجہ سے انکار کریں اور ان کے اجتہادات کو کتاب وسنت کے خلاف سمجھیں۔ حضرت عیسیٰ کا حال امام اعظم کوفی کے حال کی طرح

ہے، حضرت امام نے اپنے ورع و تقویٰ کی برکت اور سنتِ مبارکہ کی متابعت کی بدولت اجتہاد میں اور مسائل کے استنباط میں ایسا بلند مرتبہ پایا ہے کہ دوسرے افراد اس کے سمجھنے سے عاجز اور قاصر ہیں اور آپ کے اجتہادات کو بہ وجہ ان کی دقتِ معانی کے کتاب و سنت کے خلاف سمجھ لیا ہے اور یہ سب کچھ اس بنا پر ہوا ہے کہ یہ لوگ آپ کے علم کی حقیقت اور درایت نہیں سمجھ سکے ہیں، امام شافعی کی فراست کو جو فقاہت کے کرشمہ سے دریافت کر گئے ہیں ان کے اس قول سے سمجھنا چاہئے جو انہوں نے کہا ہے کہ تمام فقہا ابوحنیفہ کے محتاج ہیں، افسوس ہے اُن کوتاہ بینوں کی جرأت پر کہ وہ اپنی کوتاہی کو دوسروں کی طرف نسبت کرتے ہیں ؎

اگر کوئی کوتاہ بیں اس جماعت پر کوتاہی کا الزام عائد کرتا ہے پناہ بہ خدا، تو میری زبان پر یہ آئیگا۔
دنیا بھر کے تمام شیر اس لڑی سے بندھے ہوئے ہیں بھلا لومڑی اپنی چالاکی سے اس لڑی کو کیا توڑیگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جو مناسبت حضرت امام اعظم کو ہے ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے حضرت خواجہ محمد پارسا (خلیفہ اجلّ حضرت شاہ نقشبند) قدس اللہ اسرارہما نے فصولِ ستہ میں لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد امام ابوحنیفہ کے مذہب پر عمل کریں گے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے کہ وہ علماءِ اُمت کی تقلید کریں لہٰذا بلا تکلف اور تعصب کی بلاوٹ کے بغیر یہ کہا جاتا ہے کہ اس مذہبِ حنفی کی نورانیت کشفی نظر سے ایک عظیم دریا کی طرح ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے سب مذاہب مثل حوضوں اور نالیوں کے نظر آتے ہیں اور ہم جب ظاہری احوال دیکھتے ہیں کہ اہلِ اسلام کی بڑی اکثریت ابوحنیفہ کے پیرو ان کی ہے اور یہ مذہب کثرتِ پیروان کے باوجود اپنے اصول اور فروع میں تمام مذاہب سے ممتاز ہے، مسائل کے استنباط میں ان کا علیحدہ طریقہ ہے اور یہ معاملہ اس حقیقت پر دال ہے۔

عجیب بات ہے، سنت کی پیروی کرنے میں امام ابوحنیفہ سب سے آگے ہیں، آپ مرسل حدیث کو مسند حدیث کی طرح شایانِ متابعت جانتے ہیں اور آپ مرسل حدیث کو اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں، دوسرے ائمہ کا یہ حال نہیں ہے۔ باوجود اس کے آپ کے مخالفین آپ کو صاحبِ رائے قرار دیتے ہیں اور آپ کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جن سے بے ادبی کا اظہار ہوتا ہے اور یہ سب کچھ ایسی صورت میں ہو رہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے علم و کمال اور ورع و تقویٰ کا سب کو اعتراف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق دے کہ دین کے سردار اور اہلِ اسلام کے رئیس کو برا نہ کہیں اور اسلام کی بڑی جماعت کی دل آزاری نہ کریں۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔

دین کے بزرگوں کو اصحاب رائی کہنے والی جماعت کا اگر یہ خیال ہے کہ یہ بزرگانِ دین اپنی رائے سے حکم کرتے ہیں اور کتاب و سنت کی پیروی نہیں کرتے ہیں تو اس صورت میں اسلام کا سوادِ اعظم گمراہ اور مبتدع ہوا، بلکہ اسلام کی جماعت سے خارج ہوا۔ ایسا غلط اعتقاد وہی شخص کر سکتا ہے جو جاہل ہو اور اس کو اپنی جہالت کی خبر نہیں ہے، یا پھر وہ زندیق ہے اور اس کا مطلب آدھے دین کا باطل کرنا ہے۔ چند ناقصوں نے چند حدیثوں کو رٹ لیا ہے اور شریعت کو ان احادیث میں منحصر سمجھ لیا ہے اور وہ اُن احادیثِ شریفہ کا انکار کرتے ہیں جن کا علم ان کو نہیں ہے۔

اُن کی مثال اس کیڑے کی ہے جو پتھر میں چھپا ہوا ہے۔ اس کی زمین بھی وہی پتھر اور اس کا آسمان بھی وہی پتھر ہے۔

افسوس اور ہزار افسوس ان لوگوں کی بارد تعصبات اور فاسد نظریات پر! فقہ کے بانی حضرت ابوحنیفہ ہیں، فقہ کے تین حصے ان کے لئے مسلم ہیں اور ایک حصہ جو چوتھائی ہے اس میں باقی ائمہ ان کے شریک ہیں۔ آپ فقہی گھر کے مالک ہیں اور سب آپ کی عیال ہیں۔ حنفی مذہب سے میرا یہ تعلق اور التزام ہوتے ہوئے امام شافعی سے مجھ کو ایک طرح کی محبت ہے اور میں ان کو بزرگ سمجھتا ہوں، چنانچہ بعض اعمالِ نافلہ میں ان کی تقلید کر لیتا ہوں۔ میں کیا کروں، ابوحنیفہ کے مقابلہ میں دوسروں کو باوجود ان کے علم اور کمالِ تقویٰ کے بچوں کی طرح سمجھتا ہوں۔ معاملہ پروردگار کے سپرد ہے۔ الخ

۱۷۔ امام لیث بن سعد مصری نے کہا ہے۔

علامہ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابوبکر معروف بہ ابن قیم الجوزیہ حنبلی متوفی ۷۵۱ھ نے کتاب "اعلام الموقعین" کی تیسری جلد کے صفحہ ۶۳ میں لکھا ہے :۔

قَالَ الْحَافِظُ اَبُوْ يُوْسُفَ يَعْقُوْبُ بْنُ سُفْيَانَ الْفَسَوِيُّ فِيْ كِتَابِ التَّارِيْخِ وَالْمَعْرِفَةِ لَهٗ وَهُوَ كِتَابٌ جَلِيْلٌ غَزِيْرُ الْعِلْمِ جَمُّ الْفَوَائِدِ، حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ الْمَخْزُوْمِيُّ قَالَ هٰذَا رِسَالَةُ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ اِلٰى مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ۔

رِسَالَةُ اللَّيْثِ اِلٰى مَالِكٍ :۔ سَلَامٌ عَلَيْكَ فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، اَمَّا بَعْدُ، عَافَانَا اللّٰهُ وَاِيَّاكَ، وَاَحْسَنَ لَنَا الْعَاقِبَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، قَدْ بَلَغَنِيْ رِفْعَةُ ذِكْرٍ عَنْكَ وَمَنْزِلَةٌ مِنْ صَلَاحِ حَالِكُمُ الَّذِيْ يَسُرُّنِيْ، فَاَدَامَ اللّٰهُ ذٰلِكَ لَكُمْ وَاَتَمَّهُ بِالْمَنِّ عَلٰى شُكْرِهٖ وَالزِّيَادَةِ مِنْ اِحْسَانِهٖ، وَذَكَرْتَ نَظَرَكَ فِي الْكُتُبِ الَّتِيْ بَعَثْتُ بِهَا اِلَيْكَ وَاِقَامَتَكَ اِيَّاهَا وَحَبْسَكَ بِهَا وَقَدْ اَتَتْنَا، جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا قَدْ مَتَّ مِنْهَا خَيْرًا فَاِنَّهَا كُنْتُ اَنْهَضُ اِلَيْكَ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُسْمِعَكَ حَقِيْقَتَهَا بِنَظَرِكَ فِيْهَا وَذَكَرْتَ اَنَّهٗ قَدِ انْتَهٰكَ مَا كَتَبْتُ اِلَيْكَ فِيْهِ مِنْ تَقْوِيْمِ مَا اَتَانِيْ عَنْكَ اِنِّيْ اَبْتَدِيْ فِيْ ذٰلِكَ بِالنَّصِيْحَةِ وَرَجَوْتُ اَنْ يَكُوْنَ لَهَا عِنْدِيْ مَوْضِعٌ وَاَنَّهٗ لَمْ يَمْنَعْكَ مِنْ ذٰلِكَ فِيْمَا خَلَا اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ رَاْيُكَ فِيْنَا جَمِيْلًا، اِلَّا اَنِّيْ لَمْ اُذَاكِرْكَ مِثْلَ هٰذَا۔

وَاللّٰهُ بِلَفْكَ اَنِّيْ اُفْتِيْ بِاَشْيَاءَ وَاُخَالِفُ فِيْهَا عَلَيْهِ جَمَاعَةَ النَّاسِ عِنْدَكُمْ وَاَنَّا اَحْرَصُ عَلَى الْعَوْنِ عَلٰى نَفْسِيْ لِاتِّبَاعِ مَنْ قَبْلِيْ عَلٰى مَا اَفْتَيْتُهُمْ بِهٖ وَاَنَّ النَّاسَ تَبَعٌ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ الَّتِيْ اِلَيْهَا كَانَتِ الْهِجْرَةُ وَبِهَا نَزَلَ الْقُرْاٰنُ۔ وَقَدْ اَصَبْتَ بِالَّذِيْ كَتَبْتَ بِهٖ وَمِنْ ذٰلِكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَمَامُ الرَّفْعِ مِنِّيْ بِالْمَوْقِعِ الَّذِيْ تُحِبُّ وَمَا اَجِدُ اَحَدًا اَيْسَرَ عَلَيَّ مِنْكُمْ اَكْرَهُ لِشَوَاذِّ الْقَضَاءِ وَلَا اَشَدَّ تَقْصِيْرًا بِعُلَمَاءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ الَّذِيْنَ مَضَوْا وَلَا اَجِدُ لِقَائِلِهِمْ فِيْمَا اتَّفَقُوْا عَلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ وَاَحْمَدُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ الَّذِيْ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔

وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ مَقَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَنُزُوْلِ الْقُرْاٰنِ

بِهَا عَلَيْهِ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ اَصْحَابِهٖ وَمَا عَلَّمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاَنَّ النَّاسَ صَارُوْا فِيْهِ اَتْبَاعًا لَهُمْ فِيْهِ كَمَا ذَكَرْتَ، وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى : "وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ"، فَاِنَّ كَثِيْرًا مِنْ اَوَّلِيْكَ السَّابِقِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ خَرَجُوْا اِلَى الْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِبْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ فَمَضَوْا وَالْاَجْنَادُ اِلَيْهِمْ اَحْوَجُ النَّاسِ فَاَظْهَرُوْا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ وَلَمْ يَكْتُمُوْهُمْ شَيْئًا عَلِمُوْهُ، وَكَانَ فِيْ كُلِّ جُنْدٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ يَعْلَمُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ وَيَجْتَهِدُوْنَ بِرَاْيِهِمْ فِيْمَا لَمْ يَكْثُرْهُ لَهُمُ الْقُرْاٰنُ وَالسُّنَّةُ وَقَدْ قَدَّمَهُمْ عَلَيْهِ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ الَّذِيْنَ اخْتَارَهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ وَلَمْ يَكُنْ اُولٰئِكَ الْاَئِمَّةُ مُضَيِّعِيْنَ لِاَحَدٍ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَلَا غَافِلِيْنَ عَنْهُمْ بَلْ كَانُوْا يَتَّبِعُوْنَ فِي الْاَمْرِ الْيَسِيْرِ لِاِقَامَةِ الدِّيْنِ وَالْحَذَرِ مِنَ الْاِخْتِلَافِ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهٖ فَلَمْ يَتْرُكُوْا اَمْرَ نَشْرِ الْقُرْاٰنِ اَوْ عَمَلٍ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوِ الْمُرَادِ فِيْهِ بَعْدَهٗ اِلَّا اَعْمَمُوْهُ وَاِذَا جَاءَهُمْ اَمْرٌ عَنْ فِيْهِ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِصْرٍ وَاتَّضَحَ وَالْوَرَقُ عَلٰى عَهْدِ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَلَمْ يَرَوْا عَلَيْهِ حَتْمًا فِيْ شَيْءٍ لَمْ يَاْمُرُوْهُمْ بِغَيْرِهٖ فَلَا تَرَاهُ يَجُوْزُ لِاَحَدٍ وَالْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يُحْدِثُوْا الْيَوْمَ اَمْرًا لَمْ يَفْعَلْ بِهٖ سَلَفُهُمْ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ، مَعَ اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ اخْتَلَفُوْا بَعْدَهٗ فِي الْفُتْيَا فِيْ اَشْيَاءَ كَثِيْرَةٍ، وَلَوْلَا اَنِّيْ قَدْ عَرَفْتُ اَنَّ قَدْ عَلِمَهَا كَتَبْتُ بِهَا اِلَيْكَ، ثُمَّ اخْتَلَفَ التَّابِعُوْنَ فِيْ اَشْيَاءَ بَعْدَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَنُظَرَاؤُهٗ اَشَدَّ الْاِخْتِلَافِ ثُمَّ اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ كَانُوْا بَعْدَهُمْ فَاَكْثَرُهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ وَغَيْرِهَا وَرَاْسُهُمْ يَوْمَئِذٍ ابْنُ شِهَابٍ وَرَبِيْعَةُ بْنُ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَكَانَ مِنْ جِلَّاءِ رَبِيْعَةَ بَعْضَ مَا قَدْ عَرَفْتَ وَحَضَرْتَ، وَسَمِعْتَ قَوْلَكَ فِيْهِ وَقَوْلَ ذَوِي الرَّاْيِ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَكَالْمُزَنِيِّ تَرْقُبُ وَغَيْرِكَ كَثِيْرٌ مِنْ اَسَنِّ مِنْهُ حَتّٰى اضْطَرَّكَ مَا كَرِهْتَ مِنْ ذٰلِكَ اِلٰى فِرَاقِ مَجْلِسِهٖ وَذَكَرْتَ عَبْدَ الْعَزِيْزِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بَعْضَ مَا نَعَيْتَ عَلٰى رَبِيْعَةَ مِنْ ذٰلِكَ فَمِنْهُمْ مِنَ الْمَوَاقِعِيْنَ فِيْمَا اَنْكَرْتَ تَكْرَهُ مِنْهُ مَا اَكْرَهُهٗ وَمَعَ ذٰلِكَ يَحْمَدُ اللّٰهَ عِنْدَ رَبِيْعَةَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَلِسَانًا بَلِيْغًا وَفَضْلًا مُسْتَبِيْنًا وَطَرِيْقَةً حَسَنَةً فِي الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّةً لِاِخْوَانِهٖ عَامَّةً وَاِنَّا عَامَّةً نَرْجُوْ اللّٰهَ وَنَظُنُّ لَهٗ وَجَزَاهُ بِاَحْسَنِ مَنْ عَمِلَهٗ۔

وَكَانَ يَكُونُ مِنْ ابْنِ شِهَابٍ الْخِلَافُ كَثِيرًا إِذَا لَقِيتَاهُ وَإِذَا كَاتَبَهُ بَعْضُنَا فَرَبَّمَا كَتَبَ إِلَيَّ فِي الشَّيْءِ وَالْوَاحِدِ عَلَى فَضْلِ رَأْيِهِ وَعِلْمِهِ بِثَلَاثَةِ أَنْوَاعٍ يُنَاقِضُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَلَا يَعْلَمُ بِالَّذِي مَضَى مِنْ رَأْيِهِ فِي ذَلِكَ فَوَلَدُ الَّذِي يَدْعُونِي إِنْ تَرَكْتُ مَا أَنْكَرْتُ تَرَكَنِي إِيَّاهُ، وَقَدْ عَرَفْتُ أَيْضًا عَيْبَ انْكَارِي إِيَّاهُ أَنْ يَجْتَمِعَ أَحَدٌ مِنْ أَجْنَادِ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ لَيْلَةَ الْمَطَرِ مَطَرُ الشَّامِ أَكْثَرُ مِنْ مَطَرِ الْمَدِينَةِ بِلَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ، لَمْ يَجْمَعْ مِنْهُمْ إِمَامٌ قَطُّ فِي لَيْلَةِ مَطَرٍ، وَ فِيهِمْ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْلَمُكُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَقَالَ يَأْتِي مُعَاذٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ بِرَتْوَةٍ (بِخُطْوَةٍ)، وَعُمَيْرُ بْنُ حَبَّةَ وَأَبُو الدَّرْدَاءِ وَبِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ وَكَانَ أَبُو ذَرٍّ بِمِصْرَ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَبِضْعٌ سَبْعُونَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَبِأَجْنَادِ الْمُسْلِمِينَ كُلِّهَا وَبِالْعِرَاقِ ابْنُ مَسْعُودٍ وَحُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَغَيْرُهَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ فِي لُجَّةٍ سِنِينَ وَكَانَ مَعَهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجْمَعُوا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَطُّ۔

وَمِنْ ذَلِكَ الْقَضَاءُ بِشَهَادَةِ شَاهِدٍ وَيَمِينِ صَاحِبِ الْحَقِّ وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يَقْضِي بِهِ الْمَكِّيُّ لِبَلَدِهِ وَلَمْ يَقْضِ بِهِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشَّامِ وَبِمِصْرَ وَلَا بِالْعِرَاقِ وَلَمْ يَكْتُبْ بِهِ إِلَيْهِمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ ثُمَّ وَلِيَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَكَانَ كَمَا عَلِمْتَ فِي إِحْيَاءِ السُّنَنِ وَالِيًا فِي إِقَامَةِ الدِّينِ وَالْإِصَابَةِ فِي الرَّأْيِ وَالتَّبْصِيرِ بِمَا مَعَهَا مِنْ أُمُورِ النَّاسِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ رُزَيْقُ بْنُ الْحَكَمِ إِنَّكَ كُنْتَ تَقْضِي بِالْمَدِينَةِ بِشَهَادَةِ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ وَيَمِينِ صَاحِبِ الْحَقِّ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: إِنَّ كُنْتَ تَقْضِي بِذَلِكَ بِالْمَدِينَةِ فَوَجَدْتَ أَهْلَ الشَّامِ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ فَلَا تَقْضِيَنَّ إِلَّا بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ أَوْ رَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ وَلَمْ يَجْمَعْ بَيْنَ الْعِشَاءِ وَالْمَغْرِبِ قَطُّ لَيْلَةَ الْمَطَرِ، وَالْمَطَرُ يَسْكُبُ عَلَيْهِ فِي مَنْزِلِهِ الَّذِي كَانَ يَحُلُّ فِيهِ مَرَّةً سَاكِبًا۔

وَمِنْ ذَلِكَ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ يَقْضُونَ فِي صُدَاقَاتِ النِّسَاءِ أَنَّهَا مَتَى شَاءَتْ أَنْ تَتَحَكَّمَ فِي مُؤَخَّرِ صَدَاقِهَا وَقَدْ لَطَّمَتْ قَدَّمَ إِلَيْهَا وَقَدْ وَافَقَ أَهْلُ الْعِرَاقِ أَهْلَ الْمَدِينَةِ عَلَى ذَلِكَ وَأَهْلُ الشَّامِ وَأَهْلُ مِصْرَ وَلَمْ يَقْضِ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مَنْ

بَعْدَهُمْ لِلْمَرْأَةِ بِصَدَاقِهَا الْمُؤَخَّرِ إِلَّا أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا مَوْتٌ أَوْ طَلَاقٌ فَتَقُومُ عَلَى حَقِّهَا۔

وَمِنْ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ فِي الْإِيلَاءِ أَنَّهُ لَا يَكُونُ عَلَيْهِ طَلَاقٌ حَتَّى يُوقَفَ وَإِنْ مَرَّتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَقَدْ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ يُرْوَى عَنْهُ ذَلِكَ التَّوْقِيفُ بَعْدَ الْأَشْهُرِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْإِيلَاءِ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ لَا يَحِلُّ لِلْمَوْلِي إِذَا بَلَغَ الْأَجَلَ إِلَّا أَنْ يَفِيءَ وَلَمَّا أَمَرَ اللَّهُ أَوْ يَعْزِمَ الطَّلَاقَ، وَأَنْتُمْ تَقُولُونَ إِنْ لَبِثَ بَعْدَ أَنْ يَمْضِيَ الْأَشْهُرُ أَنَّهُ حَتَّى اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَلَمْ يُوَقِّفْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ طَلَاقٌ، وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَقُبَيْصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ كَانُوا فِي الْإِيلَاءِ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ هِيَ تَطْلِيقَةٌ بَائِنَةٌ، وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَابْنُ شِهَابٍ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ هِيَ تَطْلِيقَةٌ وَلَهُ الرَّجْعَةُ فِي الْوَسَطِ۔

وَمِنْ ذَلِكَ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَقُولُ إِذَا مَلَّكَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَاخْتَارَتْ زَوْجَهَا فَهِيَ تَطْلِيقَةٌ وَإِنْ طَلَّقَتْ نَفْسَهَا ثَلَاثًا فَهِيَ تَطْلِيقَةٌ، وَقَضَى بِذَلِكَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ وَكَانَ رَبِيعَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُهُ وَقَدْ كَادَ النَّاسُ يَجْتَمِعُونَ عَلَى أَنَّهَا إِنِ اخْتَارَتْ زَوْجَهَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ طَلَاقٌ وَإِنِ اخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَاحِدَةً أَوِ اثْنَتَيْنِ كَانَتْ عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ وَإِنْ طَلَّقَتْ نَفْسَهَا ثَلَاثًا بَانَتْ مِنْهُ وَلَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَيَدْخُلَ بِهَا ثُمَّ يَمُوتَ أَوْ يُطَلِّقَهَا، إِلَّا أَنْ يُرَدَّ عَلَيْهَا فِي مَجْلِسِهِ فَيَقُولُ إِنَّمَا مَلَّكْتُكِ وَاحِدَةً فَيَسْتَحْلِفُ وَيُحَلِّي بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ۔

وَمِنْ ذَلِكَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ أَمَةً ثُمَّ اشْتَرَاهَا زَوْجُهَا كَانَ طَلَاقُهَا أَيَّاهَا ثَلَاثًا تَطْلِيقَتَانِ، وَكَانَ رَبِيعَةُ يَقُولُ ذَلِكَ وَإِنْ تَزَوَّجَتِ الْمَرْأَةُ عَبْدًا ثُمَّ اشْتَرَتْهُ فَمِثْلُ ذَلِكَ۔

وَقَدْ بَلَغَنَا عَنْكُمْ طَيْبٌ مِنَ الْفَتْيَا مُسْتَكْثَرُهَا، وَقَدْ كُنْتُ كَتَبْتُ إِلَيْكَ فِي بَعْضِهَا فَلَمْ تُجِبْنِي فِي كِتَابِي، فَحَمَلْتُ أَنْ عَنَّ لَكَ اسْتِثْقَالُ ذَلِكَ فَتَرَكْتُ الْكِتَابَ إِلَيْكَ فِي شَيْءٍ مِمَّا أَنْكَرْتُهُ وَرُبَّمَا أَوْرَدْتُ عَلَيْهِ عَلَى رَأْيِكَ، وَقَدْ كَانَ ذَلِكَ أَمَرَتْ زُفَرَ بْنَ عَاصِمٍ الْهِلَالِيَّ حِينَ أَرَادَ أَنْ يَسْتَمْلِيَ، أَنْ يُقَدِّمَ الْعَشَرَةَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، وَعَظْتُ ذَلِكَ لِأَنَّ الْخُطْبَةَ وَالِاسْتِمَاعَ كَهَيْئَةِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنَّ الْإِمَامَ إِذَا دَنَى مِنْ فَرَاغِهِ مِنَ الْخُطْبَةِ قَدْ عَاجَلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ

لَوْلَ فَصْلٍ، وَقَدْ اِسْتَشْهَدَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَغَيْرُهُمَا بِهِمْ يُقَدِّمُ الْخُطْبَةَ وَالدُّعَاءَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَاسْتَهْجَرَ النَّاسُ كَلَامَهُمْ فِعْلَ رُفَرَ بْنِ عَاصِمٍ وَمَنْ ذَلِكَ وَاسْتَنْكَرُوْهُ۔

وَمِنْ ذَلِكَ اَنَّهُ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تَقُوْلُ فِي الْخَلِيْطَيْنِ فِي الْمَالِ، اَنَّهُ لَا تَجِبُ عَلَيْهِمَا الصَّدَقَةُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَا تَجِبُ فِيْهِ الصَّدَقَةُ وَفِيْ كِتَابِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِمَا الصَّدَقَةُ وَبِذٰلِكَ اَدَّى بِالشُّيُوْعِ وَقَدْ كَانَ ذٰلِكَ يُعْمَلُ بِهٖ فِيْ وِلَايَةِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَبْلَكُمْ وَغَيْرِهٖ وَالَّذِيْ حَدَّثَنِيْهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَلَمْ يَكُنْ بِدُوْنِ اَفَاضِلِ الْعُلَمَاءِ فِيْ زَمَانِهٖ، فَرَحِمَهُ اللّٰهُ وَغَفَرَ لَهٗ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَصِيْرَهٗ۔

وَمِنْ ذٰلِكَ اَنَّهُ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تَقُوْلُ، اِذَا اَفْلَسَ الرَّجُلُ وَقَدْ بَاعَهُ رَجُلٌ سِلْعَةً فَتَقَاضَى طَائِفَةً مِنْ ثَمَنِهَا اَوْ اَنْفَقَ الْمُشْتَرِيْ طَائِفَةً مِنْهَا، اَنَّهُ يَاْخُذُ مَا وَجَدَ مِنْ مَتَاعِهٖ وَكَانَ النَّاسُ عَلٰى اَنَّ الْبَائِعَ اِذَا تَقَاضٰى مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا اَوْ اَنْفَقَ الْمُشْتَرِيْ مِنْهَا خَيَّرَ فَلَيْسَتْ رَدِيْئَتُهَا۔

وَمِنْ ذٰلِكَ اَنَّكَ تَذْكُرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُعْطِ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ الْاَ لِفَرَسٍ وَاحِدٍ وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ اَنَّهٗ اَعْطَاهُ اَرْبَعَةَ اَسْهُمٍ لِفَرَسَيْنِ وَسَهْمَهُ الْفَرَسَ الثَّالِثَ وَالْاَئِمَّةُ كُلُّهُمْ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ، اَهْلُ الشَّامِ وَاَهْلُ مِصْرَ وَاَهْلُ الْعِرَاقِ وَاَهْلُ الْمَغْرِبِ فَلَمْ يَكُنْ يَنْبَغِيْ لَكَ وَاِنْ كُنْتَ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَجُلٍ مَرْضِيٍّ، اَنْ تُخَالِفَ الْاُمَّةَ اَجْمَعِيْنَ۔

وَقَدْ تَرَكْتُ اَشْيَاءَ كَثِيْرَةً مِنْ اَشْبَاهِ هٰذَا، وَاَنَا اُحِبُّ تَوْفِيْقَ اللّٰهِ اِيَّاكَ وَطُوْلَ بَقَائِكَ لِمَا اَرْجُوْ لِلنَّاسِ فِيْ ذٰلِكَ مِنَ الْمَنْفَعَةِ وَمَا اَخَافُ مِنَ الضَّيْعَةِ اِذَا ذَهَبْتَ وَمَلَكَكَ مَعَ اَشْيَاءَ مِنْ هٰذَا كَثِيْرَةٍ وَاِنْ غَابَتِ الدَّارُ فَلَيْسَ مَنْزِلُكَ عِنْدِيْ وَرَاْيِيْ فِيْكَ فَاسْتَيْقِنْهُ وَلَا يَحْزُنِ الْكِتَابُ اِلَيْكَ بِخَبَرِكَ وَحَالِكَ وَحَالِ وُلْدِكَ وَاَهْلِكَ وَحَاجَتِهٖ اِنْ كَانَتْ لَكَ اَوْ لِاَحَدٍ يَتَّصِلُ بِكَ فَاِنِّيْ اَسُرُّ بِذٰلِكَ۔ كَتَبْتُ اِلَيْكَ وَنَحْنُ صَالِحُوْنَ، مُعَافَوْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْاَلُ اللّٰهَ اَنْ يَرْزُقَنَا وَاِيَّاكُمْ شُكْرَ مَا اَوْلَانَا وَتَمَامَ مَا اَنْعَمَ بِهٖ عَلَيْنَا وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔

امام لیث کے مکتوب کا آزاد اردو ترجمہ۔

علامہ ابن قیم جوزیہ نے "اعلام الموقعین" کی تیسری جلد کے صفحہ ۸۳ سے ۸۸ تک امام

لیث کے مکتوب کو حافظ فسوی کی کتاب "التاریخ والمعرفۃ" سے نقل کیا ہے، لکھا ہے۔

تم پر (مالک بن انس پر) سلام ہو، اللہ وحدہ لاشریک لہ کی حمد وثنا کے بعد کہتا ہوں، اللہ تم کو اور تم کو عافیت سے رکھے اور دنیا وآخرت میں ہماری عاقبت سنوارے۔

تمہارا خط ملا، تم نے اپنے احوال کی سلامتی کا ذکر کیا ہے، اس سے دل خوش ہوا، اللہ تم کو ہمیشہ اس حال میں رکھے اور شکر گزاری کرنے میں تمہاری مدد کرے تم پر اتمام نعمت اور احسان کی زیادتی کرے تم نے میرے مکاتیب کے پہنچنے اور ان کو پڑھنے اور ٹھیک قرار دینے کا لکھا ہے تم نے ان پر اپنی رضامندی کی مہر لگادی ہے، اللہ تم کو اس کا اجر دے، مجھ کو تمہارے مکاتیب ملے، میں چاہتا ہوں کہ اس مکتوب میں حقیقت کا اظہار کردوں۔

تم نے ذکر کیا ہے کہ میں نے جو کچھ تم کو لکھا ہے اس میں ان باتوں کی درستی ہے جو مجھ کو پہنچی تھیں اور میں نے نصیحت کی ابتدا کی تھی، تم نے امید کی ہے کہ میرے نزدیک اس کی اہمیت ہوگی اور اس سے پہلے تمہارے نہ لکھنے کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہمارے متعلق تمہاری رائے اچھی ہے لیکن ایسا تذکرہ میں نے تم سے نہیں کیا ہے، تم کو میرے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ میں لوگوں کو ایسے فتوے دیتا ہوں جو تمہاری طرف کے لوگوں کی ایک جماعت کے خلاف ہیں، میرے لئے کس بنا پر یہ لائق ہے کہ میں ان فتاوی کی وجہ سے خطرہ محسوس کروں، کیونکہ میرا اعتماد اپنے فتاوی میں اس پر ہے جو ہماری طرف رائج ہے، لوگ اہل مدینہ کے تابع ہیں، ہجرت مدینہ منورہ ہی کی طرف ہوئی ہے، وہاں قرآن مجید کا نزول ہوا ہے، اس سلسلہ میں جو بات تم نے لکھی ہے ان شاء اللہ مدت ہے، تمہارے حسب منشا میرے نزدیک اس کی قدر ومنزلت ہے، اہل علم میں شاذ فتاوی کو سب سے زیادہ ناپسند کرنے والا اور مدینہ منورہ کے ان علماء کو جو گزر چکے ہیں سب سے زیادہ فضیلت دینے والا اور ان فتاوی کو جن پر ان کا اتفاق ہوا ہے سب سے زیادہ لینے والا اپنے سے زیادہ کسی کو نہیں پاتا ہوں۔ حمد اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس کا شریک کوئی نہیں۔

تم نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کرنے کا اور وہاں صحابہ کے سامنے قرآن مجید نازل ہونے کا اور اللہ تعالیٰ کا ان کو قرآن مجید کی تعلیم دینے کا اور پھر لوگوں کو ان کی پیروی کرنے کا ذکر کیا ہے، ہاں یہ سب اسی طرح ہوا ہے، پھر تم نے سورۂ توبہ کی آیت نمبر ایک سو لکھی ہے۔ (ترجمہ) اور جو لوگ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیچھے آئے نیکی سے، اللہ راضی ان سے اور وہ راضی اللہ سے، اور رکھے ہیں واسطے ان کے باغ نیچے بہتی نہریں

دعا کریں اُن میں ہمیشہ، یہی ہے بڑی مراد ملنی۔

(ثناء عبدالقادر نے فائدہ میں لکھا ہے۔ جنگِ بدر تک جو مسلمان ہوئے وہ قدیم ہیں باقی اُن کے تابع)

اس سلسلہ میں یہ بات ہے کہ سابقین اولین میں سے بہت سے افراد اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے نکلے، انہوں نے فوجیں اکٹھی کیں اور اُن پر لوگوں کی بھیڑ ہوئی انہوں نے اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کا اظہار لوگوں پر کیا، جو کچھ اُن کو معلوم تھا اس کو نہیں چھپایا، ہر فوج میں بعض حضرات ایسے ہوا کرتے تھے جو اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تعلیم لوگوں کو دیا کرتے تھے اور جن مسائل کا ذکر کتاب وسنت میں نہیں ہوا ہے اُن میں اجتہاد کیا کرتے تھے، اُن کے پیش رو حضرات ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم تھے، جن کو مسلمانوں نے اپنا مقتدا بنایا تھا، یہ تینوں حضرات نہ اسلامی افواج کی تفسیح چاہتے تھے اور نہ اُن کی طرف سے غافل تھے، وہ آسان امور تک میں اُن کو ہدایت دیا کرتے تھے اور کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ میں اختلاف کرنے سے ان کو ڈرایا کرتے تھے، ان حضرات نے ایسا کوئی امر نہیں چھوڑا ہے کہ جس کا بیان قرآن مجید میں آیا ہو، یا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہو یا آپ کے بعد جس پر اتفاق ہوا ہو کہ اس کی تعلیم ان لوگوں کو نہ دی ہو، حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں جب بھی کوئی حکم مصر و مث مر و عراق پہنچتا تھا، اہل ہر اُن ممالک میں رہنے والے صحابہ عمل کیا کرتے تھے، جہاد پر جو صحابہ نکلے تھے جب تک انہوں نے اُن ممالک کو فتح نہ کر لیا جہاد کرتے رہے اور اس ملک کو فتح کرنے کے بعد اُن حضرات نے وہاں سکونت اختیار کر لی اور انہی ممالک میں ان کی وفات ہوئی ہے، وہ آخر وقت تک اُن احکام پر عامل رہے جو اُن کو ملے تھے، انہوں نے کبھی اُن احکام کے خلاف فتویٰ نہیں دیا، لہٰذا ہم آج کے دن اسلامی افواج کے لئے جائز نہیں سمجھتے کہ وہ ان احکام کے خلاف کریں جو کہ حضرات صحابہ اور اُن کے اتباع اُن کے واسطے بیان کر گئے ہیں۔ اس میں کلام نہیں ہے کہ حضرات صحابہ کا مسائل میں اختلاف ہوا ہے اور ایسے اختلافی مسائل کثرت سے ہیں۔ اگر میں یہ سمجھتا کہ تم کو ان مسائل کا علم نہیں ہے تو میں ان کا بیان کرتا، پھر صحابہ کے بعد سعید بن المسیب اور اُن کے ہمعصروں میں شدید اختلافات ہوئے اور پھر ان کے بعد ان کے اتباع میں اختلافات ہوئے، مدینہ منورہ میں اور دوسرے مقامات میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اس زمانہ میں ابن شہاب اور ربیعۃ بن عبدالرحمٰن سرگروہ تھے، ربیعہ نے گزرے ہوئے مسائل میں بھی

اختلاف کیا ہے جس کا تم کو علم ہے، ربیعہ کے متعلق تمہاری باتیں میں نے سنی ہیں اور میں نے اہل مدینہ کے اصحاب رائے جیسے یحییٰ بن سعید، عبیداللہ بن عمر، کثیر بن فرقد اور کثیر کے ہوا اور دوں کی باتیں بھی سنی ہیں جو کہ کثیر سے بڑے تھے، ربیعہ کی باتیں تم کو پسند نہ تھیں لہٰذا تم نے اُن کی مجلس میں جانا چھوڑ دیا اور اس سلسلہ میں تم سے اور عبدالعزیز بن عبداللہ سے میری گفتگو ہوئی۔ تم دونوں میرے موافق تھے، جن باتوں پر میں نے انکار کیا تھا تم دونوں بھی ان باتوں کو ناپسند کرتے تھے، باوجود اس کے اللہ کے فضل وکرم سے ربیعہ کے پاس خیر کثیر اور عقل صحیح اور کھلا فضل اور اسلام کا اچھا طریقہ اور مسلمان بھائیوں کے لئے عام خیر خواہی اور ہمارے لئے خاص طور پر محبت تھی، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کی بخشش کا سامان مہیا کرے اور ان کے عمل سے بہتر جزا اُن کو عنایت کرے۔

ابن شہاب زہری کے فتاویٰ اور اقوال میں بڑا اختلاف ہوا کرتا تھا، جب ہم اُن سے ملتے تھے اور جب ہم میں سے کوئی ان کو لکھ کر کچھ پوچھتا تھا تو باوجود اُن کے علم اور رائے اور فضل کے اُن کا لکھا ہوا جواب کسی ایک مسئلہ میں تین طرح کا ہوا کرتا تھا، ان کی ایک تحریر دوسری تحریر کی نقیض ہوتی تھی اور اُن کو اس کا احساس نہیں ہوا کرتا تھا کہ وہ پہلے کیا لکھ چکے ہیں اور اب کیا لکھ رہے ہیں، میں نے ایسے ہی منکر اقوال کی وجہ سے اُن کو چھوڑا جو تم کو پسند نہ آیا، تم جانتے ہو کہ بارش کی حالت میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو ملا کر پڑھنے پر میں نے انکار کیا تھا، کیوں کہ مدینہ منورہ سے زیادہ بارش شام میں ہوتی ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ حضرات ائمہ میں سے کسی ایک نے بھی مغرب اور عشاء کی نمازوں کو ملا کر نہیں پڑھا ہے۔ ائمہ میں حضرات عبیدہ بن الجراح، خالد بن الولید، یزید بن ابوسفیان، عمرو بن العاص، معاذ بن جبل تھے اور ہم تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پہنچا ہے: تَعَلَّمُوا الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ مِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ۔ تم سب میں حلال اور حرام کا زیادہ جاننے والا معاذ بن جبل ہے۔ اور وَيَأْتِي مُعَاذٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ بِرُتْوَةٍ۔ اور قیامت کے دن علماء کی جماعت کے پیش رو معاذ ہوں گے۔ اور شرحبیل بن حسنہ، ابوالدرداء اور بلال بن رباح بھی شام میں تھے۔ اور مصر میں ابوذر، زبیر بن العوام اور سعد بن وقاص تھے اور حمص میں اہل بدر میں سے ستر افراد تھے۔ مسلمانوں کی تمام جماعتوں میں اہل بدر کے حضرات صحابہ میں سے تھے۔ اور مسلمانوں کی تمام فوجوں میں وہ تھے۔ اور عراق میں ابن مسعود، حذیفہ بن الیمان، عمران بن حصین اور امیر المومنین حضرت علی

کرم اللہ وجہہ کئی سال وہاں مقیم رہے اور آپ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے۔ ان حضرات نے مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر کبھی نہیں پڑھی۔

اور ایسے ہی مسائل میں سے یہ مسئلہ ہے کہ ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ کر دیا جائے تم کو معلوم ہے کہ مدینہ میں اس پر عمل ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے شام میں، حمص میں، مصر میں، عراق میں ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ نہیں کیا ہے اور نہ ان کو خلفائے راشدین ابوبکر، عمر، عثمان، علی نے یہ بات لکھی ہے۔ پھر عمر بن عبدالعزیز کا دور آیا اور تم کو معلوم ہے کہ احیائے سنت اور اقامت دین میں وہ کتنی سعی کیا کرتے تھے اور ان کی رائے کتنی صحیح ہوتی تھی، ان کو گزرے ہوئے لوگوں کا اچھا علم تھا۔ زُرَنِق بن الحکم نے ان کو لکھا، تم مدینہ میں ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ کیا کرتے تھے۔ آپ نے زرنیق کو جواب میں لکھا ہم نے مدینہ میں اس پر عمل کیا اور ہم نے اہل شام کو دوسرے طریقہ پر پایا، لہٰذا تم دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی پر فیصلہ کیا کرو اور آپ نے مغرب اور عشاء کی نماز کو ملا کر کبھی نہیں پڑھا حالانکہ آپ مدینہ میں بھیجتے تھے کیونکہ آپ کا گھر خنصرہ میں تھا۔

اور ایسے ہی مسائل میں سے مؤخر صداقت (مہر مؤجل) کا مسئلہ ہے۔ اہل مدینہ کا عمل اس پر ہے کہ جب عورت اپنا مہر طلب کرے اس کو مہر دیا جائے۔ اہل عراق نے اہل مدینہ کی موافقت کی ہے بلکہ اہل شام اور اہل مصر نے بھی موافقت کی ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی نے بھی اس پر فیصلہ نہیں کیا ہے اور نہ ان کے بعد کسی نے فیصلہ کیا ہے۔ ان حضرات کا عمل اس پر تھا کہ مہر مؤجل طلب کرنے کا حق خاوند کے مرنے کے بعد یا طلاق ملنے پر عورت کو ملتا ہے۔

اور ایسے ہی مسائل میں سے ایلاء کا مسئلہ ہے۔ اللہ نے سورہ بقرہ کی آیت ۲۲۶ میں فرمایا ہے: "جو لوگ قسم کھا رہتے ہیں اپنی عورتوں سے ان کو فرصت ہے چار مہینے پھر اگر مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" (فائدہ: عطاء عبدالغفار نے کہا ہے جس نے قسم کھائی کہ اپنی عورت کے پاس نہ جاوے تو چار مہینے میں جاوے اور قسم کی کفارت دے نہیں تو طلاق ٹھہرے)

اس مسئلہ میں اہل مدینہ کا یہ قول ہے کہ ایلاء کرنے کی صورت میں طلاق اس وقت

واقع ہوگی جب کہ ایلاء کرنے والا ایلاء کو ختم کر دے۔ حالانکہ مجھ سے نافع نے کہا اور وہی عبداللہ بن عمر سے چار مہینے کے بعد کی توقیت کے راوی ہیں کہ جس ایلاء کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے اس میں ایلاء کرنے والے کے لئے یہی صورت ہے کہ یا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کرے۔ (یعنی چار مہینے کے عرصہ میں اپنی بیوی کے پاس جائے) یا پھر طلاق کا قصد کرے (یعنی طلاق دے) اور تم اہل مدینہ کہتے ہو کہ جس ایلاء کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے چار مہینے گزر جانے پر بھی جب تک کہ ایلاء کرنے والا ایلاء کو بند نہ کرے طلاق واقع نہیں ہوتی، حالانکہ ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ حضرات عثمان بن عفان، زید بن ثابت، قبیصہ بن ابی ذؤیب، ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف نے کہا ہے کہ جب ایلاء پر چار مہینے گزر جائیں تو ایک بائن طلاق واقع ہو جاتی ہے اور سعید بن المسیب، ابوبکر بن محمد بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام، ابن شہاب زہری نے کہا ہے کہ ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے اور عدت کے زمانہ میں ایلاء کرنے والا رجوع کر سکتا ہے۔

اور ایسے ہی مسائل میں سے زید بن ثابت کا یہ قول ہے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیدے اور اس کی بیوی اپنے خاوند کو پسند کرلے تو اس صورت میں ایک طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اگر اس کی بیوی اپنے کو تین طلاقیں دے تب بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔ عبدالملک بن مروان اسی قول پر فیصلہ کیا کرتے تھے اور ربیعۃ بن عبدالرحمن اسی کو بیان کیا کرتے تھے، حالانکہ لوگوں کا اس پر تقریباً اجماع ہو چکا تھا کہ اگر بیوی اپنے خاوند کو پسند کرلے تو اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر اس نے اپنے کو ایک طلاق یا دو طلاقیں دیں تو خاوند کو رجوع کرنے کا حق ہے اور اگر عورت نے اپنے کو تین طلاقیں دیں تو وہ اپنے خاوند سے بالکل الگ ہو گئی ہے، اب وہ اپنے خاوند کے واسطے اسی صورت میں حلال ہوگی کہ دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس کی بیوی بنے پھر وہ خاوند مرجائے یا وہ طلاق دے دے۔

اس مسئلہ میں یہ بات ہے اگر اختیار ملنے کی صورت میں عورت اپنے کو دو طلاقیں یا تین طلاقیں دے اور اس کا خاوند اسی مجلس میں اس سے کہے کہ میں نے تم کو صرف ایک طلاق کا اختیار دیا ہے تو اس صورت میں خاوند کو حلفیہ بیان رہنا ہوگا۔ حلفیہ بیان دینے کے بعد وہ اپنی زوجہ کو روک سکتا ہے۔

اور ایسے ہی مسائل سے یہ مسئلہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا ہے۔ اگر کسی لونڈی کا سے نکاح کیا اور پھر اس کو خرید لیا تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ ربیعہ کا بھی یہی قول ہے اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کوئی آزاد عورت کسی غلام سے نکاح کرے اور پھر اس کو خرید لے تو اس کا بھی یہی حکم ہے

(یعنی عورت کو تین طلاقیں ہو جائیں گی)

اور ہم کو تمہارے کچھ ایسے فتوے پہنچے ہیں جو ہم کو ناپسند ہیں۔ ہم نے بعض فتاوی کے سلسلہ میں تم کو لکھا تھا، تم نے جواب نہیں دیا۔ مجھ کو کھٹکا ہوا کہ میری بات تم کو ناگوار گزری ہے لہٰذا میں نے ناپسندیدہ مسائل کے متعلق تم کو لکھنا بند کر دیا۔ میں نے جن مسائل میں تم پر گرفت کی ہے اُن میں یہ مسئلہ بھی ہے:۔

مجھ کو یہ بات پہنچی کہ تم نے زفر بن عاصم ہلالی سے کہا جب کہ اس نے استسقاء کی نماز کا ارادہ کیا، کہ وہ نماز کو پہلے پڑھے اور خطبہ کو بعد میں پڑھے، مجھ کو یہ بات بہت ناپسند آئی کیونکہ خطبہ اور نماز استسقاء جمعہ کی ہیئت پر ہے کہ پہلے خطبہ پھر نماز۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جب امام خطبہ سے فارغ ہونے کو ہوتا ہے اور دعا کرتا ہے وہ اپنی چادر کو پلٹتا ہے پھر نماز پڑھتا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز، ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم وغیرہما نے استسقاء کی نماز پڑھی۔ سب نے خطبہ پہلے پڑھا اور نماز سے پہلے دعا کی۔ زفر بن عاصم کے فعل کو سب نے باطل سمجھا اور بُرا جانا۔

اور ان میں سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ کسی مال میں دو آدمی شریک ہیں، تم کہتے ہو کہ مجھ پر اس مال میں اس وقت زکات واجب ہوگی جب ہر ایک حصہ دار کے مال پر زکات واجب ہو جائے اور حضرت عمر بن الخطاب کے مکتوب میں ہے کہ زکات دونوں پر واجب ہے، حصہ رسد ہر ایک زکات دے۔ عمر بن عبدالعزیز کے وقت میں جو کہ تم سے پہلا دور تھا اسی پر عمل تھا۔ ہم سے یہ بات یحییٰ بن سعید نے کہی ہے اور وہ اپنے زمانہ کے علماء افاضل سے کم نہ تھے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے، اُن کو بخشے اور ان کی قیام گاہ جنت ہو۔

اور اُن مسائل میں سے یہ مسئلہ ہے کہ تم نے کہا ہے جب کوئی شخص مفلس ہو جائے اور اس کے ہاتھ کسی نے کوئی شے فروخت کی ہے اور اب قرض خواہان اپنے اموال کی قیمت طلب کرتے ہیں اور وہ مفلس کچھ مال خرچ کر چکا ہے، کہ اگر کسی کا مال بعینہٖ موجود ہے وہ اپنا مال لے لے۔ اس مسئلہ میں مثل اس طرح رہا ہے کہ بیچنے والے نے کچھ رقم لے رکھی ہے یا خریدنے والے نے اس مال میں سے کچھ صرف کر دیا ہے تو باقی مال بعینہٖ باقی نہیں رہا۔

اور یہ مسئلہ ہے کہ تم کہتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن العوام کو صرف ایک گھوڑے کا حصہ مالِ غنیمت میں سے دیا تھا (یعنی ایک گھوڑے کے دو حصے) اور سب لوگ بیان کرتے ہیں کہ اُن کو دو گھوڑوں کے چار حصے ملے تھے اور تیسرے گھوڑے کا حصہ اُن کو

نہیں دلوایا گیا، ساری امت کا اس پر اتفاق ہے، کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے، تم نے ایک گھوڑے کے حصہ کی بات چاہے کسی معتبر اور عادل شخص سے سُنی ہو لیکن ساری امت کی مخالفت ٹھیک نہیں۔

اس قسم کی اور باتیں بھی ہیں جن کو میں نے چھوڑ دیا ہے، میں تمہارے واسطے اللہ تعالیٰ کی توفیق کا اور طولِ بقا کا طلب گار ہوں کیونکہ اس میں لوگوں کی بھلائی پاتا ہوں، تم جیسے افراد کے اُٹھ جانے سے نقصان کا خطرہ ہے، مجھ کو تم سے اُنس ہے اگرچہ دار دُور ہے لیکن حسبِ تحریر منزلت قریب ہے، اپنا بھی خیال ہے تم مکتوب بھیجنے کو بند نہ کرو۔ اپنا، اپنے بیٹے اور اہل کا حال اور جس شے کی ضرورت تم کو یا تم سے متعلق کسی شخص کو ہو مجھ کو لکھو۔ یہ میری خوشی کا سبب ہے۔ میں تم کو خط لکھ رہا ہوں اللہ کے فضل و کرم سے خیریت اور عافیت سے ہوں اور اللہ سے دُعا ہے کہ وہ ہم کو تم کو شکر کی توفیق دے اور جو نعمت ہم کو ملی ہے وہ کامل ہو۔ والسلام علیک رحمۃ اللہ (اور تم پر اللہ کا سلام اور اللہ کی رحمتیں ہوں)

نظم دلکش زید

۱ ۳ ۶ ۵

خطیب بغدادی جیسے افراد جو "یَلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَکْثَرُھُمْ کَاذِبُوْنَ" کے اتم مصداق ہیں کہ "لاڈالتے ہیں سُنی ہوئی بات اور اُن میں اکثر جھوٹے ہیں" کے ناشائستہ اقوال و احوال کو دیکھ کر ۱۳۶۵ھ (۱۹۴۵ء) میں درج ذیل قطعہ نظم کیا تھا اور اس تاریخی نام سے اس کو موسوم کیا تھا۔ اب خطیب بغدادی کی تہمت تراشیوں کو پڑھ کر یہ قطعہ یاد آیا۔ عاجز اس کو لکھتا ہے، چونکہ قطعہ فارسی میں ہے، اس کا ترجمہ اُردو میں تحریر کیا جا رہا ہے۔

نظم دلکش زید
۱۳۶۵ھ

۱ نہ ہر فعلے مسرت خیز باشد — نہ ہر قولے طرب انگیز باشد
نہ ہر فعل مسرت خیز ہوتا ہے اور نہ ہر قول مستی پیدا کرنے والا ہوتا ہے

۲ بسے کردار حمقاش بار گردد — بسے گفتار خزی و عار گردد
بہت سے کام ہیں جن کا برداشت کرنا باعث بار ہوتا ہے بہت سی باتیں رسوائی اور عار بن جاتی ہیں

۳ مآل کج روی بشنو وخیم است — فروغ کج بیانی بس ذمیم است
سُن لے کج روی کا انجام بُرا ہے۔ کج بیانی کی زیادتی بہت بُری ہے

۴ بدی را گرچہ کم باشد بداں بیش — یقیں فہما ظہر است اندک بیندیش
بدی اگرچہ کم ہو اس کو بہت سمجھ، اس کی دلیل ظاہر ہے ذرا سوچ لے

۵ ببیں خارے بہ زد آرد تنے را — بسوزد اخگرے صد خرمنے را
دیکھ لے ایک کانٹا پورے بدن کو درد میں مبتلا کر دیتا ہے ایک چنگاری سو خرمن پھونک دیتی ہے

۶ بیفتد قطرۂ بول ار بہ جامے — پلیدش کرد بے قیلے وقالے
اگر جام میں پیشاب کا ایک قطرہ گر جائے اُس کو ناپاک بنا دیتا ہے بغیر کسی قیل وقال کے

۷ بود زہر ہلاہل گرچہ اندک — شود وجہ ہلاک خلق بے شک
قاتل زہر اگرچہ تھوڑا سا ہو، وہ ایک مخلوق کی ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے

۸ اگر در راویاں شخصے بہوں است — بیان جملہ بے کار و فضوں است
اگر کسی روایت کے راویوں میں ایک نامعلوم ہے سب کا بیان بے کار اور فضول ہے

۹ کلام نیک باشد جملہ مقبول — بہ تحریفے شود مردود و مبذول
اچھا کلام سب مقبول ہے۔ تحریف کرنے سے وہ مردود اور خراب ہو جاتا ہے

۱۰ مثال علم آمد آں گلستاں — کہ سیراب است از دریائے فیضاں
علم کی مثال وہ گلزار ہے جو دریائے فیضان سے سیراب ہے

۱۱ دلے باید ہدانی ایں مقالے — فرا کوشش گرداں ہیچ مالے
مگر مجھے یہ بات جان لینی چاہیئے، کسی حال میں اسے نہ بھولنا

۱۲ کہ بستاں محتوی ہر چند چیز است — درخت و آب و تنسیق و تمیز است
کہ باغ چند چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے، درخت اور پانی ہر اور ترتیب پر

۱۳ درد اشجار گوناگوں بستانی — شود خوب و دیگر دوں بیابانی
اس میں قسم قسم کے درخت پائے گا، کچھ اچھے کچھ بُرے پھل پائے گا

۱۴ بسے اشجار بینی بے ثمر ہم — اگر خشک است شاخے چند ترہم
تو بہت سے بے پھل درخت دیکھے گا، اگر کوئی شاخ خشک ہے بہت سی تر بھی ہیں

۱۵ ز گلہائے جمیل و تازہ بسیار — دگر در جانبش پژمردہ رخسار
بہت سے خوبصورت اور تازہ پھول ہوں گے، پھر ان کے پہلو میں مرجھائے ہوئے ہونگے

۱۶ دریں بستانِ علم و معرفت را — ہزاراں خلق بینی پیر و برنا
علم و معرفت پیدا کرنے والے اس چمن میں ہزاروں اشخاص بوڑھے اور جوان دیکھے گا

۱۷ کسے انداختہ خود را بہ دریا — بہ دستش تا دُرے آید ز معنی
کسی نے اپنے کو دریا میں گرایا ہے تاکہ اس کے ہاتھ میں معنی کے موتی آئیں

۱۸ کسے را بخت یاری کرد و دُر چید — دگر زحمت کشید و رنج و غم دید
کسی کے نصیب نے مدد کی اس نے موتی چنے، دوسرے نے تکلیف اٹھائی اور رنج و غم پایا

۱۹ کسے از سیر گلہا گشتہ مسرور — کسے را صنع باری کردہ مسحور
کوئی پھولوں کی سیر سے مسرور ہوا، کسی کو قدرت کی کاریگری نے مسحور کر دیا

۲۰ کسے گلہائے خوش چیدہ ز گلشن — کسے از میوہ پر کردہ دامن

کسی نے چمن سے عمدہ پھول چنے، کسی نے پھلوں سے دامن پُر کر لیا

۲۱ کسے در فکرِ غرسِ نونہال است — کسے مشغول تزیین و جمال است

کوئی پودے لگانے کی فکر میں ہے، کوئی آراستگی اور زینت میں مشغول ہے

۲۲ کسے خاشاک و خس را دُور کردہ — بُرد شاخے خراب آں را بُریدہ

کسی نے خس و خاشاک کو ہٹایا، جو شاخ بُری تھی اس کو کاٹ

۲۳ کسے بر توشۂ کردہ قناعت — کسے زنبیل پر کردہ بہ محنت

کسی نے توشہ پر قناعت کی کسی نے محنت سے کشکول بھرلی

۲۴ نہ در تقلیل ہرگز شرم و عار است — نہ در تکثیر دائم افتخار است

نہ کمی میں ہرگز شرم و عار ہے، نہ زیادتی میں ہمیشہ افتخار ہے

۲۵ بسے تقلیل گردد باعثِ خیر — بسے تکثیر باشد باعثِ شر

بسا اوقات کمی خیر کا سبب ہوتی ہے، بسا اوقات زیادتی نقصان کا سبب ہوتی ہے

۲۶ کسانے را کہ بس جمع است مقصود — بہ سانِ حاطبِ لیل است بیہود

جن کا مقصد محض جمع کرنا ہے، وہ رات کے لکڑہارے کی طرح مشقت میں ہے

۲۷ بہ جائے چوب چیند گاہ مارے — گہے سنگے نہد در وصلِ بارے

وہ کبھی لکڑی کی جگہ سانپ چُن لیتے ہیں، کبھی بوجھ کے بیچ میں پتھر دھر لیتے ہیں

۲۸ مثالِ علم آں باغ است و دریا — مثالِ عالماں آں پیر و برنا

علم کی مثال وہ باغ و دریا ہے، عالموں کی مثال وہ بوڑھے اور نوجوان ہیں

۲۹ خوشا مردے کہ سیرِ باغ فرمود — خوشا مردے کہ خوش چید و بیاسود

وہ شخص خوش نصیب ہے جس نے باغ اور دریائی سیر کی، وہ شخص بہتر ہے جس نے عمدہ چیز چُنی اور آرام کیا

۳۰ خوشا مردے کہ در نقل و بیانش — بسے در صفحہ از کلک و زبانش

وہ شخص خوش نصیب ہے جس کے نقل و بیان میں کثرت سے موتی بندھے ہیں قلم اور زبان سے

۳۱ خوشا مردے کہ اصلِ حال گفتہ — خوشا مردے کہ شرحِ قال کردہ

وہ شخص خوش نصیب ہے جس نے اصل حال کہہ دیا وہ مرد خوش نصیب ہے جس نے قول کی تشریح کر دی

۳۲ نہ کرد اندر بیانش ہیچ تحریف — نہ تبدیل و نہ تغییر و نہ تصحیف

اس نے اس کے بیان میں کوئی ردوبدل نہیں کی نہ کوئی تبدیلی کی نہ تغیر نہ لفظی غلطی

۳۳ زطعن و قدح خود را کرد چوں پاک — قلم را در مباحث دادہ چالاک

طعن اور عیب سے جب اپنے کو پاک کر دیا، مباحث میں قلم کو سمجھداری سے رکھا

۳۴ نہ آں طعنے کہ باشد عالمانہ — نہ آں قدحے کہ باشد عارفانہ

نہ وہ طعن جو عالمانہ ہو، نہ وہ عیب جوئی جو عارفانہ ہو

۳۵ چہ ایں ثابت ز اصحابِ رسول است — ہمیداں منکرش را کو جہول است

اس لئے کہ یہ رسولؐ کے صحابہ سے ثابت ہے، سمجھ لو کہ اس کا منکر جاہل ہے

۳۶ بحوثِ عالماں صد خیر باشد — بیانِ حق نہ ہرگز ضیر باشد

عالمانہ بحثیں سو خیر کا سبب ہیں، حق کے بیان میں کوئی خرابی نہیں ہے

۳۷ خوشا مردے کہ دارد نیک کردار — کند تائیدِ حق دائم بہ گفتار

وہ شخص خوش نصیب ہے جو نیک عمل ہے، جو بات سے ہمیشہ حق کی تائید کرتا ہے

۳۸ بود طعنش ز صدق و راست بازی — بود قدحش ز بہرِ حق شناسی

اس کی طعنہ زنی بھی سچائی اور راست بازی کیلئے ہے، اس کی عیب جوئی بھی حق شناسی کیلئے ہے

۳۹ بیابشنو نصیحت را بہ گوشت — نگاہش دار دائم تا بہ ہوشت

آ، نصیحت کان سے سُن لے اس کا ہمیشہ خیال رکھو جب تک ہوش میں ہے

۴۰ اگر خواہی کہ دائم شادمانی — ز اندوہ و تملق آزاد مانی

اگر تو چاہتا ہے کہ ہمیشہ خوشحال رہے، غم اور رنج سے آزاد رہے

۴۱ زطعنِ مردماں محفوظ باشی — زفیضِ قدسیاں محظوظ باشی

لوگوں کے طعنے سے محفوظ رہے، قدسیوں کے فیض سے نصیبہ ور ہو

۴۲ ثنائے دوستاں باشد قرینت — بود تائیدِ مولیٰ ہم رفیقت

دوستوں کی تعریف تیرے لئے ہو، خدا کی تائید تیری ساتھی ہو

۴۳ رہِ صدق و صفا را ہیچ مگذار — شعارت ساز در گفت و رو کردار

صدق و صفا کے راستہ کو ہرگز نہ چھوڑ، قول و عمل میں اس کو شعار بنالے

۴۴ چہ ایں فضلے است سرتاجِ فضائل — نگاہت دارد از جملہ رذائل

اس لئے کہ یہ فضیلت فضیلتوں کا سرتاج ہے، تجھے تمام رذالتوں سے محفوظ رکھے گی

۴۵ الٰہی راست فرما قول و فعلم — الٰہی متقدِ صدق از تو خواہم

اے اللہ میرے قول و فعل کو سیدھا کر، اے اللہ میں تجھ سے مقدورِ صدق چاہتا ہوں

عاجز ۱۳۲۶ھ (۱۹۴۸ء) کی گرمیوں میں پندرہ بیس دن کے واسطے کوئٹہ بلوچستان گیا وہاں اپنے پرانے رفیق، محقق و مدقق، ادیب و فہیم، عالمِ جلیل القدر مولانا نعمل محمد مدرس دارالعلوم کاریزیاں (کوئٹہ کا بڑا محلہ) سے حسبِ معمول ملاقاتیں ہوئیں۔ عاجز کا فارسی کلام "شبِ غم" (۱۳۹۱ھ) وہ دیکھ چکے تھے لہٰذا انہوں نے روایت کیا، کیا کوئی قطعہ نظم کیا ہے۔ عاجز نے یہ "دلکش نظم زید" اُن کو دکھائی۔ انہوں نے بہت جمال سے اس کو پڑھا، خوب پسند کی۔ ایک جگہ عاجز ایک ثقیل لفظ لے آیا تھا انہوں نے کہا "ازیں گلدستہ ایں خار را بردارید" اس گلدستہ سے اس کانٹے کو نکال دو۔ چنانچہ عاجز نے دوسرا لفظ تجویز کیا اور وہ ان کو پسند آیا۔ چالیس سال سے زیادہ مدت گزر گئی، اب یاد نہیں وہ کونسا لفظ تھا۔ عاجز کی یہ اُن سے آخری ملاقات تھی۔ وہ اُٹھ گئے اور اپنی جگہ خالی چھوڑ گئے۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ وَأَسْكَنَهُ فِي فَرَادِيسِ الْجِنَانِ۔

حرفیاں باد ما خورند و رفتند تہی خمخانہا کردند و رفتند

يَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَفِيضَ مِنْهَا وَالْمُسْتَفِيضِينَ۔

تبصرہ

ہر گل کو باغِ دہر میں کھلنا ہے خار کا

حضرت امام عالی مقام کی کنیت ابو حنیفہ تھی اور آپ کا اسم گرامی نعمان تھا۔ نہایت سرخ رنگ کا ایک پھول موسمِ بہار میں پہاڑ کی وادیوں میں اپنی بہار دکھاتا ہے۔ اس کی ایک قسم نہایت سرخ، بہت خوشبودار نعمان بادشاہ اپنے گھر لایا لہٰذا اس قسم کا نام لالۂ نعمان اور شقائقِ نعمان پڑ گیا اس کی عمدہ خوشبو کئی دن رہتی ہے۔ اس کے ایک پھول سے گھر مہک جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام کو اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ کا ایسا شقائقِ نعمان بنایا کہ آپ کے علوم و اسرار سے خلقِ خدا مستفید ہوئی اور اللہ سے کامل امید ہے کہ آخر زماں تک مستفید ہوتی رہے گی اور آپ کے علوم کی مہک عالم کو معطر کرتی رہے گی۔

یہ عاجز آپ کے حالات ائمہ اعلام کی کتابوں سے لکھ چکا ہے۔ اکابر مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور ظاہریہ آپ کی دیانت، تقویٰ، زہد، عبادت اور علمِ کامل کے معترف ہیں۔ آپ نے سب سے پہلے حدیث شریف میں کتاب الآثار لکھی اور آپ سے آپ کے جلیل القدر شاگردوں نے روایت کی ہے۔ چنانچہ امام ابو یوسف اور امام محمد کی روایتیں چھپ گئی ہیں اور آپ کے بعد کے علماءِ اعلام نے آپ کی مسند کو جمع کیا ہے اور آپ نے قیاس اور استحسان کے ضوابط بیان کئے۔ قاضی عیسیٰ نے امام مزنی سے روایت کی ہے کہ امام شافعی نے فرمایا ہے۔ النَّاسُ عِيَالٌ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ وَزُفَرُ وَأَبُو يُوسُفَ (قیاس اور استحسان میں لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں) اور حافظ ابن حمید نے لکھا ہے۔ وَقَدْ نَقَلُوا عَنْهُ أَشْيَاءَ يَفْصُلُونَ بِهَا النُّصْرَةَ عَلَيْهِ وَهِيَ كَذِبٌ عَلَيْهِ وَغَلَطٌ ... (لوگوں نے آپ سے کچھ باتیں نقل کی ہیں اور اُن کو مقصد آپ کو بدنام کرنا ہے اور یہ باتیں یقیناً جھوٹ ہیں)

عاجز کے رسالے امام بخاری اور امام مسلم کی روایت کردہ حدیث شریف ہے کہ ایک جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کی بھلائی کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَجَبَتْ یعنی ثابت ہوگئی پھر ایک دوسرا جنازہ گزرا اور لوگوں نے اس کی بُرائی کا ذکر کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَجَبَتْ یعنی ثابت ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا

کر کیا چیز ثابت ہوگئی۔ آپ نے فرمایا۔ تم لوگوں نے ایک مُردے کی بھلائی کا ذکر کیا تو اس کے لئے جنت ثابت ہوئی اور تم نے دوسرے جنازے کی بُرائی کا ذکر کیا تو اس کے لئے آگ (جہنم) ثابت ہوئی اور پھر آپ نے فرمایا۔ اَنْتُمْ شُھَدَآءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ، تم لوگ زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔

اس صحیح حدیث کو دیکھتے ہوئے جب ہم ائمہ اعلام کی کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ اولیائے پروردگار اور علمائے اخیار نے حضرت امام عالی مقام کی مدح و ثنا کی ہے جیسے حضرت محمد الباقر اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت جعفر صادق اور جناب فضیل بن عیاض و جناب داؤد طائی و امام ابن مبارک و امام ابو یوسف قاضی و امام محمد بن الحسن شیبانی و امام زفر و امام لیث بن سعد، امام مالک بن انس و امام شافعی و امام احمد بن حنبل و امام ابن حزم ظاہری و امام ابن عبدالبر مالکی و علامہ ابن خلدون و علامہ الموفق بن احمد المکی و علامہ حافظ الدین البزازالکردری و علامہ ابن تیمیہ الحرانی و علامہ ابن قیم و علامہ نووی شافعی و امام جلال الدین سیوطی و علامہ سید محمد مرتضیٰ الزبیدی و علامہ شعرانی و امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی اور ان کے علاوہ صدہا ائمہ کرام نے، تو دل پوری طرح گواہی دیتا ہے کہ آپ یقیناً اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہیں، جو خدمت آپ نے اسلام کی کی ہے، اس کی قدر محافظین ملت بیضاء جانتے ہیں، علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی نے خیرات حسان میں لکھا ہے۔

الفصل الثامن فی ذکر الآخذین عنہ الحدیث والفقہ، قبل استیعابہ متعذر لایمکن ضبطہ، ومن ثمۃ قال بعض الأئمۃ لم یظہر لأحد من ائمۃ الاسلام المشہورین مثل ما ظہر لأبی حنیفۃ من الأصحاب والتلامیذ ولم ینتفع العلماء وجمیع الناس بمثل ما انتفعوا بہ وباصحابہ فی تفسیر الأحادیث المستنبطۃ والمسائل المستخرجۃ والنوازل والقضاء والاحکام، جزاھم اللہ خیرا، وقد ذکر منھم بعض متأخری المحدثین فی ترجمۃ نعمان ثمانیۃ مع بعض اسمائھم ونسبھم ما یطول ذکرہ۔

آٹھویں فصل حضرت امام ابوحنیفہ سے حدیث اور فقہ حاصل کرنے والوں کے بیان میں کہا گیا ہے پوری طرح اس کا بیان کرنا ممکن نہیں اور اس وجہ سے اسلام کے بعض مشہور ائمہ نے کہا ہے جس طرح امام ابوحنیفہ کو اصحاب اور شاگرد ملے ہیں۔ علماء کرام اور دوسرے لوگوں کو نہیں ملے ہیں اور جس طرح آپ کے شاگردوں اور اصحاب سے علماء اور عام لوگ مستفید حدیثوں اور استنباط کے

لہ ملاحظہ فرمائیں مشکوٰۃ باب الثنی بالجنازۃ۔

ہوئے مسائل اور پیش آمدہ واقعات اور ان کے احکام وغیرہ میں مستفید ہوئے ہیں کسی دوسرے سے نہیں ہوئے۔ اللہ آپ کے اصحاب اور ثقہ راویوں کو جزائے خیر عنایت فرمائے، اور دورِ آخر کے بعض محدثین نے آپ کے احوالِ مبارکہ کے بیان میں تقریباً آٹھ سو افراد کے نام اور ان کا نسب وغیرہ لکھا ہے جنہوں نے آپ سے استفادہ کیا ہے، جس کا ذکر کرنا باعثِ تطویل ہے۔

علامہ ابن عبدالبر مالکی "الانتقاء" میں حضرت امام عالی مقام کے صاحبزادے حماد سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے اپنے اُستاد حضرت حماد سے ایک مسئلہ طلاق کا دریافت کیا اور انہوں نے اس کا جواب دیا، آپ نے اختلاف کیا اور آپ کے حضرت استاد کو خاموش ہونا پڑا، پھر آپ اُٹھ گئے۔ آپ کے حضرت اُستاد نے فرمایا "حفظ الفتیٰ وحفظ البلد وبقومہ" یہ تو اُن کی فقہ ہے اور وہ رات بھر جاگتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

عقود الجمان کے صفحہ دو سو بہتر میں امام طحاوی کی روایت لکھی ہے کہ مصر کے امام لیث بن سعد نے بیان کیا کہ میں امام ابوحنیفہ کا ذکر سنا کرتا تھا اور میری خواہش تھی کہ ان کو دیکھوں، اتفاق سے میں مکہ مکرمہ میں تھا میں نے حرم شریف میں دیکھا کہ ایک شخص پر لوگ ٹوٹے پڑ رہے ہیں، میں نے وہاں ایک شخص سے سنا کہ وہ اس شخص کو ابوحنیفہ کہہ کر صدا کر رہا تھا، میں سمجھ گیا جس شخص پر لوگ ٹوٹے پڑے ہیں وہ ابوحنیفہ ہیں۔ آواز دینے والے نے اُن سے کہا، میں دولت مند ہوں میرا ایک بیٹا ہے، اس کی شادی پر حاضار و پیہ خرچ کرتا ہوں اور وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے میرا سارا روپیہ ضائع ہو جاتا ہے۔ کیا میرے واسطے کوئی حیلہ ہے۔ ابوحنیفہ نے فرمایا، تم اپنے بیٹے کو بازار لے جاؤ جہاں لونڈی غلام فروخت ہوتے ہیں، وہاں اس کے پسند کی لونڈی خرید لو وہ لونڈی تمہاری ملکیت میں رہے اور تم اس کا نکاح اپنے بیٹے سے کر دو، اگر تمہارا بیٹا اس کو طلاق دے گا وہ تمہاری لونڈی رہے گی۔

یہ واقعہ بیان کر کے امام لیث بن سعد نے کہا "فواللہ ما اعجبنی جوابہ کما اعجبنی سرعۃ جوابہ" اللہ کی قسم آپ کے جواب پر مجھے اتنا تعجب نہیں ہوا جتنا کہ آپ کے جواب دینے کی سرعت پر ہوا۔

امام موفق نے مناقب کی جلد اول کے صفحہ ایک سو بیس میں لکھا ہے کہ امام زفر نے فرمایا ہے۔

"کان ابوحنیفۃ اذا تکلم خیل الیک ان ملکا ینطقہ" امام ابوحنیفہ جب کچھ فرماتے تم یہ سمجھتے کہ کوئی فرشتہ ان کو تلقین کر رہا ہے۔

امام زفر کا ارشاد گرامی یقینی طور پر درست ہے، وہ مبارک حضرات جن کے پیش نظر "یتنافسوا" رہتا ہے اور جو دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں ان کی مدد اللہ کی توفیق کرتی ہے، نہایت نازک مراحل میں فوراً ان کے دل میں القائے ربانی ہوتا ہے یہی فرشتہ کی تلقین ہے۔ حضرت مولائے روم فرماتے ہیں۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اس کا کہا ہوا اللہ کا کہا ہوا ہوتا ہے، اگرچہ وہ اللہ کے بندہ کے حلق سے نکلا ہوا ہوتا ہے

مشکوٰۃ کے باب "من کرہ اللہ عز وجل والتقرب الیہ" کی پہلی حدیث صحیح بخاری کی ہے کہ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا تقرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ مجھ کو اس سے محبت ہو جاتی ہے اور پھر میں اس کا کان جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ جس سے وہ گرفت کرتا ہے اور اس کا پاؤں جس سے وہ چلتا ہے، ہو جاتا ہوں۔

یعنی ایسے فرد اکمل دیکھتا کے تمام اعمال میری رضامندی سے ہوتے ہیں یہ ظاہر کرتا ہوا ہے لیکن حقیقت میں کرتا میں ہوں۔

امام بیہقی نے امام ابو یوسف کا قول ذکر کیا ہے کہ بیس سال حضرت امام عالی مقام سے وابستہ رہا میں نے آپ کو شام کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے دیکھا۔

امام موفق نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام عالی مقام نے پینتالیس سال شام کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے اور لکھا ہے کہ آپ نے پینتالیس حج کئے ہیں۔

حضرت امام عالی مقام قدس اللہ سرہٗ و نور ضریحہٗ و اناطنی عن العالمین بزہاکے خوف خدا، تقویٰ، عبادت، سیرت، شریعت مطہرہ کی خدمت کے لئے کمربستہ رہنا کثرت سے اہل حدیث پر اپنا مال خرچ کرنا نادار طالبان علم کی مالی کفالت کرنے اور مشکل مسائل کے حل کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ امام موفق نے عثمان مدنی کا قول لکھا ہے کہ ابو حنیفہ حماد سے (آپ کے استاد کرم) ابراہیم سے (حضرت استاذ کے استاد) علقمہ اور اسود سے (حضرت ابراہیم کے اساتذہ) زیادہ فقیہ تھے۔

اور امام عبداللہ ابن مبارک کا قول لکھا ہے کہ جو شخص ابو حنیفہ کو برائی سے یاد کرے سمجھ جاؤ کہ اس کی معلومات جزوی ہیں۔

مخالفت

ناکارہ اہل حدیث

امام عبداللہ بن مبارک نے درست فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت امام کی برائی بیان کرے سمجھ جاؤ کہ اس کی معلومات جزوی ہیں۔ امام موفق کی نے امیر المومنین المامون العباسی کے دربار میں مردے ناکارہ محدثین کا واقعہ لکھا ہے جس کو یہ عاجز نقل کر چکا ہے، ناکارہ جماعت میں نضر بن شمیل بھی تھے وہ سفید ریش تھے۔ مامون نے اس گروہ سے کہا۔ اگر یہ بڈھا تمہارے ساتھ نہ ہوتا میں تم کو ایسی سزا دیتا کہ تم اس کو نہ بھولتے۔

اللہ بھلا کرے امام کبیر علامہ ابن عبدالبر مالکی اندلسی کا کہ انہوں نے اس دور کے نام نہاد اہل حدیث کا کچا چٹھا اپنی کتاب "جامع بیان العلم وفضلہ" کے نصف آخر کے صفحہ ایک سو تیئیس سے ایک سو بتیس میں درج کیا ہے۔ عاجز اس کے ترجمہ پر اکتفا کرتا ہے۔

۱۔ امام سفیان ثوری نے کہا ہے۔ حدیث کی طلب موت کی تیاری کے لئے نہیں کی جاتی بلکہ یہ ایک علت ہے (دور دیسر ہے) جس سے آدمی دنیا بہلاتا ہے۔

۲۔ ابن مزرع کہتے تھے جب تم کسی کلاں سال کو بھاگتا ہوا دیکھو سمجھ لو کہ اہل حدیث نے اس کو پچھاڑ کھینچا ہے۔

۳۔ عمرو بن الحارث نے کہا میں نے حدیث سے بہتر کوئی علم اور اہل حدیث سے بڑھ کر کوئی بے وقوف نہیں دیکھا۔

۴۔ مسعر نے کہا، جو شخص مجھ سے بغض کرے میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو محدث بنا دے یہ مبارک علم بمنزلہ شیشوں کے ہے میں نے اس کو اپنے سر پر رکھا، وہ گرا اور ٹوٹ گیا۔ فاضوحت من خلابہ۔ یا۔ ومن خلابہ۔ اور مجھے اس کے طلبگاروں سے راحت نہ ہی۔ یا۔ مجھے اس کی طلب سے راحت مل۔

۵۔ ابراہیم بن سعید نے بیان کیا، میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے سنا جب کہ انہوں نے اہل حدیث کو دیکھا تو یہ فرمایا۔ انتم مضغۃ عین۔ تم آنکھ کی گرمی ہو، اگر ہم کو اور تم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پالیتے، ہماری پٹائی خوب کرتے۔

۶۔ امام شعبہ نے فرمایا، میں جب اہل حدیث میں سے کسی کو آتا دیکھتا تھا خوش ہوتا تھا اور اب میرے لئے اس سے زیادہ ناپسند کوئی شے نہیں ہے کہ میں اُن میں سے کسی کو دیکھوں۔

۷۔ امام شعبہ نے فرمایا، تم کو یہ حدیث اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روکتی ہے کیا تم اس سے باز آجاؤ گے۔

۸۔ ابو عمر ابن عبدالبر کہتے ہیں، علماء نے کثرت سے روایت کرنا اس وجہ سے معیوب سمجھا ہے کہ ہر تر اور تفہم کا خیال نہ رہے گا دیکھو قاضی ابو یوسف نے بیان کیا ہے کہ اعمش نے ایسے وقت میں کہ میرے اور اُن کے سوا کوئی نہ تھا مجھ سے ایک مسئلہ پوچھا، میں نے اس کا جواب دیا۔ اعمش نے کہا، یعقوب یہ بات تم نے کہاں سے کہی۔ میں نے کہا، تمہاری اس روایت سے جو تم نے مجھ سے بیان کی ہے اور میں نے وہ روایت ان سے بیان کی۔ انہوں نے کہا، یعقوب، یہ حدیث مجھ کو اس وقت سے یاد ہے جب کہ تمہارے والدین آپس میں ملے نہ تھے اور میں اب تک اس کا مطلب سمجھا نہ تھا۔

۹۔ قاضی ابو یوسف نے کہا ہے، جو غریب حدیثوں کا اتباع کرے گا جھوٹ بولے گا اور جو علم کلام سے دین کی تلاش کرے گا وہ زندیق بنے گا اور جو کیمیا سے دولت حاصل کرنے کی کوشش کرے گا وہ مفلس بنے گا۔

قاضی ابو یوسف نے "غرائب الاحادیث" کا ذکر کیا ہے یعنی وہ حدیثیں جو غریب ہوں اور غریب وہ حدیث ہے جس کو صرف ایک ثقہ شخص اپنے ایسے استاد سے روایت کرتا ہے جس کے شاگرد کثرت سے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی اس کی روایت نہیں کرتا ہے۔

۱۰۔ ایاس نے سفیان بن حسین سے کہا، میں دیکھتا ہوں تم احادیث اور تفسیر طلب کرتے ہو تم بدنامی سے اپنے کو بچاؤ کیونکہ ان کا طلبگار عیب سے محفوظ نہیں رہتا۔

۱۱۔ اعمش نے اصحاب حدیث سے کہا، تم نے حدیث کو بار بار اتنا دُہرایا کہ وہ میرے حلق میں ایلوے سے زیادہ کڑوی ہو گئی ہے۔ جس پر تم مہربان ہوتے ہو اُس کو جھوٹ بولنے پر برانگیختہ کر دیتے ہو۔

۱۲۔ مُغیرہ ضبی نے کہا۔ خدا کی قسم بہ نسبت فاسقوں کے میں اہل حدیث سے زیادہ خائف ہوں۔

عبداللہ بن مبارک نے کہا ہے، تمہارا اعتماد اثر پر رہے اور تم وہ رائے جو تمہارے واسطے حدیث کا بیان کرے۔

وکیع نے کہا، ہم حدیث کو حفظ کرنے کے لئے حدیث پر عمل کیا کرتے تھے اور حدیث کی تلاش کے لئے روزہ سے مدد لیا کرتے تھے۔

ابن ابی لیلیٰ نے کہا ہے۔ کوئی شخص حدیث میں اس وقت تک سمجھ حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ بعض احادیث کو لے اور بعض کو نہ لے۔

۱۳۔ حمزہ کنانی کا بیان ہے کہ میں نے ایک حدیث شریف کی تخریج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک دو سو یا نگ بھگ دو سو (یہ شک راوی ابو محمد کو ہوا ہے) طریق سے کی اور مجھ کو بڑی مسرت حاصل ہوئی اور میں متعجب تھا، اتفاق سے میں۔ نے خواب میں یحییٰ بن معین کو دیکھا میں نے اُن سے کہا، "جناب ابوزکریا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک حدیث کی تخریج دو سو طریق سے کی ہے۔ میری بات سُن کر کچھ دیر تک یحییٰ بن معین خاموش رہے، پھر انہوں نے فرمایا، مجھ کو کھٹکا ہے کہ تمہارا یہ عمل کہیں "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" میں شامل نہ ہو (یعنی تم کو بہتات کی حرص نے غفلت میں ڈال دیا ہے)

۱۴۔ عمار بن رزیق نے اپنے بیٹے کو حدیث کی طلب میں مصروف پایا۔ آپ نے بیٹے سے کہا۔ میرے بیٹے تم قلیل حدیث پر عمل کر لو، کثیر حدیث سے بے نیاز ہو جاؤ گے۔

کیا کوئی سُنے گا: یہ عاجز حضرت امام کے اسی اصول میں حیلے کے بیان میں علامہ ابن قیمہ کی عبارت علامہ زہر کے حاشیہ سے اور علامہ ابن قیم کی عبارت اعلام الموقعین سے لکھ چکا ہے تاکہ نام نہاد اہل حدیث حضرت امام عالی مقام پر جھوٹے الزام عائد کریں کیونکہ حضرت امام کی فقہ میں علم میں کوئی سمجھدار شک نہیں کر سکتا، لوگوں نے آپ سے بہت سی باتیں نقل کی ہیں جو سراسر جھوٹ ہیں۔ علامہ ابن عبر ہیتمی شافعی نے خیرات حسان کی فصل پینتیس میں نفیس کلام لکھا ہے۔ عاجز اس کا ترجمہ لکھتا ہے۔

"فصل پینتیس اس بیان میں کہ ائمہ کرام حضرت امام ابو حنیفہ کے ساتھ ان کی وفات کے بعد ایسا سلوک کرتے تھے جیسا کہ ان کی حیات میں کیا کرتے تھے، اور آپ کی قبر کی زیارت اپنی حاجت روائی کے لئے کرتے تھے۔

سمجھ لو کہ حضرت امام ابو حنیفہ کی قبر کی زیارت ہمیشہ سے علماء اور صلحاء کرتے آئے ہیں وہ آپ کے پاس جا کر اپنی حاجتوں کے لئے آپ کو وسیلہ کرتے ہیں اور اپنی حاجت پوری ہوتی دیکھتے ہیں، ان علماء میں سے امام شافعی بھی ہیں، جب آپ کا قیام بغداد میں تھا۔ وارد ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔ میں ابو حنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور میں آپ کی قبر کے پاس جاتا ہوں اور جب

مجھ کو کوئی ضرورت پیش آجاتی ہے میں دو رکعت نماز پڑھ کر آپ کی قبر کے پاس جا کر اللہ سے دعا کرتا ہوں میری وہ حاجت بہت جلد پوری ہو جاتی ہے۔

امام نووی کی کتاب "منہاج" پر حواشی لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ امام شافعی نے حضرت امام ابوحنیفہ کی قبر کے پاس صبح کی نماز پڑھی اور اس میں دعاء قنوت نہیں پڑھی، اس سلسلہ میں آپ سے پوچھا گیا، آپ نے فرمایا، میں نے اس صاحب قبر کے ادب سے نہیں پڑھی، اور دوسرا حاشیہ لکھنے والے نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے بلند آواز سے بسم اللہ بھی نہیں پڑھی۔

آپ کے دعاء قنوت نہ پڑھنے میں یا بلند آواز سے بسم اللہ نہ پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ بعض افراد نے خیال کیا ہے، کیونکہ کبھی سنت کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آجاتا ہے کہ سنت کا چھوڑنا ہی راجح ہو جاتا ہے کیونکہ اس موقع پر نہ پڑھنا ہی اہم ہوتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علماء اعلام کی رفعت منزلت کا بیان کرنا امر مطلوب اور ضروری ہے، کسی حسد کرنے والے کو ذلیل کرنے اور کسی جاہل کو بنانے کے لئے قنوت پڑھنے اور بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے سے نہ پڑھنا اور آہستہ پڑھنا افضل ہے، کیونکہ قنوت کے پڑھنے اور بسم اللہ کے جہر میں ائمہ کا اختلاف ہے اور علماء کرام کے ملکۂ قدر کے بیان کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، قنوت نہ پڑھنے اور بسم اللہ کے جہر نہ کرنے کا فائدہ اوروں کو پہنچتا ہے بہ خلاف قنوت پڑھنے اور بہ جہر بسم اللہ پڑھنے کا فائدہ متعدی نہیں ہے اور پھر یہ بات بھی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ سے حسد کرنے والے بہت تھے، کیا ان کی زندگی میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی حاسدوں نے آپ پر بڑی بڑی تہمتیں لگائیں، پھر آپ کے قتل کرانے کی کوشش کی، وہ شنیع قتل جس کا بیان گزر چکا ہے، ان ضرورتوں کے پیش نظر امام شافعی کا فعل قنوت پڑھنے اور بسم اللہ کے جہر کرنے سے افضل ہے تاکہ سب پر ظاہر ہو جائے کہ اس امام کے ساتھ مزید ادب کرنا چاہیئے کیونکہ اس امام کا مرتبہ بلند ہے اور وہ مسلمانوں کے ان ائمہ میں سے ہے کہ جس کی توقیر اور تعظیم مسلمانوں پر واجب ہے اور وہ ان برگزیدہ افراد میں سے ہیں کہ جن سے شرم کرنی چاہیئے کہ ان کی وفات کے بعد ان کے سامنے ان کے قول کا خلاف کیا جائے۔ حضرت امام ابوحنیفہ سے حسد کرنے والے بورمی طرح گھائے میں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے علم کے ہوتے ہوئے گمراہ کر دیا ہے:۔

توجیہ و تنبیہ:۔ علامہ اجل شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی شافعی نے حضرت امام کے حاسدوں کا ذکر کیا ہے اور کیا خوب لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علم کے ہوتے ہوئے ان کو گمراہ کر دیا ہے۔ ان بدبختوں

نے حضرت امام کے قتل شنیع کرانے کی کوشش کی۔ ان بدبختوں نے ہر طرح آپ کو ایذا پہنچائی، آپ نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے درجات بلند کئے اور لوگوں کے دل آپ کی طرف پھیر دئے۔ وہ آپ کی قبر مطہر کے پاس جاتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی حاجتیں پوری کرتا ہے، حضرت امام شافعی وہاں سے مستفید ہوتے ہیں، امام شافعی نے وہاں صبح کی نماز میں نہ قنوت پڑھی اور نہ جہر سے بسم اللہ پڑھی۔ ابن حجر نے اس واقعہ کی جو توجیہ وجہ بیان کی ہے، بدبخت حاسدوں کے لئے تازیانۂ عبرت ہے۔ ان بدبختوں نے امام مالک، امام شافعی، امام یوسف، امام ابن مبارک کے نام سے خوب کذب بیانی کی ہے۔ امام شافعی کا یہ ارشاد تمام کذب بیانیوں کا رد کرتا ہے، اسی وجہ سے ابن عیینہ نے کہا ہے کہ یہ سب الزامات سراسر جھوٹ ہیں۔ کسی دانائے راز نے کیا خوب کہا ہے۔

۱ جز صحبت عاشقان مستاں نہ پسند — در دل ہوس قوم فرومایہ مبند

۲ ہر طائفات بہ جانب خویش کشد — چغدت سوئے ویرانہ طوطی سوئے قند

۱ مست عاشقوں کی صحبت کے علاوہ کچھ پسند نہ کر اپنے دل کو کمینی قوم کی ہوس میں نہ لگا۔

۲ ہر گروہ تجھ کو اپنی طرف کھینچتا ہے، چغد ویرانے کی جانب اور طوطی شکر کی جانب۔

حضرت امام شافعی، حضرت امام ابن مبارک، حضرت امام حسن عمار کو جو کہ طوطیان شکرستان معارف الٰہیہ ہیں سر قبر مبارک امام ابوحنیفہ محافہ الواردالہیہ نظر آیا اور چغدان روزنان مثال خطیب کو نصاری کا جنازہ نظر آیا۔

شان عنقا را چہ داند چغد ویرانہ شد — ناقصے در شان والائے کو کردار قبیل وقال

کیونکہ چغد عنقا کی شان کیا جانے یہ بات تعجب نہیں ہے اگر ناقص انسان آپ کی بلند شان پر اعتراضات کرے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک جب حضرت امام کی قبر مطہر پر حاضر ہوئے، انہوں نے فرمایا، اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ ابراہیم اور حماد کی وفات ہوئی، ان دونوں نے اپنا قائم مقام چھوڑا اور آپ کی وفات ہوئی اور آپ نے روئے زمین پر اپنا کوئی قائم مقام نہیں چھوڑا۔ اور پھر وہ شدت کے ساتھ رونے لگے۔

حضرت حسن عمار نے آپ کی قبر پر کہا۔ آپ ہمارے لئے گزرے ہوئے حضرات کے جانشین تھے، آپ نے اپنے بعد کسی کو اپنا جانشین نہ چھوڑا، اگر آپ کے سکھائے ہوئے علم میں کوئی آپ کا

جانشین ہو بھی جائے وہ ورع میں آپ کا جانشین ہو نہیں سکتا۔

خطیب کی کارستانی عنقریب ناظرین مطالعہ فرمائیں گے۔

اب یہ ماجز امام، محدث، مجتہد حافظ مغرب ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر نمری قرطبی اندلسی متولد ۳۶۸ھ متوفی ۴۶۳ھ کی کچھ عبارتیں نقل کرکے اُن کا آزاد ترجمہ لکھتا ہے حضرت امام کے مخالفوں نے ہر طرح کے فریب اور دجل سے کام لیا تھا اور اس کثرت سے مخالفت کی تھی کہ بعض سادہ لوح افراد بھی ان کے ہمنوا بن گئے تھے چنانچہ بعض شافعیہ بھی بہک گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس وقت امام محقق ابن عبدالبر کو توفیق دی کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرکے رکھ دیا چونکہ آپ کی تحریرات پر عاجز کا بڑا اعتماد ہے اس لئے عاجز پہلے اصل عبارت اور پھر اس کا آزاد ترجمہ پیش کرتا ہے۔ آپ کی تحریرات نے مشارق کا رنگ بدل دیا اور پھر انہوں نے بڑی گراں قدر کتابیں لکھی ہیں۔ اللہ ہم سب کو توفیق دے کہ حضرات ائمہ کی قدر و منزلت کو پہچانیں۔

علامہ ابن عبدالبر نے الانتقاء کے صفحہ ۱۴۹ سے ۱۵۲ تک لکھا ہے:۔

كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ اسْتَجَازُوا الطَّعْنَ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ لِمَرْوِهِ كَثِيرًا مِنْ أَخْبَارِ الْآحَادِ الْعُدُولِ إِذْ كَانَ يَذْهَبُ فِي ذَلِكَ إِلَى غَرْضِهَا عَلَى مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ مِنَ الْأَحَادِيثِ وَمَعَانِي الْقُرْآنِ فَهَذَا مِنْ ذَلِكَ رَدُّهُ وَصَمَّمَ شَاذًّا وَكَانَ مَعَ ذَلِكَ أَيْضًا يَقُولُ الظَّاهِرَاتِ مِنَ الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا لَا تُعَمَّلُ إِتْبَاعًا وَكُلُّ مَنْ قَالَ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ الْإِيمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ يُنْكِرُونَ قَوْلَهُ وَيَبْعُدُ عَنْهُ مِيدَانُهُ وَكَانَ مَعَ ذَلِكَ مَخْذُولًا لِفَهْمِهِ وَبَصَائِرِهِ۔

وَقَدْ ذَكَرْتُ فِي هَذَا الْكِتَابِ مِنْ ذَمِّهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ مَا يَقِفُ بِهِ النَّاظِرُ فِيهِ عَلَى حَالِهِ عَصَمَنَا اللَّهُ وَكَفَانَا شَرَّ الْحَاسِدِينَ۔ آمِينَ رَبَّ الْعَالَمِينَ۔

فَمِمَّنْ طَعَنَ عَلَيْهِ وَجَرَّحَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ فَقَالَ فِي كِتَابِهِ الضُّعَفَاءِ وَالْمَتْرُوكِينَ، أَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ الْكُوفِيُّ قَالَ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ سَمِعَا سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ قِيلَ اسْتُتِيبَ أَبُو حَنِيفَةَ مِنَ الْكُفْرِ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ نُعَيْمٌ عَنِ الْفَزَارِيِّ كُنْتُ عِنْدَ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ فَجَاءَ نَعْيُ أَبِي حَنِيفَةَ فَقَالَ تَغَمَّدَهُ اللَّهُ كَانَ يَهْدِمُ الْإِسْلَامَ عُرْوَةً عُرْوَةً وَمَا وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ مَوْلُودٌ أَشْرَمَ مِنْهُ۔ هَذَا مَا ذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ۔

حَدَّثَنَا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ

عَبْدُ الرَّحْمَانِ بْنُ أَسَدٍ الْفَقِيهُ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ الرَّقِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ قَالَ ضَرَبَ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى الْقَضَاءِ فَلَمْ يَفْعَلْ فَفَرَّجَ بِذَلِكَ أَعْدَاؤُهُ وَقَالُوا اسْتَكَانَ، قَالَ أَبُو يَعْقُوبَ وَحَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْكُوَيْتِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ دَاوُدَ الْخُرَيْبِيَّ يَوْمًا وَقِيلَ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ مُعَاذًا يَرْوِي عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ اسْتُتِيبَ أَبُو حَنِيفَةَ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، هَذَا وَاللَّهِ كَذِبٌ، وَقَدْ كَانَ بِالْكُوفَةِ عَلِيٌّ وَالْحَسَنُ ابْنَا صَالِحِ بْنِ حَيٍّ وَهُمَا مِنَ الْوَرَعِ بِالْمَكَانِ الَّذِي لَمْ يَكُنْ مِثْلُهُ وَأَبُو حَنِيفَةَ يُطْلِقُ بَعْضَهُمَا وَلَوْ كَانَ مِنْ هَذَا الْمَعْنَى مَا رَضِيَا بِهِ وَقَدْ كُنْتُ بِالْكُوفَةِ دَهْرًا فَمَا سَمِعْتُ بِهَذَا۔

وَذَكَرَ النَّاسِخُ فِي كِتَابِ الْمِلَلِ لَهُ فِي بَابِ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ اسْتُتِيبَ فِي خَلْقِ الْقُرْآنِ ثَلَاثَ وَالنَّاسِخُ مِمَّنْ كَانَ يُنَاقِشُ أَصْحَابَ أَبِي حَنِيفَةَ۔

وَقَالَ ابْنُ الْجَارُودِ فِي كِتَابِهِ فِي الضُّعَفَاءِ وَالْمَتْرُوكِينَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ أَبُو حَنِيفَةَ جُلُّ حَدِيثِهِمْ وَهْمٌ وَقَدِ اخْتُلِفَ فِي إِمْلَائِهِ، هَكَذَا وَمِثْلُهُ لَا يَخْفَى عَلَى مَنْ أَحْسَنَ النَّظَرَ وَالتَّأَمُّلَ مَا فِيهِ۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللَّهُ أَنَّهُ قَالَ فِي أَبِي حَنِيفَةَ نَحْوَ مَا ذَكَرَ سُفْيَانُ أَنَّهُ نَشَرَ مَوْلُودٌ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ وَأَنَّهُ لَوْ خَرَجَ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ بِالسَّيْفِ كَانَ أَهْوَنَ، وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِ عُمَرَ بِالْعِرَاقِ وَبِهَا دَاءُ الْعُضَالِ، فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ، وَرُوِيَ ذَلِكَ كُلُّهُ عَنْ مَالِكٍ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَأَمَّا أَصْحَابُ مَالِكٍ مِنْ أَهْلِ الرَّأْيِ فَلَا يَرْوُونَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا عَنْ مَالِكٍ۔

وَذَكَرَ النَّاسِخُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الطَّيِّبِ قَالَ سَمِعْتُ وَكِيعَ بْنَ الْجَرَّاحِ يَقُولُ وَجَدْتُ أَبَا حَنِيفَةَ خَالَفَ مِائَتَيْ حَدِيثٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرُوِيَ عَنْ وَكِيعٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَطَاءً إِنْ كَانَ سَمِعَهُ۔ وَذَكَرَ النَّاسِخُ قَالَ حَدَّثَنَا يَسَّارٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ اسْتُتِيبَ أَبُو حَنِيفَةَ مَرَّتَيْنِ، وَذَكَرَ النَّاسِخُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِبْرَاهِيمَ الْمُزَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ قَالَ اسْتُتِيبَ أَبُو حَنِيفَةَ لِأَنَّهُ قَالَ الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ وَاسْتَتَابَهُ عِيسَى بْنُ مُوسَى، وَذَكَرَ السِّرِّيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُوحٍ الْمَدَائِنِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ قُلْتُ

لِابْنِ الْمُبَارَكِ يَحْيَى النَّاسِ يَقُولُونَ إِنَّكَ قَدْ هَمَمْتَ أَنْ تَتْرُكَ قَوْلَ أَبِي حَنِيفَةَ، فَقَالَ لَيْسَ كُلُّ مَا يَقُولُ النَّاسُ يُعِيبُونَ بِهِ قَدْ كَانَ أَيُّوبُ زَمَانَهُ وَنَحْنُ لَا نَعْرِفُهُ فَمَا تَرَكْنَاهُ، قَالَ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ الْعَنْبَرِيُّ الْمُقْرِئُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ وَعَابَ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْأَوْزَاعِيِّ وَغَيْرِ مَرَّةٍ فَلَمْ أُجِبْهُ، قَالَ وَحَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مِيزَانٍ الْفَقْعَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَاصِمٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي حَنِيفَةَ حَدِيثُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَّى خَمْسًا فَلَعَلَّ أَبَا حَنِيفَةَ شَيْءٌ مِنَ الْأَرْضِ وَرَمَى بِهِ وَقَالَ إِنْ كَانَ جَلَسَ فِي الرَّابِعَةِ وَمِنْ أَيْنَ لِلشَّعْبِيِّ وَالنَّخَعِيِّ صَلَاتُهُ هَذِهِ، قَالَ وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَبَعْضُهُ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرُ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ بِشْرِ بْنِ الْفَضْلِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي حَنِيفَةَ رَفَعَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا أَوْ يَجْمَعُ الْخِيَارَ، قَالَ فَلَعَلَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَفَعَ عَنْ أَبِي أَنَّ مَسْعُودٍ رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ جَارِيَةِ بْنِ مُضَرِّبٍ فَوَضَعَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَأْسَهُ قَبْلَ مُضَرِّبٍ فَقَالَ هَذَا هَذَا يَبَانٌ۔ قَالَ أَبُو عُمَرَ سَمِعَ الطَّحَاوِيُّ أَبَا جَعْفَرٍ رَجُلًا يَشْتُمُهُ۔

إِنْ كُنْتَ كَاذِبَةً بِمَا حَدَّثْتَنِي ... فَعَلَيْكِ إِثْمُ أَبِي حَنِيفَةَ أَوْ زُفَرْ

أَلْوَاثِبِينَ عَلَى الْقِيَاسِ تَعَمُّدًا ... وَالتَّارِكِينَ مِنَ الطَّرِيقَةِ فَاجِرُ

فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ وَدِدْتُ أَنَّ لِي حَسَنَاتِهِمَا وَأَجْوَرَهُمَا وَعَلَيَّ إِثْمُهُمَا۔

الانتقاء کے صفحہ ۱۴۲ میں لکھا ہے۔ قال ابو عمر، كان يحيى بن معين يثني عليه ويوثقه وأما سائر أهل الحديث فهم كما قدمنا عن ابن أبي حنيفة وأصحابه۔ اھ

(ترجمہ) ابو عمر کہتے ہیں، اہل حدیث کی اکثریت نے ابو حنیفہ پر طعن کرنے کو دو وجہ سے جائز قرار دیا ہے۔ (۱) ابو حنیفہ نے ان روایات کو جو عادل افراد سے مروی ہیں اور وہ روایتیں متفقہ اور مسلمہ معانی کے خلاف واقع ہوئی ہیں رد کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں جو روایت متفقہ اصول کے خلاف ہو وہ شاذ ہے اس پر عمل جائز نہیں۔

(۲) وہ کہتے ہیں اعمال کو جیسے نماز روزہ وغیرہ ہے ایمان نہیں کہا جاسکتا۔ جن لوگوں نے اعمال کو ایمان قرار دیا ہے وہ آپ کے قول کو برا سمجھتے ہیں اور آپ کو بدعتی قرار دیتے ہیں۔

ان باتوں کے ہوتے ہوئے آپ اپنی سمجھ اور ذہانت کی وجہ سے محسود تھے آپ سے حسد کیا جاتا تھا۔

میں اس کتاب "الانتقاء" میں آپ کی مذمت کا اور آپ کی مدحت کا بیان کرتا ہوں "تاکہ ناظرین واقف رہیں" اللہ تعالیٰ ہم کو حسد کرنے والوں کے شر سے بچائے آمین یا رب العالمین۔

جن لوگوں نے آپ پر طعن و جرح کی ہے اُن میں ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب "الضعفاء والمتروکین" میں لکھا ہے۔

ابو حنیفہ النعمان بن ثابت کوفی کے متعلق نعیم بن حماد نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید اور معاذ بن معاذ نے بیان کیا کہ ہم نے سفیان ثوری سے سُنا وہ کہہ رہے تھے، کہا گیا ہے کہ دو مرتبہ ابو حنیفہ سے کفر سے توبہ کرائی گئی ہے۔

اور نعیم نے فرادی کا بیان نقل کیا کہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس تھا کہ ابو حنیفہ کی وفات کی خبر آئی۔ سفیان نے کہا، اللہ اس پر لعنت کرے، وہ اسلام کی ایک ایک کڑی گرا رہا تھا، اسلام میں اس سے بدتر بچہ پیدا نہیں ہوا ہے۔ (تمام ہوئی بخاری کی جرح)

(ابو عمر کہتے ہیں) ہم سے حکم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو یعقوب یوسف بن احمد نے کہا کہ ہم سے ابو محمد عبدالرحمن بن احمد فقیہ نے بیان کیا کہ ہم سے ہلال بن العلاء رقی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا کہ ہم سے عبیداللہ بن عمرو رقی نے بیان کیا کہ قاضی کا عہدہ قبول کرنے کے سلسلہ میں دو مرتبہ ابو حنیفہ کو کوڑے مارے گئے اور انہوں نے وہ عہدہ قبول نہیں کیا، اُن کے دشمن خوش ہوئے اور انہوں نے کہا ابو حنیفہ سے توبہ کرائی گئی ہے اور یہ قدح ہے۔

ابو یعقوب نے بیان کیا کہ ہم سے ابو قتیبہ سلم بن فضل نے کہا کہ ہم سے محمد بن یونس کدیمی نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن داؤد خریبی سے ایک دن جب کہ اُن سے کہا گیا کہ معاذ، سفیان ثوری سے بیان کرتا ہے کہ سفیان نے کہا کہ ابو حنیفہ سے دو مرتبہ توبہ کرائی گئی، یہ سن کر عبداللہ بن داؤد نے کہا اللہ کے قسم یہ جھوٹ ہے، کوفہ میں علی اور حسن فرزندان صالح بن حی موجود تھے، ان دونوں کے ورع کی مثال نہ تھی، ان کے سامنے ابو حنیفہ فتویٰ دیا کرتے تھے، اگر اس قسم کی کوئی بات ہوتی یہ دونوں حضرات خاموش نہ رہتے۔ اور عبداللہ بن داؤد خریبی نے یہ بھی کہا کہ میں کوفہ میں ایک زمانہ رہا ہوں اور یہ بات میں نے نہیں سُنی ہے۔

ساجی نے اپنی کتاب "العلل" کے باب ابو حنیفہ میں ذکر کیا ہے کہ خلق قرآن کے سلسلہ میں ابو حنیفہ سے توبہ کرائی گئی اور انہوں نے توبہ کی۔

ساجی، ابو حنیفہ کے اصحاب سے حسد و رشک کیا کرتا تھا۔

ابن جارود نے اپنی کتاب "الضعفاء والمتروکین" میں لکھا ہے۔ ابو حنیفہ کی زیادہ تر حدیثیں

وہم ہیں اور ابوحنیفہ کے اسلام میں کلام کیا گیا ہے۔

(۱) عمر علامہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے جو کچھ ابن جارود نے لکھا ہے یا کسی دوسرے نے لکھا ہے اس کی حقیقت اہل پینش اور اصحاب دانش پر واضح ہے۔ ابوحنیفہ کے متعلق مالک سے بھی ایسا ہی قول نقل کیا گیا ہے جو سفیان کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ ابوحنیفہ اسلام میں مرتد ہو کر دین اگر ابوحنیفہ تلوار نے کر اس اُمت پر نکلتے تو زیادہ آسان رہتا اور بیان کیا گیا ہے کہ مالک سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول "یا اعرابی ان اللہ قتال" (عراقی میں عاجز کر دینے والی بیماری ہے) کی تشریح طلب کی گئی اور انہوں نے کہا کہ یہ کام قتال ابوحنیفہ ہیں (اس قسم کی تمام باتیں امام مالک سے اہل حدیث نے نقل کی ہیں۔ امام مالک کے اصحاب اور اُن کے پیروان نے اس قسم کی کوئی روایت نہیں کی ہے۔

(۱) ساجی نے ذکر کیا ہے کہ ہم سے ابوالسائب نے کہا کہ میں نے وکیع بن الجراح سے سُنا وہ کہہ رہے تھے کہ ابوحنیفہ نے دو سو حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے۔ اور وکیع نے کہا کہ ابوحنیفہ کہتے ہیں "میں نے عطا سے سُنا ہے" اگر انہوں نے سُنا ہو (یعنی وکیع بن الجراح کو حضرت امام کے قول پر اعتماد نہیں ہے)

(۲) اور ساجی نے ذکر کیا کہ ہم سے بندار اور محمد بن المثنی نے کہا کہ معاذ بن معاذ عنبری نے بیان کیا کہ میں نے سفیان ثوری سے سنا کہ ابوحنیفہ سے دو بار توبہ کرائی گئی ہے۔

(۳) اور ساجی نے ذکر کیا کہ ہم سے ابوحاتم رازی نے کہا۔ ان سے عباس بن عبدالعظیم نے کہا اور وہ محمد بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ "القرآن مخلوق" قرآن مخلوق ہے۔ اور عیسیٰ بن موسیٰ نے ابوحنیفہ سے توبہ کرائی۔

(۴) اور ساجی نے ذکر کیا کہ مجھ سے محمد بن روح مدائنی نے اور ان سے مُعلّی بن اسد نے کہا کہ میں نے ابن مبارک سے کہا، لوگ کہتے ہیں تم ابوحنیفہ کے قول کو اختیار کرتے ہو۔ ابن مبارک نے کہا لوگوں کی کہی ہوئی ہر بات درست نہیں ہوا کرتی، ایک مدت تک ہم اُن کے پاس جاتے تھے جب ہم پر حقیقت ظاہر ہوئی ہم نے ان کو چھوڑ دیا۔

(۵) اور ساجی نے ذکر کیا کہ مجھ سے محمد بن عبدالرحمٰن المقری نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے کہا کہ مجھ کو کئی مرتبہ ابوحنیفہ نے ارجاء کی طرف بُلایا لیکن میں نے قبول نہیں کیا۔

(۶) اور ساجی نے ذکر کیا کہ ہم سے احمد بن سنان قطان نے کہا کہ ہم نے علی بن عاصم سے سُنا کہ میں نے ابوحنیفہ سے کہا۔ ابراہیم نے علقمہ سے اور علقمہ نے عبداللہ بن مسعود سے سنا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ یہ سُن کر ابوحنیفہ نے زمین پر سے کوئی شے اُٹھا کر ایک طرف پھینک دی اور کہا اگر چوتھی رکعت میں بہ قدر تشہد بیٹھے ہیں (تو درست ہے) ورنہ وہ نماز اس پھینکی ہوئی شے کی طرح بیچ ہے (کچھ نہیں ہے)۔

(۷) اور ساجی نے کہا ہم سے سعید بن محمد بن عمرو اور عصمہ بن محمد نے کہا کہ ہم سے عباس بن عبدالعظیم نے اور اُن سے ابوالاسود نے اور ان سے بشر بن المفضل نے بیان کیا کہ میں نے ابوحنیفہ سے کہا کہ نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بائع اور مشتری (فروخت کرنے والا اور خریدنے والا) جب تک الگ نہ ہوں خرید و فروخت کو قائم رکھنے اور ٹھہرے رکھنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ ابوحنیفہ نے کہا یہ تو رجز ہے (ایک طرح کی شاعری ہے) پھر میں نے ابوحنیفہ سے کہا۔ قتادہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے ایک لونڈی کا سر دو پتھروں سے کچل دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کا سر پتھروں سے کچلوا دیا۔ ابوحنیفہ نے کہا، یہ بیکار بات ہے۔[1]

ابوعمر بن عبدالبر کا بیان ہے کہ (امام) ابوجعفر طحاوی نے کسی سے یہ دو شعر سُنے۔

۱۔ اگر تو نے جرات مجھ سے کہی ہے غلط ہے تو تجھ پر ابوحنیفہ اور زفر کے گناہ پڑیں۔

۲۔ جو کہ نماز کرتے ہوئے قیاس میں بڑھتے تھے اور سیدھی راہ اور راہ سے پھرتے تھے۔

ابوجعفر نے فرمایا۔ کاش مجھ کو ان دو صاحبان کا اجر اور نیکیاں ملیں اور ان کے گناہ مجھ پر پڑیں۔

انتقاء میں قاضی ابویوسف کے احوال کے آخر میں لکھا ہے۔ یحییٰ بن معین ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی تعریف کیا کرتے تھے اور باقی اہل حدیث مثل اعدا تھے (دشمنوں کی طرح تھے)۔

امام ابوعمر بن عبدالبر نے حضرت امام عالی مقام کے حاسدوں اور آپ کے اعداء کا خوب بیان کیا ہے اور ظاہر کر دیا ہے کہ یہ نام نہاد اہل حدیث حضرت عبدالرحمٰن جامی کے اس شعر کے اتم مصداق ہیں۔

در لباس دوستی سازند کار دشمنی — ہم ذئاب فی ثیاب او ثیاب فی ذئاب

دوستی کے لباس میں دشمنی کے کام انجام دیتے ہیں وہ بھیڑیے کپڑوں میں ہیں یا کپڑے بھیڑیوں میں ہیں۔

---

[1] یہ الزامات ساجی نے حضرت امام پر لگائے ہیں۔ اور ساجی کے متعلق ابن عبدالبر کہہ چکے ہیں کہ وہ ابوحنیفہ کے اصحاب سے حسد کیا کرتا تھا۔ اعوذ من غمزات الحسد۔ طہ نعمان کا ارقام ہے۔ حاسد کا نام بن الامام حماد ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم و فضلہ کے نصف آخر کے صفحہ ۱۴۸ میں لکھا ہے۔

قَالَ اَبُوْ عُمَرَ: اَلْغَرَضُ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ فِیْ ذَمِّ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَتَجَاوَزُوْا الْحَدَّ فِیْ ذٰلِكَ وَالسَّبَبُ وَالْمُوْجِبُ لِذٰلِكَ عِنْدَهُمْ اِدْخَالُهُ الرَّأْیَ وَالْقِیَاسَ عَلَی الْآثَارِ وَاِبْطَالُهُمَا، وَاَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ: اِذَا صَحَّ الْاَثَرُ بَطَلَ الْقِیَاسُ وَالنَّظَرُ وَكَانَ رَدُّهُ بِدْعَةً وَمِنَ الْاٰثَارِ وَاِنْ كَانَ اَخْبَارَ اٰحَادٍ بِتَاْوِیْلٍ مُحْتَمَلٍ وَكَثِیْرٌ مِنْهُ عَنْ تَعَمُّدٍ مِنْهُ اِنْ لَمْ یَكُنْ عَلَیْهِ وَنَابَذَهُ عَلَیْهِ وَمِثْلُهُ مِمَّنْ قَالَ بِالرَّاْیِ وَجُمْلُ مَا یُوْجَدُ لَهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا كَانَ مِنْهُ اِبَاءً عَنْ قَبُوْلِ بَلَایَا وَكَابْرَاهِیْمَ النَّخَعِیِّ وَاَصْحَابِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَالْاَشْعَثِ اَكْثَرَ وَاَقْرَبَ فِیْ تَاْوِیْلِ الْاَوَائِلِ هُوَ وَاَصْحَابُهُ وَالْجَوَابُ فِیْهَا بِاَنَّهُمْ رَاَوْهُمْ رَاَیُوْهَا فَاَدَّی وَمِنْهُ ذٰلِكَ بِصِلَاتٍ كَثِیْرَةٍ لِلسَّلَفِ وَشَنَّعَ هُوَ عِنْدَ مُخَالِفِیْهِ بِمَا لَمْ یَقُلْ وَمَا اَعْلَمُ اَحَدًا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَوَّلَهُ تَاْوِیْلَ اَیِّ اٰیَةٍ اَوْ مَذْهَبٍ فِیْ سُنَّةٍ رَدَّ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ الْمَذْهَبِ سُنَّةً اُخْرٰی بِتَاْوِیْلٍ سَائِغٍ اَوْ اِدِّعَاءِ نَسْخٍ اِلَّا اَنَّ لِاَبِیْ حَنِیْفَةَ مِنْ ذٰلِكَ اَكْثَرَ وَهُوَ یُوْجَدُ بِغَیْرِهِ قَلِیْلٌ، وَقَدْ ذَكَرَ یَحْیٰی بْنُ سَلَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ غَانِمٍ فِیْ مَجْلِسِ اِبْرَاهِیْمَ الْاَغْلَبِ یُحَدِّثُ عَنِ اللَّیْثِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّهُ قَالَ اَحْصَیْتُ عَلٰی مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ سَبْعِیْنَ مَسْاَلَةً كُلُّهَا مُخَالِفَةٌ لِسُنَّةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا اَفْتٰی مَالِكٌ فِیْهَا بِرَاْیِهٖ، قَالَ وَلَقَدْ كَتَبْتُ اِلَیْهِ فِیْ ذٰلِكَ قَالَ اَبُوْ عُمَرَ لَیْسَ لِاَحَدٍ مِنْ عُلَمَاءِ الْاُمَّةِ یُثْبِتُ حَدِیْثَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یَرُدُّهُ دُوْنَ رَدِّهٖ نَسْخٌ یَعْلَمُهُ بِاَقْوٰی مِنْهُ اَوْ بِاِجْمَاعٍ اَوْ بِعَمَلٍ یَجِبُ عَلٰی اَصْلِهٖ الْاِنْقِیَادُ اِلَیْهِ اَوْ حُكْمٍ فِیْ سَنَدِهٖ وَنَحْوُ فَعَلَ ذٰلِكَ اَحْمَدُ سَقَطَتْ عَدَالَتُهُ فَضْلًا عَنْ اَنْ یَتَّخِذَ اِمَامًا وَلُزُوْمَ اَنْ یُقَلِّدَ اَیْضًا عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَةَ الْاِرْجَاءَ وَمِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مَنْ یَنْسُبُ اِلَی الْاِرْجَاءِ كَثِیْرًا لَمْ یَعْنِ اَحَدٌ بِنَقْلِ قَبِیْحِ مَا قِیْلَ فِیْهِ كَمَا عُنِیَ بِذٰلِكَ فِیْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ لِاِمَامَتِهٖ وَكَانَ اَیْضًا مَعَ هٰذَا یُحْسِنُهُ وَیُنْسَبُ اِلَیْهِ مَا لَیْسَ فِیْهِ وَیُخَالِفُ عَلَیْهِ مَا لَا یَلِیْقُ وَقَدْ اَفْتٰی عَلَیْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَنَصَّلُوْهُ۔

ابو عمر ابن عبدالبر نے کہا، اہل حدیث نے ابو حنیفہ کی مذمت کرنے میں بڑی زیادتی سے کام لیا ہے وہ اس سلسلہ میں حد سے بڑھ گئے ہیں، اہل حدیث کے نزدیک اس افراط اور حد سے تجاوز کرنے کی علت اور وجہ ابو حنیفہ کا آثار پر رائے اور قیاس کو ترجیح دینا ہے، اور اکثر اہل علم نے کہا ہے جب صحیح اخبار ثابت ہو جائے تو قیاس اور نظر رد ہو جاتا ہے۔ ابو حنیفہ نے جن اخبار آحاد کو رد کیا ہے، ایسی تاویل سے رد کیا ہے جو محتمل ہے (اس کا احتمال کیا جا سکتا ہے) ابو حنیفہ نے جن اخبار آحاد کو رد کیا ہے ان میں کثرت ایسے اخبار آحاد کی ہے کہ ابو حنیفہ سے پہلے علماء کرام ان میں تاویل کر چکے ہیں یا آپ جیسے

علماء آپ کی پیروی کر چکے ہیں۔ اور آپ سے جو کچھ منقول ہے اُن میں زیادہ تر ایسی آراء ہیں جن میں آپ نے اپنے شہر والوں کا اتباع کیا ہے، جیسے ابراہیم نخعی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب نے تحریل نوازل کی وجہ سے واقعات کے رونما ہونے کے خیال سے پیدا کردہ مسائل میں کثرت سے رائے اور قیاس کا استعمال کیا ہے اور آپ نے اور آپ کے اصحاب نے استحسان کا استعمال کیا ہے۔ اس کی وجہ سے اختلاف بڑھا اور مخالفوں نے اس کو بدعت قرار دے کر تشنیع کی ہے۔

میرے علم میں اہل علم میں سے کوئی فرد ایسا نہیں گزرا ہے جس نے کسی آیت میں کوئی تاویل نہ کی ہو یا سنت میں کوئی ایسی راہ اختیار نہ کی ہو جس کی وجہ سے کوئی دوسری سنت نظر انداز نہ ہوئی ہو اچھی تاویل کی وجہ سے یا نسخ کے دعوی کی وجہ سے۔ فرق اتنا ہے اوروں کا یہ عمل تھوڑا ہے اور ابو حنیفہ اور اُن کے اصحاب کا زیادہ ہے۔[1]

یحیی بن سلام نے بیان کیا کہ میں نے ابراہیم بن اغلب کی مجلس میں عبداللہ بن غانم کو یہ بیان کرتے سنا کہ لیث بن سعد (امام مصر) نے کہا میں نے مالک بن انس کے متعلق ایسے مسئلے شمار کئے ہیں کہ وہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف ہیں اور مالک نے اپنی رائے سے بیان کئے ہیں میں نے اس سلسلہ میں مالک بن انس کو لکھا ہے۔ ابو عمر ابن عبدالبر کہتے ہیں، اس امت کے علماء میں سے کسی عالم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کو بغیر نسخ کے دعوی کے یا اس جیسی کسی دوسری حدیث کی وجہ سے یا اجماع اُمت کی وجہ سے یا کسی ایسے عمل کی وجہ سے جس کا تسلیم کرنا واجب ہو اس کی سند میں کوئی طعن ہو رد کرے۔ اگر ان وجوہ کے بغیر کوئی ثابت حدیث کو رد کرے گا اس کی عدالت ساقط ہو جائیگی چہ جائیکہ اس کو امام بنایا جائے۔ ایسے شخص پر فسق کا دھبہ لگ جاتا ہے۔

اور ابو حنیفہ پر ارجاء کا بھی اعتراض ہے[2]۔ اصحاب علم میں سے ارجاء کے قائل کثرت سے ہیں لیکن کسی کے متعلق مبالغہ کی نسبت نہیں بیان کی گئی ہے جس طرح پر کہ ابو حنیفہ کے ساتھ کیا گیا ہے اور یہ آپ کی امامت کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور ابو حنیفہ کے ساتھ حسد کیا جاتا تھا اور آپ سے ایسی باتوں کی نسبت کی جاتی تھی جو آپ میں نہ تھیں اور نہ شائستہ۔ امور کی تہمت آپ پر لگائی جاتی ہے حالانکہ آپ کی تعریف و ستائش علماء کی ایک جماعت نے کی ہے اور وہ آپ کی فضیلت کے قائل ہوئے ہیں۔

---

[1] جبکہ علماء احناف کا عمل زیادہ ہے۔ ان حضرات نے مسائل کے استنباط میں کثرت سے کئے ہیں اور لوازل کہہ کر پہلوتہی نہیں کی ہے۔ [2] ارجاء کا بیان آگے آنے والا ہے۔

علامہ ابن عبدالبر کی عبارات پر ایک نظر

ابن عبدالبر نے الانتقاء میں ابتداء اس عبارت سے کی ہے۔ اہل حدیث نے دو وجوہ کی بنا پر امام ابوحنیفہ پر طعن کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

۱۔ آپ نے عادل افراد کی اُن روایتوں کو رد کیا ہے جو متفقہ اور مسلمہ معانی کے خلاف واقع ہوئی ہیں۔

۲۔ آپ نے اعمال کو جیسے نماز و روزہ ہے، ایمان میں داخل نہیں کیا ہے۔

اور انتقاء میں اپنے کلام کو اس پر ختم کیا ہے۔ ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی تعریف یحییٰ بن معین کیا کرتے تھے باقی اہل حدیث مثل دشمنوں کے تھے۔

اور امام ابوحنیفہ پر طعن کرنے والوں میں سرفہرست امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری کا نام لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی "کتاب الضعفاء والمتروکین" میں اپنے شیخ نعیم بن حماد سے سُنا ان سے یحییٰ بن سعید اور معاذ بن معاذ نے کہا ہے۔ ہم نے سفیان ثوری سے سُنا کہ دو مرتبہ ابوحنیفہ سے توبہ کفر سے کرائی گئی ہے۔

اہل علم جانتے ہیں کہ حاسد اور دشمن کی گواہی شرعاً مقبول نہیں ہوتی ہے۔ جو کچھ بھی اہل حدیث نے حضرت امام ابوحنیفہ کے متعلق کہا ہے وہ زُور اور بہتان ہے۔ ابن تیمیہ نے کھلے الفاظ میں کہا ہے۔ تقولوا علیہ انہ یقصد دون بہا الشناعۃ علیہ وھی کذب علیہ قطعاً۔ لوگوں نے آپ سے باتیں نقل کی ہیں اُن کا مقصد آپ کو بدنام کرنا ہے اور یہ آپ پر قطعاً جھوٹ ہے۔

بخاری نے اپنے شیخ نعیم بن حماد کے جھوٹ کو نقل کیا ہے۔ خطیب نے تاریخ بغداد کی جلد ۱۳ میں حضرت امام عالی مقام کے ذکر سے پہلے صفحہ ۳۵۰ سے صفحہ ۳۶۴ تک نعیم بن حماد کا ذکر کیا ہے اس میں جو جرح لکھی ہے عاجز اس کو صفحہ نمبر کے ساتھ لکھتا ہے۔

ص ۳۵۷ نعیم بن حماد نے روایت کی ہے۔ تفترق امتی علی بضع وسبعین فرقۃ اعظمھا فتنۃ علی امتی قوم یقیسون الامور برایھم فیحلون الحرام ویحرمون الحلال (میری اُمت کچھ اوپر ستر فرقوں میں بٹے گی، میری اُمت کے لئے زیادہ فتنہ پرداز وہ جماعت ہوگی جو واقعات اور

مسائل میں قیاس کرے گی اور حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرے گی) ابوزرعہ کہتے ہیں، میں نے یحییٰ بن معین سے کہا نعیم یہ روایت کہاں سے لائے۔ انہوں نے کہا نعیم کو شبہ ہوا ہے۔

ص ۳۶۰ دارقطنی نے کہا۔ امام فی السنۃ کبیر الوھم (وہ سنت میں امام بڑے وہمی ہیں)۔

ص ۳۶۱ ابومسلم بن محمد الاسدی نے کہا ہے۔ کان نعیم یحدث عن حفاظ وعندہ مناکیر کثیرۃ لا یتابع علیھا (نعیم اپنے حافظہ سے روایت کیا کرتے تھے اور اس کے پاس مناکیر کی کثرت تھی ایسے مناکیر کہ کسی دوسری روایت سے ان کی تائید نہیں ہوتی ہے۔

ص ۳۶۲ نسائی نے کہا ہے۔ ابن حماد ضعیف مروزی ہے۔ ابن حماد ضعیف ہے اور دو مروزی ہے اور نسائی نے یہ بھی کہا ہے۔ لیس بثقۃ وہ ثقہ نہیں ہے۔

ص ۳۶۳ ابوسعید بن یونس نے کہا ہے۔ روی احادیث مناکیر عن الثقات۔ ثقہ راویوں سے منکر احادیث کی روایت کی ہے۔

علامہ محمد علی صدیقی کاندھلوی نے کتاب "امام اعظم اور علم الحدیث" کے صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے۔ اُزدی نے کہا ہے۔ کان نعیم یضع الحدیث فی تقویۃ السنۃ وحکایات مزورۃ فی ثلب ابی حنیفہ (کہا کذاب (میزان الاعتدال جلد ۳ صفحہ ۳۳۹) نعیم سنت کی تقویت کے لئے حدیثیں گھڑتے تھے۔ اور ابوحنیفہ کے مثالب میں جھوٹی حکایتیں بناتے تھے سب جھوٹ ہوتا تھا۔

علامہ ازہر نے صفحہ ۳۵۱ کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ سفیان ثوری کے قول "استتیب ابوحنیفۃ من الکفر مرتین" کی روایت میں نعیم بن حماد ہے یعنی ابوحنیفہ سے دو مرتبہ کفر سے توبہ کرائی گئی نعیم کے متعلق خطیب نے بہت اقوال لکھے ہیں۔ ابن عدی نے کہا ہے۔ وہ حدیث گھڑتے تھے، اُزدی نے کہا ہے وہ سنت کی تقویت میں حدیث گھڑتے تھے وہ ابوحنیفہ کی مذمت میں جھوٹی روایتیں بیان کرتے تھے۔ کلھا کذب سب جھوٹ۔

بخاری نے سفیان ثوری کا قول اپنے استاد نعیم سے بایں الفاظ نقل کیا ہے کہ سفیان نے کہا ہے "قیل استتیب ابوحنیفۃ من الکفر مرتین" کہا گیا ہے کہ ابوحنیفہ سے دو بار کفر سے توبہ کرائی گئی ہے۔ علماء جانتے ہیں کہ اہل علم کا مشہور قول ہے کہ لفظ قیل مطیۃ الکذب ہے یعنی (کہا گیا) جھوٹ کی سواری ہے۔ جس کو جھوٹ بولنا ہو وہ، کہا گیا ہے۔ کہہ کر جھوٹی بات کہہ دیتا ہے جھوٹے مکار اسی طرح اپنا جھوٹ پھیلاتے ہیں۔ نعیم بن حماد نے تفترق امتی علی بضع وسبعین فرقۃ حضرت امام عالی مقام کے واسطے گھڑی تھی تاکہ ثابت کرے کہ حضرت امام اور آپ کے اصحاب اپنے

تجاس سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتے ہیں۔ بخاری اپنے اس استاد سے اتنا متاثر ہوئے کہ انہوں نے اپنی صحیح میں حضرت امام کا مبارک نام تک نہیں لکھا ہے۔ اگر کہیں آپ کی طرف اشارہ کرنا پڑا ہے تو بعض الناس یا "بعض أهل الكوفة" لکھ دیا ہے۔ یعنی بعض افراد۔ یا کوفہ کے بعض افراد۔

لمحۂ فکریہ امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے سب سے پہلے اہل حدیث کے حسد اور آخر میں ان کی عداوت کا ذکر کیا ہے اور حاسدین میں سے امام بخاری کا ذکر سب سے پہلے کیا ہے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر خیال آیا کہ یہ ذکر خالی از علت نہیں ہے۔ عاجز اس معاملہ میں چار پانچ دن متفکر رہا کہ اتفاق سے محترم گرامی مولانا سید احمد رضا بجنوری مؤلف انوار الباری شرح صحیح البخاری کی آمد ہوئی۔ آپ "ملفوظات محدث کشمیری" کا نسخہ لائے۔ عاجز کو خیال ہوا۔ اتفاقی طور پر اس موقع میں یہ کتاب ملی ہے کیا عجب کہ یہ کتاب اس گتھی کو سلجھائے۔ چنانچہ یہی صورت ہوئی۔ کتاب کے صفحہ ۲۰۴ میں ہے:

صحیح بخاری میں روایت نعیم سے ۔ بخاری صفحہ ۵۴۳ کے حوالے فرمایا کہ یہاں بھی روایت مسانید میں موجود ہے، لہٰذا تقریب و تہذیب وغیرہ کا قول درست نہیں کہ نعیم سے روایت امام بخاری نے اصول یعنی مسانید میں نہیں لی ہے اور صرف تعلیقات میں لی ہے، دوسرے یہ کہ جھوٹے آدمی سے تعلیقات ہی میں روایت کرنی اچھی ہے۔

پھر فرمایا میں نے اور بھی متعدد جگہ نکالی ہے، جہاں مسانید میں روایت لی ہے اور امام بخاری عقائد میں اُن کے ہی متبع تھے۔

اب عاجز کو بخاری کے باب ایام الجاهلية میں درج ذیل روایت ملی

حدثنا نعيم بن حماد قال حدثنا هشيم عن حصين عن عمرو بن ميمون قال رأيت في الجاهلية[1] قردة اجتمع عليها قردة قد زنت فرجموها فرجمتها معهم

نعیم بن حماد نے ہم سے کہا، ہشیم سے وہ حصین سے وہ عمرو بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں میں نے دیکھا ایک بندریا پر بندر اکٹھے ہو گئے تھے، بندریا نے زنا کیا تھا اور بندر اس کو سنگسار کر رہے تھے۔ میں نے بھی ان کے ساتھ بندریا کو سنگسار کیا۔

عاجز نے اس سلسلہ میں فتح الباری عمدۃ القاری اور ارشاد الساری کی طرف رجوع کیا۔ معلوم ہوا کہ علامہ ابن عبد البر نے اس روایت سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ حیوانات کی طرف زنا کی نسبت کرنی اور حیوانات پر شرعی حدود کا جاری کرنا اہل علم کے نزدیک درست نہیں ہے اور اگر طریق روایت درست ہے تو پھر یہی کہا جائیگا کہ یہ بندر جنات میں سے تھے۔

حمیدی نے "الجمع بين الصحيحين" میں اس روایت کو اضافہ کیا ہوا قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اصل بخاری میں نہیں ہے۔

ابن حجر عسقلانی نے اس روایت کی حمایت کی ہے اور یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ نسفی نے اس روایت کا ذکر بخاری میں نہیں کیا ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے یہ روایت جاہلیت کے دور کی ہے، اسلام کا ظہور نہیں ہوا تھا لہٰذا رجم کرنے کا بیان کرنا ہی درست نہیں ہے، اور اس روایت کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری نے کیا خوب فرمایا ہے، جھوٹے آدمی سے تعلیقات ہی میں روایت کرنی اچھی بات ہے۔

فتح الباری میں ہے۔ واما تجويزه ان يزاد في صحيح البخاري ما ليس منه فهذا ابتداع ما عليه العلماء من الحكم بتصحيح جميع ما اورده البخاري في كتابه ومن اقدم على انه مقطوع بنسبته اليه۔[2]

اور یہ کہنا کہ صحیح بخاری میں یہ حدیث بڑھا دی گئی ہے۔ یہ قول علماء کے اس قول کے منافی ہے کہ وہ تمام روایتیں جو اس کتاب میں بخاری نے لکھی ہیں صحیح ہیں اور علماء کا اتفاق ہے کہ اس کی صحت قطعی ہے۔

علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے۔ فيه نظر۔ لأن منهم من تعرض الى بعض رجاله بعدم الوثوق ويكونه من اهل الأهواء ودعوى الحكم بتصحيح جميع ما اورده البخاري فيه غير موجهة لأن دعوى الكلية تحتاج الى دليل قاطع ويرد ما قاله ايضا ان النسفي لم يذكر هذا الحديث فيه۔[3]

جو کچھ ابن حجر نے لکھا ہے اس میں اس کلام ہے کیونکہ علماء میں سے بعض نے بعض راویوں پر بحث کی ہے کہ ان پر وثوق نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان میں بعض رواۃ اہل اہواء میں سے ہیں اور یہ دعوی کرنا کہ جو کچھ بخاری نے اپنی صحیح میں جمع کیا ہے وہ سب صحیح ہے غیر وجیہ قول ہے کیونکہ سب کی صحت کا دعوی قطعی دلیل کا محتاج ہے اور اس قول کا رد اس سے بھی ہو رہا ہے جس کا بیان ابن حجر نے کیا ہے کہ نسفی نے اس روایت کا ذکر نہیں کیا ہے۔

علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری میں لکھا ہے: وقول ابن الأثير في اسد الغابة كابن عبد البر[4] یعنی علامہ ابن الاثیر نے اُسد الغابہ میں وہی بات کہی ہے جو ابن عبد البر نے کہی ہے۔

---

[1] جلد ۷ صفحہ ۱۲۲ [2] جلد ۸ صفحہ [3] جلد ۶ صفحہ ۱۸۳

بخاری کی دو روایتیں بخاری نے باب هل ينبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد میں حضرت انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام قبا میں چوبیس دن رہا اور باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص۵۵۵ میں حضرت انس سے چودہ دن قیام کرنے کی روایت کی ہے اس سلسلہ میں فتح الباری جلد سات صفحہ ۱۹۰ میں ابن حجر کو لکھنا پڑا ہے۔ فی حدیث انس الاتی فی الباب الذی یلیہ انہ اقام فیہم اربع عشرۃ لیلۃ وقد ذکر قبلہ مایخالفہ واللہ اعلم۔ یعنی انس کی روایت میں جو اس باب سے متصل آرہی ہے چودہ دن قیام کرنے کا ذکر ہے اور اس سے پہلے چوبیس دن کا ذکر ہے جو اس کے مخالف ہے۔ دونوں روایتیں صحت میں ہم پایہ ہیں۔ ایسی صورت میں قاعدہ کلیہ کی رو سے اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا جب دو میں ٹکراؤ آجائے دونوں ناقابل اعتبار ہیں چنانچہ ابن حجر نے اس کے بعد ابن شہاب کی ایک روایت تین دن کی، اور دوسری روایت بائیس دن کی اور ابن اسحاق کی روایت پانچ دن کی ذکر کردی ہے۔ ابن حجر نے بندریا کے تعقب میں لکھا ہے کہ بخاری کی صحیح میں جو روایتیں ہیں سب صحیح ہیں اور یہاں دو روایتوں کے تعارض کا ذکر کر رہے ہیں۔

اخبار آحاد کے سلسلہ میں حضرت امام عالی مقام کا مسلک نہایت دقیق ہے۔ آپ فرماتے ہیں اگر اخبار آحاد متفقہ اور مسلمہ معانی کے خلاف واقع ہوئی ہیں وہ خاذ ہیں ان پر عمل جائز نہیں۔

دونوں سفیانوں سے متعلق نعیم کی ہی روایت ہے نعیم نے یحییٰ بن سعید اور معاذ بن معاذ سے روایت کی ہے کہ ہم نے سفیان ثوری سے سنا۔ کہا گیا ہے کہ ابوحنیفہ سے دو مرتبہ کفر سے توبہ کرائی گئی ہے اور نعیم نے فزاری کا بیان نقل کیا ہے کہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس تھا کہ ابوحنیفہ کے وفات کی خبر آئی۔ سفیان نے کہا، اللہ اس پر لعنت کرے وہ اسلام کی ایک ایک گرہ گرا رہا تھا اسلام میں اس سے بدتر بچہ پیدا نہیں ہوا ہے (تمام ہوئی بخاری کی جرح)

علامہ ابن عبدالبر نے مسند کے ساتھ عبیداللہ بن عمرو رقی کا بیان لکھا ہے کہ قاضی کا عہدہ قبول کرنے کے سلسلہ میں دو مرتبہ امام ابوحنیفہ کو کوڑے مارے گئے لیکن آپ نے وہ عہدہ قبول نہیں کیا، آپ کے دشمن خوش ہوئے اور انہوں نے کہا، ابوحنیفہ سے توبہ کرائی گئی ہے۔

اور سند کے ساتھ محمد بن یونس کدیمی کا بیان لکھا ہے کہ عبداللہ بن داود خریبی سے کہا گیا کہ معاذ بیان کرتا ہے کہ سفیان ثوری نے کہا ہے کہ ابوحنیفہ سے دو مرتبہ توبہ کرائی گئی، یہ سن کر

عبداللہ بن داود نے کہا۔ اللہ کی قسم یہ جھوٹ ہے۔ کوفہ میں علی اور حسن فرزندان صالح بن حی موجود تھے، ان دونوں کے ورع کی مثال دنیا میں نہیں، ان کے سامنے ابوحنیفہ فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اگر اس قسم کی کوئی بات ہوتی یہ دونوں حضرات خاموش نہ رہتے۔ عبداللہ بن داود خریبی نے یہ بھی کہا۔ میں کوفہ میں ایک زمانہ رہا ہوں، میں نے یہ بات نہیں سنی ہے۔

ابن عبدالبر نے ساجی کی تحریرات لکھی ہیں اور کہا ہے کہ ساجی ابوحنیفہ کے اصحاب سے حسد اور رشک کیا کرتا تھا اور ابن جارود کے متعلق لکھا ہے کہ جو کچھ ابن جارود یا کسی دوسرے نے لکھا ہے اہل ہنیش اور اصحاب دانش پر اس کی حقیقت ظاہر ہے۔

اور لکھا ہے کہ اس قسم کی باتیں امام مالک سے ابوحنیفہ کے متعلق اہل حدیث نے نقل کی ہیں۔ امام مالک کے پیروان نے اس قسم کی کوئی بات امام مالک سے روایت نہیں کی ہے۔

حدیث شریف کا ظہور مشکاۃ شریف کے باب مایتقی من اتباع الہوی و الطمع میں احمد اور ترمذی کی روایت ہے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دَبَّ اِلَیْکُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَکُمْ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ ہِیَ الْحَالِقَۃُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ۔

پہلی اُمتوں کی بیماری حسد اور بغض تم میں سرایت کر گئی ہے، یہ مونڈنے والی بیماری ہے میں نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ وہ دین کا صفایا کر دیتی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔

اخبار آحاد و عدول عوائم اس کو خبر خاصہ کہتے ہیں۔ استاد محمد ابوزہرہ نے اپنی کتاب "ابو حنیفۃ حیاتہ وعصرہ۔ آراؤہ وفقہہ" میں بہت نفیس بحث کی ہے، اگر کوئی اس کا مطالعہ کرے، اللہ سے پوری امید ہے کہ وہ اس دابۃ عالقہ سے جس کا بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے محفوظ رہے گا، عاجز اس کا خلاصہ لکھتا ہے۔ [1]

اخبار آحاد وہ خبر ہے جس کی شہرت نہیں ہوئی ہے، ایک یا دو چار افراد اس کی روایت کرتے ہیں اور عام طور سے نہ وہ معروف ہے اور نہ مُرَوَّج۔ ایسی خبر کا اتصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ظنی اور خیالی ہے، یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ارشاد نبوی ہے۔

امام ابوحنیفہ کے زمانہ میں اقوال کے نقل کرنے میں بہت اضطراب تھا، موضوعی احادیث کی کثرت تھی، صحیح اخبار کا غیر صحیح اخبار سے اختلاط تھا۔ لہٰذا حضرات فقہاء کا اخبار آحاد کے قبول کرنے اور رد کرنے کے متعلق اختلاف تھا، جمہور فقہاء کا مسلک یہ تھا کہ اعمال میں اخبار آحاد عدول سے استدلال

[1] استاد محمد ابوزہرہ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۰۰ سے ۳۰۸ تک اس کا بیان کیا ہے۔

جائز ہے، اور عقائد میں اخبار آحاد و ظنی سے استدلال جائز نہیں ہے کیونکہ عمل کی بنا ظن و گمان پر ہے۔ لہٰذا اگر غالب خیال صحت کا ہے عمل کرلے اور عقیدہ کی بنا یقین محکم پر ہے جو اخبار آحاد سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔

اعمال میں حضرت امام نے اخبار آحاد عدول کو قبول کیا ہے۔ ناظرین امام ابو یوسف از امام محمد کی "کتاب الآثار" ملاحظہ کریں۔ اب سوال یہ ہے کہ مستند خبر واحد اور صحیح قیاس میں اگر ٹکراؤ واقع ہو تو ان دونوں میں سے کس پر عمل کیا جائے، جیسے حضرت ابوہریرہ نے روایت کی ہے کہ جو چیز آگ پر پکی ہو اس کے استعمال سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اُن کی اس روایت پر حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا، کیا گرم پانی سے وضو کرنے کے بعد ٹھنڈے پانی سے ہم کو وضو کرنا ہوگا اور حضرت ابن عباس نے جب اُن سے سنا، جو ہنڈیا آٹھائے وہ پھر وضو کرے۔ فرمایا کیا چند خشک لکڑیوں کے اُٹھانے سے ہم پر وضو کرنا لازم کرتے ہو۔

حضرت امام عالی مقام نے حضرت ابوہریرہ کی روایت "حدیث قہقہہ" کی وجہ سے اپنے قیاس کو چھوڑا ہے اور کہا ہے۔ نماز میں ہنسنے کی وجہ سے نماز بھی ٹوٹی اور وضو بھی ٹوٹا۔

اور حضرت امام نے حضرت زید بن ثابت کی روایت کردہ "حدیث قُرعہ" کو چھوڑا ہے، حدیث اس طرح پر ہے کہ ایک شخص کے چھ غلام تھے، ان غلاموں کے علاوہ اس کا مال نہ تھا۔ اس شخص نے مرتے وقت ان غلاموں میں سے دو غلاموں کو آزاد کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرعہ کرکے دو غلاموں کو آزاد کردیا۔ اس روایت کو امام ابوحنیفہ نے قبول نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا، ہر غلام کا چھٹا حصہ آزاد ہوگیا ہے اور اجماع اس پر ہے کہ جب آزادی واقع ہو جاتی ہے وہ لوٹائی نہیں جاتی۔

یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ شافعی، حنبلی اور ظاہری مذہب کے فقہا کے علاوہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر آخر عصر اجتہاد تک علمائے اعلام نے اخبار آحاد کو رد کیا ہے اور قیاس پر عمل کیا ہے۔ انہوں نے ان روایات کے متعلق کہا ہے۔ یہ ارشادات نبوی نہیں ہیں، راوی سے سہو و نسیان ہوا ہے۔

امام مالک مجتہدوں کے زمرہ میں مدینہ منورہ کے فقہا کے شیخ تھے، انہوں نے اُن اخبار آحاد عدول کو رد کیا ہے جو اُصول عامۂ قطعیہ کے خلاف ہیں جیسا کہ درج ذیل کی مثالوں سے ظاہر ہے۔

۱۔ جو مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔

۲۔ غنیمت کے مال کی تقسیم سے پہلے اونٹ بھیڑ وغیرہ کا گوشت پکا لیا گیا تو اس کے متعلق وارد ہے کہ ہانڈیوں کو اُلٹ دو۔ امام مالک نے دفع حرج کی وجہ سے پکے ہوئے گوشت کا کھانا محتاجوں کے لئے جائز قرار دیا ہے۔

۳۔ قَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ وَلَمْ يَعْمَلْ عَلَى حَدِيثِ مِسْوَرٍ مِنْ قَوْلِهِ مَعَ ثُبُوتِ الْحَدِيثِ فِيهِ تَعْلِيلًا عَلَى أَصْلِ سَبْعِ الْأَدِلَّةِ مَرَاتِبَ۔ علامہ ابن العربی مالکی مذہب کے اکابر علماء سے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام مالک نے مشرکین کے چھ روزے رکھنے سے منع کیا ہے اگرچہ اس سلسلہ میں حدیث ثابت ہے، امام مالک نے سُدِّ ذرائع کا خیال کیا ہے۔

۴۔ وَرَدَّ حَدِيثَ وُلُوغِ الْكَلْبِ الَّذِي يُوجِبُ غَسْلَ الْإِنَاءِ سَبْعًا إِحْدَاهُنَّ بِالتُّرَابِ الطَّاهِرِ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيهِ وَقَالَ فِيهِ وَجَاءَ حَدِيثٌ وَلَا أَدْرِي مَا حَقِيقَتُهُ۔ وَقَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ فِي ذَلِكَ لِأَنَّهُ عَارَضَ أَصْلَيْنِ، أَحَدُهُمَا قَوْلُهُ تَعَالَى فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ۔ وَالثَّانِي أَنَّ عِلَّةَ الطَّهَارَةِ هِيَ الْحَيَاةُ وَهِيَ قَائِمَةٌ فِي الْكَلْبِ۔

امام مالک نے اس حدیث کو بھی رد کردیا ہے جو کتے کے بارے میں ہے کہ اگر وہ کسی برتن کو چاٹ لے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھویا جائے، ان میں ایک مرتبہ پاک مٹی سے دھونا ہے۔ امام مالک نے کہا ہے "اس مسئلہ میں ایک حدیث وارد ہے میں اس کی حقیقت نہیں جانتا"۔ ابن عربی مالکی نے اس سلسلہ میں لکھا ہے۔ یہ حدیث دو اصلوں کے خلاف ہے، ایک اصل اللہ کا ارشاد ہے۔ تم کھاؤ اس جانور کو جسے کتوں نے تمہارے واسطے پکڑا ہے۔ اور دوسری اصل یہ ہے کہ طہارت کی علت زندگی ہے اور یہ کتے میں موجود ہے۔

۵۔ وَرَدَّ مَالِكٌ أَيْضًا لِأَهْلِ الْعِرَاقِ حَدِيثَ الْمُصَرَّاةِ وَهُوَ لَا تَحْفِلُوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ وَمَنِ ابْتَاعَهَا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلُبَهَا إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ لِأَنَّهُ قَدْ خَالَفَ أَصْلَ الْخَرَاجِ بِالضَّمَانِ وَإِنَّ مُخَالِفَ الْأَصْلِ وَإِنْ قَدَّمَ حِفْظَهُ أَوْ قَدَّمَهُ وَاهِمٌ حَسْبَ آخَرَ مِنَ الْفُقَهَاءِ أَوِ الْمُحَدِّثِينَ مَثَلًا، وَقَدْ قَامَ فِيهِ مَا يُبَيِّنُ لَكَ وَهْمَهُ أَوْ خَطَأَهُ الثَّابِتَ۔

اونٹ، بھینس، گائے، بھیڑ، بکری کے تھن کو نہ دھاتا کہ دودھ جمع ہو یا دو تین وقت جانور کو نہ دوہے یا اس کو دودھ وغیرہ پلائے جو قبح طور پر دودھ میں اضافہ کردے، اس کو مُصَرَّات کہتے ہیں، حدیث مُصَرَّات میں امام مالک کا مسلک اہل عراق کے مسلک کی طرح ہے۔ حدیث اس طرح پر ہے: "تم جانور کے دودھ کو نہ روکو، جو اس کو خریدے گا۔ اس کو دوہنے کے بعد اختیار ہے، چاہے

رکھ لے اور چاہے واپس کردے اور ساتھ میں ایک صاع (ساڑھے تین سیر) کھجور بھی دیدے" یعنی جو دودھ حاصل کیا ہے اس کے عوض میں ایک صاع کھجور دیدے۔ امام مالک کہتے ہیں "کسی شے کا عوض یا تو دودھ ہے یا اس کی قیمت ہے، خلہ یا سامان نہیں ہے اور نہ یہ رائج ہے اور نہ ثابت"

ان پانچ مثالوں سے ثابت ہے کہ اہل حجاز کے امام بعض وجوہ کی بنا پر عادل افراد کے اخبار آحاد کو رد کر دیا کرتے تھے۔

تمام ہوا استاذ محمد ابوزہرہ کی تحریر کا خلاصہ۔ امام ابن عبدالبر نے الانتقاء میں ساجی اور ابن جارود کی جرح اگر لکھی ہے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ ساجی اصحاب ابوحنیفہ سے حسد و رشک کیا کرتا تھا اور ابن جارود کے متعلق کہا ہے کہ جو کچھ اس نے لکھا ہے اہل بینش پر واضح ہے۔ ابن عبدالبر نے یہ جرح لکھ کر حضرت امام کی عدالت کا اظہار کر دیا۔ اور اشارہ کر دیا کہ ان افراد کا کلام شایان التفات نہیں اور علامہ خریبی کا قول نقل کیا ہے کہ "اللہ کی قسم یہ جھوٹ ہے"

اب یہ عاجز خطیب بغدادی کے متعلق کچھ لکھتا ہے۔ واللہ ولی التوفیق۔

حافظ ابوبکر احمد خطیب متوفی ۴۶۳ھ نے اپنی کتاب تاریخ بغداد کی جلد تیرہ کے صفحہ ۳۲۳ سے ۴۵۴ تک امام الائمہ حضرت ابوحنیفہ نعمان علیہ الرحمۃ والرضوان کا ذکر کیا ہے۔ پہلے ۳۳ صفحات میں آپ کا ذکر اور آپ کی فقہ، عبادت، جود اور نور علم کا بیان کیا ہے اور پھر صفحہ ۳۶۹ سے ۴۵۴ تک پچاسی صفحات میں اپنے محبوب مشغلہ "اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا" میں مصروف رہے اور اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاتے رہے۔

یہ کتاب تاریخ بغداد ۱۳۴۹ھ (۱۹۳۱ء) میں چھپی ہے۔ اس وقت یہ عاجز مصر میں تھا۔ جب اس کتاب کی تیرھویں جلد چھپ رہی تھی اخبار اہرام میں کسی فاضل کا مضمون چھپا کہ خطیب نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان پر غلط الزامات عائد کئے ہیں، اس مضمون نے بے چینی کی لہر دوڑا دی۔ اس سلسلہ میں علمائے ازہر نے یہ تجویز رکھی کہ الزامات کا جواب حاشیہ کی صورت میں لکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ علمائے ازہر نے حاشیہ لکھا اور تاریخ بغداد حاشیہ کے ساتھ چھپی اور محمد امین الخانجی ناشر کتاب نے اعلان کیا کہ الملک المعظم ابوالمظفر عیسیٰ نے جو کتاب "اَلرَّدُّ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ الْخَطِیْبِ الْبَغْدَادِیِّ" ۶۲۳ھ میں لکھی ہے (ملاحظہ کریں اس کتاب کے صفحہ ۸۵ کو) چھپوا دی تھی۔ ملک معظم کی کتاب میں جو متانت ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لکھنے والا مہذب اور متین ہے۔

ملک معظم کا خاندان خانقاہی تھا وہ حنفی ہو گئے تھے۔ تاریخ بغداد کا نسخہ کہیں سے منگوایا اور

عالمانہ رد لکھا صفحہ ۱۵ میں لکھا ہے۔

اِنَّ نَقَلَةَ الْحَدِیْثِ یَنْظُرُوْنَ اِلٰی طُرُقِ الْحَدِیْثِ فَمَتٰی وَجَدُوْا فِیْ رَجُلٍ حَدِیْثًا فَتَفَرَّدَ الْحَدِیْثَ خَاصَّةً فِیْ جَرْحِ الرِّجَالِ لِاَنَّہٗ لَا یُتَتَبَّعُ اِلَّا مَنْ عُدِّلَ فِیْ نَقْلِہِ مَعْرُوْفٌ بِالْعَدَالَةِ وَالثِّقَةِ فَحِیْنَئِذٍ نَقَلَ الْخَطِیْبُ اَحَادِیْثَ فِی الْجَرْحِ عَنْ جَمَاعَةٍ ضُعَفَاءَ وَشَهِدَ بِضَعْفِهِمْ اَئِمَّةُ الْحَدِیْثِ فَتَبَیَّنَ اَنَّ قَصْدَہٗ خِلَافُ مَا اعْتَقَدَ عَنْہُ۔

یعنی حدیث کے نقل کرنے والے پہلے حدیث کے راویوں پر نظر ڈالتے ہیں اگر راویوں میں کسی کو ضعیف پاتے ہیں حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں خاص کر کسی پر جرح کرنے کے موقع پر کیونکہ جرح اس شخص کی سنی جاتی ہے جو عادل ہو، ثقہ ہو اور اس کی عدالت اور ثقاہت مشہور اور معروف ہو۔ خطیب نے حضرت امام پر جرح کرتے وقت ضعفاء کی جماعت میں سے ایسے ضعیفوں سے روایت کی ہے جن کے ضعف کا بیان ائمہ حدیث نے کیا ہے۔ خطیب کا یہ عمل خطیب کے اس اعتماد کو باطل کر رہا ہے جو جرح کرنے سے پہلے کیا ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے خطیب نے صفحہ چار سو بارہ، تیرہ میں کسی خراسانی کے آنے کا لکھا ہے کہ وہ حضرت امام کے پاس آیا، اور اس نے کہا میں ایک لاکھ سوالات لایا ہوں اور آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے کہا دریافت کرو، اور ہم سے عطاء بن سائب نے کہا اور وہ ابن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سو بیس انصاری صحابیوں سے میری ملاقات ہوئی ہے، جب بھی کوئی مسئلہ آتا تھا تو ہر صحابی دوسرے صحابی کی طرف حوالہ کرتا تھا اور چکر کاٹ کر مسئلہ پھر پہلے صحابی کے پاس آجاتا تھا اور جب بھی کوئی صحابی کچھ بیان کرتا تھا وہ کانپ جاتا تھا۔ یہ واقعہ سفیان بن عیینہ نے بیان کر کے کہا۔ فَضَلَ مَنْ سَمِعْتُمْ اَجْرَأُ مِنْ هٰذَا۔ کیا تم نے اس سے زیادہ جرأت کرنے والا سنا ہے۔

اس روایت کے متعلق ملک معظم نے صفحہ ۵، میں لکھا ہے۔ اس روایت کے بیان کرنے والے سے زیادہ جھوٹ کسی کو تم نے دیکھا ہے، کس کو ایک لاکھ سوالات یاد رہتے ہیں اور پھر اس شخص کا نام بھی نہیں پہچانا گیا ہے۔ کیا ایسا واقعہ تم نے سنا ہے اور میں کہتا ہوں کہ ائمہ مجتہدین میں سے کسی کو بھی ایک لاکھ مسئلے یاد نہیں ہیں، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی فقہ کی کتاب لے کر آئے اور کسی عالم سے کہے کہ میں اس کو سمجھنا چاہتا ہوں تو وہ عالم اس کو سمجھا دے گا۔

اس روایت میں حضرات صحابہ کا بھی ذکر آیا ہے۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ حضرات صحابہ میں سب

فقہا نہیں تھے بلکہ اُن میں قلیل افراد فقیہ تھے۔ اگر یہ ایک لاکھ سوالات پیش کرنے والا کسی فقیہ صحابی سے دریافت کرتا تو وہ بھی وہی جواب دیتے جو امام ابوحنیفہ نے دیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کے متعلق یہ روایت وارد ہے کہ آپ مکہ مکرمہ کے حرم شریف میں رونق افروز تھے اور لوگوں نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔ وہ آپ سے کلام پاک کے متعلق کچھ دریافت کرتے تھے اور آپ اُن کو جواب دیتے تھے اس دوران میں نافع بن ازرق نے آپ سے کہا: "مَا أَجْرَأَكَ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ، أَتُفَسِّرُهُ وَمِنْ عِنْدِكَ" اللہ کی کتاب پر آپ کتنے جری ہیں، کیا آپ اپنی طرف سے تفسیر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں اپنی طرف سے نہیں کہتا، بلکہ یہ مبارک کتاب عربی میں ہے اور میں عرب کے محاوروں سے اس کا بیان کرتا ہوں۔ نافع نے پوچھا، کیا عرب کو یہ معانی معلوم ہیں۔ آپ نے ہاں سے جواب دیا اور پھر آپ نے کلام پاک کا بیان کرتے ہوئے ہر جگہ عرب کا کوئی شعر پڑھا۔ یہ سارا بیان ابن الانباری نے لکھ دیا ہے۔ اور کتاب "تقریب القرآن لإبنه" الخ میں موجود ہے۔

خطیب کی اس روایت کی سند میں صالح بن احمد تمیمی حافظ حدیث کا حافظ ہے خطیب تاریخ بغداد کی جلد ۹ صفحہ تین سو انتیس میں اس حافظ کی شناعت کا بیان کرتے ہیں۔ لکھا ہے کہ "اس نے دس ہزار حدیثوں کو تلپٹ کر دیا ہے یعنی اُلٹ پلٹ کر رکھ دیا ہے اور لکھا ہے" لا یجوز الاحتجاج بحال ولا بحال۔ کسی حال میں اس سے استدلال جائز نہیں اور دارقطنی نے کہا ہے۔ "كَانَ يَضَعُ الْحَدِيثَ عَلَى الشُّيُوخِ" یہ فریبی جھوٹا ہے اُن شیوخ کی روایت کرتا ہے۔ یہ سب جانتے ہوئے خطیب حضرت امام کی مذمت میں ایسے کذاب دجال کی روایت کہتے ہیں۔ اے دانے دھندانے بریں حفظ و خطابت۔

خطیب نے حضرت امام عالی مقام پر یہ جرح نقل کی ہے کہ وکیع بن الجراح نے کہا ہم سفیان کا قول کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں وَلَا نَدْرِي مَا أَنْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اور ہم کو معلوم نہیں کہ ہمارا حال اللہ کے پاس کیسا ہے۔ اور ابوحنیفہ نے کہا ہے۔ نَحْنُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا وَعِنْدَ اللّٰهِ حَقًّا، اور ڈوئے حق ہم دنیا میں اور اللہ کے ہاں مومن ہیں۔ وَقَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ عِنْدَنَا أَجْرَأُ۔ اور ابوحنیفہ کی بات ہمارے نزدیک جرأت ہے۔

ملک معظم نے اس جرح کا رد اس طرح لکھا ہے کہ خطیب نے ۴۵۰ھ میں لکھا ہے۔

ہم سے ابراہیم بن مخلد نے ان سے کرم بن احمد القاضی نے، پھر ہم سے عیسیٰ بن عمر بن ابراہیم المقری نے کہا ہم سے کرم نے اُن سے علی بن حسین بن جہان نے اپنے والد حسین بن جہان سے کہا کہ میں نے یحییٰ بن معین سے سنا کہ میں نے وکیع بن الجراح سے افضل کسی کو نہیں پایا۔ اُن سے کہا

گیا، کیا ابن مبارک سے بھی۔ انہوں نے کہا، ابن مبارک میں فضل تھا لیکن میں نے وکیع بن الجراح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا، وہ قبلہ رُو ہو کر بیٹھ جاتے تھے اور اپنی حدیثوں کا ذکر کرتے تھے رات بھر قیام کرتے اور پے در پے روزے رکھتے اور ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے انہوں نے ابوحنیفہ سے بہت کچھ سُنا تھا۔ یحییٰ بن معین نے یہ بھی کہا کہ یحییٰ بن سعید القطان بھی ابوحنیفہ کا قول لیتے تھے۔

ملک معظم نے وکیع بن الجراح کے متعلق خطیب کی یہ عبارت بھی لکھی ہے کہ وہ نبیذ کو مباح کہتے تھے اور نبیذ پیا کرتے تھے۔ اور لکھا ہے کہ یہ بھی ایک دلیل ہے کہ وکیع بن الجراح ابوحنیفہ کے اتباع میں سے تھے۔

ملک معظم نے اسی طرح متانت اور سنجیدگی سے خطیب کے ابراہیمات کا رد کیا ہے اور زیادہ تر تاریخ بغداد ہی سے استدلالات کئے ہیں۔

ملک معظم نے کتاب کے آخر میں سند کے ساتھ خطیب کی حسن پرستی کا واقعہ بھی لکھا ہے۔ اور استشہاد میں خطیب کے کچھ اشعار بھی لکھے ہیں۔ ٹھیک ہے جو شخص دوسرے پر کیچڑ اُچھالتا ہے اس پر بھی کیچڑ اچھالی جاتی ہے۔

خطیب نے کتنی ہی روایتیں امام ابن مبارک کے متعلق لکھی ہیں کہ وہ حضرت امام عالی مقام سے برگشتہ ہو گئے تھے۔ ان دروغ بیانیوں کا جواب ملک معظم نے کیا خوب دیا ہے۔

الْمَنْقُولُ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ إِذَا ثَبَتَ لَا يَزُولُ عَلَى مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ إِلَى أَنْ قَبَضَهُ اللّٰهُ وَهٰذَا يَدُلُّ عَلَى خِلَافِ مَا نَقَلَ عَنْهُ الْخَطِيبُ۔ یعنی ابن مبارک کے متعلق یہ امر منقول ہے کہ وہ ابوحنیفہ کے مذہب پر قائم رہے جب تک کہ اللہ نے ان کو اُٹھا نہ لیا۔ یہ بات خطیب کے نقل کردہ اقوال کے خلاف ہے۔

اور لکھا ہے خطیب نے حمزہ بن عارثہ بن عمیر سے روایت کی ــــ اور وہ اپنے والد حارث بن عمیر ابو عمرا البصری سے روایت کرتے ہیں۔ حارث بن عمیر کے متعلق ابن حبان البستی نے کتاب المجروحین میں لکھا ہے۔ "يَرْوِي عَنِ الْأَثْبَاتِ الْمَوْضُوعَاتِ" وہ ثقہ اور ثبات افراد سے موضوعات کی روایت کرتا ہے یعنی گھڑی ہوئی باتوں کی۔

خطیب نے حضرت امام عالی مقام پر یہ گرفت بھی کی ہے کہ عقیقہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اور تابعین سے سند کے ساتھ ثابت ہے اور ابوحنیفہ سے ابوعبداللہ نے بیان کیا ہے کہ اس کا تعلق جاہلیت کے دور سے ہے اور یہ بات کہتے وقت ابوحنیفہ متبسم کر رہے تھے۔

اس سلسلہ میں ملک معظم نے کہا ہے۔ اس مسئلہ میں وہی شخص حضرت امام پر اعتراض کرے گا

عوام شریعت سے واقف نہ ہوگا کیونکہ عقیقہ اور طہور (بالوں کا اُتروانا) وغیرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں سے ہے اس کا رواج جاہلیت میں بھی رہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہوئی آپ نے بھی اس کی ہدایت فرمائی۔

یعنی حضرت امام نے نہ عقیقہ سے انکار کیا ہے اور نہ احادیث کا استخفاف بلکہ آپ نے ابوعبداللہ کو حقیقت امر سے آگاہ کیا ہے اور آپ کا مقصد نام نہاد اہل حدیث کی بے خبری پر تھا۔

علامہ ازہر نے حاشیہ میں لکھا ہے خطیب نے بشر بن روق سے یہ روایت کی ہے اور وہ احمد بن جعفر بن حمدان سے روایت کرتے ہیں۔ اور خطیب نے احمد بن جعفر کے متعلق ابوالحسن بن فرات سے لکھا ہے "خلط فی آخر عمرہ وکف بصرہ وخرف حتی لا یعرف شیئا" کہ اواخر عمر میں ان کے حواس مختل ہو گئے تھے بینائی جاتی رہی تھی، عقل خراب ہو گئی تھی اور وہ کسی چیز کو پہچانتے نہ تھے۔

ملک معظم کی کتاب کے اختتام میں کسی نے ایک لطیفہ بعنوان حضرت امام سے منسوب کر کے لکھا ہے ہم درج کرتا ہے۔

أشرت إلى بكم بكم ما بكم ... بكم يوضأ توضون عليكم بكم

أغرب لغز سمعته الأجوبة

فقالوا أجيبا بالإشارة إنه ... لكفء عوضا أن السلام عليكم

فرغ من كتابة العبد الفقير إلى رحمة ربه الراجي عفوه أحمد بن عبد الدائم بن نعمة المقدسي سامحه الله وذلك في يوم الاثنين العشرين من شهر رمضان المبارك من سنة ثلاث وعشرين وستمائة۔ یعنی پیر کے دن بیس رمضان ۶۲۳ھ میں احمد بن عبدالدائم بن رحمت اس کتاب کے لکھنے سے فارغ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

یہ عاجز کہتا ہے خطیب نے حضرت امام عالی مقام کی برائیاں چار فصلوں میں لکھی ہیں۔

فصل اول، ابتدائیات	صفحہ ۳۵۱	سے صفحہ ۳۹۵	تک	۴۴ برائیاں
فصل دوم، سفیان سے بغاوت	۳۹۵	۳۹۰		۹
فصل سوم، برے الفاظ افعال	۳۹۹	۴۱۲		۳۳
فصل چہارم، مذمت رائے	۴۱۲	۴۵۱		۱۳۷
کل قباحتیں				۲۵۵

خطیب نے پورے آٹھ صفحات میں دو سو پچپن قباحتیں حضرت امام عالی مقام ابوحنیفہ نعمان

علیہ الرحمۃ والرضوان پر لگائی ہیں اور کہا ہے کہ جو کچھ میں نے سنا ہے اس کو صفحات تاریخ میں ثبت کر رہا ہوں اس دوران میں خطیب دو سو پچپن "یرمقون الشمع وأكثرهم كاذبون" کا مصداق بنے ہیں — (لاؤ لشکر ہیں سنی ہوئی بات اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں) خطیب کا یہ کارنامہ آخرت میں اُن کا نامۂ اعمال رہے گا۔ خطیب نے امام کے حالات لکھنے کو صفحہ چار سو پچپن (۴۵۵) سطر پانچ میں بند کیا ہے اور بند کرتے کرتے حضرت امام کی وفات کے سلسلہ میں یہ گپ اور قلمبند کر گئے ہیں۔

(دیکھو ص۳۵۰ سطر ۲) قال بشر بن ابی الازہر النیسابوری رأیت فی المنام جنازة علیها ثوب اسود وحولها ثلثمائة نفس فقلت جنازة من هذا فقالوا جنازة أبي حنيفة فجئت إلى أبي يوسف فقال لا تحدث به أحدا۔

بشر بن ابوالازہر نیساپوری نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنازہ ہے اور اس پر کالا کپڑا پڑا ہوا ہے اور اس کے چاروں طرف عیسائیوں کے راہب ہیں۔ میں نے دریافت کیا یہ کس کا جنازہ ہے۔ انہوں نے کہا۔ ابوحنیفہ کا جنازہ ہے۔ میں نے اس خواب کا تذکرہ ابویوسف سے کیا۔ انہوں نے کہا۔ اس کا ذکر کسی سے نہ کرو۔

خطیب کا یہ کارنامہ اس کے دو سو پچپن کارناموں کا ماحصل اور سرتاج ہے کہ اس نے حضرت امام عالی مقام کو "أعيذه بالله ثم أعيذه بالله" عیسائیوں کے زمرہ میں دیکھ لیا۔

چشم دے روشن دلش شاداں بہیں ... ان هذا لهو الخسران المبين

بہ آں رو کہ من یعمل مثقال ذرة خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرة شرا یرہ را ظہور شود، أعوذ برب الفلق من شر ما خلق وشر حاسد إذا حسد۔

خطیب نے اس شیطانی خواب کی سند لکھی ہے کہ اس نے ابن الفضل سے اس نے عبداللہ بن جعفر سے اس نے یعقوب بن سفیان سے اس نے عبدالرحمن سے اور اس نے علی بن المدینی سے اس نے بشر بن ابی الازہر نیساپوری سے سنا خواب بشر نے دیکھا ہے۔

اس میں عبداللہ بن جعفر بن درستویہ ہے اس کو برقانی اور دارقطنی نے ضعیف قرار دیا ہے اور کہا گیا ہے کہ وراق ہونے پر وہ اُن سنی کی بھی روایت کرتا تھا۔

اور اس کے استاد یعقوب حضرت عثمان پر اعتراضات کیا کرتا تھا۔

اور اس کے استاد عبدالرحمن کے متعلق ابومسعود رازی نے شدید کلام لکھا ہے۔

ان نااہل افراد کی یہ گپ خطیب کو مبارک ہو۔ عاجز امام جلال الدین سیوطی شافعی اور

امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبی شافعی کا کچھ کلام ان کی تالیفات سے لکھتا ہے۔ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ، وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ۔

تبییض الصحیفہ کے آخر میں امام سیوطی نے صفحہ ۴ میں لکھا ہے۔

ائمہ اربعہ کے حالات میں ایک کتاب ہے اس میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے کسی جگہ اپنا مال دفن کیا اور وہ اس جگہ کو بھول گیا۔ وہ ابوحنیفہ کے پاس آیا اور اُن سے کہا۔ آپ نے فرمایا، یہ کوئی فقہی مسئلہ نہیں ہے کہ میں کوئی صورت نکالوں۔ اچھا تم جاؤ اور ساری رات صبح تک نماز پڑھو تم کو جگہ یاد آجائے گی۔ وہ گیا اور اس نے چوتھائی رات تک نماز پڑھی تھی کہ اس کو وہ جگہ یاد آگئی۔ وہ ابوحنیفہ کے پاس آیا اور اس نے کہا مجھ کو وہ جگہ یاد آگئی۔ آپ نے فرمایا۔ میں سمجھتا تھا کہ شیطان رات بھر تجھ کو نماز نہیں پڑھنے دے گا اور تجھ کو وہ جگہ یاد آجائے گی، کیوں نہیں باقی رات اللہ کا شکر کرتے ہوئے نماز پڑھی۔ ان میں سے بعض نے کہا ہے۔

اَلْفِقْهُ مِنْهُ اِنْ اَرَدْتَ تَفَقُّهًا ۔۔۔ وَالْجُوْدُ وَالْمَعْرُوْفُ بِالْمَنْدَابِ

اگر تم کو تفقہ کی خواہش ہے تو ہم سے تفقہ سیکھو اور عطا اور بھلائی بار بار آنے والے کیلئے ہے

وَاِذَا ذَكَرْتَ اَبَا حَنِيْفَةَ فِيْهِمُ ۔۔۔ خَضَعَتْ لَهٗ فِي الْمَرْءِ اَجْلُ رِقَابِ

اور اگر تم ابوحنیفہ کا ذکر کرو تو تمام میں سب کی گردنیں اُن کے سامنے جھک جاتی ہیں

اور ابوالمؤید موفق بن احمد مکی نے کہا ہے۔

هٰذَا اِمَامُ الْمَذْهَبِ النُّعْمَانِ خَيْرُ اِمَامٍ وَمَذْهَبٍ ۔۔۔ كَذَا النُّجُوْمُ الْوَضَّاحُ خَيْرُ الْكَوَاكِبِ

یہ نعمان کا مذہب، مذاہب میں بہتر مذہب ہے جیسے چمکتا ہوا چاند کواکب میں بہتر ہے

فَقُمْ فِيْ مَجَالِ الْقُرْبِ مَعَ الشَّفِيْ ۔۔۔ فَمَنْ عَبْدُهٗ لَاحَ لَكَ خَيْرُ الْمَذَاهِبِ

مبارک قربوں میں نقوی کے ساتھ تفقہ حاصل کیا۔ پس آپ کا مذہب بیشک مذاہب میں بہتر ہے

اور بعض نے کہا ہے

اَبَا حَنِيْفَةَ اِنَّ حَظَّكَ اَسْعَدُ ۔۔۔ تَخْصُصُ وَمَا تُحْصٰى فَضَائِلُ نُعْمَانِ

اے نعمان نام کے دو پہاڑو تمہاری کنکریاں گنی جا سکتی ہیں اور امام نعمان کے فضائل نہیں گنے جا سکتے

اور پھر ایک صفحہ میں فضائل کا بیان کر کے یہ تین روایتیں حضرت امام سے روایت کی ہیں۔

۱۔ طبرانی نے اوسط میں احمد سے، انہوں نے ابوسلیمان جوزجانی سے، انہوں نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے ابوحنیفہ سے اور انہوں نے بلال سے، انہوں نے وہب بن کیسان سے اور ان سے

جابر بن عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تشہد اور تکبیر کی تعلیم اس طرح دیتے تھے جس طرح قرآن مجید کی سورت کی دیا کرتے تھے۔

طبرانی نے کہا ہے وہب سے بلال کی روایت صرف ابوحنیفہ کے واسطے سے ثابت ہے۔

۲۔ طبرانی نے عثمان سے وہ ابراہیم سے وہ اسماعیل سے وہ ابوحنیفہ سے وہ حماد بن ابی سلیمان سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ علقمہ بن قیس سے وہ عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو استخارہ کی تعلیم اس طرح فرماتے تھے جیسے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَمْرًا فَلْيَقُلْ۔ تم میں سے کوئی جب کسی کام کا ارادہ کرے تو کہے۔

تعلیم استخارہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَاِنْ كَانَ غَيْرُ ذٰلِكَ خَيْرًا لِّيْ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ۔

۳۔ خطیب بغدادی نے اپنی کتاب "المتفق والمفترق" میں ابن سویر حنفی سے روایت کی ہے کہ ابوحنیفہ میرا بہت ذکر کرتے تھے میں نے اُن سے پوچھا۔ آپ کے نزدیک ان دو میں افضل کون سا ہے فرض حج کرنے کے بعد سے جہاد کے لئے نکلنا ۲ یا حج کے لئے۔ آپ نے فرمایا فرض حج کر لینے کے بعد جہاد کے لئے نکلنا افضل ہے پچاس حجوں سے۔

تمام ہوئی کتاب اور حمد ہے صرف اللہ کے لئے اور کافی ہے ہم کو اللہ وہ اچھا حامی ہے اور نہ کوئی قوت ہے نہ طاقت مگر اللہ بزرگ و برتر سے۔

مناقب الامام ابی حنیفہ کا آخری بیان "مِنَ الْمَنَامَاتِ الْمَشْهُوْرَةِ لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ" ہے، عاجز اس کا ترجمہ لکھتا ہے۔

قاسم بن غسان قاضی اپنے والد سے وہ ابونعیم سے بیان کرتے ہیں کہ میں حسن بن صالح کے پاس ان کے بھائی کے مرنے کے دن گیا وہ کچھ بے کرکھا رہے تھے اور ہنس رہے تھے میں نے اُن سے کہا کہ آج صبح تم نے اپنے بھائی علی کو دفن کیا ہے اور اب شام کو تم ہنس رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ میرے بھائی پر کوئی زحمت نہیں ہے۔ میں نے کہا۔ بہ کس طرح۔ انہوں نے کہا۔ میں اپنے بھائی کے پاس گیا اور ان سے کہا، تم کیسے ہو، انہوں نے کہا۔ میں ان افراد کے ساتھ ہوں جن پر اللہ کا انعام ہوا ہے اور وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں اور یہ اچھے رفیق ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ وہ آیت مبارکہ کی

تلاوت کر رہے ہیں اور میں نے ان سے کہا، کیا تم تلاوت کر رہے ہو یا تم کچھ دیکھ رہے ہو۔ انہوں نے کہا۔ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہے ہو جن کو میں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے کہا۔ میں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا اچھا اور انہوں نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور کہا، یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ ہنس رہے ہیں اور مجھ کو جنت کی بشارت دے رہے ہیں اور یہ فرشتے ہیں جو آپ کے ساتھ آئے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں سندس اور استبرق کے جوڑے ہیں اور یہ حور عین ہیں جو بناؤ سنگار کئے ہوئی ہیں اور میرا انتظار کر رہی ہیں کہ میں کب اُن کے پاس جاؤں گا۔ یہ کہہ کر وہ رحلت کر گئے۔ اللہ کی اُن پر رحمت ہو۔ اب جبکہ میرے بھائی نعمتوں میں ہیں تو پھر میں غمگین کیوں ہوں۔

ابونعیم نے کہا چند روز کے بعد میں حسن بن صالح کے پاس گیا۔ مجھ کو دیکھ کر انہوں نے کہا میں نے کل اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا وہ سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میں نے اُن سے کہا۔ کیا تم مرے نہیں ہو۔ انہوں نے کہا، میں مرا ہوا ہوں۔ میں نے کہا تو پھر لباس کیسا ہے۔ انہوں نے کہا یہ مندس و استبرق ہے اور اسی طرح کا لباس تمہارے واسطے میرے پاس ہے۔ میں نے ان سے کہا، اللہ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ انہوں نے کہا اس نے میری بخشش فرمائی اور میرا اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرشتوں سے مقابلہ کیا۔ میں نے کہا۔ کیا ابوحنیفہ النعمان بن ثابت۔ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے پوچھا ان کی منزل کہاں ہے۔ انہوں نے کہا ہم اعلیٰ علیین کے جوار میں ہیں۔ قاسم نے بیان کیا کہ میرے والد نے کہا۔ جب بھی ابونعیم ابوحنیفہ کا ذکر کرتے تھے یا اُن کے سامنے ابوحنیفہ کا ذکر کیا جاتا تھا وہ کہتے تھے۔ یَرْفَعُہٗ فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ۔ یعنی کیا کہنا کیا کہنا اعلیٰ علیین میں ہیں۔

ابوبشر دولابی، احمد بن القاسم البرقی سے وہ ابوعلی احمد بن محمد بن اُبی رجا سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں امام محمد بن الحسن کو دیکھا میں نے ان سے پوچھا۔ تمہارا کیا حال ہے، کہا کہ مجھ کو بخش دیا۔ میں نے کہا کس وجہ سے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے کہا گیا کہ ہم نے یہ علم تم کو عطا کیا ہے، اور ہم تم کو بخشتے ہیں۔ میں نے کہا ابویوسف کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا وہ ہم سے ایک درجہ اوپر ہیں۔ میں نے کہا ابوحنیفہ کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا وہ اعلیٰ علیین میں ہیں۔

محمد بن حماد مصیصی مولیٰ بنی ہاشم سے ابراہیم بن واقد نے ان سے مطلب بن زیاد نے ان سے ہمارے امام جعفر الحسن نے کہا۔ میں نے ابوحنیفہ کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے کہا۔ اللہ نے تمہارے ساتھ اے ابوحنیفہ کیا کیا۔ فرمایا مجھ کو بخشدیا۔ میں نے کہا کیا علم کی وجہ سے۔ آپ نے

فرمایا فتویٰ دینے والے کو فتویٰ کتنا ضرر پہنچاتا ہے۔ میں نے کہا تو پھر کس بنا پر بخشا۔ فرمایا مجھ پر لوگوں کی ان باتوں کی وجہ سے جن کا علم اللہ کو نہ تھا (یعنی جھوٹ اور بہتان)۔

اور محمد بن حماد ہی روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن ابراہیم قیشی نے، ان سے حسین جعفی نے ان سے عباد تمار نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں ابوحنیفہ کو دیکھا اور میں نے ان سے کہا کس حال میں ہو فرمایا اللہ کی رحمت کی فراخی میں۔ میں نے کہا۔ علم کی وجہ سے۔ فرمایا بھیّات کہاں علم کی شرطیں اور آفتیں ہیں کہ بہت کم افراد ان سے نجات پاتے ہیں۔ میں نے پوچھا پھر کیسے۔ فرمایا مجھ پر لوگوں کی الزام تراشیاں ان باتوں کی جو مجھ میں نہ تھیں نجات کا سبب بنیں واللہ اعلم بالصواب۔

تین ناپسندیدہ متعصب حفاظ

امام ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ نے لکھا ہے۔ لے ہم نے ابوزرعہ طاہر اور وہ اپنے باپ محمد بن طاہر مقدسی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے اسماعیل بن ابی الفضل تمیمی نے کہا اور وہ حدیث کے اہل معرفت میں سے تھے کہ میں حدیث کے حفاظ میں سے تین افراد کو پسند نہیں کرتا کیوں کہ ان میں تعصب بہت زیادہ ہے اور انصاف بہت کم ہے اور وہ، الحاکم ابوعبداللہ اور ابونعیم الاصفہانی اور ابوبکر الخطیب البغدادی ہیں۔

ابن جوزی کہتے ہیں۔ اسماعیل نے درست کہا ہے۔ اسماعیل بڑے حفاظ میں سچ بولنے والے تھے اُن کو رجال اور متون کی بہت معرفت تھی اور دیانت میں ثابت قدم تھے، انہوں نے ابوالحسین ابن المہتدی اور جابر بن یاسین اور ابن النقور وغیرہم سے سنا ہے اور سچ بات کہی ہے۔ ابوعبداللہ حاکم کھلے طور پر شیعہ تھا اور دوسرے دو افراد (اصفہانی اور بغدادی) اگرچہ اصحاب الحدیث تھے اور اصحاب مناظرہ اور اشاعرہ کے حامی تھے۔ اور یہ بات اہل حدیث کے شایان نہیں کیونکہ حدیث میں اس کی مذمت آئی ہے۔ اور ابن جوزی نے لکھا ہے۔ وَقَدْ اَدَّى الشَّافِعِيُّ فِي هٰذَا حَتّٰى قَالَ رَأْيِي فِي اَصْحَابِ الْكَلَامِ اَنْ يُّضْرَبُوْا عَلَى الْجَرِيْدِ وَاَنْ يُّطَافَ بِهِمْ۔ اس سلسلہ میں امام شافعی نے تاکید کی ہے اور انہوں نے کہا ہے۔ میری رائے اصحاب کلام (اہل مناظرہ) کے متعلق یہ ہے کہ ان کو کھجوروں پر بٹھا کر گھمایا جائے۔

مولانا سید احمد رضا بجنوری نے محدث شہیر کشمیری مولانا انور شاہ کا بیان لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔

امام اعظم اور خطیب بغدادی

حضرت شاہ صاحب نے فرمایا خطیب کے متعلق کیا کہوں غصہ آجائے گا۔ صرف یہ کہتا ہوں کہ ایسے لوگوں نے (بنی عمدی کی) شرکان

لے ملاحظہ کریں المنتظم ج ۱۰ ص ۱۶۵ ۔ ۔ ملاحظہ کریں الفوائد البہیہ ج ۱ ص ۱۳۷ ۔ ۳۹ ۔

دی ہے[1]، اس نے اپنی تاریخ بغداد میں جو کچھ امام اعظم کے خلاف بے تحقیق مواد جمع کر دیا ہے، اس کے لیے "اَلتَّنْبِیْہُ الْمُصِیْبُ فِیْ کَیْدِ الْخَطِیْبِ" دیکھنا چاہیے اور کسی کے متعلق لوگوں کے من گھڑت افسانوں سے صرف نظر کر کے خارجی صحیح واقعات پر نظر کرنی چاہیے، آج بھی لوگ دوسروں پر کیسے کیسے غلط بہتان اور افترآت باندھ دیتے ہیں، اُن کی اگر خارجی و واقعی حالات کے ذریعہ تحقیق و تنقیح نہ کی جائے تو آدمی مغالطہ میں پڑ جاتا ہے اور اچھے اچھے لوگوں کے متعلق بدظنی کا شکار ہو جاتا ہے "وَاجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ" (بہت سے گمانوں سے بچو کہ کچھ گمان ضرور گناہ ہوتے ہیں)

امام ابو حنیفہ اور ابو نعیم اصفہانی

میرے نزدیک خطیب کی طرح ابو نعیم امام صاحب کے مخالفین میں سے نہیں ہیں (دو سطروں کے بعد سید احمد رضا نے لکھا ہے: حضرت کی یہ رائے بھی ایسی ہی محتاط ہے جیسی نعیم بن حماد خزاعی کے بارے میں تھی اور وہ بھی امام صاحب سے روایت کرتے ہیں۔

مولانا سید احمد رضا نے لکھا ہے۔ امام محمد نے جو کچھ حسنات امام شافعی پر کہے ہیں وہ متواتر اور مشہور اور سب کو معلوم ہیں بلکہ انہوں نے امام شافعی کو بڑی مصیبت سے نجات دلائی تھی جس کی وجہ سے ابن عماد حنبلی نے شذرات الذہب میں لکھا ہے "قیامت تک ہر شافعی المذہب پر واجب ہے کہ وہ اس احسانِ عظیم کو پہچانے اور امام محمد کے لیے دعائے مغفرت کیا کرے لیکن ابو نعیم نے احسان فراموشی کر کے اُلٹا امام محمد پر بہتان مذکور نقل کر دیا ہے"

یہ عاجز ابو الحسن زید کہتا ہے کہ ابو نعیم کے متعلق واقعات کو دیکھ کر اس دور کے مشہور محدث اعمش کا قول یاد آگیا جس کی روایت امام ابن عبد البر نے کی ہے اور ناکارہ اہل حدیث کے بیان میں عاجز اس کو بیان کر چکا ہے۔ اعمش نے کہا ہے۔

"تم نے حدیث کو بار بار اتنا دُہرایا ہے کہ وہ میرے حلق میں ابلنے سے زیادہ کڑوی ہو گئی ہے۔ جس پر تم مہربان ہوتے ہو اس کو جھوٹ بولنے پر مجبور کر دیتے ہو"

نعیم ہوں یا ابو نعیم ان دونوں کی جرح اعتبار کرنے کے قابل نہیں۔

حضرت سعدی شیرازی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد — عیب و ہنرش نہفتہ باشد
ہر پیشہ گماں مبر کہ خالیست — شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

وفقنا اللہ تعالیٰ لمرضاتہ۔

[1] باقی صفحہ ۳۴۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہ کے ایرادات

امام حافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن القاضی ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان خواستی کی وفات ۲۳۵ھ میں ہوئی ہے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ستر سال سے کچھ زیادہ تھی، اس حساب سے آپ کی ولادت ۱۶۰ھ کے ایک دو سال بعد ہوئی ہے۔ یعنی حضرت امام کی وفات کے بارہ سال بعد۔

آپ کوفہ کے مشہور آخر حدیث ہیں ہیں، آپ نے "اَلْمُسْنَدْ"، "اَلْمُصَنَّفْ" اور "اَلتَّفْسِیْر" ضخیم کتابیں لکھی ہیں، "اَلْمُصَنَّفْ" سولہ جلدوں میں کراچی میں ۱۴۰۲ھ (۱۹۸۲ء) میں چھپی ہے اس کتاب کی چودھویں جلد میں صفحہ ۱۴۸ سے ۲۸۲ تک ۱۳۴ صفحات میں آپ نے ایک سو چھبیس مسائل میں حضرت امام پر گرفتیں کی ہیں اور اس فصل کا نام "کِتَابُ الرَّدِّ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَۃَ" رکھا ہے۔ اتفاق سے برادر عزیز حضرت ابو السعد سالم رحمہ اللہ کی علالت کی وجہ سے جمعہ ۸ محرم ۱۴۰۸ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۸۷ء سے شنبہ ۱۵ صفر ۱۴۰۸ھ، ۱ اکتوبر ۱۹۸۷ء تک عاجز کا قیام کوئٹہ بلوچستان میں رہا، وہاں برادر زادہ ڈیک طوار برخوردار مولوی ابو حفص عمر سدد اللہ وجعلہ من خیار عبادہ کے پاس حافظ ابن ابی شیبہ کی مصنف اور محقق فاضل الاستاذ محمد زاہد الکوثری کی کتاب "اَلتَّنْکِتُ الطَّرِیْفَۃُ فِی التَّحَدُّثِ عَمَّنْ رَدَّ وَہِمَ ابْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَۃَ" پر عاجز کی نظر پڑی اور درج ذیل خلاصہ مرتب ہوا۔

مصنف میں حافظ ابن ابی شیبہ نے اُنیس ہزار سات سو اسی (۱۹۷۸۹) روایتیں لکھی ہیں، ان میں سے ایک سو چھبیس (۱۲۶) روایتوں میں حضرت امام سے مناقشہ کیا ہے۔ یعنی انیس ہزار چھ سو چونسٹھ (۱۹۶۶۴) روایتوں میں حضرت امام عالی مقام پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات محاسن ذکر ہے کہ حافظ ابن ابی شیبہ نے جو ۱۲۶ ایرادات کئے ہیں اُن میں بلند آواز سے بسم اللہ کا پڑھنا، نماز میں قہقہہ سے وضو کا ٹوٹنا، امام کے پیچھے قرارت کا ترک کرنا، نبیذ سے وضو کرنا، رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین نہ کرنا، شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو کا نہ ٹوٹنا، طلاق میں عورت کی آزادی اور مملوکیت کا لحاظ رکھنا اور اس طرح کے دوسرے مسائل میں حضرت امام عالی مقام پر تنقید نہیں کی ہے جیسا کہ نام نہاد اہل حدیث کا وتیرہ ہے اور یہ لوگ صرف صحیح

بخاری پر بھروسہ کرتے ہیں اور عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے رفع یدین آمین بالجہر امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے، حالانکہ حضرت امام نے بارہا فرمایا ہے۔

اللہ کی لعنت ہو اس پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے۔ آپ ہی کی بدولت اللہ نے ہم کو عزت دی اور آپ ہی کی وجہ سے ہم کو گمراہی سے پاک کیا۔ اور آپ نے فرمایا ہے ہم کتاب اللہ سے لیتے ہیں اگر اس میں نہیں پاتے تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان اخبار کو لیتے ہیں جن کی روایت ثقات نے ثقات سے کی ہے اور پھر حضرات صحابہ کے اقوال میں سے کسی کے قول کو لیتے ہیں اور پھر اجتہاد کرتے ہیں۔

عاجز حافظ ابن ابی شیبہ کے متعلق اپنا کلام پورا کرکے رفع یدین کے متعلق کچھ لکھے گا تاکہ اہل ظاہر بینوں کو حقیقت معلوم ہو۔

حافظ محمد بن یوسف صالحی شافعی مصنف "السیرۃ الشامیۃ الکبریٰ" نے حضرت امام عالی مقام کی تائید میں "عقود الجمان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان" لکھی ہے۔ انہوں نے ابن ابی شیبہ کے رد و ذود کے جواب میں کتاب لکھنے کا ارادہ کیا اور دس مسائل کا رد دو جلدوں میں لکھا، پھر "السیرۃ النعمانیۃ الکبریٰ" کے پیش نظر اس قدر پر اکتفا کی، یہ ہے ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ کا اثر۔

مدتے دل شدہ از شوق تو خونیں جگرم — از غم عشق تو ہر خوں جگرے نیست کہ نیست

حافظ ابن ابی شیبہ نے اپنی تحریر کی فصل "هذا ما خالف به ابو حنيفة الاثر الذي جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (یہ فصل ہے اس بیان میں کہ جس میں ابوحنیفہ نے اس اثر کے خلاف کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا ہے) لکھی ہے اور پھر انہوں نے مبارک اثر کو سند کے ساتھ لکھا ہے اور حضرت امام کے قول کو "وَذَكَرَ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ قَالَ كَذَا" لکھ کر تحریر کیا ہے، یعنی "اور کہا گیا ہے کہ ابوحنیفہ نے یہ کہا ہے" سمجھ میں نہیں آتا کہ ابن ابی شیبہ نے اس صیغۂ التکذیب (جھوٹ کی سواری) سے حضرت امام کے قول کا ذکر کیوں کیا ہے۔ اُس دور کے جو حالات تھے اور جن کا نقشہ امام ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم و فضلہ میں کھینچا ہے اس کے پیش نظر عاجز کو خیال ہوتا ہے کہ یہ وہی اصحاب حدیث ہیں جن سے امام اعمش نے کہا ہے۔

قال حفص بن غياث سمعت الاعمش يقول يعني الاصحاب الحديث، نقل ذرة ثم مخ

صادق حلق امرؤ من الخلق اما عاقلهم على الكذب الا تعمدوه على الكذاب (حفص بن غیاث نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ اعمش اصحاب حدیث سے کہہ رہے تھے، تم نے حدیث کو بار بار اتنا دہرایا کہ وہ میرے حلق میں ایلوے سے زیادہ کڑوی ہو گئی، تم جس پر مہربان ہوتے ہو اس کو جھوٹ بولنے پر برانگیختہ کر دیتے ہو۔

یعنی تم اپنی لغلبات اتنا اس پر دہراتے ہو کہ وہ اس کو بیان کر دیتا ہے۔

ائمہ کا اتفاق ہے کہ حضرت امام کو اول دن سے ایسے جلیل القدر اصحاب بکثرت ملے ہیں کہ ائمہ میں کسی دوسرے کو نہیں ملے اور آپ کا مذہب پہلے ہی دن سے مدوّن ہوتا چلا آرہا ہے۔ آپ کے اصحاب جو کچھ سنتے تھے لکھ لیا کرتے تھے۔ امام ابن ابی شیبہ امام طحاوی کے اصحاب سے اور کتابوں سے جو امام محمود وغیرہ نے تحریر فرمائی ہیں حضرت امام عالی مقام کا مسلک معلوم کر سکتے تھے۔

استاذ کوثری نے لکھا ہے، حضرت امام ابوحنیفہ کے مسائل تقدیری فقہی کے متعلق تین قول ہیں، پہلے قول کی رو سے تراسی ہزار مسائل ہیں، دوسرے قول کی رو سے ایسے مسائل پانچ لاکھ ہیں اور یہ قول ابوالفضل کرمانی کا ہے اور تیسرا قول صاحب عنایہ شارح ہدایہ کا ہے کہ ایسے مسائل بارہ لاکھ ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ کے طریقۂ نقل سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے صرف نام نہاد اہل حدیث کے اعتراضات اور اعتراضات کو جمع کر دیا ہے کیونکہ انہوں نے دوسرے ابواب میں ایسی روایتیں لکھی ہیں جن کی اسانید قوی ہیں اور اُن سے امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب کی تائید ہوتی ہے۔ اگر ابن ابی شیبہ حضرت امام پر ایرادات لکھتے وقت ان روایات کو نظر میں رکھتے تو یہ ایرادات نہ لکھتے، نام نہاد اہل حدیث کے نزدیک حضرت امام پر طعن کرنا جائز ہے، جیسا کہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے۔

تقریباً پچپن ساٹھ سال کا عرصہ گزرا کہ ہمارے ایک مغربی ہندوستان آیا تھا اس کا مذہب مالکی تھا اپنے وطن سے نجد گیا، نجدی حاجی مدینہ منورہ پر حاضر ہو چکے تھے، وہاں ہمارے وہابی ہوا اور پھر ہندوستان آیا اور یہاں کے غیر مقلدوں وہابیوں سے ملا اور ابن ابی شیبہ کی "فصل رد علی ابی حنیفہ" کو چھپوایا تاکہ وہابیت کو فروغ ہو اور پھر ہمارے ہندو حجاز سے غائب ہوا۔

علامہ کوثری رحمہ اللہ نے اپنی تالیف "النکت الطریفہ" میں حافظ ابن ابی شیبہ کی مذکورہ روایات پر محققانہ، عالمانہ بحث کی ہے۔ یہ کتاب دو سو چھیاسٹھ صفحات کی ہے۔ اس کتاب کے بعد کچھ لکھنا تحصیل حاصل کے زمرہ میں شامل ہے۔ علامہ کوثری نے حافظ ابن ابی شیبہ کی مذکورہ روایتوں کے مختلف روایتوں کا بیان کیا ہے۔ ائمۂ اعلام کسی کی روایت کے پابند نہیں ہیں۔ اس صورت میں یہ

کہنا درست نہیں کہ امام ابو حنیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے۔ علامہ کوثری کی کتاب انصاف پسندوں کے لیے نفیس تحفہ ہے۔ مثال کے طور پر اس کتاب سے دو مسائل کا ذکر کیا جاتا ہے۔

المصنف کے جزء چودہ کے صفحہ دو سو بائیس میں لکھا ہے۔

عقیقہ۔ حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لڑکے کے دو بھیڑیں اور لڑکی کی ایک بھیڑ، چاہے بھیڑ نر ہو چاہے مادہ کوئی حرج نہیں، اور ام کرز کی روایت اسی معنی کی لکھی ہے اور جابر کی روایت لکھی ہے کہ آپ نے حسن اور حسین کا عقیقہ کیا اور سمرہ کی روایت لکھی ہے لڑکا اپنے عقیقہ کا مرہون ہے ساتویں دن ذبح کیا جائے اور سر کے بال مونڈے جائیں اور اس کا نام رکھا جائے اور ذکر کیا گیا ہے کہ ابو حنیفہ نے کہا۔ اگر بچہ کا عقیقہ نہیں کیا گیا تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

کوثری نے لکھا ہے۔ پہلی روایت میں عبید اللہ بن یزید ایک راوی ہیں نووی نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اکثر علماء کے نزدیک ضعیف ہیں اور یہ بات نووی کی وہم ہے۔

عبید اللہ بن یزید کی توثیق متفق علیہ ہے اور عقیقہ کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے۔ حسن ابن حی بن صعد اور اہل ظاہر نے کہا ہے کہ واجب ہے۔ ابن حزم ظاہری نے شدت کی ہے اور کہا ہے کہ فرض واجب ہے اور ابو بکر بن العربی نے ان کا رد کیا ہے۔

اور واجب کہنے والوں کے بعلاوہ مذہب کی دلیل بخاری کی روایت ہے ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ ان کا لڑکا پیدا ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھ اور آپ نے کھجور سے اس کی تحنیک کی اور بچے کا بلوسی کر دیا۔ اسی طرح اسما کا لڑکا تھا میں ہوا وہ اپنے بیٹے کو لائیں۔ آپ نے اسی طرح کیا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ کے لڑکے کے ساتھ کیا۔ ان احادیث سے عقیقہ کا ذکر نہ قولاً ثابت ہے نہ فعلاً۔ اگر عقیقہ واجب ہوتا آپ اس پر نگاہ فرماتے۔

مالک، شافعی اور ایک روایت میں احمد کے عقیقہ کرنا سنت ہے۔

محمد بن حنفیہ اور ابراہیم نخعی نے کہا ہے کہ جاہلیت کے دور میں عقیقہ کو واجب سمجھا جاتا تھا اسلام نے اس کو رد کر دیا یعنی اس کے وجوب کو اور وہ اختیاری عمل ہو گیا۔ جو چاہے کرے اور جو نہ چاہے نہ کرے۔

امام محمد بن علی الباقر نے کہا ہے۔ قربانی نے عقیقہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور بیہقی نے کہا ہے۔ قربانی نے ہر ذبیحہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور مالک نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا میں عقوق کو پسند نہیں کرتا۔ اور فرمایا جس کا بچہ پیدا

ہو اور وہ چاہے کہ قربانی کر دے (ذبیحہ کر دے) وہ ذبیحہ کر دے۔ اس روایت سے اختیار صاف طور سے ثابت ہے، امام محمد نے موطا میں لکھا ہے ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ جاہلیت میں اور اسلام کے ابتدائی دور میں عقیقہ کیا جاتا تھا۔ پھر قربانی نے ہر اس ذبیحہ کو جو اس سے پہلے کیا جاتا تھا منسوخ کر دیا۔ اور کتاب الآثار میں امام محمد نے ابو حنیفہ سے یہ روایت لکھی ہے۔ جاہلیت کے دور میں عقیقہ ہوا کرتا تھا اسلام کے آنے پر منسوخ ہو گیا۔ یعنی وجوب باقی نہیں رہا۔

یہ عاجز کہتا ہے امام ابو یوسف کی کتاب الآثار میں بھی یہی روایت ہے۔

هل في الاستسقاء صلاة وخطبة۔ مانظ ابن ابی شیبہ نے لکھا ہے۔

عبد اللہ بن کنانہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا۔ مجھ کو ایک امیر نے امراء میں سے ابن عباس کے پاس بھیجا کہ نماز استسقاء کے متعلق آپ سے پوچھوں۔ ابن عباس نے کہا۔ کیا بات ہے جو وہ مجھ سے پوچھتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاجزی، فروتنی اور تضرع کرتے ہوئے نکلے، آپ نے دو رکعتیں پڑھیں جس طرح عید کی پڑھی جاتی ہیں اور آپ نے یہ خطبہ جو تم لوگ پڑھتے ہو نہیں پڑھا اور ابو اسحاق کہتے ہیں ہم عبد اللہ بن یزید انصاری کے ساتھ استسقاء کے لئے نکلے، انہوں نے دو رکعتیں پڑھائیں اور ان کے پیچھے زید بن ارقم نے نماز پڑھی اور محمد بن ہلال نے کہا کہ ہم نے عمر بن عبد العزیز کی نماز دیکھی۔ انہوں نے پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور مینہ برسنے کی دعا کی اور اپنی چادر کو پلٹا اور عبد اللہ بن زید نے جو اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے واسطے نکلے اور آپ نے لوگوں کی طرف اپنی پیٹھ کی۔ آپ دعا کرتے رہے اور آپ نے قبلہ کا استقبال کیا۔ پھر آپ نے اپنی چادر پلٹی اور دو رکعتیں پڑھیں ان میں قراءت جہر سے کی۔

اور ابو حنیفہ سے ذکر کیا گیا ہے کہ استسقاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی جائے اور اس میں خطبہ نہیں ہے۔

کوثری نے لکھا ہے۔ ابو حنیفہ کے نزدیک استسقاء میں نہ خطبہ ہے نہ نماز بلکہ گڑگڑانا اور استغفار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ ہود کی آیت ۵۲ میں فرمایا ہے۔ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا۔ اور اے قوم گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر رجوع لاؤ اس کی طرف بھیجے تم پر آسمان کی دھاریں۔ اللہ تعالیٰ نے مینہ برسنے کا مدار صرف استغفار پر رکھا ہے اور احادیث صحیحہ میں صرف دعا پر استسقا کا اقتصار ہے۔ صحیحین میں انس کی روایت ہے کہ ایک

شخص مسجد شریف میں داخل ہوا اور اس نے کہا چوپائے اور اموال ہلاک ہو گئے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ ہماری فریاد قبول کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اور فزاری نے سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ عطار بن ابو مروان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں استسقار کے واسطے حضرت عمر کے ساتھ نکلا آپ نے صرف آیت استغفروا ربکم پڑھی۔

کوثری نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ استسقار میں توبہ و استغفار کے قائل ہیں البتہ آپ کے صاحبین بہ وجہ بعض روایات کے نماز کی سنیت کے قائل ہیں۔

ان دو مسائل سے علاوہ ظاہر ہے کہ حضرت ابوحنیفہ سنت مبارکہ ثابتہ کی ہرگز مخالفت نہیں کرتے ہیں بلکہ آپ خوب دقت سے مسئلہ پر نظر ڈالتے ہیں اور جو ثابت ہوتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔

اب یہ عاجز رفع یدین کے متعلق کچھ لکھتا ہے جس کے لئے مجھ ایسے بروزاران بخاری کو در در لئے پھرتے ہیں۔

رفع یدین۔ اس وقت عاجز کے سامنے دکن کے مشہور محدث جناب سید ابوالحسنات عبداللہ شاہ حیدرآبادی کی نہایت اعلیٰ اور مستند کتاب زجاجۃ المصابیح اور جناب سید شہود حسن امروہوی کا رسالہ "رفع یدین" ہے۔ زجاجۃ المصابیح کو اگر احناف کی "مشکاۃ" کہا جائے انسب و اولیٰ ہے، چونکہ مشکاۃ المصابیح کے مصنف حنفی تھے انہوں نے از روئے تعصب اُن روایات کا جواب نہیں کیا ہے جن سے حضرت امام عالی مقام نے استدلال کیا ہے، اس لئے وہابیہ اور نام نہاد اہل حدیث کو موقع مل گیا کہ وہ حنفی مسلک پر اعتراضات کریں اور عوام الناس کو دھوکہ دیں مزید افسوس اس بات کا ہے کہ ہندوستان کے درس نظامی میں مشکاۃ اور صحاح ستہ کو رکھا گیا ہے اور یہ سب کتابیں شوافع کی ہیں۔ امام محمد کی موطا امام طحاوی کی کتابیں اور امام محمد اور امام ابو یوسف کی آثار اور حضرت امام کی مسند موجود ہے ان میں سے ایک کتاب بھی شامل نصاب نہیں ہے۔ إلی اللہ المشتکیٰ و إلیہ المستشفیٰ۔

امام اوزاعی سے حضرت امام کا مکالمہ

اس واقعہ کو ائمہ اعلام اپنی کتابوں میں لکھ چکے ہیں اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور سید عبداللہ شاہ نقشبند اور مولانا مشہود حسن نے اپنے رسالہ میں اور یہ عاجز اس کتاب میں نقل کر چکا ہے اس لئے اب ترجمہ پر اکتفا کرتا ہے۔

امام اوزاعی کی حضرت امام سے "دار خطاطین" میں مکہ مکرمہ میں ملاقات ہوئی، اوزاعی نے آپ سے کہا۔ کیا بات ہے کہ آپ صاحبان رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین نہیں کرتے ہیں۔ حضرت امام نے فرمایا لم یصح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذا شیء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق صحت کے ساتھ کچھ ثابت نہیں ہوا ہے۔ یہ سن کر اوزاعی نے کہا۔ کس طرح صحت کے ساتھ کچھ ثابت نہیں ہوا ہے حالانکہ مجھ سے زہری نے کہا ان سے سالم نے کہا اور وہ اپنے والد عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت (ہاتھ اٹھاتے تھے) حضرت امام نے فرمایا ہم سے حماد بن ابی سلیمان نے کہا۔ وہ ابراہیم سے وہ علقمہ اور اسود سے وہ عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور کہیں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اوزاعی نے کہا میں حدیث بیان کرتا ہوں از زہری از سالم از والد خود اور آپ حماد عن ابراہیم بیان کرتے ہیں۔

حضرت امام نے فرمایا، روایت میں حماد زہری سے بڑھے ہوئے تھے اور ابراہیم سالم سے بڑھے ہوئے تھے اور علقمہ روایت میں ابن عمر سے کم تھے اگرچہ عبداللہ بن عمر کو صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ اور اسود کے بھی فضائل بہت ہیں اور عبداللہ بن مسعود تو عبداللہ ہی ہیں۔

یہاں یہ نکتہ قابل ذکر ہے کہ امام اوزاعی کی نظر صرف روایت پر تھی، روایت نہایت اعلیٰ عدول اور ثقات کی ہو اگر درایت سے اس کا لگاؤ نہیں ہے وہ روایت مقبول نہیں ہوتی۔ ملاحظہ فرمائیں کہ بخاری نے قبا میں مدت قیام کی دو روایتیں اپنی صحیح میں لکھی ہیں، دونوں روایتوں کے راوی حضرت انس بن مالک انصاری ہیں۔ ایک میں چودہ دن ہے اور دوسری میں چوبیس دن ہے۔ ان دونوں صحیح روایتوں میں تعارض ہوا اور دونوں ساقطا الاعتبار ہو گئیں۔

امام اوزاعی اس کو دیکھئے کہ امام طحاوی نے مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے صرف تکبیر افتتاح کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور وہ یہ دیکھتے کہ محمد نے عبدالعزیز بن حکیم سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ انہوں نے نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھائے تکبیر افتتاح کے لئے اور اس کے بعد ہاتھ نہیں اٹھائے، اور طرح معانی الآثار میں براء بن عازب کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر تحریمہ کہتے تو آپ کے انگوٹھے کانوں کی لو کے قریب ہو جاتے

ثُمَّ لَا یَعُوْدُ پھر اس کا اعادہ نہیں کرتے تھے، اور صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ کی روایت ہے خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِیْ اَرَاکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّہَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمْسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں تم کو سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ بلند کرتے ہوئے دیکھتا ہوں، نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی آیت ستتر میں فرمایا ہے۔ کُفُّوْٓا اَیْدِیَکُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اپنے ہاتھ روکو اور قائم کرو نماز (زجاجۃ المصابیح کے مصنف نے یہ آیت لکھ کر لکھا ہے۔ قال صاحب الکنز انظر فون والظاہر فیہ الاستدلال علی ترک رفع الیدین فی الابتداء الخ۔ کنز مذہب کے مصنف نے کہا ہے کہ اس میں ابتداءً کے وقت رفع یدین نہ کرنے کا استدلال ہے۔

زجاجۃ المصابیح میں ہے۔ عاصم بن کلیب جرمی اپنے والد سے جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اصحاب میں سے تھے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے اور پھر نماز میں کسی جگہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اس کی روایت محمد نے، طحاوی نے اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور علامہ عینی نے کہا ہے کہ اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ اور عینی نے لکھا ہے کہ حضرت علی یہ نہیں کر سکتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتا دیکھتے اور پھر اس کو ترک کرتے اور ایسی صورت اس وقت ہو سکتی ہے کہ اس کا نسخ ثابت ہو گیا ہو۔

عینی نے لکھا ہے۔ رفع یدین کی روایت سے مخالف نے استدلال کیا ہے۔ حالانکہ ابتدائے اسلام میں رفع یدین کیا گیا ہے اور پھر وہ نسخ ہو گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے ایک شخص کو رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا آپ نے اس سے کہا۔ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ ھٰذَا شَیْءٌ فَعَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ثُمَّ تَرَکَہٗ۔ رفع یدین نہ کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا تھا اور پھر چھوڑ دیا تھا۔

بخاری کی روایت حضرت ابو ہریرہ سے ہے کہ ایک شخص نے مسجد کے گوشہ میں نماز پڑھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ چنانچہ اس نے پھر نماز پڑھی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پھر یہی بات فرمائی کہ جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ جب تیسری بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی۔ اس نے عرض کی۔ آپ مجھ کو تعلیم فرمائیں۔ آپ نے فرمایا جب نماز کے لئے اٹھو پورے طریقہ پر وضو کرو پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے تکبیر کرو پھر کلام پاک جو یاد ہے پڑھو، پھر اطمینان کے ساتھ

رکوع کرو، پھر سر اٹھاؤ اور اطمینان سے کھڑے ہو، پھر سجدہ میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو، پھر سر اٹھاؤ اور اطمینان سے بیٹھو پھر اطمینان سے سجدہ کرو اور پھر کھڑے ہو جاؤ اور اسی طرح باقی نماز میں کرو۔

ترمذی، نسائی اور ابوداؤد میں اس کے بعد ہے۔ اگر تم اس طرح کرو گے تمہاری نماز کامل ہے اور اگر کمی کرو گے نماز ناقص رہے گی۔ دیکھو اس کامل نماز میں رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ابتدا تکبیر اور الحمد للہ رب العالمین کے پڑھنے سے کیا کرتے تھے اور جب آپ رکوع کرتے تھے نہ سر کو اٹھا ہوا رکھتے تھے اور نہ جھکا ہوا بلکہ ما بین میں رکھتے تھے اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تھے اس وقت تک سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک پوری طرح آپ کھڑے نہ ہو جاتے تھے، اور جب آپ سجدہ سے سر اٹھاتے تھے اس وقت تک دوسرا سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک کہ آپ پوری طرح بیٹھ نہ جاتے تھے اور ہر دو رکعت پر آپ التحیات پڑھتے تھے۔ وَکَانَ یُفْرِشُ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَیَنْصِبُ رِجْلَہُ الْیُمْنٰی وَکَانَ یَنْہٰی عَنْ عُقْبَۃِ الشَّیْطَانِ، آپ بائیں پیر کو بچھاتے تھے اور دائیں پیر کو کھڑا رکھتے تھے اور آپ شیطانی بیٹھک سے منع فرماتے تھے اور کہنیوں کو درندہ کی طرح بچھانے سے منع فرماتے تھے اور سلام پر نماز ختم کرتے تھے۔

بخاری و مسلم کی روایت حضرت ابو ہریرہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تکبیر کہتے تھے پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کرتے تھے پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے تھے اور آپ اپنی کمر کو رکوع سے سیدھا کرتے تھے اور کھڑے ہونے پر کہتے تھے رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ، پھر سجدہ کو جاتے وقت تکبیر کہتے تھے اور پھر سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے تھے پھر سجدہ کرتے وقت تکبیر کہتے تھے پھر سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے تھے، اسی طرح آپ ساری نماز میں کرتے تھے اور دو رکعت کے بعد اٹھتے وقت تکبیر کہتے تھے جب کہ آپ بیٹھ جاتے تھے۔

نسائی نے عبدالجبار بن وائل سے وہ اپنے باپ وائل سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے نماز شروع کرتے وقت دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھ کو اتنا اٹھایا کہ آپ کے انگوٹھے کان کی لو کی برابری میں ہو گئے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کے ہاتھ کانوں کی محاذات میں ہو گئے اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت ابو ہریرہ سے ہے کہ میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا تو میں آپ کے بغل دیکھ لیتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا، کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتاؤں

پھر آپ کھڑے ہوئے اور پہلی بار اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائے اور پھر نہیں اٹھائے۔ نسائی نے روایت کی ہے مولانا ہاشم مدنی نے کشف الرین میں کہا ہے۔ نسائی کی یہ روایت شیخین کی شرط پر ہے۔

مولانا سید شہود حسن نے کہا ہے حضرت جابر بن سمرہ سے امام مسلم کی روایت صاف طور پر نماز میں رفع یدین کرنے کی ممانعت کے سلسلہ میں ہے، غیر مقلدین کا کہنا کہ یہ صرف سلام کے وقت رفع یدین سے ممانعت کی ہے، بالکل غلط ہے۔ سلام کے وقت رفع یدین سے ممانعت کی روایت جابر بن سمرہ سے امام نسائی نے کی ہے جو درج ذیل ہے۔

عن جابر بن سمرة صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فكنا اذا سلمنا قلنا بايدينا السلام عليكم السلام عليكم. قال فنظر الينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مالكم تومئون بايديكم كانها اذناب خيل شمس اذا سلم احدكم فليلتفت الى صاحبه ولا يومئ بيده۔

جابر بن سمرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور ہم جب سلام پھیرتے تھے ہاتھ اٹھا کر السلام علیکم، السلام علیکم کہتے تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اس فعل کو دیکھا اور آپ نے فرمایا۔ کیا بات ہے تم اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہو گویا کہ تمہارے ہاتھ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں جب تم میں سے کوئی سلام پھیرے وہ اپنے پاس والے کی طرف التفات کرے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔

جابر بن سمرہ کی دو روایتیں ہیں۔ ایک کی روایت امام مسلم نے کی ہے اور نماز میں رفع یدین کرنا سرکش گھوڑوں کے دموں کی طرح ہاتھ کا ہلانا ہے اور دوسری کی روایت نسائی نے کی ہے کہ سلام پھیرتے وقت رفع یدین کرنا سرکش گھوڑوں کے دموں کی طرح ہاتھ کا ہلانا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اسکنوا فی الصلاۃ۔ جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ نماز میں سکون سے رہو۔

عاجز سے علامہ مولانا ابوبکر غازی پوری کی ملاقات جمعہ ۳۰ شعبان ۱۴۱۱ھ ۱۰ مارچ ۱۹۹۱ء کو ہوئی، انہوں نے بیان کیا کہ غازی پور میں ایک اہل حدیث آگیا اور اس نے یہ وعظ شروع کر دیا کہ جو رفع یدین نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس نام نہاد اہل حدیث کے رد میں ایک رسالہ مولانا ابوبکر نے لکھا اور فتنہ رفع ہوا۔ رفع یدین کرنے والے حضرات اگر انصاف سے کام لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل پر نظر کریں یقیناً رفع یدین کرنے کو متروک فعل قرار دینگے۔

مولوی نیازی کا ابو جندل سے مکالمہ

یہ عاجز ماہ صفر ۱۴۱۲ھ ستمبر ۱۹۹۱ء میں کوئٹہ بلوچستان اپنے برادر زادوں سے ملنے پاکستان گیا وہاں برادر طریقت مجاہد و فقیہ مولوی عبدالواحد فرزند مولانا سلطان محمد قوم نیازی افغانی سے ملاقات ہوئی وہ بجہت تجارت بی ۰ میں مشغول ہیں۔ یہ دفتر حکومت سعودیہ نے مجاہدین کی اعانت کے لئے کھولا ہے۔ اس دفتر کے بڑے افسر کا نام ابو جندل تھا وہ رئیس شئون اسلامیہ کے عہدہ پر فائز تھے۔ وہ افغان مجاہدوں کو اسلحہ وغیرہ دیتے تھے۔

نیازی مولوی صاحب نے عاجز سے کہا۔ ایک دن ابو جندل نجدی نے مجھ سے پوچھا تم کس طریقہ سے وابستہ ہو۔ میں نے کہا سلسلۂ نقشبندیہ سے وابستہ ہوں۔ ابو جندل نے کہا۔ اوکاڑوی یہ سلسلہ بہ نسبت دوسرے سلاسل کے بہتر ہے۔ پھر انہوں نے کہا۔ افغانستان کے باشندے شرک میں بہت مبتلا ہیں۔ دیکھو ہمارا عقیدہ یہ ہے۔

۱۔ ہمارا امام محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے۔
۲۔ توسل شرک ہے۔
۳۔ تقلید بدعت ہے۔
۴۔ مزارات پر جانا شرک ہے۔

یہ کہہ کر ابو جندل نے مولوی نیازی کو ایک چھپا ہوا خط دیا جو بن باز نے افغانستان کے مجاہدین کے نام لکھا ہے اور ابو جندل نے مولوی نیازی سے اُن کا عقیدہ دریافت کیا۔

مولوی نیازی نے کہا ہمارا عقیدہ یہ ہے۔

۱۔ محمد بن عبدالوہاب ہمارا اور اللہ کا دشمن ہے۔
۲۔ ہم توسل کو کہیں فرض، کہیں واجب اور کہیں مستحب سمجھتے ہیں۔
۳۔ تقلید کو ہم کہیں واجب اور کہیں مستحب کہتے ہیں۔
۴۔ مزارات پر جانا ہم مسلمانوں کا شعار ہے، کہ دور اوّل سے اس وقت تک اس پر عمل ہے۔

اور مولوی نیازی نے بن باز کے نام درج ذیل مضمون کا خط عربی میں لکھ کر ابو جندل کو دیا۔

تم نے افغانستان کے مجاہدوں کو لکھا ہے کہ فروعی اور مذہبی اختلافات نہ چھیڑو حالانکہ اختلافات تم پیدا کرتے ہو، ہمارا حنفی مذہب سینکڑوں برس سے اس دیار میں شائع اور رائج ہے۔ اب تم اپنی باتیں لکھ کر، طبع کر کے مجاہدوں میں تقسیم کراتے ہو، تم مسلمانوں میں اختلافات پیدا کر رہے ہو۔

ابو جندل نے اس خط کو پڑھا پھر مولوی نیازی سے کہا۔ آؤ نماز پڑھا دو۔ چنانچہ مولوی نیازی نے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد ابو جندل سے کہا۔ لَا تَرْفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ حِیْنَمَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمْسٍ اَسْکِنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ۔ بار بار نماز میں سرکش گھوڑوں کے دموں کی طرح اپنے ہاتھ نہ اٹھاؤ، نماز میں سکون سے رہو۔ اللہ تعالیٰ مولوی نیازی کو اجر کثیر دے، حق بات کا اظہار کیا

رفع یدین کی مشروعیت کی نوعیت

مولانا سید مشہود حسن نے لکھا ہے اگر انصاف اور نظر تحقیق سے دیکھا جائے رفع یدین کی منسوخیت ثابت ہے کیونکہ احادیث میں رفع یدین حسب ذیل مقامات پر وارد ہے۔

۱۔ تکبیر تحریمہ کے وقت۔
۲۔ رکوع میں جاتے وقت۔
۳۔ رکوع سے اٹھتے وقت۔
۴۔ دونوں سجدوں کے درمیان۔
۵۔ تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت۔
۶۔ سلام پھیرتے وقت۔

ان چھ مقامات پر رفع یدین احادیث سے ثابت ہے جن میں سے دونوں سجدوں کے درمیان اور سلام پھیرنے کے وقت کو بالاتفاق سب منسوخ مانتے ہیں اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کو اکثر غیر مقلدین حضرات اور مشہور اقوال کے مطابق امام غزالی صاحب بھی منسوخ مانتے ہیں۔ احناف بجز تکبیر تحریمہ کے باقی سب کو منسوخ کہتے ہیں، البتہ مقدار نسخ میں اختلاف ہے۔ اب ناظرین ان احادیث کو ملاحظہ فرمائیں جن میں ان مقامات پر رفع یدین کا ذکر ہے اور وہ منسوخ ہے۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کی جلد ۳، صفحہ ۸ میں عبداللہ بن زبیر کی روایت ہے۔

اَنَّہٗ رَاٰی رَجُلًا یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَاْسِہٖ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ لَہٗ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّہٗ شَیْءٌ فَعَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَکَہٗ۔

آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ مت کیا کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اس کو کیا کرتے تھے اور پھر آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔

مولانا مشہود نے روایتیں لکھی ہیں کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ

بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے رفع یدین کرتے سے روکا۔ یہ ظاہر کہتا ہے کہ جس کی نظر صرف روایت پر ہوگی وہ رفع یدین کا قائل ہوگا اور جو روایت پر نظر رکھے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل کو اور تعامل کو دیکھے گا وہ رفع یدین نہیں کرے گا۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ کی قسم عبادات کو اٹھا کر دیکھ لیا جائے۔ امام مالک کے مذہب میں رفع یدین کرنا مکروہ ہے حالانکہ یہی امام مالک امام زہری سے ابن عمر کی وہ روایت نقل کرتے ہیں جو اب حدیث کا سب سے بڑا استدلال ہے کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ وَاِذَا کَبَّرَ لِلرُّکُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَہُمَا کَذٰلِکَ۔ الخ۔ بے شک راویوں کے اعتبار سے یہ حدیث صحیح ہے اور وہ حدیث بھی صحیح ہے جس میں رفع یدین نہ کرنے کا بیان ہے۔ دونوں روایتیں دو وقتوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ ابتدائی دور سے رفع یدین کرنے والی روایت کا تعلق ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن زبیر نے فرمایا ہے۔

زجاجۃ المصابیح میں حُصَین بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں عمرو بن مرۃ ابراہیم نخعی کے پاس گئے۔ عمرو بن مرہ نے کہا کہ مجھ سے علقمہ بن وائل حضرمی نے اپنے والد کا قول سنایا، کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تکبیر کہی اور جب رکوع کو گئے اور جب رکوع سے اٹھے رفع یدین کیا۔ یہ سن کر ابراہیم نخعی نے کہا، ہو سکتا ہے کہ وائل حضرمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن کے سوا پھر نہ دیکھا ہو اور انہوں نے اس کیفیت کو یاد رکھا اور ابن مسعود اور ان کے اصحاب نے یاد نہ رکھا۔ یہ حضرات صرف تکبیر افتتاح کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔ اس کی روایت محمد نے کی ہے۔

حصین ابراہیم نخعی سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر افتتاح نماز کے وقت، ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے اس کی روایت کی ہے۔ الخ

حضرت امام عالی مقام کے متعلق آپ کے ہمعصر جلیل القدر علماء حدیث نے صاف طور پر کہا ہے کہ آپ کوفہ کی احادیث کے حافظ تھے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل کی تلاش میں رہتے تھے۔ آپ کو ناسخ اور منسوخ حدیث کا خوب علم تھا۔ امام اوزاعی نے جب آپ سے کہا مابالکم لا ترفعون ایدیکم عند الرکوع والرفع منہ؟ آپ صاحبان [illegible] اور رکوع

سے اُٹھتے ہوئے اپنے (ہاتھ کیوں نہیں اُٹھاتے ہیں) آپ نے ان کو جواب دیا (لانہ لم یصح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ شیٔ) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ بھی ثابت نہیں یعنی حدیث کی روایت اور تفقہ کی رُو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل سے کچھ ثابت نہیں ہے اور پھر آپ نے اپنے اساتذہ کا سلسلہ بیان کیا، جس کو سُن کر اوزاعی دم بخود ہو کر رہ گئے۔

لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوا بنائے فارس میں سے ایک جوان مرد اس تک پہنچ جائے گا اور اس کو حاصل کرے گا۔ وہ فارسی نژاد جوانمرد حضرت امام عالی مقام کی مبارک ذات ہے جس کا بیان اور اعتراف ائمہ اعلام کر چکے ہیں۔ جس شخص کی مبارک ذات ایسی بے مثل سعادتِ علمی کی متحمل ہو گیا وہ ایسی دنائتوں کا متحمل ہو سکتا ہے جس کا ذکر نام نہاد اہل حدیث کرتے ہیں۔ كَلَّا وَرَبِّ الْبَيْتِ مِنَ الْكَذِبِ۔

عُنْقُودٌ ثُرَيَّا مولانا محمد عاشق پھلتی نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فرمانے پر کتاب "اَلْقَوْلُ الْجَلِيُّ فِي ذِكْرِ آثَارِ النَّبِيِّ" لکھی ہے۔ اس میں اسرار و معارف اور انکشافات کی کثرت سے بیان ہے اور یہ بیان حضرت شاہ ولی اللہ کے الفاظ سے ہے۔ اگر اس کتاب سے واقعہ وفات کو جو کہ صفحہ ۵۰۷ سے ۵۱۰ تک بیس صفحات میں ہے نکال لیا جائے تو ساری کتاب حضرت شاہ ولی اللہ کے ارشادات سے متعلق ہے۔ اس کتاب میں شاہ ولی اللہ نے "لَطَائِفُ بَرَاتِ اَسْرَار" کے لطائف سے انسان کے سینہ کو حلّی فرمایا ہے۔ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی نے پانچ لطائف عالم امر کا بیان فرمایا ہے۔ شاہ ولی اللہ آپ ہی کے سلسلہ مبارکہ سے وابستہ تھے۔ آپ نے "لطائف المبرات امر" کا بیان کیا ہے۔ ان حضرات عالی قدر جامع رموزِ شریعت و اسرارِ طریقت کے کلام کو ہر نظام کو دیکھ کر یہ عاجز "لو کان الایمان عند الثریا" کے متعلق کچھ لکھتا ہے۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ۔

یہ مبارک حدیث شریف اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوا بنائے فارس میں سے ایک شخص اس تک پہنچ جائے گا اور اس کو حاصل کرے گا۔

یعنی اس اُمت مرحومہ میں جو کہ خیر اُمّت ہے ایمانی اسرار و معارف کا حاصل کرنے والا ایک فارسی نژاد ہوگا اور وہ پہلا معلم ہوگا۔ ہمارے حضرات عالی مرتبت نے فرمایا ہے کہ رسالت و نبوت کے سوا جو مرتبہ کسی بندہ کو اللہ دیتا ہے اس مرتبہ کا دروازہ بعد میں آنے والوں کے لئے بند نہیں کیا جاتا ہے،

دوسرے افراد بھی مستفید ہو سکتے ہیں اور حضرت شاہ ولی اللہ نے اس کا طریقہ بیان کیا ہے، البتہ "اَلْفَضْلُ لِلسَّابِقِ" کی رُو سے حضرت امام عالی مقام کو یہ مرتبہ اضافہ بلا ہے اور اُن کے بعد والوں کو (اِنْشَاءَ اللہ) اور حدیث صحیح جس کو امام مسلم اور دوسرے ائمہ حدیث نے روایت کی ہے۔ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ۔ یعنی جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس شخص کے واسطے اسی قدر اجر ہوگا جس قدر کہ اس کے بعد سب عمل کرنے والوں کا اجر ہوگا۔ ان عمل کرنے والوں کے اجر میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی بلکہ اللہ اپنے خزانہ سے اس کو دے گا۔

حضرت امام عالی مقام نے دین کے جو مسائل بیان فرمائے ہیں، ساڑھے بارہ سو سال سے امتِ اسلامیہ اُن سے استفادہ کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو بے حساب اجر دے رہا ہے۔ آپ کے بیان کردہ مسائل کو دیکھ کر امام سفیان ثوری کا قول یاد آتا ہے: إِنَّهُ لَيُضَعَّفُ لَكَ مِنَ الطَّيِّبِ عَنْ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ غَافِلٌ۔ یقیناً تم پر علم کے وہ دقائق واضح ہوتے ہیں کہ ہم سب اس سے غافل ہیں۔ ابو الاسود نے کہا ہے اور خوب کہا ہے۔

حَسَدُوا الْفَتَى إِذْ لَمْ يَنَالُوا سَعْيَهُ ۔۔۔ فَالنَّاسُ أَعْدَاءٌ لَهُ وَخُصُومُ

حسد کرنے لگے جوان سے جب اس کی دوڑ کو نہ پا سکے۔ لہٰذا لوگ اس کے مخالف اور دشمن ہوئے

اَلْاِیْمَان حضرت امام عالی مقام کے حاسدوں اور دشمنوں نے منظم طور پر پوری کوشش کی ہے کہ حضرت امام پر اتہامات کی بوچھاڑ کریں، ان کا بدترین معاندانہ حربہ یہ تھا کہ حضرت امام کو اسلام سے خارج کر دیں، خطیب کو یہ سب الزامات اور اتہامات دستیاب بھی ہو گئے تھے اور خطیب پر یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ حضرت امام کا جنازہ اپنے مال کے اعتبار سے "اَلْعِيَاذُ بِاللهِ ثُمَّ الْعِيَاذُ بِاللهِ" ایک نصرانی کا جنازہ تھا۔

اس سلسلہ میں الاستاذ الجلیل محمد ابو زہرہ نے اپنی کتاب "ابو حنیفہ حیاتہ وعصرہ آراؤہ وفقہہ" میں الایمان کی سرخی لکھ کر چار اوراق کا تحقیقی مضمون لکھا ہے۔ عاجز اس میں سے کچھ لکھتا ہے۔

اَلْاِیْمَان حقیقت ایمان کے متعلق حضرت ابو حنیفہ کا بیان جو "فقہ اکبر" میں ہے اور مختلف روایات سے ثابت ہے ہمارے نزدیک صحیح ہے اور بلا شک ثابت ہے یہ ہے کہ ——— ایمان اقرار اور تصدیق کا نام ہے۔ اور اسلام تسلیم کرنا (ماننا) اور اللہ تعالیٰ کے اوامر کا فرماں بردار ہونا ہے۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ لغت کی رو سے ایمان اور اسلام میں فرق ہے لیکن ایمان بغیر اسلام کے نہیں ہوتا اور نہ اسلام بغیر ایمان کے۔ ان کی مثال پیٹھ اور پیٹ کی سی ہے اور دین کا اطلاق ایمان پر، اسلام پر اور تمام شرائع پر ہوتا ہے۔

حضرت امام کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ آپ اس ایمان کا اعتبار نہیں کرتے ہیں جو کہ صرف دل سے ہو بلکہ آپ کے نزدیک حقیقت ایمان یہ ہے کہ تصدیق دل سے ہو اور اقرار زبان سے ہو۔ اور اس طرح ایمان اور اسلام کی باہمی نسبت لازم اور ملزوم کی ہے۔ لہٰذا ایمان بغیر اسلام کے نہیں ہو سکتا اور اسلام بغیر ایمان کے نہیں ہو سکتا۔ امام ابوحنیفہ نے اپنی اس رائے کا بیان کیا ہے آپ کا بھروسہ اور آپ کی دلیل اس مناقشہ میں ہے جو جہم بن صفوان سے ہوا ہے۔ ہم ناظرین کے واسطے اس مناظرہ کو نقل کرتے ہیں تاکہ حضرت امام کا کلام سمجھیں کہ آپ کس طرح اپنے خیال کو پیش کرتے ہیں اور کس طرح اپنی دلیل کا بیان کرتے ہیں۔

جہم سے مناقشہ

امام الموفق بن احمد المکی نے مناقب الامام الاعظم میں لکھا ہے۔

جہم بن صفوان ابوحنیفہ کے پاس کلام کرنے کو آیا۔ اس نے کہا۔ اے ابوحنیفہ میں نے بعض مسائل تم سے دریافت کرنے کے لئے رکھ چھوڑے ہیں۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا تم سے بات کرنی عار اور جس میں تم مشغول ہو وہ نار (دوزخ) ہے۔ جہم نے کہا کہ میرے متعلق تمہارا یہ کلام کس بنا پر ہے حالانکہ مجھ سے نہ تمہاری ملاقات ہوئی ہے اور نہ مجھ سے تم نے کچھ سنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تمہاری ایسی باتیں مجھ تک پہنچی ہیں کہ کوئی نماز گزار اس طرح کی بات نہیں کہہ سکتا۔ اس نے کہا۔ تم مجھ پر غائبانہ حکم لگاتے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ وہ باتیں تم سے مشہور ہو گئی ہیں اور عام و خاص ان سے واقف ہیں۔ لہٰذا میرے لئے جائز ہے کہ ان باتوں کو تم سے منسوب کروں۔ اس نے کہا۔ میں تم سے صرف ایمان کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اب تک تم کو ایمان کی معرفت نہیں ہوئی ہے جو تم پوچھتے ہو۔ اس نے کہا۔ ہاں یہی بات ہے کیونکہ مجھ کو ایک طرح کا شک پڑ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ایمان میں شک کا واقع ہونا کفر ہے۔ اس نے کہا تم پر لازم ہے کہ مجھ کو بتاؤ کہ مجھ سے کفر کیسے لاحق ہو گا۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا مجھ سے دریافت کرو۔ اس نے کہا۔ مجھے اس شخص کے بارے میں بتاؤ جو اللہ کو ایک جس کا نہ کوئی شریک ہے نہ اس جیسا ہے، وہ اللہ کو اس کے اوصاف سے مانتا ہے اور اپنی زبان سے اقرار کرنے سے پہلے وہ مر گیا، کیا وہ مومن مرا یا کافر مرا۔ آپ نے

لہ ملاحظہ کریں صفحہ ۱۶۸ ، دراس کے بعد کے صفحات۔

فرمایا وہ کافر مرا ہے اور وہ ابد الآباد میں ہے جب تک کہ وہ اپنی زبان سے اس کا اعتراف نہ کرے جو اس کے دل میں ہے۔ اس نے کہا۔ بھلا وہ غیر مومن کیسے ہو گا جب کہ وہ اللہ کو اس کی صفات سے اپنے دل میں مانتا ہو۔ ابوحنیفہ نے کہا۔ اگر تمہارا ایمان قرآن پر ہے اور تم قرآن کو حجت سمجھتے ہو تو میں تم سے قرآن سے بات کروں اور اگر تم قرآن کو حجت نہیں تسلیم کرتے تو میں —— اس طرح بات کروں گا جس طرح غیر مسلموں سے بات کرتا ہوں۔ جہم بن صفوان نے کہا۔ میں قرآن پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کو حجت تسلیم کرتا ہوں یہ سن کر امام ابوحنیفہ نے کہا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایمان کا تعلق دو اجزا کے ساتھ رکھا ہے۔ ایک دل دوسرا زبان۔ وہ سورہ مائدہ کی آیت ۸۳، ۸۴، ۸۵ میں فرماتا ہے۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ○ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَنْ يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ○ فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ○ یعنی۔ اور جب سنیں جو اترا رسول پر، تو دیکھے ان کی آنکھیں بہتی ہیں آنسوؤں سے اس پر جو پہچانی بات حق۔ کہتے ہیں اے رب ہم نے یقین کیا، سو تو لکھ ہم کو ماننے والوں کے ساتھ اور ہم کو کیا ہوا کہ یقین نہ لاویں اللہ پر اور جو پہنچا ہم پاس حق، اور ہم کو توقع ہے کہ داخل کرے ہم کو رب ہمارا ساتھ نیک بختوں کے پھر ان کو بدلہ دیا ان کے رب نے اس کہنے پر باغ، نیچے ان کی بہتیں نہریں رہا کریں ان میں اور یہ ہے بدلہ نیکی والوں کا۔

اللہ تعالیٰ نے ان بندوں کو ان کی معرفت اور ان کے قول کے بدلے میں جنتوں کو پہنچایا اور ان کو مومن کہا ان کے دو اعضاء سے دل اور زبان ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ — فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا الخ (سورہ بقرہ آیت ۱۳۶، ۱۳۷) تم کہو ہم نے یقین کیا اللہ کو اور جو اترا ہم پر اور جو اترا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور جو ملا سب نبیوں کو اپنے رب سے، ہم فرق نہیں کرتے ایک میں ان سب سے اور ہم بھی اس کے حکم پر ہیں، پھر اگر وہ بھی یقین لاویں جس طرح پر تم یقین لائے تو راہ پاویں۔ الخ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ (سورہ فتح آیت ۲۶) اور لگے رکھا ان

کو ادب کی بات پر۔

اور فرمایا ہے۔ وَهُدُوْا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوْا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ (سورہ حج۔ آیت ۲۴) اور راہ پائی انہوں نے ستھری بات کی اور راہ پائی اس خوبیوں سراہے کی راہ۔

اور فرمایا ہے۔ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ (سورہ فاطر آیت ۱۰) اس کی طرف چڑھتا ہے کلام ستھرا۔

اور فرمایا ہے۔ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ (سورہ ابراہیم آیت ۲۷) مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

اور نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا۔ کہو کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے فلاح پاؤ گے۔ آپ نے فلاح کا بیان معرفت سے نہیں کیا ہے اور آپ نے فرمایا ہے۔ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِىْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ۔ آگ میں سے نکالے جائیں گے جن کے دل میں ذرہ بھلائی ہو۔

اور اگر منہ سے کہنے کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ افراد جنہوں نے زبان سے اللہ کا انکار کیا ہے اور دل سے اللہ کو جان لیا ہے مومن ہوتے اور ابلیس مومن ہوتا کیونکہ وہ اللہ کا عارف ہے وہ جانتا ہے کہ اللہ اس کا خالق ہے، اور اس کا باعث اور گمراہ کرنے والا ہے "بولا اے رب جیسا تو نے مجھ کو راہ سے کھویا اور بولا اے رب تو مجھ کو ڈھیل دے اس دن تک کہ مردے جیویں" اور بولا تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو گارے سے" اور کفار مومن ہوتے کیونکہ وہ اپنے رب کو جانتے تھے جب کہ وہ اپنی زبان سے انکار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا اَنْفُسُهُمْ اور ان سے منکر ہو گئے اور ان کو یقین جان چکے تھے۔ ان کے یقین کر لینے کے باوجود کہ اللہ ایک ہے ان کو مومنین میں نہیں شمار کیا کیونکہ وہ زبان سے انکار کرتے تھے اور اللہ جل وعز نے فرمایا ہے۔ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ پہچانتے ہیں اللہ کا احسان پھر منکر ہو جاتے ہیں اور بہت ان میں ناشکر ہیں (نحل ۸۳) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ۔ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ۔ تو پوچھ کہ کون روزی رساں ہے تم کو آسمان اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے جیتا مردے سے

اور نکالتا ہے مردہ جیتے سے اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی، سو کہیں گے اللہ۔ تو کہہ پھر تم ڈرتے نہیں، سو یہ اللہ ہے رب تمہارا سچا۔ (یونس ۳۱) ان کے انکار کی وجہ سے ان کی معرفت نے ان کو فائدہ نہیں پہنچایا۔ اللہ نے فرمایا ہے۔ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ۔ اس کو پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو۔ ان کو اس معرفت نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا، کیونکہ وہ حق کو چھپاتے تھے اور اس کا انکار کرتے تھے۔

حضرت امام کے اس بیان کو سن کر جہم بن صفوان نے کہا، تم نے میرے دل میں کھوٹا ہے میں تمہارے پاس پھر آؤں گا۔

حضرت امام کے کلام سے ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک ایمان مرکب دو چیزوں سے ہے پختہ اعتقاد اور ظاہری اذعان و اقرار۔

ابو مقاتل نے ابوحنیفہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایمان معرفت و تصدیق اور اقرار کرنا اسلام کا ہے اور تصدیق میں لوگ تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ ہے کہ اس نے اپنے دل سے اور زبان سے تصدیق کی ہے، دوسرا وہ ہے کہ اس نے زبان سے تصدیق کی ہے اور دل سے جھٹلا رہا ہے اور تیسرا وہ ہے جو دل سے تصدیق کرتا ہے اور زبان سے جھٹلاتا ہے۔ پہلے قسم کے افراد اللہ کے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک مومن ہیں اور دوسری قسم کے افراد لوگوں کے نزدیک مومن ہیں اور اللہ کے نزدیک کافر ہیں اور تیسری قسم کے افراد اللہ کے نزدیک مومن ہیں اور لوگوں کے نزدیک کافر ہیں۔

عمل ایمان کا جزء نہیں

حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک عمل ایمان کا جزء نہیں ہے دو فریق اس مسئلہ میں آپ کے مخالف ہیں۔ ایک معتزلہ اور خوارج۔ ان کے نزدیک عمل ایمان کا جزء ہے۔ جو شخص عمل ترک کرے وہ مومن نہیں ہے۔

اور دوسرا فریق فقہاء اور محدثین کا ہے۔ ان کے نزدیک ایمان کے تکوین میں عمل کا اضافہ زیادتی اور کمی کا سبب ہوتا ہے یہ نہیں ہے کہ اصل وجود ایمان میں عمل کا اثر ہو کیونکہ یہ اصل تصدیق سے وابستہ ہے۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایمان میں کمی و بیشی نہیں ہوتی۔ آپ کے نزدیک آسمان کے رہنے والوں اور زمین میں رہنے والوں کا ایمان ایک ہے۔ آپ سے یہ قول منقول ہے "اہل زمین اور اہل سماوات کا ایمان ایک ہے۔ اور اولین و آخرین اور انبیاء و مرسلین کا ایمان واحد ہے کیونکہ ہم سب اللہ وحدہ لاشریک لہ پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے اس کی تصدیق کی ہے۔ فرائض بہت ہیں اور مختلف ہیں، کسی امت میں کوئی شے حرام ہے دوسری امت میں حرام نہیں ہے۔ ایمان ایک ہے اور سب ایماندار ہیں۔ اسی طرح کفر ایک ہے لیکن کافروں کی صفات کثرت سے ہیں، ہم سب اس پر ایمان لائے ہیں جس

پر اللہ کے رسولوں کا ایمان ہے۔ اگرچہ ایمان لانے میں ہم سب برابر ہیں لیکن ان کے ایمان کا ثواب ہمارے ایمان کے ثواب سے کہیں زیادہ ہے اسی طرح ان کی عبادت کا اجر ہماری عبادت سے بہت بڑھ کر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہم سے اس بیشی اور زیادتی کا مطالبہ نہیں ہے کیونکہ ان حضرات کے ایمان و طاعات کی بیشی اللہ کی طرف سے خصوصی عطیہ ہے۔ اللہ نے ہمارے حقوق میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔ وہ حضرات اُمت کے رہبر اور اللہ کے امین ہیں۔ کوئی دوسرا اُن کے رُتبہ کو نہیں پا سکتا۔ کیونکہ جس طرح کوئی اُن کی طاعات کی فضیلت نہیں پا سکتا ان کے تمام امور کو (ثواب وغیرہ کو) نہیں پا سکتا۔ ان کے لئے یہ اضافہ درجہ ہے اس میں کسی کی حق تلفی نہیں ہوئی ہے بلکہ لوگوں کو جو فضل ملا ہے اور اُن میں سے جو جنت میں جائینگے اُن کی دعا سے جائیں گے۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایمان کی حقیقت تصدیق ہے جو نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے اور اس کے فضل میں جو زیادتی ہوتی ہے وہ دوسری جہت سے ہوتی ہے۔

الاعتقاد میں ابو مقاتل کا بیان ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے سُنا کہ ہمارے نزدیک بندگانِ خدا کے تین درجے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو اہلِ جنت میں سے ہیں اور وہ حضراتِ انبیاء کا درجہ ہے اور ان افراد کا درجہ ہے جن کے جنتی ہونے کی خبر حضراتِ انبیاء نے دی ہے اور دوسرا درجہ مشرکوں کا ہے ہم ان کے متعلق گواہی دیتے ہیں کہ وہ دوزخی ہیں اور تیسرا درجہ عام مومنوں کا ہے۔ ان کے متعلق ہم گواہی نہیں دے سکتے ہیں کہ وہ اہلِ جنت میں سے ہیں یا اہلِ نار میں سے، لہٰذا ہم ان کے لئے امید بھی رکھتے ہیں اور ڈرتے بھی ہیں۔ اور ہم وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ" ملا جلا ایک کام نیک اور دوسرا بد شاید اللہ تعالیٰ معاف کرے ان کو۔ اُن کے متعلق اللہ ہی فیصلہ کرے گا البتہ ہم ان کے حق میں آس لگاتے ہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے: "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ" تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے یہ کہ اس کا شریک پکڑے اور بخشتا ہے اس سے نیچے جس کو چاہے۔ ہم ان کے گناہوں اور خطاؤں کی وجہ سے اُن کے حق میں خائف ہیں، کوئی کتنا ہی روزہ رکھے اور کتنی ہی نماز پڑھے ہم اس کے واسطے جنت کو لازمی نہیں کہہ سکتے۔

امام شافعی کا مسلک

مولانا انور شاہ کشمیری محدث نے فرمایا ہے۔ [1]

امام رازی شافعی نے کتاب "مناقب الشافعی" میں لکھا ہے کہ

[1] ملاحظہ فرمائیں "ملفوظات محدث کشمیری" ص ۱۵۰، ج ۱

امام شافعی پر بھی ایمان کے بارے میں متناقض باتوں کے قائل ہونے کا اعتراض ہوا ہے کیونکہ ایک طرف تو وہ ایمان کو تصدیق و عمل کا مجموعہ کہتے ہیں اور دوسری طرف اس بات کے بھی قائل ہیں کہ ترکِ عمل سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا، حالانکہ مرکب چیز کا ایک جزء نہ رہا تو وہ مرکب بھی اس حیثیت المرکب باقی نہ رہا، اسی لئے معتزلہ جس عمل کو جزوِ ایمان کہتے ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ عمل نہ ہو تو ایمان بھی نہیں، پھر امام شافعی کی طرف سے جواب دیا گیا کہ اصل ایمان تو اعتقاد اور اقرار ہی ہے اور اعمال ایمان کے توابع اور ثمرات ہیں لیکن امام رازی اس جواب سے مطمئن نہ ہوئے اور کہا کہ اس جواب سے امام شافعی کا نظریہ باقی نہیں رہ سکتا۔

امام الحرمین جوینی شافعی نے اپنی عقائد و کلام کی مشہور تصنیف "کتاب الارشاد الی قواطع الادلۃ فی اصول الاعتقاد" کے صفحہ ۳۹۶ سے ۳۹۸ تک ایمان کی تحقیق کی ہے اور دوسرے نظریات کے ساتھ اصحاب حدیث کا نظریہ "ایمان مجموعہ معرفتِ قلب، اقرارِ لسان اور عمل بالارکان" بتلا کر اس کی غلطی بتلائی ہے اور اہلِ حق کا مذہب یہی بتلایا ہے کہ حقیقتِ ایمان تو صرف تصدیقِ قلبی ہی ہے کیونکہ وہ تصدیق کلامِ نفسی ہے اس لئے جب تک اس کا اظہار زبان سے نہ ہو اس کا علم نہیں ہو سکتا اس لئے وہ بھی ضروری ہوا، لیکن اعمال و عبادات کو جزءِ الایمان کسی طرح قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پھر دوسروں کے دلائل کے جوابات دیئے ہیں۔

کلامِ متین

امام اجل ابو عبداللہ فضل اللہ شہاب الدین بن ابو سعید الحسن تاج الدین بن الحسین بن یوسف التوربشتی متوفی سنہ ۶۶۱ھ مؤلف "المعتقد المنتقد" معروف بہ توربشتی نے اس کتاب کے باب سوم کے فصل دہم میں اس اختلاف کا بیان کیا ہے جو ایمان کے مسئلہ میں حنفیہ اور شافعیہ میں ہوا ہے۔ یہ کتاب فارسی میں ہے۔ عاجز مختصر طور پر اس کا بیان کرتا ہے۔

حضرت امام عالی مقام ابو حنیفہ نے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷ میں فرماتا ہے:

"جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے اور قائم رکھی نماز اور دی زکات"

دیکھو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اعمالِ صالحہ کو ایمان پر عطف کیا ہے اور یہ معلوم ہے کہ معطوف معطوف علیہ سے مغایر ہوتا ہے۔

اور اللہ نے سورۂ مجادلہ کی آیت میں فرمایا ہے: "اُن کے دلوں میں لکھ دیا ہے ایمان"

اور سورۂ حجرات کی آیت ۱۴ میں فرمایا ہے: "کہتے ہیں گنوار ہم ایمان لائے، تو کہہ تم ایمان نہیں لائے۔ ہاں کہو مسلمان ہوئے"

اور سورۂ نحل کی آیت ۱۰۶ میں فرمایا ہے: "جو کوئی منکر ہو اللہ سے یقین لائے پیچھے (ایمان لانے کے بعد) مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی اور اس کا دل برقرار رہے ایمان پر"

اور سورۂ مائدہ کی آیت ۴۱ میں فرمایا ہے: "اور اُن کے دل مسلمان نہیں"

ان آیاتِ مبارکہ سے ظاہر ہے کہ "ایمان دل کا عمل ہے"

امام شافعی اور اہلِ حدیث کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ بینہ کی آیت ۵ میں فرمایا ہے۔ "اور ان کو حکم یہی ہوا کہ عبادت کریں اللہ کی، نرمی کر کر اس کے واسطے بندگی ابراہیم کی راہ پر اور کھڑی کریں نماز اور دیں زکات اور یہ ہے راہ مضبوط لوگوں کی"

اللہ تعالیٰ نے ان سب اعمال کو دین کہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آلِ عمران کی آیت ۱۹ میں کہا ہے: "دین جو ہے اللہ کے ہاں سو یہی مسلمانی حکم برداری" اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایمان کہا ہے۔ وہ سورۂ آلِ عمران کی آیت ۸۵ میں فرماتا ہے: "جو کوئی چاہے سوا حکم برداری (اسلام) کے اور دین، سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خراب ہے" چونکہ ایمان اسلام (حکم برداری) ہے اور اسلام دین ہے اور اعمال دین سے ہیں۔ لہٰذا اعمال ایمان میں سے ہوئے اور اس قول کی تائید اس حدیث شریف سے ہوتی ہے کہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے وفد کے افراد سے کہا۔ تم جانتے ہو کہ ایمان کیا ہے۔ اہلِ وفد نے کہا۔ اللہ اور اس کا رسول ہی دانا ہے۔ آپ نے فرمایا: "گواہی اس بات کی کہ کوئی معبود اللہ کے سوا نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز کھڑی کرنی اور زکات دینی اور رمضان کے روزے رکھنے اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ دینا"

اس حدیث سے ثابت ہے کہ ایمان اسلام ہے اور اسلام دین ہے اور اعمال دین میں سے ہیں اور وہ ایمان ہیں۔

دونوں فریقوں کے مسلک کا یہ ہے مختصر بیان، اگر تفصیل سے اس کا ذکر کیا جائے اور طرفین کی حجتیں لکھی جائیں اس کے لئے کئی جلدیں درکار ہیں۔ ہمارا مقصد اس جگہ یہ ہے کہ دونوں فریق یہ سمجھ لیں کہ ائمہ نے جو کچھ کہا ہے از روئے استنباط و استدلال کہا ہے۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (بقرہ آیت ۱۴۸) اور ہر کسی کو ایک طرف ہے کہ منہ کرتا ہے۔

یہ مسئلہ دوسرے مسائل کی طرح کا نہیں ہے کہ جن میں مخالفت ظاہر نصوص کی یا مخالفت اجماع کی پائی جاتی ہو، کیونکہ اس مسئلہ میں اگر ایک فریق نے کسی آیت سے استدلال کیا ہے تو

دوسرے فریق نے کسی دوسری آیت سے استدلال کیا ہے، اور اگر کسی ایک فریق نے کسی حدیث سے تمسک کیا ہے تو دوسرے فریق نے کسی دوسری حدیث سے تمسک کیا ہے اور ان دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک بھی فریقین میں سے کسی ایک فرض کے اجمالی کا مرتکب نہیں ہو رہا ہے۔ جب صورت حال یہ ہے تو فریقین میں سے کسی کو نہیں چاہیئے کہ از راہِ تعصب دوسرے کی تضلیل کرے۔

بعض افراد ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ جس فریق کے پاس جاتے ہیں اُسی کے مسلک کا بیان کرتے ہیں اور اپنے کو ان ہی کا ہم مسلک ظاہر کرتے ہیں، عاجز کے نزدیک اپنے کو مقلد بتانا درست نہیں ہے، بنا بریں عاجز نے اپنا مسلک بیان کر دیا ہے۔

عاجز کے نزدیک دونوں اقوال کی وجہ جمع یہ ہو سکتی ہے کہ ایمان کی ایک اصل ہے اور اس کے فروع بمنزلہ اس کے پھل اور قرائح و لواحق کے ہیں۔ ہر وہ حدیث جس میں ایمان کے ساتھ قرائح و لواحق کا بیان کیا گیا ہے، اس کی وجہ سے کیا گیا ہے تاکہ مکلف یہ سمجھ لے کہ اگر اس نے ایمان کے قرائح اور لواحق پر عمل نہیں کیا وہ ایمان کا حق نہیں بجا لایا اور اس نے دائرہ اسلامی میں کوتاہی کی ہے۔ اور یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیئے کہ عبدالقیس کے وفد کے ارکان تو مسلم تھے اور دین کے مسائل سے بے خبر تھے، اگر اُن کے سامنے اصول و فروع کی تفریق بیان کی جاتی وہ کچھ نہ سمجھتے لہٰذا ایک ہی سلسلہ میں سب کا بیان کر دیا گیا۔ اس تاویل کی صحت اس ارشادِ نبوی سے ظاہر ہے کہ اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيْمَانِ (حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے) سب کو معلوم ہے کہ مسمّٰی ایمان میں حیا داخل نہیں ہے۔ حیاء ایک جبلی خصلت ہے اور اس کی وجہ سے انسان برائیوں سے محفوظ رہتا ہے لہٰذا یہ ایمان کے مشابہ اور اس کے شعاب میں سے ایک شعبہ ہوا۔

اب ناظرین اس مبارک صحیح حدیث شریف کو دیکھیں جو مشکوٰۃ شریف کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث از بخاری و مسلم ہے۔ اس حدیث شریف کے روایت کرنے والے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے والے حضرت جبریل امین علیہ السلام ہیں اور جواب دینے والے سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت جبریل نے دریافت کیا۔ اے محمد اسلام کے متعلق مجھ کو بتاؤ۔ سردارِ دو عالم نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں، اور قائم کرو نماز اور ادا کرو زکات اور روزے رکھو رمضان کے اور حج کرو اللہ کے گھر کا اگر جانے کا راستہ پاؤ۔ یہ سُن کر جبریل نے کہا۔ آپ نے درست فرمایا۔ پھر جبریل نے کہا۔ ایمان کے متعلق مجھے بتاؤ۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر،

اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور یوم آخر پر اور ایمان لاؤ قدر کے خیر و شر پر۔ یہ سن کر جبریل نے کہا۔ آپ نے درست فرمایا۔ الخ

دیکھو اس حدیث میں ایمان کے بیان میں عقائد کا بیان ہے، اعمال کا بیان نہیں ہے اور اسلام کے بیان میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے اور اعمال کا ذکر ہے اور یہی حضرت امام عالی مقام کا مسلک ہے۔ رضی اللہ عنہ (صفدر ۲۶۱ تا ۲۶۶)

ایمان کی زیادتی اور کمی

امام اہل تورپشتی نے لکھا ہے۔ حضرت امام اور آپ کے اصحاب کے نزدیک ایمان میں نہ کمی کی گنجائش ہے نہ بیشی کی۔ ایمان قلبی تصدیق کا نام ہے جس کا زبان سے اقرار کیا جاتا ہے۔ شافعی اور اہل حدیث کے نزدیک اعمال ایمان کے اجزاء ہیں لہٰذا ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔

تورپشتی فرماتے ہیں دل کی تصدیق میں کمی کے یہ معنی ہیں کہ وہ کافر ہے۔ رہا مراتب معرفت اور درجات یقین تو اس میں اللہ کے بندوں میں تفاوت موجود ہے اور ہم انبیاء اور ملائکہ کے مراتب نہیں پا سکتے۔ (ص ۲۶۶)

ارجا

حضرت امام عالی مقام نے فقہ اکبر میں لکھا ہے۔ ہم کسی گناہ کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر نہیں کہہ سکتے اگرچہ وہ گناہ کبیرہ ہو، ہاں اگر گناہ کا کرنے والا اس گناہ کو جائز سمجھے وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اللہ کے حکم کو رد کیا ہے، پناہ بہ خدا۔ حضرت امام کی یہ بات قرآن مجید کے وعد اور وعید کے موافق ہے اور فقہاء نے اس کو تسلیم بلکہ پسند کیا ہے۔

عمر بن حماد کا بیان[1]

حضرت امام کے پوتے عمر کا بیان ہے میں امام مالک کے پاس گیا اور ان سے حدیث شریف سنی۔ جب میں نے اپنا مقصد پورا کر لیا اور اپنے وطن آنے کا قصد کیا میں نے امام مالک سے کہا مجھ کو کھٹکا ہے کہ میرے دادا کو ان کے دشمنوں اور حاسدوں نے غلط رنگ میں آپ کے سامنے پیش کر دیا ہوگا لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ صحیح طور پر ان کا بیان آپ کے سامنے پیش کر دوں، اگر آپ نے پسند کیا بہتر ہے اور اگر اس سے بہتر بات آپ کے پاس ہو تو اس سے آپ مجھ کو آگاہ کر دیں۔ یہ سن کر امام مالک نے کہا۔

امام مالک کی تحسین

تم بیان کرو۔ میں نے کہا میرے دادا کسی مومن کو گناہ کی وجہ سے کافر نہیں کہتے تھے۔ انہوں نے کہا "بہت اچھا کہا ہے" یا "درست کہا ہے"

[1] ملاحظہ کریں استاذ محمد ابو زہرہ کی کتاب ابو حنیفہ ص ۴۱۱

پھر میں نے ان سے کہا۔ اگرچہ وہ فاحشہ گناہ کا مرتکب ہو جائے میں اس کو کافر نہیں کہتا۔ انہوں نے کہا "بہت اچھا کہا ہے" یا "درست کہا ہے"۔ میں نے کہا وہ اس پر بھی اضافہ کر کے کہتے تھے، انہوں نے پوچھا کیا کہتے تھے، میں نے کہا وہ کہتے تھے اگرچہ وہ شخص کسی کو قصداً قتل کر دے میں اس کو کافر نہیں کہتا۔ انہوں نے کہا "بہت اچھا کہا ہے" یا کہا "درست کہا ہے"۔

حضرت امام ابو حنیفہ کی اس رائے پر متاخرین مسلمانوں کے جمہور ہیں اور بحر معتزلہ اور خوارج کے کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے۔ باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک جماعت علماء کی آپ کی برائی بیان کرتی ہے اور آپ پر جرح و طعن کرتی ہے۔ ہم نے اس سلسلہ میں شہرستانی کا کلام بیان کر دیا ہے، فقہ اکبر میں حضرت امام ابو حنیفہ نے اس الزام کو اپنے سے دفع کیا ہے۔ آپ نے اپنے مذہب کا اور ارجاء کا فرق بیان کیا ہے۔ آپ نے کہا ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ مومن کو گناہ سے نقصان نہیں پہنچتا اور نہ ہم یہ کہیں کہ وہ آگ میں نہیں جائے گا اور نہ ہم یہ کہیں کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا چاہے وہ فاسق ہی کیوں نہ ہو جب کہ وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ گیا ہے اور ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ ہماری نیکیاں مقبول ہیں اور ہمارے گناہ بخشے ہوئے ہیں جیسا کہ مرجئہ کا قول ہے البتہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو شخص کوئی نیکی اس کی شرطوں کے ساتھ کرے کہ وہ نیکی تمام عیوب سے خالی ہو کفر و ارتداد اور برے اخلاق سے محفوظ ہو اور دنیا سے دولت ایمان کے ساتھ گیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ضائع نہیں کرتا بلکہ قبول کرتا ہے اور ثواب دیتا ہے۔ شرک اور کفر سے کم درجہ کے گناہ جن کا ارتکاب اس نے کیا ہے اور اس نے توبہ نہیں کی ہے اور وہ ایمان کے ساتھ مر گیا ہے اس کا معاملہ اللہ کی مشیت پر ہے وہ چاہے تو دوزخ میں ڈالے اور چاہے معاف فرمائے اور اس کو آگ سے بالکل دور رکھے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ ارجاء اپنے آخری مراحل میں اباحیت کے قریب پہنچ گیا تھا، فاسقوں نے اپنے فسق کے واسطے ارجاء کو ایک کھلا دروازہ بنا لیا تھا، چنانچہ حضرت زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین نے فرمایا ہے ہیں ان مرجئہ سے ہزار ہوں جنہوں نے فاسقوں کو اللہ کی عفو کا جھانسہ دیا ہے۔

مرجئہ کے تین مراتب

ارتکاب کبائر کے سلسلہ میں مرجئہ تین مراتب میں ہیں۔ ایک وہ ہیں جو مومن نہیں کہلاتے (یعنی اہل سنت) اور وہ خوارج اور معتزلہ ہیں، دوسرے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ سے نقصان نہیں پہنچتا ہے کیونکہ اللہ سب

خطاؤں کو معاف کرتا ہے اور یہ مذموم فرقہ ہے اور تیسرے وہ ہیں جو جمہور علماء کا مسلک ہے کہ کسی گنہگار کو کافر نہیں کہتے نیکی کا اجر دس گنا اور برائی ایک کی ایک، اللہ کی مہربانی کے لئے کوئی بندش نہیں ہے اور نہ کوئی حد لگانے والا اس کی حد لگا سکتا ہے۔ امام ابوحنیفہ اسی جماعت میں ہیں اور یہی جمہور مسلمین کا مسلک ہے۔ اب اگر اس تیسرے مرتبہ والوں کو کوئی مرجئہ کہے تو جمہور مسلمین مرجئہ ہوتے۔

استاذ محمد ابوزہرہ نے الخیرات الحسان کی عبارت لکھی ہے کہ ایک جماعت نے ابوحنیفہ کو مرجئہ میں سے شمار کیا ہے لیکن یہ بات حقیقت کے خلاف ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ شارح مواقف نے کہا ہے کہ غسان مرجی اپنے ارجا کی نسبت ابوحنیفہ کی طرف کیا کرتا تھا اور وہ ابوحنیفہ کو مرجئہ میں سے شمار کرتا تھا۔ اور یہ حضرت امام پر تہمت تھی۔ غسان آپ کے نام سے اپنے مذہب کی ترویج چاہتا تھا۔ دوسری وجہ یہ ہے، آمدی نے کہا ہے ہو سکتا ہے کہ جس نے آپ کو مرجئہ میں سے شمار کیا ہے اس نے اہل سنت کے مرجئہ میں سے آپ کو شمار کیا ہو، کیونکہ پہلی صدی میں جو لوگ مسئلہ قدر میں معتزلہ کے خلاف تھے، معتزلہ ان کو مرجئہ کہتے تھے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے ایمان کے متعلق فرمایا ہے کہ اس میں بیشی اور کمی نہیں ہوتی اس قول سے یہ سمجھا گیا کہ آپ نے عمل کو پیچھے ڈال دیا ہے حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ عبادت میں آپ کا انہماک مشہور ہے۔ علامہ ابن عبدالبر نے کہا ہے۔ آپ سے حسد کیا جاتا تھا اور ایسی باتیں آپ سے منسوب کی جاتی تھیں جو آپ میں نہیں ہوتی تھیں۔ آپ پر ایسی تہمتیں لگاتے تھے جو آپ کی شان کے خلاف ہوتی تھیں۔

استاذ محمد ابوزہرہ کہتے ہیں۔ علماء نے حضرت امام ابوحنیفہ کے متعلق یہ کہا ہے اور میں کہتا ہوں کہ ابوحنیفہ اس وقت مرجئہ میں سے ہوں گے کہ فاسق کو مومن کہنے والے سب افراد کا شمار مرجئہ میں ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا بعض گنہگار افراد کو معاف کرنے کا بیان ارجاء کہلائے۔ اس صورت میں صرف امام ابوحنیفہ ہی میں ارجاء نہیں ہے بلکہ تمام فقہا اور محدثین بھی ارجاء میں آپ کے ساتھ ہیں۔

خلق قرآن ساجی وغیرہ نے حضرت امام پر خلق قرآن کا الزام لگایا ہے حالانکہ ابن حدیث کے امام حضرت احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ارشاد یہ عاجز نقل کر چکا ہے کہ حضرت امام عالی مقام نے یہ بات نہیں کہی ہے۔ ائمہ اربعہ میں سے ایک عالی مرتبت امام کا ارشاد حجت ہے۔

ایک المیہ حضرت شاہ ولی اللہ نے مؤطا کی فارسی شرح مصفّیٰ میں کہا ہے۔ امام مالک نے موطا میں تقریباً دس ہزار حدیثیں جمع کی تھیں اور پھر آپ ان پر نظر ڈالتے تھے اور کم کرتے تھے یہاں تک کہ یہ مقدار باقی رہ گئی۔

ابوبکر ابہری نے کہا ہے کہ موطا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین سے ۱۷۲۰ حدیثیں ہیں۔

اُن میں مسند روایتیں	۲۰۰	مجموعہ ۱۷۲۰
اور مرسل روایتیں	۲۲۲	
اور موقوف روایتیں	۶۱۳	
اور تابعین کے اقوال	۲۸۵	

ابن حزم نے کہا میں نے موطا کی حدیثیں شمار کی ہیں۔ مجھے مسند پانچ سو اور کچھ اور مرسل تین سو اور کچھ ملی ہیں۔

موطا امام محمد کے سلسلہ میں فخر ہندوستان محقق بے مثال علامہ ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی نَفَّعَنَا اللّٰہُ بِہٖ وَبِاَمْثَالِہٖ نے اپنی تالیف قیم التعلیق الممجد علی موطا محمد میں صفحہ ہندیہ سے اُنتالیس تک نہایت ضبط و تفصیل سے روایات کا بیان کیا ہے اور لکھا ہے۔

اس کتاب کی تمام احادیث مرفوعہ و آثار موقوفہ خواہ وہ صحابہ پر موقوف ہوں یا بعد کے اکابر پر موقوف ہوں اور وہ مسند ہوں یا غیر مسند ہوں ایک ہزار ایک سو اسی ہیں ان میں سے انداز مالک ایک ہزار پانچ ہیں اور دوسرے طرق سے ایک سو پچھتر ہیں۔

علامہ نے جو تفصیل لکھی ہے اس سے ظاہر ہے کہ اس کتاب میں امام مالک سے تین سو چالیس مرفوعہ احادیث ثابت ہیں، عاجز نے کسی کتاب میں چند روز پہلے دیکھا تھا کہ موطا مالک میں ڈھائی سو حدیثیں باقی رہ گئی ہیں باقی سب کو امام مالک نے رد کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ تعداد احادیث مرفوعہ کی رہی ہو اور آثار موقوفہ اس کے علاوہ ہوں۔

امام مالک کی ولادت ۹۳ھ کی ہے اور ستاسی سال کی عمر پا کر ۱۷۹ھ میں رحلت فرمائی ہے۔ آپ حضرت امام عالی مقام سے بتیس سال چھوٹے تھے۔ حضرت امام کی وفات کے وقت آپ کی عمر اڑتیس سال کی تھی۔ امام محمد تلمیذ حضرت امام عالی مقام احادیث مبارکہ کے استماع کے لئے امام مالک کے پاس پہنچے اور تین سال ان کے پاس قیام کیا۔ اس مدت میں امام مالک کو بھی چوراسی موقع ملا کہ

حضرت امام ابو حنیفہ کے اصول و قواعد اور آپ کی تخریجات اور استنباطات سے امام محمد کے ذریعہ مستفید ہوئے ہوں اور اس افہام و تفہیم کے دور نے آپ کے ترتیب دادہ اصولوں پر اثر ڈالا ہو اور یہ اثر آخر وقت تک رہا ہو اور دس ہزار روایات کی کتاب دس سو روایات کی کتاب بھی رہ گئی ہو۔ کسی محقق نے کہا ہے اگر کچھ مدت اور امام مالک بہ حیات رہتے شاید مئات کی جگہ عشرات لیتے۔

شاہ ولی اللہ نے مصفی کے صفحہ چار میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید القطان اور یحییٰ بن معین کہا کرتے تھے کہ حدیث میں مالک امیر المومنین ہیں اور صفحہ ۵ میں لکھا ہے کہ بخاری نے کہا ہے۔ اسانید میں سب سے زیادہ صحیح روایت مالک کی از نافع از ابن عمر ہے اور صفحہ چھ میں لکھا ہے۔ سرگروہان محدثین مثل احمدؒ، بخاریؒ، مسلمؒ، ترمذیؒ، ابوداؤدؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ، دارمیؒ نے ایک حدیث بھی اپنی تالیفات میں امام مالک سے روایت نہیں کی ہے۔

حیرت کا مقام ہے کہ ائمہ حدیث کو امام مالک کی روایت کردہ احادیث میں سے ایک روایت بھی صحیح طریق سے نہیں پہنچی ہے جس کی وہ روایت کرتے حالانکہ امام مالک سے ان کی موطا کی روایت امام محمد اور حضرت امام کے پوتے عمر بن حماد کرتے ہیں۔

تنسیق النظام فی مسند الامام اس سلسلہ میں عاجز کو نابغۃ العصر عبقری الہند علامہ ابو الحسن[1] محمد حسن بن ظہور حسن بن شمس علی حنفی سنبھلی اسرائیلی کی ایک عبارت ان کی تالیف قیم "تنسیق النظام فی مسند الامام" میں ملی ہے۔

حضرت امام کی یہ مسند امام قاضی صدر الدین موسیٰ بن زکریا الحصکفی متوفی ۸۰۰ھ نے جمع کی ہے علامہ حصکفی نے اپنے اساتذۂ کرام کے ناموں پر اس کو مرتب کیا تھا۔ پھر اس مسند کو محدث شہیر علامہ محمد عابد انصاری سندھی متوفی ۱۲۵۷ھ نے ابواب فقہیہ کے مطابق مرتب کیا اور پھر علامہ سنبھلی نے اس کی شرح تنسیق النظام لکھی، تراجم رواۃ کا بیان مقدمہ میں کیا ہے۔ آپ نے مقدمہ کے صفحہ چھ اور سات میں لکھا ہے۔

سلف کو احادیث کا علم تھا اور ان احادیث کی معرفت بھی تھی، البتہ انجام کار اس پر ہوا ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں ان کا اندراج نہیں کیا ہے اور ان کے اندراج نہ کرنے پر ہم ان پر رد و قدح

---

[1] مولانا سید عبدالحی نے نزہۃ الخواطر میں آپ کی تالیفات ایک سو تا ئی ہیں اور لکھا ہے کہ آپ چالیس سال کے تھے کہ تپ دق کی بیماری میں ۱۳ صفر ۱۳۰۷ھ میں رحلت کر گئے۔ مولانا ابوالحسنات لکھنوی کی وفات کے گیارہ مہینے بعد اگر ابوالحسنات اپنے وقت کے شمس العلماء تھے آپ اسی درجے کے بدر الدجیٰ تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما رحمۃ واسعۃ۔

نہیں کر سکتے۔ دیکھو شیخین (بخاری و مسلم) کو انہوں نے اکثر صحاح کا ذکر نہیں کیا ہے باوجود اس کے کہ ان کو علم تھا، وَبِالْجُمْلَةِ هٰذِهِ التَّحْقِيقَاتُ جُلُّهَا مَدَارُ جُمُوْدِ التَّقْلِيْدِ فِي مَسَالِكِ أَهْلِ الْحَدِيْثِ غَيْرَ مُتَعَرِّدَةٍ وَلَا سَقِيْمَةٍ وَذَاكَ وَإِنْ كَانَ مُعْتَمَدًا لِلْعُلَمَاءِ وَغَيْرِهَا عَلَى السَّنَدِ وَمَعْرِفَةِ رِجَالِهِ وَتَمْيِيْزِ رِوَايَاتِ مَنْ تُقْبَلُ الْأَسَانِيْدُ وَهٰذَا الْمِعْيَارُ بِنَاءُ كُلِّ ذِي تَخْرِيْجٍ لِلْحَدِيْثِ وَأَحَادِيْثُ مُسْنَدِ إِمَامِنَا مِصْبَاحٌ وَأَصَحُّ مِنْ أَحَادِيْثِ الْأُمَّهَاتِ۔

یعنی خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ سب کچھ اہل خبرہ اصحاب حدیث کے طریقوں کی ایسی جامد تقلید کا نتیجہ ہے جو بغیر کسی دلیل کے اور بلا فہم و انصاف کے درگزر کرنا پڑا ہو ورنہ حدیث کی صحت کا مدار سند پر ہے کہ اس کے راویوں کے احوال کا علم ہو اور یہ بات احادیث کے ہر ہر کو حاصل ہے ہمارے حضرت امام کی اس مسند کی احادیث سنن اربعہ کی احادیث سے صحیح بلکہ اصح ہیں۔

علامہ سنبھلی نے حضرت امام ابو حنیفہ کی مدح و ثنا مالک اور شافعی سے نقل کر کے حصکفی کی یہ عبارت صفحہ سات پر لکھی ہے۔

حضرت امام کی مدح اگر ہم تفصیل سے حضرت امام کے مناقب لکھیں مضمون زیادہ ہو جائیگا اور ہم پوری طرح بیان بھی نہ کر سکیں گے۔ یقیناً آپ عالم تھے، عامل تھے، عابد تھے، صاحب ورع تھے، علوم شریعت میں امام تھے، آپ سے ایسی باتیں منسوب کی گئی ہیں کہ آپ کی قدر و منزلت اس سے بہت بلند و برتر ہے، جیسے خلق قرآن اور قدر اور ارجاء کے مسائل ہیں، ہم کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ان باتوں کے بیان کرنے والوں کا ذکر کریں کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ان اقاویل سے آپ پاک و صاف ہیں۔ دیکھو اللہ نے تمام اطراف میں آپ کا ذکر پھیلا دیا ہے آپ کا علم روئے زمین پر چھا گیا ہے، اگر اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی راز مضمر نہ ہوتا وہ ضعف اہل اسلام کو یا اس کے قریب کو آپ کا مقلد نہ بناتا جو آپ کی رائے پر ہمارے زمانہ تک (امام قاضی حصکفی کے زمانہ تک) ساڑھے چار سو سال تک مسلسل عمل کر رہا ہے اور آپ ہی کے طریقہ پر اللہ کی عبادت کر رہا ہے اور یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ کا مذہب صحیح ہے۔

امام لیث مصری نے کہا ہے امام لیث بن سعد کا مکتوب ایک شرعی وثیقہ ہے اور ہم اجزاس کو نقل کر چکے ہے۔ امام لیث کا ایک قول "جامع بیان العلم" میں گزر چکا ہے کہ امام مالک نے ستر مسائل میں احادیث نبویہ کے خلاف کیا ہے۔ یہ لکھ کر امام ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ اہل علم میں سے کوئی فرد ایسا نہیں گزرا ہے جس نے کسی آیت کی تاویل نہ کی ہو

یا کسی سنت میں ایسی راہ اختیار کی ہو جس کی وجہ سے دوسری سنت نظر انداز نہ کی گئی ہو۔

حضرات مجتہدین، ائمہ دین، فقہاء مکرمین نے اپنی جان، اپنی اولاد، اپنا مال، اپنا تن شریعت مطہرہ پر قربان کر دیا ہے۔ ان حضرات کے پیش نظر یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا اور بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا ہے۔ یعنی آسان کرو مشکل نہ بناؤ، خوشخبری سناؤ، نفرت نہ دلاؤ۔ جو کچھ ان حضرات نے کیا ہے شریعت مطہر کی تقویت کے لئے کیا ہے۔ یہ حضرات اطبائے کاملین ہیں، بھلا اطبا کے سامنے حَیَاذِلَہ یعنی جڑی بوٹی فروخت کرنے والوں کی کیا وقعت ہے، ان حَیَاذِلَہ کو حضرت امام مالک کی صحیح حدیث نہیں ملی کیا اس کی وجہ سے امام مالک کے مذہب کو کوئی چھوڑے گا۔ حضرات ائمہ کی پیروی اگر کوئی نہیں کرنی چاہتا مشرق سے مغرب کو چلا جائے۔ یہ کہاں کا انصاف اور انسانیت ہے کہ حضرات ائمہ پر تہمتیں لگائی جائیں اور ان کو گالیاں دی جائیں۔ متنبہ نے کہا ہے اور خوب کہا ہے۔ غفر اللہ لہ و رحمہ۔

زاہد بہ نماز و روزہ ربطے دارد — عاشق بہ می و مدام ضبطے دارد
معلوم نہ شد کہ یار مسرور کیست — ہر کس بہ خیال خویش ضبطے دارد

علامہ ابن الہمام کا بیان

علامہ ابن الہمام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر جلد اول کے ۶۴ النوافل صفحہ ۳۰۵ سورتہ اور اعادہ میں احادیث کے متعلق اچھی بحث کی ہے۔ عاجز اس کا ترجمہ لکھتا ہے۔

"جس نے کہا ہے کہ احادیث میں سب سے زیادہ صحیح وہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم میں ہے، پھر جو بخاری میں ہے پھر جو مسلم میں ہے، پھر جو بخاری اور مسلم کی شرطوں پر کسی دوسرے نے روایت کی ہے، پھر بخاری کی شرطوں پر پھر مسلم کی شرطوں پر۔ یہ قول بلا دلیل ہے اس کی تقلید جائز نہیں کیونکہ احادیث کا زیادہ صحیح ہونا اس بنا پر ہے کہ وہ ان شرطوں پر اُتری ہیں جن پر بخاری و مسلم کی روایتیں اُتری ہیں۔ اگر ان دو کتابوں کے سوا کسی کتاب میں ان شرطوں پر حدیث پوری اُتری ہے۔ اس سے بخاری و مسلم کی روایت کو زیادہ صحیح قرار دینا بے دلیل قول ہے۔ ان دو کتابوں کی روایت پر یا ان میں سے کسی ایک کی روایت پر یہ کہنا کہ اس کا راوی ان شرائط کا جامع ہے جو روایت کی صحت کے لئے مقرر کی گئی ہیں قطعی قول نہیں ہے کیونکہ مسلم میں کثرت سے ایسی روایتیں ہیں کہ جن کے راوی جرح کی گرفت سے نہیں بچے اور بخاری میں بھی ایک جماعت ایسے راویوں کی ہے جن پر گرفت کی گئی ہے۔

راویوں کے متعلق کسی رائے کا قائم کرنا علماء کے اجتہاد پر ہے اور یہی حالت شرطوں کی ہے۔ ائمہ میں سے کسی نے کسی شرط کا اعتبار کیا ہے اور کسی نے اس شرط کا اعتبار نہیں کیا ہے۔ اس

کے باوجود شرط کا اعتبار نہ کرنے والے کی روایت، شرط کا اعتبار کرنے والے کی روایت کے معارضہ کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یہی حال راویوں کا ہے، کسی نے ایک راوی کو ضعیف قرار دیا ہے اور دوسرے نے اس راوی کی توثیق کی ہے جو لوگ تاراقف ہیں اور راویوں کے احوال سے بے خبر ہیں وہ اس بات سے بحرص اور مطمئن ہو جاتے ہیں جدھر اکثریت ہوتی ہے اور جو مجتہد ہے اور راویوں کے احوال سے باخبر ہے وہ اکثریت اور اقلیت سے غرض نہیں رکھتا ہے بلکہ وہ اپنی رائے اور سمجھ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

لہ باقی از صفحہ ۳۱۲ سطر ایک۔

ابو المحسن زید فاروقی عرض کرتا ہے محدث شہیر مولانا انور شاہ کشمیری نے کیا خوب فرمایا ہے۔

"خطیب کے متعلق کیا کہوں، غصہ آجائے گا، صرف یہ کہتا ہوں کہ ایسے لوگوں نے ابن مجد ہی کی جڑ نکال دی ہے، اس نے اپنی تاریخ بغداد میں جو کچھ امام اعظم کے خلاف مواد جمع کر دیا ہے اس کے لیے الوہم الصیب فی کبد الخطیب دیکھنا چاہیئے۔"

۱۔ خطیب نے تاریخ بغداد جلد ۱۳ صفحہ چار سو، چار سو ایک میں لکھا ہے، ہم سے ابن رزق نے کہا، اس سے احمد بن جعفر نے، اس سے احمد بن علی کہا نے اس سے ابراہیم بن سعید نے اس سے محبوب بن موسیٰ نے، اس سے یوسف بن اسباط نے کہا کہ ابو حنیفہ نے کہا: "لَوْ اَدْرَكَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَدْرَكْتُهُ لَاَخَذَ بِكَثِيْرٍ مِنْ قَوْلِيْ" اگر مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پا لیتے اور میں ان کو پا لیتا وہ میری بہت سی باتیں لے لیتے۔

خطیب بغدادی نے تصحیف کر کے نجی کو نبی بنایا، پھر نبی کو روایت بالمعنی کر کے رسول اللہ بنایا اور پھر یہ کفریہ بات نقل کی، اصل واقعہ کو امام قاضی ابو یوسف نے بیان کیا ہے کہ جب بصرہ میں عثمان البتی ظاہر ہوئے اور انہوں نے اصول میں اپنا مذہب ظاہر کیا اور حضرت امام ابو حنیفہ نے ان کے مسائل سنے، آپ نے فرمایا: "لَوْ اَنَّ الْبَتِّيَّ اَتَانِيْ لَاَخَذْتُ بِكَثِيْرٍ مِنْ قَوْلِيْ" اگر بتی مجھ کو دیکھ لیتے وہ میرے اقوال کثرت سے لیتے۔ کہاں حضرت امام کی یہ بات اور کہاں خطیب کی کفریہ تصحیف۔

حضرت امام عالی مقام پر ظلم وستم اور آپ کی رحلت و تدفین

علامہ شہاب الدین احمد ابن حجر ہیتمی کی شافعی نے لکھا ہے۔

بنو مروان کے آخری بادشاہ مروان بن محمد نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو عراق کا والی بنایا اس نے ۱۳۰ھ میں ربیع کو بھیج کر امام ابوحنیفہ کو بلوایا کہ آپ قاضی القضاۃ ہوں۔ آپ نے انکار کیا۔ اور اس نے آپ کو کوڑوں سے پٹوایا۔

لکھا ہے کہ عراق میں بنو مروان کے خلاف فتنہ اٹھا۔ ابن ہبیرہ نے علماء کو جمع کیا اور ان کو بعض اعمال پر مقرر کیا۔ عقود الجمان میں ہے کہ ان علماء میں ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ اور داؤد بن ابی ہند شامل تھے۔ ابن ہبیرہ نے قاصد امام ابوحنیفہ کے پاس بھیجا کہ آئیں اور حکومت کی مہر اپنے پاس رکھیں، بغیر مہر کے نہ کوئی حکم نافذ ہوگا اور نہ بیت المال میں کچھ تصرف کیا جائے گا۔ آپ نے مہر رکھنے سے انکار کیا۔ ابن ہبیرہ نے قسم کھائی اگر امام ابوحنیفہ انکار کرینگے تو وہ کوڑے لگوائے گا۔ علماء نے حضرت امام سے کہا ہم نے بادلِ ناخواستہ حکومت میں اشتراک کیا ہے، تم بھی اس کام کو کرو اور اپنے نفس پر رحم کرو۔ قاضی عیسیٰ نے لکھا ہے کہ ابن ہبیرہ نے قسم کھائی کہ عہدہ قبول نہ کرنے پر وہ سر پر کوڑے لگوائے گا۔ حضرت امام نے قسم کھائی کہ میں اس کام کو قبول نہیں کروں گا۔ ابن ہبیرہ نے کہا۔ یہ میری قسم کے مقابلہ میں قسم کھاتے ہیں میں اس وقت تک پٹواؤں گا کہ یہ عہدہ قبول کرلیں یا مر جائیں آپ نے فرمایا، اخروی عذاب کے مقابلہ میں دنیوی عذاب مجھ کو قبول ہے۔ چنانچہ آپ کے سر پر تیس کوڑے مارے گئے۔ آپ نے ابن ہبیرہ سے کہا۔ تم یاد رکھو کہ تم کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہوگا اور وہ کھڑا ہونا میرے اس کھڑے ہونے سے بہت دقت کا کھڑا ہونا ہوگا اور اللہ تم سے پرچھ کریگا۔ یہ سن کر ابن ہبیرہ نے جلاد کو رک جانے کا اشارہ کیا اور آپ کو قید خانہ بھجوا دیا۔ رات کو ابن ہبیرہ نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ ابن ہبیرہ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أما تخاف الله تضرب رجلا من امتي بلا جرم و تهدده، فارسل اليه فاخرجه واعتذر، تو اللہ سے نہیں ڈرتا ہے کہ میری امت کے ایک شخص کو بغیر جرم کے مارتا ہے اور اس کو دھمکاتا ہے۔ چنانچہ ابن ہبیرہ

نے آدمی بھیج کر آپ کو آزاد کیا اور آپ کی قسم پوری ہوئی۔

عقود الجمان میں ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ دس دن تک دس دس کوڑے آپ کے لگے ہیں اور لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل کو کوڑے لگے اور وہ حضرت امام کے کوڑے لگنے کو یاد کر کے رویا کرتے تھے آپ کے لئے دعائے رحمت کرتے تھے۔

یہ بھی آپ کے احوال میں لکھا ہے کہ حضرت امام کو سوچنے کے لئے مہلت دی گئی تھی لہٰذا آپ قید سے نکل کر حجاز مقدس چلے گئے اور جب حکومت بنی عباس کی ہوئی آپ کوفہ تشریف لائے۔

ظلم شدید و وفات

بنو مروان کا ظلم دور ہوا اور بنی عباس نے اپنی جبارت کا اظہار کیا، لکھا ہے کہ منصور عباسی نے حضرت امام کو بلایا کہ آپ قاضی کا عہدہ قبول کریں۔ آپ نے قبول نہیں کیا۔ منصور نے حکم دیا کہ ان کو ہر روز قید خانہ سے نکال کر منظر عام پر دس کوڑے مارا کریں اور بازاروں میں گھما کر اعلان کیا جائے۔ چنانچہ دس روز تک یہ ظلم آپ نے برداشت کیا۔ خون بہا کرتا تھا اور کوڑے پڑتے تھے اور اسی حال میں آپ کو پھرایا جاتا تھا۔ دس دن گزرنے پر آپ روئے اور آپ نے دعا کی اور "اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید" کا ظہور ہوا۔ ہیتمی نے لکھا ہے۔ ایک جماعت نے کہا ہے کہ آپ کو ایک پیالہ پینے کو دیا گیا۔ آپ نے فرمایا مجھ کو معلوم ہے کہ اس میں کیا ہے میں نہیں پیتا۔ چنانچہ آپ کو لٹا کر آپ کے حلق میں ڈالا گیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ سب کچھ منصور کے سامنے کیا گیا ہے اور یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے جب آپ کو موت کا احساس ہوا آپ سجدہ میں گئے اور اسی حال میں آپ کی وفات ہوئی۔

ہیتمی نے یہ بھی لکھا ہے۔ اتنا شدید عذاب اور ایسی بشناعت سے قتل کرنا اس پر نہیں ہو سکتا کہ آپ نے قاضی بننے سے انکار کیا تھا بلکہ اس کی وجہ یہ ہوئی ہے کہ آپ کے مخالفوں نے منصور سے کہا کہ حضرت ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فوج حضرت ابوحنیفہ نے کروائی تھی اور آپ نے حضرت ابراہیم کو دولت دی تھی۔ ابوحنیفہ کا اثر بہت زیادہ ہے۔ یہ سن کر منصور نے آپ کو بلایا اور ظلم کے ساتھ آپ کو قتل کرایا اور یہ واقعہ ماہ رجب یا شعبان میں ہوا ہے اور کہا گیا ہے کہ نصف شوال کا واقعہ ہے اور سن ایک سو پچاس تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ رضی عنہ۔

آپ کی تجہیز و تکفین و تدفین

ہیتمی نے لکھا ہے۔ قید خانہ سے پانچ افراد آپ کو اس جگہ لائے جہاں آپ کو غسل دیا گیا۔ جناب حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے آپ کو غسل دیا اور ابو جعفر عبداللہ جارود ہمدانی ہیروی نے پانی ڈالا۔ جب حسن بن عمارہ غسل دے کر فارغ

ہوئے ان الفاظ سے تابین کی۔

رحمك الله لم تفطر منذ ثلاثين سنة ولم تنم بليلة منذ اربعين سنة ؛
كنت أخفهنا وأنشطنا وأزهدنا وأجمعنا لخصال الخير وقبرت إلى خيلي ق
شباب واكتبت من بعدك۔

تم پر اللہ رحم فرمائے تیس سال سے افطار نہیں کیا اور چالیس سال سے رات کو کروٹ نہ لی۔ ہم میں تم سب سے زیادہ فقیہ تھے اور سب سے زیادہ عبادت گزار تھے اور ہم میں سب سے زیادہ بھلائی کی خصلتوں کو جمع کرنے والے تھے اور جب بھی دفن ہوئے بھلائی اور سنت کے ساتھ ہوئے اور اپنے بعد کے آنے والوں کو اشکال میں ڈالا۔ (اشکال یہ ہے کہ تم جیسا علم ان کا نہیں)

آپ کو غسل دے کر ابھی فارغ نہیں ہوئے تھے کہ اہل بغداد اس کثرت سے جمع ہوئے جن کی گنتی اللہ ہی کو معلوم ہے۔ بعضوں نے کہا ہے پچاس ہزار افراد تھے اور بعض نے کہا ہے اس سے زیادہ تھے۔ آپ پر نماز چھ مرتبہ پڑھی گئی۔ آخری مرتبہ آپ کے بیٹے حماد نے نماز پڑھائی اور تقریباً بیس دن تک آپ کی قبر پر نماز ہوتی رہی اور آپ نے وصیت فرمائی خیزراں کے مقبرہ میں جو شرقی سمت میں ہے دفن کئے جائیں کیونکہ وہ زمین غصب کی ہوئی نہیں ہے۔ جب منصور کو یہ بات پہنچی اس نے کہا۔ کون ہے جو امام ابوحنیفہ سے ان کی زندگی اور موت میں ہماری طرف سے معذرت چاہے۔

جب یہ خبر ابن جریج کو پہنچی جو کہ امام شافعی کے استاد الاستاد تھے آپ نے کہا کہ استرجاع پڑھا اور فرمایا۔ کیسا علم گیا۔ اور یہ خبر جب شعبہ کو پہنچی فرمایا۔ کوفہ کا نور علم بجھ گیا۔ ایسا نور وہ پھر نہ دیکھیں گے۔

صدقۃ المغاربی کی دعا قبول ہوتی تھی۔ انہوں نے حضرت امام کی تدفین کے بعد تین رات تک یہ دو شعر کہے۔

ذَهَبَ الْفِقْهُ فَلَا فِقْهَ لَكُمْ ۔۔۔ فَاتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا خَلَفَا
مَاتَ نُعْمَانُ فَمَنْ هٰذَا الَّذِي ۔۔۔ يُغْنِي اللَّيْلَ إِذَا مَا سَجَفَا

۱ گئی فقہ اب تمہارے پاس فقہ نہیں اللہ سے خوف کھاؤ اور ان کے خلف بنو
۲ مر گئے نعمان اب کون ایسا ہے جو شب کو بیدار ہو جب وہ پردے چھوڑ دے

حضرت امام پر قید خانہ میں دس دن تک سخت تکلیفیں گزری ہیں۔ آپ کا خون پنڈلیوں

سے بہتا ہوتا تھا اور آپ کو بازار میں گھمایا جاتا تھا۔ عقود الجمان میں ہے۔ ضيق عليه تضييقا شديدا؟ في الطعام والشراب في الحبس۔ قید خانہ میں آپ پر کھانے پینے کی نہایت تکلیف دی جاتی تھی اور یہ کیفیت دس دن تک رہی اور ہر روز دس کوڑے مارے جاتے تھے۔

مورخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ منصور حضرت امام کی قبر پر گیا اور وہاں نماز پڑھی۔ کچھ معذرت خواہ الفاظ بھی کہے۔ مومن خاں نے خوب کہا ہے ؎

وہ آئے ہیں پشیماں لاش پر اب
تجھے اے زندگی لاؤں کہاں سے

حضرت امام اور روایتِ حدیث

جامع مسانید الامام الاعظم

اس کتاب کو علامہ ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد بن حسن جو اصلاً خوارزمی اور پیدائش کے اعتبار سے خوارزمی ہیں جن کی ولادت ۵۹۳ھ اور وفات ۶۵۵ھ میں ہوئی نے لکھی ہے۔ انہوں نے اس مبارک مسند کے لکھنے کی وجہ یہ لکھی ہے۔

میں نے ملک شام میں بعض جاہلوں سے سنا حضرت امام عالی مقام کی روایتِ حدیث کم تھی اور ایک جاہل نے امام شافعی کی مسند جس کو ابو العباس محمد بن یعقوب اصم نے جمع کیا ہے اور امام مالک کی موطا اور امام احمد کی مسند سے استدلال کرتے ہوئے حقارت سے حضرت امام عالی مقام کا ذکر کیا؛ یہ سن کر میری حمیت دینی نے مجھ کو مجبور کیا کہ میں حضرت امام عالی مقام کی پندرہ مسانید آثار سے ایک مسند مرتب کروں، چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے ابواب فقہ کی ترتیب پر یہ مسند مرتب کی تاکہ جاہل معاندوں کا شبہ دور ہو۔ ایسے معاندوں کے متعلق امام ابن مبارک نے کہا ہے۔

حَسَدُوا الْفَتٰی اِذْ لَمْ یَنَالُوا سَعْیَهٗ ... فَالنَّاسُ اَعْدَاءٌ لَّهٗ وَخُصُوْمٌ

كَضَرَائِرِ الْحَسْنَاءِ قُلْنَ لِوَجْهِهَا ... حَسَدًا وَّبَغْضًا اِنَّهٗ لَدَمِيْمٌ

۱۔ انہوں نے نوجوان پر حسد کیا جبکہ اس کی کوشش کو پہنچ سکے تو قوم اس کی دشمن اور مخالف ہے۔

۲۔ جیسا کہ حسینہ کی سوکنوں نے اس کے چہرے کو حسد اور بغض کی وجہ سے کہا، یہ بدصورت ہے۔

عاجز کے سامنے اس مبارک مسند کا وہ نسخہ ہے جس کو جناب منصور علی مصطفیٰ آبادی مولداً اور حنفی مذہباً نے بہ دقت عصر روز شنبہ پندرہ شعبان سنہ ۱۲۷۱ھ کو جناب محمد حسین کے مطبع محمدی واقع دہلی میں طبع کیا ہے۔ انہوں نے پندرہ مسانید کا بیان اس طرح کیا ہے۔

پندرہ مسانید جن کو قبول علماء حدیث نے جمع کیا ہے۔

۱۔ مسند امام حافظ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث البخاری المعروف بعبد اللہ الاستاذ رحمہ اللہ

۲۔ مسند امام حافظ ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد العدل رحمہ اللہ

۳۔ مسند امام حافظ ابو الحسین محمد بن المظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد رحمہ اللہ

۴۔ مسند امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد الاصفہانی رحمہ اللہ

۵۔ مسند الشیخ الثقہ العدل ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد الانصاری رحمہ اللہ

۶۔ مسند امام حافظ صاحب الجرح والتعدیل ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی رحمہ اللہ

۷۔ مسند الامام الحسن بن زیاد اللؤلؤی رحمہ اللہ

۸۔ مسند الحافظ عمر بن الحسن الاشنانی رحمہ اللہ

۹۔ مسند الامام الحافظ ابو بکر احمد بن محمد بن خالد بن یحییٰ الکلاعی رحمہ اللہ

۱۰۔ مسند الامام الحافظ ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن خسرو البلخی رحمہ اللہ

۱۱۔ مسند الامام ابو یوسف القاضی یعقوب بن ابراہیم الانصاری رحمہ اللہ

۱۲۔ مسند الامام محمد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ

۱۳۔ مسند الامام حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ

۱۴۔ مسند محمد بن الحسن معظم من التابعین ورواہ عنہ رحمہ اللہ وبسبعین الآثار

۱۵۔ مسند الحافظ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام السعدی رحمہ اللہ

علامہ خوارزمی نے درج ذیل خطبہ جامع المسانید کا لکھا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَبَقَ بِاِنْعَامِهٖ وَمِنْ اَصْفٰی شَرَائِعِ الشَّرَائِعِ وَكَمَالِ بِفَضْلِهٖ وَمِنْ اَنْجٰی مَدَارِعِ الدَّرَائِعِ وَاَطْلَعَ وَرَادِیْ شَرَائِعِ مِنْ اَشْرَفِ الْمَنَابِعِ وَهُوَ مَطْلَعُ سَیِّدِ الْاَصْفِیَاءِ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَشَفِیْعِ الْاُمَمِ یَوْمَ الْجَزَاءِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَئِمَّةِ الْقُضَاةِ وَسُیُوْفِ الْاَوْلِیَاءِ وَحُتُوْفِ الْاَعْدَاءِ، وَبَعْدُ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی فَضَّلَ بَنِیْنَا عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَجَعَلَ فِیْ اُمَّتِهٖ مُجْتَهِدِیْنَ عُلَمَاءَ مُبَجَّرِیْنَ، فُقَهَاءَ، عَلٰی مَا وَصَفَهُمْ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ فُقَهَاءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَقَالَ تَعَالٰی اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ، وَقَدْ سَمَّاهُمُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَفَضَّلَهُمْ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِیْ مَوَاضِعَ مِنَ التَّنْزِیْلِ وَجَعَلَهُمْ بِلِسَانِ نَبِیِّهٖ كَاَنْبِیَاءِ اَهْلِ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیْلِ فَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَكَانَ اَئِمَّتُهُمْ اِجْتِهَادًا وَاَطْیَبُهُمْ اِعْتِقَادًا وَاَبْیَنُهُمْ رَشَادًا وَاَقْوَمُهُمْ طَرِیْقَةً وَسَدَادًا اِمَامُ الْاَئِمَّةِ وَسِرَاجُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ حَنِیْفَةَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ الْكُوْفِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ نَحْطًا عَنْ وَجْهِ الْفَرِیْضَةِ لِثَامَ الْاِشْكَالِ وَكَشَفَ عَنْ بَصَائِرِ الْفِطَنِ غَمَامَ الظَّلَامِ وَقَدَّمَ خُلُوْصَ عَصْرِهٖ بِقَدَمِ الْاِهْتِمَامِ وَاَرْسٰی قَدَمَهٗ فِیْ مَزَالِقِ الْاَقْدَامِ وَبَذَلَ مَجْهُوْدَهٗ فِیْ اِحْكَامِ الْاَحْكَامِ لِمَنْ بَعْدَهٗ

يَغُوصُونَ فِي عُمْقِ النُّعْمَانِ فَيَسْتَخْرِجُونَ مِنْهُ دُرَرَ فَوَائِدِهِ وَيَرْتَعُونَ دُرَرَ فَرَائِدِهِ وَيَتَدَاوَلُونَ أَشْهَى أَفْنِيَةِ الدَّقَائِقِ مِنْ مَوَائِدِهِ وَمِنْ اسْتَطْعَمَهُ وَاسْتَغْظَمَهُ فَقَدْ تَنَاوَلَ حَلَالًا وَجَعَلَ النَّاسَ لَهُ فِي الْفِقْهِ عِيَالًا وَمِثْلُ الْإِمَامِ الْمُعَظَّمِ وَالْحَسَبِ الْمُفَخَّمِ الشَّافِي الْمُطَّلِبِ ابْنِ عَمِّ الشَّيْخِ خَيْثَمَ قَالَ النَّاسُ عِيَالٌ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ فَقَدْ نَظَمَ هٰذَا الْمَعْنَى أَخْطَبُ الْخُطَبَاءِ بِشَرْقًا وَغَرْبًا أَبُو الْمُؤَيَّدِ الْمُوَفَّقُ الْخُوَارِزْمِيُّ عَلَى مَا أَنْشَدَ فِي جَدِّي الصَّدْرِ الْعَلَّامَةِ أَخْطَبِ خُطَبَاءِ الشَّرْقِ وَالْغَرْبِ صَدْرِ الْأَئِمَّةِ أَبُو الْمُؤَيَّدِ مُوَفَّقُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَكِّيُّ الْخُوَارِزْمِيُّ لِنَفْسِهِ فِي جَدِّهِ أَبْيَاتٌ لَهُ مَدَحَ بِهَا أَبَا حَنِيفَةَ۔

أَئِمَّةُ هٰذِهِ الدُّنْيَا جَمِيعًا ۔۔۔ بِلَا رَيْبٍ عِيَالُ أَبِي حَنِيفَةَ

آزاد ترجمہ: تعریف اس خدا کی جس نے اپنی قدرت سے شریعت کی گولوں سے ہمیں سیراب کیا اور اپنے فضل سے پہنائیں ہم کو نہایت قیمتی چادریں اور طلوع کئے ہم پر ہماری شریعت کے اعلیٰ چمکدار ستاروں کو اشرف مطالع سے اور وہ برگزیدگان کے سردار کا مطلع ہے جو انبیاء کے خاتم ہیں اور جزا کے دن امتوں کے شفیع ہیں، اُن پر اور اُن کی اولاد و اصحاب پر جو کہ ہدایت کی کنجی ہیں، اولیاء کی تلواریں ہیں اور دشمنوں کی موتیں ہیں، درود نازل ہو۔

حمد و صلاۃ کے بعد بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے اور اُن کی امت میں مجتہدین متبحر علماء فقہاء بنائے ہیں جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میرے اُمت کے فقہاء ایسے ہوں گے گویا کہ وہ فقہ میں انبیاء ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "بے شک اللہ سے ڈرتے ہیں اس کے بندوں میں سے علماء" اور اللہ نے قرآن مجید میں کئی جگہ ان کی تعریف فرمائی ہے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کہلوایا ہے "میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں"! اور ان علماء میں سب سے پیش قدمی کرنے والے اجتہاد میں اور سب سے پاکیزہ تر اعتقاد میں اور سب سے واضح تر رُشد و ہدایت میں اور سب سے درست تر سَدَاد اور راہ روی میں، امت کے امام اور اس امت کے چراغ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی ہیں، اللہ ان سے راضی ہو۔ انہوں نے شریعت کے چہرے سے پوشیدگی کا نقاب اور فقہ کی پیشانی پر سے ظلمت کے سائے ہٹا دیئے اور اپنے زمانے کے پیچھے رہے ہوئے علماء کو افہام و تفہیم کی پیش قدمی کے ذریعہ آگے بڑھایا اور قدم پھسلنے کے مواقع میں اپنے قدم جمائے اور احکام کے مضبوط بنانے میں اپنی کوشش صرف کی۔

آپ کے بعد اب نعمان کے دریا میں علماء یکے بعد دیگرے غوطے لگا رہے ہیں اور اس میں سے بیش بہا فوائد اور نادر نعمتیں حاصل کر رہے ہیں۔ (نُعمان جمع نعم ہے جیسے حملان جمع حمل ہے) اور جو ان نایاب دقیق نادرات کی قدر کرتا ہے اور ان سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے اس کو ان حلال پاکیزہ نعمتوں سے استفادہ کی راہ دکھاتے ہیں اور حضرت امام عالی مقام کی فقہ کا دلدادہ شیدا کرتے ہیں جس کے متعلق امام معظم اور صدر مفخم جو کہ مُطلب بن عبد مناف کی اولاد سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے ہیں، نے کہا ہے "فقہ میں لوگ ابو حنیفہ کے دستِ نگر ہیں" امام شافعی کے اس قول کو مشرق و مغرب کے خطیبوں میں سب سے بڑے خطیب ابو المؤید موفق بن احمد مکی نے نظم کیا ہے اور مجھ کو میرے دادا أخطب الخطباء صدر العلماء ابو المؤید موفق بن احمد کی خوارزمی نے سنایا تھا (ترجمہ)

اس دنیا کے تمام امام بلاشک ابو حنیفہ کے محتاج ہیں"

جامع مسانید امام اعظم کے ناشر نے حاشیہ میں امام ابن مبارک کا قصیدہ لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔ عاجز اس مبارک قصیدہ کا ترجمہ بھی لکھتا ہے۔

قَالَ الْإِمَامُ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ

١ لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا ۔۔۔ إِمَامُ الْمُسْلِمِينَ أَبُو حَنِيفَهْ

٢ بِأَحْكَامٍ وَآثَارٍ وَفِقْهٍ ۔۔۔ كَآيَاتِ الزَّبُورِ عَلَى صَحِيفَهْ

٣ كَمَا فِي الْمُظْهِرِ عَلِيلٌ لَهُ نَصِيرٌ ۔۔۔ وَلَا فِي الْمَغْرِبِ سَنِينَ وَلَا يُؤْلَفُهْ

٤ بَنَيْتُ مُشَيَّدًا أَمْسَى الْبَرَايَا ۔۔۔ وَصَامَ نَهَارُهُ لِلَّهِ عِيفَهْ

٥ فَمَنْ كَانَ أَبِي حَنِيفَةَ فِي فُؤَادٍ ۔۔۔ إِمَامٌ لِلْخَلِيقَةِ وَالْخَلِيفَهْ

٦ رَأَيْتُ الْعَابِدِينَ لَهُ بِبَابِهَا ۔۔۔ يُخَالِفُ الْحَقَّ مَعَ حَجٍّ حَنِيفَهْ

٧ وَكَيْفَ يَخِيبُ أَنْ يَرْوَى نَهِيَّةٌ ۔۔۔ لَهُ فِي الْأَرْضِ آثَارٌ شَرِيفَهْ

٨ فَقَدْ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ مَقَالًا ۔۔۔ صَحِيحٌ الْفَضْلِ فِي حِكَمٍ لَطِيفَهْ

٩ بِأَنَّ النَّاسَ فِي فِقْهٍ عِيَالٌ ۔۔۔ عَلَى مَنْ رَكَّ قَوْلَ أَبِي حَنِيفَهْ

١٠ فَلِلْغَفْلَةِ رَبِّنَا أَعْدَادُ رَمْلٍ ۔۔۔ عَلَى مَنْ رَكَّ قَوْلَ أَبِي حَنِيفَهْ

ترجمہ: ۱۔ شہروں اور اُن میں بسنے والوں کو مسلمانوں کے امام ابو حنیفہ نے زینت بخشی ہے۔

۲۔ احکام کے ذریعہ اور آثار کے ذریعہ اور فقہ کے ذریعہ جیسا کہ زبور کی آیتیں صحیفہ پر۔

۳۔ نہ دونوں مشرقوں میں اُن کی نظیر ہے اور نہ دونوں مغربوں میں اور نہ کوفہ میں۔
۴۔ وہ رات گزارتے ہیں دامن سمیٹے رب کو بیدار رہے اور دن کو روزہ رکھا اللہ کے ڈر سے۔
۵۔ پس کون ہوگا ابو حنیفہ کی طرح ان کی بلندی میں جو کہ مخلوق کے اور خلیفہ کے امام ہیں۔
۶۔ ان پر بیہودگی سے عیب لگانے والوں کو میں نے حق کے خلاف کمزور دلیلوں والا پایا۔
۷۔ اور کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ ایسے فقیہ کو تکلیف پہنچائی جائے جس کی عمدہ نشانیاں دین پر ہیں۔
۸۔ اور لیس کے صاحبزادے امام شافعی رحمہ نے وہ پاکیزہ حکمت بھری بات کہی ہے جس کی نقل صحیح ہے۔
۹۔ کہ فقہ میں لوگ امام ابو حنیفہ کی فقہ کے محتاج ہیں۔
۱۰۔ ہمارے رب کی لعنت ریتے کے دانوں کے شمار اُس شخص پر ہو جو زعناد کی وجہ سے ابو حنیفہ کے قول کو رد کرتا ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ" ہم اللہ کی لعنت جھوٹوں پر ڈالیں۔ حضرت ابن مبارک نے اس ارشاد پر عمل کیا ہے کہ وہ افراد جو جھوٹ بول کر حضرت امام کے اقوال کو رد کرتے ہیں وہ سزاوارِ لعنت ہیں۔

اجامع المسانید کے مؤلف) قاضی ابو عبداللہ الصمری نے سند متصل سے یہ واقعہ لکھا ہے کہ امیر المومنین المامون کے زمانہ میں ایک کتاب حدیث کی لکھی گئی اور وہ کتاب یہ کہہ کر المامون کو پیش کی گئی کہ ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے ابو یوسف اور محمد جو آپ کے مقرب ہیں اس کتاب پر عمل نہیں کرتے۔ پورے واقعہ کا بیان طوالت کا سبب ہوگا۔ خلاصہ اس طرح ہے کہ اہل حدیث کی کتاب کے سلسلہ میں علامہ عیسیٰ بن ابان نے کتاب "الحجۃ الصغیر" لکھی اور اس میں امام ابو حنیفہ کا مسلک بیان کیا کہ اخبار میں سے کن اخبار کو رد کن کو قبول کیا جائے گا اور کن کی تاویل کی جائے گی، اور یہ کتاب المامون کو پیش کی گئی۔ المامون نے اس کو پڑھا اور ابو حنیفہ پر ترحم کیا یعنی رَحِمَهُ اللّٰهُ کہا (اللہ ان پر رحم فرمائے) اور ابن مبارک کے دو شعر "سَدَدْ وَاقْتَصِدْ وَاقْصِدْ بِنَا الْوَاضِحَةَ" پڑھے۔

اصحاب مناقب نے اسانید متصلہ سے صاحب جرح و تعدیل امام ابن حدیث یحییٰ بن معین کے متعلق لکھا ہے کہ جب حضرت امام عالی مقام کا ذکر ان کے سامنے کیا جاتا تھا وہ ابن مبارک کے یہ دو شعر پڑھتے تھے۔

امام موفق مکی نے کہا ہے ؎

أَيَا جَبَلَيْ نُعْمَانَ بِالله خَلِّيَا ... نَعْمَانَ لِي وَانْجُوَا بِنُعْمَانَ نَفْسَكُمَا

جَزَاكُمَا رَبُّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَائِهِ ... وَمَا زَالَ نُعْمَانٌ شِفَائِيَ نُعْمَانِ

۱۔ اے نعمان نام کے دو پہاڑو تمہاری کنکریاں گنی جا سکتی ہیں اور حضرت نعمان کی خوبیاں نہیں گنی جا سکتیں۔
۲۔ فقہ کی بڑی کتابوں کا مطالعہ کرو تو اُن میں تم پاؤ گے نعمان کی دقیقہ سنجیاں شفائی نعمان ہیں۔

"المجدی منجد" میں لکھا ہے کہ ربیع کے موسم میں مختلف اقسام کے سرخ رنگ کے پھول ہوتے ہیں جیسے شَقَارًا، اَحْمَرَ، خُوذَان، اُقحُوان۔ ان سب کو شقائق نُعمان کہتے ہیں۔

مسانید پر کلام

مولانا کاندھلوی نے صفحہ ۳۰۹ میں لکھا ہے۔ مشہور محقق زاہد کوثری نے "نَقَدَ مَنْصَبَ الرَّايَةِ" میں امام قطنی اور حافظ ابن شاہین کا بھی نام لیا ہے اور انہوں نے لکھا ہے۔ "وَكَانَ مَعَ الْخَطِيْبِ بِدُخُوْلِهِ دِمَشْقَ مُسْنَدُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ لِلدَّارَقُطْنِيِّ وَمُسْنَدُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ لِابْنِ شَاهِيْنَ" جب خطیب بغدادی دمشق پہنچے ہیں ان کے پاس دارقطنی کی مسند ابی حنیفہ اور ابن شاہین کی مسند ابی حنیفہ تھی۔ یہ دونوں مسند ان مسانید کے علاوہ ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ چونکہ جامع المسانید میں حضرت امام کی متعدد مسانید کی روایتیں موجود ہیں اس لئے متاخرین میں اس کی شہرت ہوئی اور جلیل القدر محدثین نے اس کی شروح لکھی ہیں۔ حافظ زین الدین قاسم متوفی ۸۷۹ھ کی ضخیم شرح ہے۔ حافظ سیوطی کی شرح "التعليقات المليحة على مسند الامام ابي حنيفه" کے نام سے مشہور ہے۔ متعدد محدثین نے جامع المسانید کا اختصار کیا ہے۔ چنانچہ امام شرف الدین اسماعیل بن عیسیٰ بن دولہ المکی نے اس مختصر کا نام "اعتماد المسانيد في اختصار سمار لبعض رجال الأسانيد" لکھا ہے۔ امام ابو البقاء احمد بن ابی الضیاء محمد القرشی کے اختصار کا نام "المستند في تيسير المسند" ہے۔ شیخ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل نے بھی مختصر لکھی۔ علامہ حافظ الدین محمد بن محمد الکردری نے مسند ابی حنیفہ کی ان روایات کو جو صحاح ستہ سے زائد ہیں جمع کیا ہے۔ امام ابو حفص زین الدین عمر بن احمد الشجاع نے بھی ایک اختصار "لفظ المرجان من مسند ابی حنیفۃ النعمان" کے نام سے کیا ہے۔ متاخرین میں سے علامہ السید مرتضیٰ زبیدی نے جامع المسانید سے امام اعظم کی ان احادیث احکام کا انتخاب کیا ہے کہ جن کی روایت میں مصنفین صحاح بھی حضرت امام کے شریک ہیں اور انہوں نے اس کتاب کا نام "عقود الجواهر المنيفه في ادلة مذهب الامام ابي حنيفه" رکھا ہے۔ اس کتاب کی ترتیب ابواب فقہ پر ہے۔

لہ یہ کتاب ۱۱۹۶ھ میں لکھی گئی ہے اور ۱۲۰۷ھ میں حضرت مؤلف کی مصر میں وفات ہوئی۔ عاجز کے پاس اس کتاب کے مطبوعہ دو نسخے ہیں اور ان میں المنیفہ کی جگہ المنیفہ ہے۔

مولانا کاندھلوی نے حضرت امام کی مزید بعض مسانید کا ذکر کیا ہے۔ اختصار کے ساتھ ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ حافظ محمد بن مخلد دوری نے "مجتمع حدیث أبی حنیفہ" کے نام سے مسند لکھی ہے۔ تاریخ بغداد میں اس کا ذکر ہے۔ حافظ محمد بن مخلد دوری امام دارقطنی کے استاد ہیں۔

۲۔ حافظ بدرالدین عینی نے "تاریخ کبیر" میں لکھا ہے: "أن مسند ابی حنیفة لابن عقدة یحوی علی مایزید علی الف حدیث"۔ کہ حافظ ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید معروف بہ حافظ ابن عقدہ متوفی ۳۳۳ھ کی مسند ابی حنیفہ میں ایک ہزار سے زیادہ احادیث ہیں۔

۳۔ حافظ امام ابومحمد عبداللہ الحارثی مشہور بہ عبداللہ الاستاذ متوفی ۳۴۰ھ نے مسند امام ابوحنیفہ لکھی ہے۔

۴۔ حافظ ابوبکر محمد بن ابراہیم الاصفہانی متوفی ۳۸۱ھ کے متعلق امام ذہبی نے کہا ہے کہ انہوں نے مسند امام ابوحنیفہ لکھی ہے۔

۵۔ حافظ ابوالحسین محمد بن المظفر نے مسند ابی حنیفہ لکھی ہے۔ آپ کی وفات ۳۷۹ھ میں ہوئی ہے۔

۶۔ حافظ ابوعبداللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخی کے متعلق ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ ان کی مسند ابوحنیفہ، امام حارثی کی مسند اور حافظ ابن مقری کی مسند سے بڑی ہے۔ ان کی وفات ۳۹۳ھ میں ہوئی ہے۔

۷۔ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد الاصفہانی صوفی ہیں۔ حلیۃ الاولیا ان کی تالیف ہے انہوں نے مسند ابوحنیفہ لکھی ہے۔ اکابر نے ان سے حدیث شریف کی سند لی ہے۔

۸۔ حافظ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن ابی العوام السعدی امام نسائی اور حافظ ابوجعفر طحاوی کے شاگرد ہیں۔ ۳۳۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ انہوں نے مسند ابوحنیفہ لکھی ہے۔

۹۔ حافظ ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی معروف بہ ابن القطان کی وفات ۳۶۵ھ میں ہوئی۔ آپ نے مسند ابوحنیفہ لکھی ہے۔

۱۰۔ حافظ قاضی ابوالحسن عمر بن الحسن بن علی معروف بہ حافظ اشتاتی نے مسند ابوحنیفہ لکھی ہے۔ آپ کی وفات ۳۲۹ھ میں ہوئی ہے۔

۱۱۔ حافظ قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد انصاری بزاز معروف بہ قاضی المرستان

نے مسند ابوحنیفہ لکھی۔ آپ کی وفات ۵۲۵ھ میں ہوئی۔

۱۲۔ حافظ طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد ابوجعفر نے مسند ابوحنیفہ لکھی۔ ان کی وفات ۵۳۸ھ میں ہوئی ہے۔

۱۳۔ حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بہ ابن عساکر دمشقی نے مسند ابوحنیفہ لکھی، ان کی وفات ۵۷۱ھ میں ہوئی ہے۔

۱۴۔ محدث عینی مغربی نے مسند ابوحنیفہ لکھی ہے۔

بعض فضائل

جناب مؤلف نے حضرت امام عالی مقام کے بعض فضائل کا بیان الباب الدل میں کیا ہے۔ آپ نے اس باب کو دس انواع میں ذکر کیا ہے۔ النوع الرابع میں بسند متصل جریر سے روایت کی کہ ایک شخص امام اعمش کے پاس آیا اور اس نے کوئی مسئلہ پوچھا آپ نے اس سے کہا، تم اس حلقہ میں جاکر پوچھو وہ ابوحنیفہ کا حلقہ ہے، وہاں جب کوئی مسئلہ پیش آتا ہے تو اہل حلقہ اس کو الٹتے پلٹتے ہیں۔ اس بحث و تمحیص کے بعد صحیح جواب پاتے ہیں۔

اور النوع السابع میں لکھا ہے کہ قاضی القضاۃ ابوبکر عتیق بن داؤد الیمانی نے امام ابوحنیفہ کے مذہب کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ امام الائمہ تھے، آپ کی ہمت بڑی تھی، آپ نے علم شریعت کو مدون کیا۔ اللہ نے آپ کی مدد کی اور آپ کو ایسے اصحاب اور ائمہ عطا کئے جو کسی دوسرے کو نہیں دیئے گئے ہیں۔

اور ابن کرامہ کا قول لکھا ہے کہ ہم وکیع بن الجراح کے پاس تھے۔ ایک شخص نے کہا ابوحنیفہ نے خطا کی، وکیع نے اس سے کہا، ابوحنیفہ خطا کس طرح کر سکتے ہیں جب کہ ابویوسف اور محمد اور زفر جیسے اصحاب قیاس اور اہل اجتہاد ان کے ساتھ ہیں اور یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ اور حفص بن غیاث اور حبان و مندل پسران علی جیسے حفاظ حدیث اور اصحاب معرفت اور قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود جیسا ادیب اور دانائے عربیت و لغت اور داؤد طائی اور فضیل بن عیاض جیسے خدا ترس اور زاہدان کے ساتھ ہوں۔ ایسے جلیل القدر افراد جس کے ساتھ ہوں گے، اگر اس سے غلطی ہوگی وہ اس کی غلطی دور کر دینگے۔ یہ کہہ کر وکیع نے کہا، جو شخص اس طرح کی بات کہے وہ حیوان ہے بلکہ اس سے زیادہ بے وقوف ہے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہو کہ حق ابوحنیفہ کے مخالف کے ساتھ ہے اس شخص نے تنہا الگ اپنا مذہب بنایا ہے اور میں اس کے سامنے فرزدق کا شعر پڑھوں گا جو اس نے جریر کو خطاب کر کے کہا ہے۔

أَوَلَيْسَ أَبَا بِي فِي حَنِيفَةَ بِيَنْظُرُ ... إِذَا بَعَثَنَا يَا جَرِيرًا نُجَمِّعُ

یہ ہیں میرے باپ دادا اے جریر تم ان کا مثل پیش کرو اگر جرسہ ہمیں مجتمع جمع کریں

صدر الائمہ امام ابو المؤید الموفق بن احمد المکی رحمہ اللہ متوفی ۵۶۸ھ نے حضرت امام عالی مقام ابو حنیفۃ النعمان کے مناقب میں ضخیم مستند کتاب لکھی ہے۔ کتاب کے نصف آخر کے صفحہ ۲۲ میں علامہ القول اس طرح بیان کیا ہے۔

خَصَّنِي مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا أَعَدَّهُ ... يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي رِضَى الرَّحْمٰنِ

دِينَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرَى ... ثُمَّ اعْتِقَادِي مَذْهَبَ النُّعْمَانِ

۱؎ میرے لئے وہ بھلائیاں کافی ہیں جو میں نے تیار کی ہیں قیامت کے دن کیلئے خدا کی رضامندی کے بارے میں

۲؎ تمام مخلوق میں بہتر حضرت محمد نبی اللہ کا دین، پھر نعمان کے مسلک پر میرا اعتقاد۔

بعض اہل حدیث نے حضرت امام عالی مقام کو بدنام کرنے کے لئے ہر طرح کے حربہ کے استعمال کو جائز قرار دیا اور دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ حضرت امام الائمہ کا مذہب روز افزوں ترقی پر رہا اور ان شاء اللہ تا آخر زماں ترقی پر رہے گا۔

ابن حجر ہیتمی کی عبارت گزر چکی ہے۔ ابراہیم بن معاویہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ابو حنیفہ کی محبت اسلام سنت ہے وہ عدل و انصاف کا بیان کرتے تھے۔ یہی آپ کا کلام تھا۔ آپ نے علم کی راہ لوگوں کے واسطے واضح کی ہے۔ اور اسد بن عمیم نے کیا حکمت بھری بات کہی ہے کہ جاہل یا مبتدع ہی ابو حنیفہ پر طعن کرے گا۔ اور اجر سلیمان نے کہا ابو حنیفہ عجائب میں سے ایک عجب تھے جو اُن کے کلام کو برداشت نہ کر سکا وہی اُن پر طعن کرتا ہے۔

استاذ عبد الحلیم الجندی کے بیان کا خلاصہ

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے زمانہ میں اگر کوئی نیا مسئلہ ظاہر ہوتا تھا تو اصحاب شوریٰ کا اجتماع ہوتا تھا اور ان کے فیصلہ پر عمل ہوتا تھا۔ اہل شوریٰ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت اُبَی بن کعب، حضرت زید بن ثابت تھے۔

بنو اُمیہ کے دور میں حضرات صحابہ مختلف ممالک میں آباد ہو گئے۔ خوارج کا رد افض کا ظہور ہوا موضوعی احادیث اور لا اَدْرِی کا قول رائج ہوا۔ مغرب سے ایک شخص چالیس مسئلے روایت کرنے کے لئے امام مالک کے پاس آیا۔ آپ نے چھتیس کا جواب لا اَدْرِی دیئے نہیں جانتا سے دیا اور چار سوالات کے جوابات دیئے۔

امام شعبی سے کسی نے مسئلہ پوچھا آپ نے لا اَدْرِی کہہ دیا۔ مسئلہ پوچھنے والے نے کہا آپ کو شرم نہیں آتی کہ لا اَدْرِی کہتے ہیں حالانکہ آپ عراق کے فقیہ ہیں۔ شعبی نے کہا کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا ہے۔ قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (بولے تو سب سے نرالا ہے ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے سکھایا) فرشتوں کو اللہ سے لا عِلْمَ لَنَا کہتے ہوئے شرم نہیں آئی۔

عاجز کہتا ہے جس کو قیاس کرنے کے اصول سے واقفیت نہیں ہوتی ہے وہ مسائل کا جواب دینے سے قاصر ہوتا ہے۔

ان احوال میں ۸۰ھ میں حضرت امام عالی مقام کی ولادت ہوئی اور ۱۲۰ھ میں آپ نے اپنے جلیل القدر اصحاب کو قیاس اور استحسان کے اصول سے واقف کیا تاکہ عظیم اسلامی مملکت کے قوانین صحیح طور پر مستقر ہوں۔

شیعہ، خوارج، معتزلہ وغیرہ کے ظہور سے احادیث نبویہ کی روایات بہت مجروح ہوئیں ہر حزب نے اپنی جماعت کی تائید میں کثرت سے احادیث گھڑیں۔ چنانچہ امام دار قطنی فرماتے ہیں: أَصْبَحَ كَثِيرٌ مِنَ الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ فِي الْكُتُبِ كَالشَّعْرِ فِي الْبَيْضَاءِ وَفِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ (صحیح حدیث جھوٹی حدیثوں میں ایسی کمیاب ہو گئیں جیسے کالے بیل کے بالوں میں سفید بال کمیاب ہوتا ہے۔ اور یہ کوا عراق بھی پہنچی۔

اس دھکے ہوتے ہوئے ایک بڑی دقت روایت بالمعنی کے رواج سے پیدا ہوئی یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ کو اپنے الفاظ میں بیان کرنا۔ الفاظ کے بدلنے سے ترجمہ میں فرق پیدا ہوتا ہے اور جب ہر راوی اپنی بول میں الفاظ ادا کرے گا بات کچھ سے کچھ ہو جائے گی۔ جیسا کہ خطبۃ الوداع کی روایت میں ہوا ہے۔

اور اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کثرت روایت ناپسند تھی جب آپ نے حضرات صحابہ کو عراق بھیجا آپ نے ان سے کہہ دیا کہ وہاں کے لوگ قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہیں تم اُن کو حدیثوں کی روایت میں نہ لگاؤ اور لکھا ہے۔

لَقَدْ بَعَثَ بِهَا بَيْنَ الدَّفَّةِ فِي يَدِهِ وَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ حَبَسَ ثَلَاثَةً مِنَ الصَّحَابَةِ لِأَنَّهُمْ أَكْثَرُوا الْحَدِيثَ عَنِ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

صحابہ آپ کے ہاتھ کے دُرّے سے ڈرتے تھے اور ان کو معلوم تھا کہ آپ نے تین صحابہ کو

۱؎ ملاحظہ کریں کتاب ابو حنیفہ البطل العربی والتسامح فی الاسلام کا عنوان باب۔

قید کر دیا تھا، وجہ اس کے کہ وہ کثرت سے احادیث کی روایت کرتے تھے۔

ہو سکتا ہے کہ عراق کی حالت کی وجہ سے حضرت امام نے احادیث کی روایت کم کی ہو۔ کیونکہ آپ فرمایا کرتے تھے: "عِنْدِیْ مَصَادِیْقُ مِنَ الْحَدِیْثِ مَا اَخْرَجْتُ مِنْهَا اِلَّا الَّذِیْ یَنْتَفِعُ بِهٖ" میرے پاس احادیث کے بھرے ہوئے مصادیق ہیں، میں نے استفادہ کے لئے ان میں سے تھوڑے نکالے ہیں۔

چار ہزار حدیث کی روایت

حضرت امام چار ہزار احادیث کی روایت کرتے ہیں۔ دو ہزار اپنے استاد حضرت حمادؒ سے اور دو ہزار دوسروں سے اور اس امر میں کوئی تعجب نہیں ہے ہم دیکھتے ہیں کہ صحیح قولی روایتیں حنفیہ کے نزدیک بہت کم ہیں۔

امام مالک اپنی موطا کی احادیث کو سال بہ سال کم کرتے تھے اور اپنے شاگرد ابن وہب کو احادیث کے اکثار سے منع فرماتے تھے بلکہ امام مالک کو افسوس رہا ہے کہ احادیث کی مزید کمی کی جاتی اور یہ سب حضرت امام ابوحنیفہ کے عمل کا اثر تھا۔

امام احمد بن حنبل کی مسند میں چالیس ہزار سے زیادہ روایتیں نہ تھیں۔

امام ابوحنیفہ پیوستہ احادیث کی چھان بین میں مصروف رہے حتیٰ کہ بعض مورخین نے کہا ہے کہ آپ کے نزدیک سات قوی روایتیں پایۂ صحت کو پہنچی ہیں (یعنی درجۂ تواتر کو پہنچی سات روایتیں پہنچی ہیں) اور ابن عبدون نے سترہ احادیث کا بیان کیا ہے۔

دو سو پندرہ ۲۱۵ احادیث میں امام ابوحنیفہ منفرد ہیں

حضرت امام ابوحنیفہ کی مسند ہے جس کو خوارزمی نے جمع کیا ہے۔ لکھا ہے۔

وَالصَّحِیْحُ اَنَّ اَبَا حَنِیْفَةَ اِنْفَرَدَ بِاِثْنَیْ عَشَرَ حَدِیْثًا وَخَمْسِ عَشَرَ حَدِیْثًا غَیْرَ مَا اَشْرَكَ فِیْ اِخْرَاجِهٖ مَعَ سَائِرِ الْاَئِمَّةِ وَلَهٗ مُسْنَدٌ رَوٰی فِیْهِ فِی الصَّلٰوةِ وَحْدَهَا ۱۳۸ حَدِیْثًا مَا جَمَعَ اَبُو الْمُؤَیَّدِ الْخَوَارِزْمِیُّ مُسْنَدَهٗ الَّذِیْ وَقَعَ فِیْ ۸۰۰ صَفْحَةٍ۔

صحیح قول یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ ۲۱۵ احادیث کی روایت میں تمام ائمہ سے منفرد ہیں اور باقی روایات میں ان کے ساتھ ہیں۔ ان کی مسند میں صرف نماز کے بیان میں ۱۳۸ روایات ہیں۔ اور یہ مسند ۸۰۰ صفحات میں ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے کہ یہ مسند چالیس ابواب پر مشتمل ہے۔ پانچواں باب نماز کے بیان میں ہے اور یہ باب سات فصلوں پر مشتمل ہے۔

کہاں حضرت امام کی امتیازی شان ۲۱۵ روایات ہیں اور کہاں معاندوں کا بیان کرنا کہ آپ کی روایات قلیل تھیں۔

حضرت امام کے پرکھنے کے اصول

حضرت امام غالی مقام نے روایات کے پرکھنے اور ان کو قبول کرنے اور رد کرنے کے لئے جو اصول مقرر کئے ہیں ان کی متانت اور افادیت کا اندازہ آپ کی کتاب الآثار اور آپ کی مسانید سے ہوتا ہے جو کہ حدیث شریف کی سب سے اقدم کتابیں ہیں اور ہر طرح کے خلل سے محفوظ ہیں، استاذ الجندی نے آپ کے مقرر کردہ اصول کو "الفخار قنبلہ" سے تعبیر کیا ہے یعنی بم کے پھٹنے سے۔ کیونکہ بڑے بڑے ائمہ حدیث کو اپنی تالیفات میں خلل نظر آ گئے۔ امام لیث بن سعدؒ امام مالک کے رفیق اور ہم سبق تھے، امام لیث نے اپنے مکتوب میں اپنے جلیل القدر استاذ اہل حدیث کے مسلم امام ابن شہاب زہری کے متعلق لکھا ہے۔

ابن شہاب زہری کے فتاوی اور اقوال میں بڑا اختلاف ہوا کرتا تھا۔ ہم جب ان سے ملتے تھے اور جب ہم میں سے کوئی ان کو لکھ کر کچھ پوچھتا تھا تو باوجود ان کے علم اور رائے اور فضل کے ان کا تحریر کردہ جواب کسی ایک مسئلہ میں تین طرح کا ہوا کرتا تھا۔ ان کی ایک تحریر دوسری تحریر کی نقیض ہوتی تھی اور ان کو اس کا احساس نہیں ہوا کرتا تھا کہ وہ پہلے کیا لکھ چکے ہیں، اور اب کیا لکھ رہے ہیں۔ ایسے ہی مضطرب اقوال کی وجہ سے ان کو میں نے چھوڑا جو تم کو پسند نہ آیا۔

اور اب ہم دیکھتے ہیں کہ امام مالک موطا کی کاٹ چھانٹ میں تادم آخر مصروف رہے چنانچہ موطا ہزاروں کے دائرے سے نکل کر سینکڑوں کے دائرے میں منحصر ہو گئی اور علمائے کرام نے فرمایا ہے اگر کچھ دن اور حیات رہتی مزید اختصار ہوتا۔ حضرت امام عالی مقام کے پوتے اور امام محمد امام مالک کے پاس گئے، ان سے موطا سنی۔ اس دوران میں حضرت امام کے اصول سے امام مالک پوری طرح واقف ہوئے اور مشکوک روایات کو موطا میں سے خارج کیا۔

اس سلسلہ میں حضرت امام اعظم اور حضرت امام مالک کا مسلک مبارک مسلک ہے۔ اخبار آحاد کے سلسلہ میں حضرت عمر کا طریقہ یہ تھا کہ روایت کرنے والے صحابی سے دو افراد کی گواہی طلب کرتے تھے اور اپنے دور میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ راوی سے حلف اٹھواتے تھے۔

الاستاذ الجندی نے لکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب احادیث میں تحریف کا کھٹکا ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو جمع کیا اور ان سے کہا: تُحَدِّثُوْنَ حَتّٰی

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَادِیْثَ تَخْتَلِفُوْنَ فِیْہَا وَالنَّاسُ بَعْدَکُمْ اَشَدُّ اخْتِلَافًا، فَلَا تُحَدِّثُوْا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا فَمَنْ سَأَلَکُمْ فَقُوْلُوْا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ کِتَابُ اللّٰہِ فَاسْتَحِلُّوْا حَلَالَہٗ وَحَرِّمُوْا حَرَامَہٗ ۔ یعنی تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی روایت کرتے ہو اور ان روایتوں میں تم اختلاف کرتے ہو اور تمہارے بعد کے آنے والے لوگوں میں اختلاف شدید ہوگا لہٰذا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نہ کیا کرو، اگر تم سے استفسار کیا جائے، کہہ دو۔ ہمارے تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے۔ تم کتاب اللہ کے حلال کردہ کو حلال اور حرام کردہ کو حرام کہو۔

الاستاذ الجوزی نے لکھا ہے کہ حضرت عمار نے اپنا اور حضرت عمر کا واقعہ حضرت عمر کے سامنے بیان کیا کہ احتلام کی صورت میں جبکہ پانی نہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کرنے کو فرمایا ہے۔ حضرت عمر کو واقعہ یاد نہ آیا اور آپ نے فرمایا۔ اِتَّقِ اللّٰہَ یَا عَمَّارُ۔ اے عمار خوب خدا کرو۔ حضرت عمار جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِهْتَدُوْا بِهَدْیِ عَمَّارٍ۔ عمار کی سیرت کو اختیار کرو۔ حضرت عمار نے کہا۔ اِنْ شِئْتَ لَمْ اُحَدِّثْ بِهٖ۔ اگر آپ چاہیں تو میں اس حدیث کی روایت نہ کروں۔ حضرت عمر نے ان سے کہا۔ "بَلْ نُوَلِّیْکَ مِنْ ذٰلِکَ مَا تَوَلَّیْتَ" بلکہ ہم تم کو اختیار دیتے ہیں جس کا تم کو اختیار حاصل ہے۔

جلیل القدر صحابہ کا عمل

حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اخبار آحاد کے قبول کرنے کے لئے شرطیں رکھی ہیں۔ حالانکہ ان سے روایت کرنے والے حضرات صحابہ تھے اور حضرت ابوحنیفہ اور حضرت مالک سے بیان کرنے والے سلسلۂ سند کے چوتھے پانچویں فرد ہوتے ہیں۔ کیا یہ سب افراد سہو اور نسیان سے منزہ تھے۔ بخاری کی دو روایتیں تھا میں چودہ دن اور چوبیس دن قیام کی حضرت انس سے مروی ہیں کیا یہ سہو و نسیان کا ثمرہ نہیں ہے۔ بخاری میں بندریا کے زنا کا قصہ ہے اگر اس قسم کے واقعات کو کوئی رد کرے اس پر نکیر کیوں کی جاتی ہے۔

حضرات ائمہ مجتہدین اس خیر امت کے وہ ائمہ ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں ان حضرات نے جو کچھ کیا ہے شریعت مطہرہ کی حمایت کے لئے کیا ہے۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر آپ کے بعد عمل ہوتا بڑی حد تک اختلاف روایات کا وجود نہ ہوتا۔

حضرت امام عالی مقام نے جن مسائل کو حل کیا ہے نام نہاد اہل حدیث ان کو حل نہیں کر سکتے تھے۔ خطیب نے تاریخ بغداد کی چھٹی جلد صفحہ چھیاسٹھ میں لکھا ہے کہ احمد بن محمد بن خالد البراتی نے

بیان کیا کہ میں احمد بن حنبل کے پاس تھا کہ ایک شخص نے احمد بن حنبل سے حلال و حرام کے متعلق ایک مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ سَلْ عَافَانَا اللّٰہُ وَاِیَّاکَ، قَالَ اَفَمَا تَرَیْنَ جَوَابَکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ فَقَالَ سَلْ عَافَانَا اللّٰہُ وَاِیَّاکَ، سَلْ اَبَا نَوْرٍ۔ اللہ تم کو عافیت میں رکھے ہمارے علاوہ دوسروں سے پوچھ لو۔ اس نے کہا کہ ہم آپ کا جواب چاہتے ہیں۔ اے ابو عبداللہ۔ آپ نے فرمایا اللہ تم کو عافیت سے رکھے ہمارے علاوہ دوسروں سے پوچھ لو، فقہاء سے دریافت کرلو۔ ابو نور سے دریافت کرلو۔

امام احمد حنبل محدثین کے سردار ہیں۔ آپ کس سہولت سے مسئلہ دریافت کرنے والے سے فرماتے ہیں، تم فقہائے کرام سے دریافت کرلو۔ (وہی اس کام کے مرد میدان ہیں)

ایک واقعہ امام احمد کے اس جواب نے ایک واقعہ یاد دلایا۔ قندھار میں اس مہاجر سے بعض علماء نے دریافت کیا تھا کہ قرارتوں کے ائمہ کی قراتوں کو ملا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ مہاجر کو امام بخاری کا باب اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ یاد آیا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری کی چھٹی جلد میں صفحہ بیس سے چھبیس تک اس مسئلہ میں اچھی بحث کی ہے اور لکھا ہے۔

ابو شامہ نے وجیز میں لکھا ہے۔ عجم سے ایک استفتاء شام آیا۔ لکھا تھا ایک قاری قرآن مجید کا کوئی عشر (رکوع) پڑھتا ہے اور وہ قرارتیں کر ملا کر پڑھتا ہے۔ اس کا جواب ابن حاجب ابن الصلاح اور اس دور کے دوسرے ائمہ نے لکھا کہ جائز ہے اگر معنی میں خلل نہ آئے جیسے کوئی یہ آیت شریفہ پڑھے۔

فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔ (آیت ۳۷۔ البقرہ) پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے کئی باتیں پھر متوجہ ہوا اس پر بیشک وہی ہے معاف کرنے والا مہربان۔

امام ابن کثیر کی نے آدم پر زبر دیا ہے اور کلمات کو کَلِمَاتٌ دو پیش سے پڑھا ہے۔ آیت کا ترجمہ اس طرح ہوگا۔

پھر پڑیں آدم کے دل میں اپنے رب سے کئی باتیں۔

اب اگر کوئی شخص آدم کو زبر سے پڑھے اور کلمات کو دوسرے ائمہ کی قرارت ہے دو زیر سے پڑھے یہ فعل ناجائز ہے۔ بلکہ بعض نے صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ یہ فعل حرام ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس دور میں بعض قاریوں نے اس کو بھی جائز کہا ہے اور فقہاء کو یہ خیال ہوا کہ شاید قاریوں نے کسی دلیل سے تمسک کیا ہے اور انہوں نے قاریوں کی حمایت کر دی اور لکھا ہے۔

وَهٰذَا ذُهُوْلٌ مِمَّنْ قَالَهٗ فَاِنَّ عِلْمَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ اِنَّمَا يُتَلَقّٰى مِنَ الْفُقَهَاءِ۔

جس نے یہ بات کہی ہے اس کو نسیان ہوا ہے۔ کیونکہ حلال اور حرام کا علم حضرات فقہاء سے معلوم کیا جاتا ہے۔

یہ عبارت پڑھ کر حضرت امام احمد کا قول یاد آگیا۔ سُئِلَ عَافَاكَ اللّٰهُ غَيْرُ وَاحِدٍ الخ۔ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں کھلے الفاظ سے لکھ رہے ہیں کہ جس نے بھی اس کے خلاف کہا ہے یہ اس کی بھول ہے۔ کیونکہ حلال و حرام کا علم حضرات فقہاء ہی سے لیا جائے گا۔

محقق ابن خلدون مالکی کیا فرماتے ہیں

قاضی القضاۃ محقق بین عبدالرحمن بن محمد بن خلدون کی عبارت اور ترجمہ پیش کیا جا چکا ہے اب مدار بحث صرف ترجمہ کی عبارت ہے۔

ابن خلدون نے لکھا ہے: "ابوحنیفہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ آپ کی روایتوں کی تعداد سترہ یا اس کے قریب ہے" علماء کرام جانتے ہیں کہ یہ تمریضی طرز ادا ہے۔ یعنی بیان کرنے والا خود اس بیان سے متفق نہیں ہے۔ چنانچہ ابن خلدون نے لکھا ہے: "بعض بغض اور تعصب رکھنے والوں نے الزام تراشا ہے کہ حدیث میں جس کی استعداد کم تھی اس کی روایت کم ہوئی"

ابن خلدون نے اس عبارت سے سترہ روایتوں کے قائلین کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ یہ لوگ روایت بغض و تعصب سے مالا مال ہیں۔

اور پھر ابن خلدون نے امام ابوحنیفہ کی قلت روایت حدیث کی وجہ وجیہ بیان کی ہے اور پھر لکھا ہے۔

"ان وجوہ کی بنا پر آپ کی روایات کم ہیں نہ یہ کہ آپ نے قصداً حدیث کی روایتیں چھوڑی ہیں۔ اس سے آپ تعلقاً بری ہیں"

ملاحظہ فرمائیں کہ ابن خلدون نے بغض و تعصب کرنے والوں کا رد کس شد و مد سے کیا ہے اور پھر حقیقت کا اظہار اس طرح فرمایا ہے۔

"آپ علم حدیث کے بلند پایہ محدثوں میں سے ہیں کیونکہ محدثین کے بڑوں نے آپ کے مذہب پر اعتماد اور بھروسہ کیا ہے اور آپ کے رد و قبول کو وقعت دی ہے"

علامہ ابن خلدون نے یہ لکھ کر حضرت امام عالی مقام کی جلالت قدر کا اعتراف کیا ہے کہ آپ مبارک علم حدیث کے بلند پایہ محدثوں میں سے ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ کے رد و قبول کو محدثین نے تسلیم کیا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

طبقاتِ حُفّاظِ حدیث کے لکھنے والوں کا شائستہ مسلک

عاجز نے ندوۃ العلماء لکھنؤ سے چھپنے والے مجلہ "البعث الاسلامی" کے شمارہ ۶ جلد ۴ میں صاحب الفضیلۃ محمد عبدالرشید نعمانی کا مقالہ "مکانۃ ابی حنیفۃ فی الحدیث" مطالعہ کیا، یہ مقالہ کافی طویل ہے "البعث" کے چار شماروں میں چھپا ہے، جو کچھ بھی لکھا ہے درست لکھا ہے۔ عاجز کے لئے حُفّاظِ حدیث کی طبقات بیان کرنے والے جلیل القدر حفّاظ کا کلام جاذبِ نظر ہوا لہٰذا اس کا اختصار لکھ رہا ہے۔

۱۔ علامہ امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی الشافعی المتوفی ۷۴۸ھ نے ... "طبقات حفّاظ الحدیث" لکھی۔ آپ نے حضرت امام اعظم کا ذکر اس کتاب میں کیا۔ آپ نے حضرت امام کی جو ثنا و صفت کی ہے عاجز لکھ چکا ہے، آپ کی کتاب چھپ چکی ہے، اس کا اختصار

۲۔ امام حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عبدالہادی المقدسی الحنبلی نے کیا ہے اور اس کا نام "المختص فی طبقات علماء الحدیث" رکھا ہے۔ یہ کتاب اب تک نہیں چھپی ہے۔ اس کا مکمل نسخہ مدینہ منورہ میں جامعہ اسلامیہ کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ اس میں حضرت امام کے متعلق لکھا ہے۔

ابو حنیفہ نے عطاء، نافع، عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج، عدی بن ثابت، سلمۃ بن کہیل، ابو جعفر محمد الباقر بن علی، قتادہ، عمرو بن دینار، ابو اسحاق اور دیگر محدثین سے روایت کی ہے۔

ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت وکیع، یزید بن ہارون، سعد بن الصلت، ابو عاصم، عبدالرزاق، عبداللہ بن موسیٰ، ابو نعیم، ابو عبدالرحمن المقری اور دیگر محدثین نے کی۔

آپ سے فقہ زفر بن الہذیل، داؤد طائی، ابو یوسف، محمد، اسد بن عمرو، حسن بن زیاد لؤلؤی، نوح الجامع، ابو مطیع بلخی اور ایک جماعت نے حاصل کی۔

آپ امام تھے، صاحب ورع تھے، عالم تھے، عامل تھے، عبادت گزار تھے، آپ کی شان بڑی تھی، شاہی تحائف قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ تجارت کے ذریعہ حلال کسب کرتے تھے۔

ضرار بن صُرد نے کہا۔ یزید بن ہارون سے دریافت کیا گیا۔ فقہ میں کون بڑھا ہوا ہے، ابو حنیفہ یا سفیان ثوری۔ انہوں نے کہا۔ فقہ میں ابو حنیفہ اور حفظِ حدیث میں سفیان ثوری۔

ابن مبارک نے کہا، افقہ الناس ابو حنیفہ ہیں۔

شافعی نے کہا، فقہ میں لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔

یزید نے کہا۔ میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ، ورع والا، عقل والا کسی کو نہیں دیکھا۔

امام ابو داؤد نے کہا، اللہ رحم فرمائے ابو حنیفہ پر، وہ امام تھے۔

بشر بن الولید ابو حنیفہ کے ساتھ جا رہے تھے کسی شخص نے دوسرے سے کہا، یہ ہیں ابو حنیفہ جو رات کو سوتے نہیں ہیں۔ یہ بات امام اعظم نے سنی تو فرمایا، وَاللّٰہِ لَا یُحَدَّثُ عَنِّیْ بِمَا لَمْ اَفْعَلْ قسم ہے خدا کی، اب میں اس چرچہ کے مطابق عمل کروں گا۔ چنانچہ آپ ساری رات نماز و دعا اور عاجزی میں معروف رہتے تھے۔ آپ کے فضائل اور معارف کثرت سے ہیں۔ باوجود یہ کہ یہ کتاب مختصر ہے۔ اس میں حضرت امام کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ گنتی کے ان چند افراد میں سے ہیں جن کے احوال کو اعتبار کے ساتھ بیان کرنا چاہئے۔

ابن عبدالہادی کے بعد امام، علامہ، حافظ، حجۃ: مورخ دیارِ شامیہ

۳۔ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر مشہور بہ ابن ناصر الدین نے اپنی دو کتابوں میں حضرت امام ابو حنیفہ نعمان کا ذکر کیا ہے۔ آپ کی ایک کتاب مسلوم ہے اور اس کا نام "بَدِیْعَۃُ الْبَیَانِ عَنْ مَوْتِ النُّعْمَانِ" ہے، اور دوسری کتاب اس کی شرح ہے اور اس کا نام "اَلْبَیَانُ بَدِیْعَۃُ الْبَیَانِ" ہے۔ یہ دونوں کتابیں مدینہ منورہ میں شیخ الاسلام عارف حکمت کے کتب خانہ میں غیر مطبوعہ ہیں۔ اس میں لکھا ہے۔

بَعْدَ هُمَا الْمَکِّیُّ جُرَیْجٌ الَّذِیْ ... وَمِثْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ النُّعْمَانِ

اَیْ بَعْدَ وَفَاۃِ الْحَجَّاجِ وَالْوَلِیْدِ بْنِ یَزِیْدَ وَفَاۃُ ابْنِ جُرَیْجٍ وَاَبِیْ حَنِیْفَۃَ الْاِمَامِ الْاَوَّلُ عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ جُرَیْجٍ مَوْلَی بَنِیْ اُمَیَّۃَ وَقِیْلَ اَبُوْ خَالِدٍ الْاَمَوِیُّ مَوْلَاهُمُ الْمَکِّیُّ وَالثَّانِیْ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ زُوْطِیِّ التَّیْمِیُّ مَوْلَاهُمُ الْکُوْفِیُّ۔

یعنی حجاج اور ولید کی وفات کے ایک سال بعد ابن جریج اور امام ابو حنیفہ کی وفات ہوئی اور کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ ائمہ عالم میں سے ایک امام اور عراق کے طبقہ عبادت گزار اور بڑے مرتبہ والے تھے، آپ تجارت کرتے تھے اور سلطانی عطیات کو قبول نہیں کرتے تھے، آپ اُن پاک نہاد افراد میں سے ایک فرد تھے جنہوں نے کلام پاک اپنی ایک رکعت میں پڑھا، آپ نے چالیس سال عشاء کے وضوء سے صبح کی نماز پڑھی ہے، آپ کے فضائل کثرت سے معروف ہیں۔

۴۔ اور پھر حضرت ابوحنیفہ نعمان کا ذکر امام محدث جمال الدین یوسف بن حسن بن احمد بن عبدالہادی العالمی الحنبلی معروف بہ ابن المبرد نے اپنی کتاب "قَدْ ذُبَابَاتِ الَّذِ رَاسَاتِ عَنِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ الْمُنْتَابَاتِ" میں نقل کیا ہے، اس کتاب کو "نَجْمُ الدِّينِ إِحْيَاءُ الْأَدَبِ النَّدَوِي" نے چھپوا دیا ہے۔ اس مطبوعہ کتاب کی جلد اوّل کے صفحہ ۴۴۵ کو ملاحظہ فرمائیں۔

۵۔ پھر خاتمۃ الحفاظ امام جلال الدین سیوطی نے "طبقات الحفاظ" لکھی ہے اور اس میں امام ذہبی کے کلام کا خلاصہ لکھا ہے۔ سیوطی کی کتاب بیروت میں چھپ گئی ہے۔

سیوطی نے شمس الدین محمد بن یوسف الصالحی مؤلف "السیرۃ الشامیہ" کا قول ... "عقود الجمان" سے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نعمان محدثین کے اعیانِ حفاظ میں سے تھے۔ امام ذہبی نے اپنی کتاب "المتع" اور "طبقات الحفاظ المحدثین" میں حضرت امام کا ذکر کیا ہے اور خوب کیا ہے۔ اور کہا ہے۔

اگر حضرت امام ابوحنیفہ نعمان کا حدیث سے زیادہ تعلق نہ ہوتا، وہ مسائلِ فقہیہ کا استنباط نہ کر سکتے، کیونکہ آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ادلّہ سے استنباط کیا ہے۔

۶۔ علامہ محدث اسماعیل العجلونی بن محمد جراح نے اپنے رسالہ "عِقْدُ الْجَوْهَرِ الثَّمِينِ فِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَحَادِيثِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ" میں جس کی شہرت "رسالہ عجلونیہ" سے ہے، لکھا ہے۔ میں نے اس میں مسند امام ابوحنیفہ نعمان کا اضافہ کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ اس شان کے اہل ہیں، اور پھر امام ابوحنیفہ نعمان پر یہ حاشیہ لکھا ہے۔

"آپ اماموں کے امام، اُمّت کے ہادی، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی ہیں، ۸۰ھ میں آپ کی ولادت ہوئی اور ۱۵۰ھ میں وفات ہوئی، آپ تابعین میں سے ایک تابعی اور مجتہدوں کے بلا نزاع امام ہیں۔ "أَوَّلُ مَنْ فَتَحَ بَابَ الِاجْتِهَادِ بِالْإِجْمَاعِ" اور اجماع سے ثابت ہے کہ آپ نے اجتہاد کا دروازہ کھولا ہے۔ جس نے آپ کی فقہ اور اس کے فروع کو سمجھا ہے اور آپ کے علوم کے پھیلاؤ اور جلالتِ قدر کو دیکھا ہے، وہ ہرگز اس میں شک نہیں کرے گا کہ قرآن و حدیث کا علم آپ کا سب سے زیادہ تھا، کیونکہ شریعت کتاب و سنّت ہی سے بنی ہے۔

اور لکھا ہے، سمجھ لو کہ امام ابوحنیفہ کا قول جرح و تعدیل میں قبول کیا گیا ہے۔ اس فن کے علماء نے آپ کے قول کو لیا ہے۔ جس طرح امام احمد، بخاری، ابن معین، ابن المدینی وغیرہم کے اقوال لئے جاتے ہیں۔ امام ترمذی نے الجامع الکبیر کی کتاب العلل میں لکھا ہے۔

مجھ سے محمود بن غیلان نے، ان سے ابویحییٰ الحمانی نے کہا ہے کہ میں نے ابوحنیفہ سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے جعفر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطار بن ابی رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔

اور حافظ بیہقی کی کتاب "المدخل لمعرفۃ دلائل النبوۃ" میں عبدالحمید حمانی سے مروی ہے کہ ابوسعد صنعانی اُٹھ کر ابوحنیفہ کے پاس گئے اور ان سے کہا، اے ابوحنیفہ، ثوری سے روایت لینے کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ان کی روایت لکھ لیا کرو کیونکہ وہ سچے ہیں، البتہ اُن کی وہ روایتیں نہ لکھو جو انہوں نے ابواسحاق اور جابر جعفی سے کی ہیں۔

اور ابوحنیفہ نے کہا ہے طلق بن حبیب قدری اور زید بن عیاش ضعیف ہے۔

سوید بن سعید نے سفیان بن عیینہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ حدیث کی روایت کرنے کے لئے ابتداءً ابوحنیفہ نے مجھے مجبور کیا۔ میں جب کوفہ آیا۔ ابوحنیفہ نے لوگوں سے کہا۔ یہ شخص عمرو بن دینار کی مرویات سب سے زیادہ جانتا ہے۔ آپ کے فرمانے پر لوگوں نے مجھے گھیر لیا اور میں ان سے احادیث بیان کرنے پر مجبور ہو گیا۔

ابوسلیمان جوزجانی نے کہا، میں نے حماد بن زید سے سنا کہ ہم کو عمرو بن دینار کی کنیت کا علم ابوحنیفہ سے ہوا۔ ہم مسجد حرام میں تھے اور ابوحنیفہ عمرو بن دینا کے پاس تھے۔ ہم نے ابوحنیفہ سے کہا۔ آپ عمرو بن دینار سے فرمائیں کہ وہ ہم سے احادیث بیان کریں۔ ابوحنیفہ نے ان سے کہا۔ اے ابومحمد آپ اُن کو احادیث سنائیں۔ آپ کے اس خطاب سے ہم کو علم ہوا کہ عمرو بن دینار کی کنیت ابومحمد ہے۔

ابوحنیفہ نے کہا ہے۔ عمرو بن عبید پر اللہ کی پھٹکار ہو کہ اس نے لوگوں پر علم کلام کی راہ کھول دی ہے۔

اور ابوحنیفہ نے فرمایا۔ ہلاک کرے اللہ تعالیٰ جہم بن صفوان اور مقاتل بن سلیمان کو اس نے نفی کرنے میں مبالغہ کیا ہے اور اس نے تشبیہ میں مبالغہ کیا ہے۔

ابویحییٰ الحمانی نے کہا۔ میں نے ابوحنیفہ سے سنا کہ میں نے عطار سے افضل اور جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا کسی کو نہیں دیکھا، میں نے جب بھی اپنی رائے کی کوئی بات اس سے بیان کی اور وہ اس کی تائید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنا دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اس کے پاس اتنے ہزار حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں، جن کو اس نے بیان نہیں کیا ہے۔

امام بیہقی نے "کتاب القراءۃ خلف الامام" میں لکھا ہے۔ اگر جابر جعفی کی جرح میں ابوحنیفہ کے

قول کے سوا کسی کا قول نہ لے تو جابر کی برائی کے اثبات کے لئے کافی ہے کیونکہ ابوحنیفہ نے اس کو دیکھا ہے پرکھا ہے اور اس سے وہ کچھ سنا ہے کہ اس کی تکذیب واجب ہوا اور ابوحنیفہ نے اس کا بیان کیا ہے۔

اور حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں مدینہ منورہ کے فقیہ ابوالزناد کے احوال میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ نے کہا: میں نے ربیعہ کو اور ابوالزناد کو دیکھا ہے، ان دونوں میں ابوالزناد زیادہ فقیہ ہیں۔

اور حضرت جعفر صادق کے احوال میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ نے کہا ہے: "ما رأیت افقه من جعفر بن محمد" کہ میں نے حضرت جعفر صادق فرزند محمد باقر سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں پایا۔ (تمام ہوا اقتباس)

یہ عاجز کہتا ہے۔ حضرت امام عالی مقام کا ارشاد ہے کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ عطاء حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اور یہ روایت یقیناً اصح الاسانید اور سلسلۃ الذہب ہے۔ حضرت امام عالی مقام کو برا کہنے والے ان ائمہ اعلام کو دیکھیں جنہوں نے طبقات حفاظ حدیث لکھے ہیں کہ ان حضرات نے حضرت امام کے فضائل و محاسن کا بیان کیا ہے اور حاسدوں اور معاندوں کی یاوہ گوئی کا ذکر تک نہیں کیا ہے۔ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے: "هذا حسن شیخنا ابو الحجاج حیث لم یورد شیئاً یلزم منه التضعیف" ہمارے شیخ ابوالحجاج نے خوب کیا ہے کہ تہذیب الکمال میں کوئی بات اس قسم کی نہیں لکھی ہے جس سے تضعیف کا اثبات ہوتا ہو۔

علامہ ابن تیمیہ نے "المنہاج السنۃ" میں (جیسا کہ گزر چکا ہے) عرب لکھا ہے۔ "وَقَدْ نَقَلُوْا عَنْهُ اَشْیَاءَ یَقْصِدُوْنَ بِهَا الشَّنَاعَةَ وَهِیَ كَذِبٌ عَلَیْهِ قَطْعًا" انہوں نے ابوحنیفہ سے باتیں نقل کی ہیں ان کا مقصد آپ کو بدنام کرنا ہے اور یہ آپ پر یقیناً جھوٹ ہے۔"

علامہ ذہبی نے اپنے استاد کے آخری مسلک کو اپنایا ہے اور ان کے بعد طبقات الحفاظ لکھنے والے حضرات نے اسی پاک روش کو اپنایا ہے۔ جزاهم الله خیرا۔

امام شعرانی اپنی کتاب "المیزان الکبری" میں تحریر فرماتے ہیں: "اِیَّاكَ اَنْ تَخُوْضَ مَعَ الْمُقَلِّدِیْنَ فِیْ اَعْرَاضِ الْاَئِمَّةِ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَتَخْسَرَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ، فَاِنَّ الْاِمَامَ اَبَا حَنِیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ مُتَّقِیًا لِلّٰهِ كَاَبِیْهِ مُتَمَسِّكًا بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ مُتَبَرِّئًا مِنَ الرَّاْیِ كَمَا قَدْ مَنَاقِبُكَ فِیْ عِدَّةِ مَوَاضِعَ مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ وَمَنْ تَفَقَّهَ مَذْهَبَهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَجَدَهُ مِنْ اَكْثَرِ الْمَذَاهِبِ اِتِّبَاعًا لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَمَنْ قَالَ غَیْرَ ذٰلِكَ فَهُوَ مِنْ جُمْلَةِ الْجَاهِلِیْنَ الْمُتَعَصِّبِیْنَ الْمَذْكُوْرِیْنَ عَلٰی اَئِمَّةِ الْهُدٰی بِعُقُوْبَةِ السَّقِیْمِ" بچتے رہو اس سے کہ حضرات ائمہ پر بلا وجہ نکتہ چینی کرنے والوں کا ساتھ دو اور دنیا و آخرت میں خسارہ اٹھاؤ۔ حضرت

امام ابوحنیفہ یقیناً کتاب و سنت کے پابند تھے، دراسی سے بری تھے، جیسا کہ ہم کئی جگہ اس کا بیان اس کتاب میں کر چکے ہیں اور جو شخص ان کے مذہب کی تفتیش کرے گا اس پر یہ بات واضح ہو گی کہ مذاہب میں آپ کا مذہب بہت محتاط ہے دین میں اور جو شخص اس کے سوا کچھ کہے وہ یقیناً ان متعصب اور سنکر جاہلوں میں سے ہے جو حضرات ائمہ دین پر اپنی بدعقلی سے رد و قدح کر رہے ہیں۔"

یہ عاجز حضرت امام عالی مقام کے دو جلیل القدر اصحاب کے بیان پر اس موضوع کو ختم کرتا ہے یہ دونوں حضرات اللہ تعالیٰ کے اولیائے عظام میں سے ہیں۔ ایک حضرت فضیل بن عیاض جن کے پاس خلیفہ ہارون الرشید برکت و نصیحت کے لئے گئے تھے اور آپ نے خلیفہ ہارون الرشید کو ان تین حضرات کی نصیحت سنائی جو حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی کو ان کی طلب پر ان حضرات نے کی تھی۔ (تین حضرات)

۱۔ حضرت سالم بن عبداللہ نے کہا تھا۔ دنیا سے روزہ دار ہو جاؤ اور تمہاری موت تمہاری افطاری ہو۔

۲۔ حضرت محمد بن کعب نے کہا تھا۔ اگر اللہ کے عذاب سے نجات کے طالب ہو تو بڑھے مومن تمہارے لئے باپ ہوں اور ہم عمر والے تمہارے لئے بھائی ہوں اور چھوٹے تمہارے لئے بچے ہوں، لہٰذا چاہیے کہ باپ کی توقیر اور ہم سن عمر والے کی تکریم اور بچوں پر شفقت کرو۔

۳۔ اور حضرت رجاء بن حیوہ نے کہا۔ اگر تم کل کے عذاب الٰہی سے بچنا چاہتے ہو تو مسلمانوں کے لئے وہ پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور اس کو ناپسند کرو جس کو اپنے واسطے برا سمجھتے ہو اور پھر جب چاہو مرو۔

حضرت فضیل نے یہ فرما کر ہارون الرشید سے فرمایا۔ تمہارے لئے مجھ کو پیر پھیلنے کے دن کا ڈر بہت ہے۔ کیا تمہارے پاس اس طرح کی نصیحت کرنے والے نیک اور پاکیزہ مشیر ہیں۔ یہ سن کر خلیفہ خوب روئے۔ رحمۃ اللہ علیہ[1]

اور دوسرے حضرت داؤد طائی ہیں۔ امام عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ حضرت داؤد طائی کے پاس حضرت امام عالی مقام کا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا: "حضرت ابوحنیفہ وہ تارا ہیں جس سے سفر کرنے والے ہدایت پاتے ہیں اور آپ وہ علم ہیں جس کو مومنوں کے دل لیتے ہیں، ہر وہ ہم جو ان کے علم میں سے نہیں ہے وہ اس علم والے کے لئے آفت ہے۔ اللہ کی قسم ہے ان کے پاس حلال و حرام کا اور

[1] (خطیب بن ۳۷ شمارہ ۶ جلد ۱۳۔ البستان)

بڑے طاقتور کے عذاب سے نجات پانے کا علم ہے اور اس علم کے ساتھ عاجزی، ورع اور پوشیدہ عبادت ہے۔[1]

حضرت امام کے مخالف اس کو دیکھیں کہ کیسے کیسے جلیل القدر علماء و اولیاء حضرت امام کی مدح و ثنا کر رہے ہیں اگر حاسدوں اور معاندوں کی بات کو تسلیم کیا جائے اس صورت میں اللہ کے برگزیدہ بندے جھوٹے ثابت ہوں گے اور یہ قطعاً غلط ہے۔

امام ابن عبدالبر مالکی نے الانتقاء فی الکنی میں لکھا ہے: "اھل الفقہ لا یلتفتون الی من طعن علیہ ولا یعتدون بقول من الشذ عنہم" اہل فقہ طعن کرنے والوں کی طرف التفات نہیں کرتے ہیں اور نہ ان کی ذلیل کردہ برائیوں کی تصدیق کرتے ہیں۔"

اہل فقہ کا عمل یہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ (قصص ۵۵) اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں اس سے کنارہ کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم کو ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام، سلامت رہو ہم تم کو نہیں چاہتیں بے سمجھ اللہ کے نیک بندے کہتے ہیں ؎ جواب جاہلاں باشد خموشی

حضرت امام کے شاگرد اجل قیاس یہ بدل امام زفر بن ہذیل فرماتے ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے۔

"حضرت امام عالی مقام جب بات کرتے ہیں محسوس ہوتا ہے کہ فرشتہ ان کو تلقین کر رہا ہے۔"

امام شعرانی اور دیگر اکابر نے کہا ہے کہ امام عالی مقام کا حال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حال سے ملتا ہے۔ ایک جماعت آپ کی مخالف تھی اور ان بن اشقیاء نے آپ کو شہید کیا اور ایک جماعت آپ کی حمایتی بلکہ فدائی تھی۔ یہی حال حضرت امام عالی مقام کا ہے۔ آپ کے مخالفوں نے ہر طرح کے الزام کو آپ پر لگانا جائز سمجھا اور آپ کو قتل کرایا۔ اور دوسری جماعت حضرات فقہاء کی ہے جو آپ کی جلالت قدر کی قائل ہے۔ اور یہ جماعت مخالفوں کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتی، ان کا کام تبیین و تدوین مسائل ہے اور وہ اسی میں مصروف۔ ہے کہ ان کی کتابیں ہدایت کی مشعلیں ہیں، جزاھم اللہ خیر الجزاء۔

عاجز کے بچپن کا قصہ ہے۔ ایک کہن سال نے کسی شخص کا ذکر کیا اور کہا کہ اس کی وفات ہو گئی۔ اس کے ایک مخالف نے کہا "مٹی خراب" اس شخص کی تاریخ وفات ہے۔ اس محفل میں ایک نیک دل بیٹھے تھے، انہوں نے کہا، اب تم بددعا کیوں کرتے ہو کیوں نہیں کہتے "مات بحیر" تاریخ وفات ہے۔ کسی نے کہا ہے اور خوب کہا ہے۔

---

[1] اخبار ابوحنیفہ و اصحابہ ص ۱۶۔

جز صحبت عاشقان مستاں مپسند — در دل ہوس قوم فرومایہ مپسند

مست عاشقوں کی صحبت کے علاوہ کچھ پسند نہ کر اپنے دل میں کمینی قوم کی ہوس پسند نہ کر

ہر طائفہ بہ جانب خویش کشد — چندت بہ سوئے دیر اد و طوطی سوئے قند

ہر گروہ تجھ کو اپنی طرف کھینچتا ہے، چندو دیرانہ کی جانب اور طوطی شکر کی جانب

حضرت امام الائمہ ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب اور تبعین نے بسط و شرح سے دین کے مسائل بیان کئے۔ ان حضرات نے حرام و حلال، مکروہ کا بیان بڑی دقت سے کیا ہے۔ امام محمد کی کتاب الاصل چار ضخیم جلدوں میں، کتاب الحجج چار ضخیم جلدوں میں، کتاب ایک جلد میں اور دوسری کتابیں اور امام سرخسی کے مبسوط تیس جلدوں میں، امام کاسانی کی البدائع والصنائع سات جلدوں میں، امام زیلعی کی تبیین الحقائق چھ جلدوں میں، امام ابن الہمام کی فتح القدیر چھ جلدوں میں، الدر المختار و رد المحتار فتاوی قاضی خاں فتاوی تاتارخانیہ، فتاوی عالمگیری اور دیگر صدہا بلکہ ہزارہا کتب و رسائل کو دیکھا جائے۔

امام شعرانی شافعی کی عبارت تقریباً دو تین صفحات پہلے گزر چکی ہے وہ لکھ رہے ہیں: "دمن فتش مذھب رضی اللہ عنہ وجدہ من اکثر المذاھب احتیاطاً فی الدین لانہ الا خوذ بقول ابی حنیفہ" جس نے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کی تفتیش کرے گا اس پر یہ بات واضح ہو گی کہ اکثر مذاہب سے آپ کا مذہب دین میں بہت محتاط ہے الخ۔ چونکہ امام شعرانی نے ہدایہ شریف پڑھی ہے آپ پر حقیقت واضح ہو گئی ہے۔

چند سال ہوئے کہ مصر کے محامی (وکیل) احمد مہدی الخضری نے کتاب "تحفۃ ذوی المعارف الفقہیۃ" یعنی ظہر میں کتاب رد المحتار معروف بہ ابن عابدین لکھی حضرت امام کے حاسد اور معاند اس کتاب کو اٹھا کر دیکھیں، سرورق میں امام کے نیچے لکھا ہے۔

فَمَنْ كَانَ الْاِمَامُ فِيْ مَذْهَبِهٖ وَالْمَذْهَبُ الْحَنَفِيُّ يَحْتَلُّ دَوْرَ الْمِحْوَرِ وَمَدَارَ الْبَيْتِ وَدَارِهٖ هُوَ دَوْرَةُ الْعَظَمِ الْعَظِيْمِ۔

اگر اسلام اپنے مذاہب اور مذہب حنفی کی وجہ سے مذاہب عالم میں بلند ترین مقام حاصل کر رہا ہے تو ابن عابدین مذہب حنفیہ کے آئینہ ہیں۔

یہ ہے حضرات فقہاء کی بے مثال مساعی اور ان کا عمل، حضرات حنفیہ نے صحیح معنی میں شریعت مطہرہ کے احکام کو اس دقت اور باریکی سے مرتب کیا ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔

اُمَّةٌ قَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ

یہ امت قوی رضامندی سے فائز ہو گئی ہے ان پر اللہ کی رحمت ہر گھڑی ہو۔

حضرت امام عالی مقام کے روضۂ مبارکہ کی زیارت

اس عاجز کی خوش نصیبی ہے کہ مصر القاہرہ میں تقریباً ہر جمعہ کو حضرت امام شافعی کے مزار شریف جاتا تھا اور وہاں مغرب سے عشاء تک مشہور قاریوں سے قرآن مجید کی تلاوت ائمہ سبعہ یا ائمہ عشرہ کی روایات سے سنا کرتا تھا۔ اور اب مصر سے ہندوستان آتے وقت ارادۃً فلسطین و شام و عراق آیا ہوں۔ عاجز جمعہ ۸ رشوال ۱۳۵۳ھ ۳ رجنوری ۱۹۳۵ء کو عراق پہنچا، ایک ہفتہ وہاں قیام رہا۔ علماء اعلام اور اولیاء کرام کے مزارات مبارکہ کی زیارت کی۔ حضرت امام الائمہ کا مزار پُر انوار اس زمانہ میں شہر سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ عاجز تین مرتبہ آستانۂ فیض کاشانہ پر حاضر ہو سکا۔ حضرت امام شافعی کی حاضری اور حضرت امام الائمہ سے مستفید ہونے کا حال کتابوں میں پڑھ چکا تھا۔ اب روز شنبہ ۹ رشوال ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۴ رجنوری ۱۹۳۵ء کو وہاں کی حاضری نصیب ہوئی، پہلے مسجد شریف میں دوگانہ ادا کیا پھر مزار پُر انوار پر حاضر ہوا۔ دل نے کہا۔

اِس سنگِ آستاں پہ جبینِ نیاز ہے　　وہ اپنی جا نماز ہے اور یہ نماز ہے

عاجز کو ۱۴ رجب ۱۳۴۶ھ میں جو لطف و انبساط سرہند شریف میں حضرت جناب مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کے مزار مبارک پر حاصل ہوا تھا اس کی یاد تازہ ہو گئی،... بے ساختہ زبان پر آیا۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد　　کسے را با کسے کارے نباشد

ہر وقت اس بقعۂ مبارکہ میں اس عاجز کا گزرا ہے، وہ ان مبارک واقعات میں سے ہے جن کی یاد آتی رہتی ہے اور تڑپاتی رہتی ہے۔

حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے (جیسا کہ گزر چکا ہے) دو رکعت پڑھ کر حضرت امام کی قبر پر حاضر ہوتا ہوں اور وہاں اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرتا ہوں اور اللہ کے فضل سے بہت جلد حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں عاجز عرض کرتا ہے۔ امام شافعی کا ارشاد گرامی صدائے دربار ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ افراد جو اس نعمت کبریٰ سے مستفید ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے حضرت امام کے حاسدوں اور معاندوں کے شر سے سب کو محفوظ رکھے۔ ان بدنصیبوں کو ان کی عداوت کا یہ پھل ملا ہے، جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت امام عالی مقام کا جنازہ ان کی نظروں میں نمرائی کا جنازہ ظاہر ہوا اور حضرت امام کے اصحاب جو جنازے کی مشایعت کر رہے تھے بہ شکل رُہبان ان پر ظاہر ہوئے۔ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ۔ یہ ہے کھلا صریح یعنی کھلا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ۔ اور یہ دن بدلتے لاتے ہیں ہم لوگوں میں اور اس واسطے کہ معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے اور کرے بعضے تم میں شہید اور اللہ چاہتا نہیں ناحق والوں کو۔ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ (آل عمران ۱۴۰-۱۴۱) اور اس واسطے کہ نکھارے اللہ ایمان والوں کو اور مٹا دے منکروں کو۔

اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے بارہ سو سال سے حضرت ابوحنیفہ کا مذہب برابر پھل رہا ہے اور پھل رہا ہے اور آپ کے حاسد اور معاند مٹ رہے ہیں اور نیست و نابود ہو رہے ہیں۔

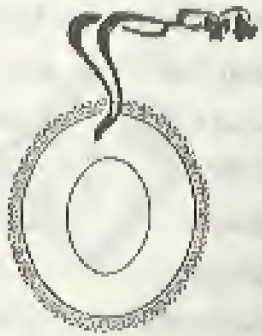

جلیل القدر مشائخ کے کشوفات

امام شعرانی شافعی دوران کے مرشد اکمل حضرت خواص کا بیان اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی در حضرت خواجہ محمد پارسا خلیفۂ اکمل حضرت شاہ نقشبند بخاری کے۔ فرمات اور کشوفات اور امام مالک امام لیث امام اوزاعی امام ابن مبارک امام ابی عبد البر امام موفق، امام ابن حزم ظاہری امام ابن تیمیہ حرانی امام ابن قیم امام ذہبی امام جلال الدین سیوطی امام ابن حجر ہیتمی کی کے بیانات واعترافات اور ائمہ حدیث کی تحا وصلت اور حضرت داؤد طائی اور حضرت فضیل بن ابی عیاض کے اعترافات اور تحسینات کو دیکھ کر لسان الغیب محمد شمس الدین خواجہ حافظ شیرازی رحمہ اللہ کی یہ غزل یاد آگئی:

دل سرا پردۂ محبت اوست — دیدہ آئینہ دار طلعت اوست
دل اس کی محبت کا خیمہ ہے — آنکھ اس کے چہرے کی آئینہ دار ہے
من کہ سر در نیاورم بہ دو کون — گردنم زیر بار منت اوست
میں جو کہ دونوں جہاں کے سامنے سر نہیں جھکاتا — میری گردن اس کے احسان کی زیر بار ہے
تو و طوبیٰ و ما و قامت یار — مگر ہر کس بہ قدر ہمت اوست
تو ہے اور طوبیٰ میں ہوں اور دوست کا قد — ہر انسان کی نظر اس کی ہمت کے اندازے کے مطابق ہے
دور مجنوں گزشت و نوبت ماست — ہر یکے پنج روزہ نوبت اوست
مجنوں کا دور گزر گیا اب ہمارا دور ہے — ہر شخص کا کچھ دن کے لئے دور ہے
من کہ ہاشم دراں حرم کہ صبا — پردہ دار حریم حرمت اوست
اس حرم میں میں کون ہوتا ہوں اس لئے کہ صبا — اس کی حرمت کے حریم کی پردہ دار ہے
نکتۂ عاشقی و رنج طلب — عاشقی کا نمک اور مستی کا خمار
من دل گرفتہ خویم چہ باک — غرض اندر میاں سلامت اوست
میں اور دل اگر فنا ہو جائیں تو کیا پروا ہے — مقصد تو درمیان میں اس کی سلامت ہے

بے خیالش مباد منظر چشم — زاں رو کیں گوشہ خاص دولت اوست
خدا کرے نگاہ کا منظر اس کے خیال کے بغیر نہ ہو — اس لئے کہ یہ گوشۂ خاص اس کی دولت ہے
گر من آلودہ دامنم چہ عجب — ہمہ عالم گواہ عصمت اوست
اگر میں آلودہ دامن ہوں تو کیا تعجب ہے — اس کی پاک دامنی کا سارا عالم گواہ ہے
ہر گلی تو کہ شد چمن آرائے — از رنگ و بوئے صحبت اوست
ہر وہ نیا پھول جو چمن آرا بنا — اس کی صحبت کے رنگ و بو کا اثر ہے
فقر ظاہر مبیں کہ حافظ را — سینہ گنجینۂ محبت اوست
ظاہری فقر کو نہ دیکھ حافظ کا سینہ تو — اس کی محبت کا خزانہ ہے

یہ عاجز مصر، شام، فلسطین، عراق اور حجاز مقدس گیا اور افغانستان میں مغرب پھر پاکستان اور ہندوستان کے علماء کرام سے ملا ہر جگہ حضرت امام شافعی کے ارشاد گرامی کا پورا اثر پایا کہ "النَّاسُ كُلُّهُمْ عِيَالُ أَبِي حَنِيفَةَ" کہ فقہ میں لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔ ہر جا یہی دیکھا کہ ہر فاضل کی میز پر علامہ ابن عابدین کی ردالمحتار موجود رہتی ہے اور حضرات فقہائے احناف کے معارف سے خلق خدا مستفید ہو رہی ہے اور حضرت امام عالی مقام کے مراتب میں اضافہ ہو رہا ہے۔ عاجز کو امید قوی ہے کہ حضرات اولیائے پروردگار کے حسب ارشاد حضرت امام کا یہ فیض قیام قیامت تک جاری وساری رہے گا۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَوَّلًا وَآخِرًا۔

اختتامیہ

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے احسانہٗ کے لطف وکرم سے ائمۂ اعلام کی کتابوں سے حضرت امام الائمہ ابوحنیفہ نعمان علیہ الرحمۃ والرضوان کے مبارک احوال عاجز نے لکھ دیے ہیں۔ وہ افراد جو اہل انصاف ہیں اس کتاب کو پڑھ کر ان شاء اللہ خوش ہوں گے۔ اور فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ (یعنی) موجن کے دل پھرے ہوئے ہیں وہ لگتے ہیں اُن کی ڈھب والیوں سے تلاش کرتے ہیں گمراہی اور تلاش کرتے ہیں اُن کی کل بیٹھانی کی۔

جو افراد حاسد اور معاند ہیں ان کا بیان اللہ نے کر دیا ہے کہ وہ گمراہی کی راہ تلاش کرتے ہیں لہٰذا ایسے افراد سے بحث نہیں ہے۔ ان کے لئے اللہ سے دعا ہے کہ وہ غلط روش سے منہ موڑ کر راہ صدق وصفا اختیار کریں۔

عاجز اس کتاب کی تالیف سے دو شنبہ تین ذوالقعدہ ۱۴۰۱ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۸۱ء کو فارغ ہوا۔ اتفاق سے اس وقت زبان پر آیا۔ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ كَرِیْمٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ عاجز کو خیال ہوا کہ بنا ارادہ اس عبارت کا ظہور ہوا ہے دیکھیں یہ تاریخی مادہ نکلتا ہے یا نہیں چنانچہ عاجز نے اس کے عدد نکالے جو کر ۱۱۷۶ ہیں۔ اس میں ۲۲۴ اعداد کی کمی ہے۔ اس وقت لفظ مُصَدِّقٌ کا خیال آیا۔ دیکھا کہ اس کے اعداد ۲۲۴ ہیں۔ دل خوش ہوا کہ یہ تالیف کتاب کی تاریخ ہے۔

اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ كَرِیْمٌ مُّصَدِّقٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

یہ تاریخ یقیناً حسب حال ہے۔ عاجز نے حضرات ائمۂ اعلام کی کتابوں کو سامنے رکھا ہے اور ان کے مبارک کلام سے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ اس تاریخ کا ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کی رُو سے اس طرح ہے۔

یہ ایک نادر کتاب ہے اس کی تائید پہلوں کی کتابوں سے ہوتی ہے۔

یہ تاریخی مادہ کلام الٰہی کے مبارک الفاظ سے مرکب ہوا ہے۔ لفظ مُصَدِّق کلام پاک میں دال کے زبر سے ہے اور اس کا ترجمہ سے تصدیق کرنے والا۔ اور مادہ تاریخ میں یہ لفظ دال کے فتحہ سے

ہے اور ترجمہ ہے تصدیق کیا ہوا۔ اس تاریخی مادہ کے دستیاب ہونے سے دل کو خیال ہوا کہ ان شاء اللہ کتاب مقبول خلائق ہوگی۔ چند روز گزرے تھے کہ فضیلت مآب مولانا حکیم محمد فضل الرحمٰن فرزند مصباحی انگلو آیورویک ویدانی طبیہ کالج قرول باغ نئی دہلی سے کی آمد ہوئی۔ آپ نے اس کتاب کی تین لاجواب تاریخیں پیش کیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ سوانح بے بہا ے امام اعظم ابوحنیفہ سنہ ۱۴۰۱ھ

۲۔ امام اعظم ابوحنیفہ کی سوانح سنہ ۱۴۰۱ھ

۳۔ زباعی

سرمایۂ آخرت بنا یا مولیٰ — سرمایۂ عاقبت بنا یا مولیٰ

اس عبد حسن کو زید حق گو کے لئے — توزادرہ مغفرت بنا یا مولیٰ سنہ ۱۴۰۱ھ

ابتدائی دو تاریخوں کو عاجز خطائے نفسی سمجھتا ہے اور یہی ثلاثی تسمیۂ کتاب ہیں۔ عاجز نے بعض بزرگوں کی تحریرات میں یہ شعر لکھا دیکھا ہے۔

کار سازیا بہ فکر کار ما — فکرما در کار ما آزار ما

ہمارا کام بنانے والا ہمارے کام کی فکر کر رہا ہے اب ہمارا اپنے کام میں فکر کرنا اپنے کو آزار میں ڈالنا ہے

حضرات ائمۂ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہم عاجزوں پر حق ہے اس کا ادا نہ علوم نہیں کر سکتے۔ یہ ایک مسلّمہ بات ہے کہ جو کچھ ائمۂ مجتہدین نے کہا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں کہا ہے۔ ائمۂ اعلام کے اختلافات نے امت مرحومہ کے لئے سہولت کی راہیں مہیا کر دی ہیں حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے رَحِمَ اللّٰهُ لَا یُعَیِّبُ اَحَدًا مِّنْ قَوْلٍ اِخْتَلَفَ فِیْهِ الْعُلَمَآءُ۔ پروردگار اس قول پر عمل کرنے والے کو عذاب نہیں دے گا جس میں علمائے راسخین نے اختلاف کیا ہے۔ کتاب وسنت کے بعد ائمۂ مجتہدین کا قول ہمارے لئے حجت ہے۔

حضرت عاصم فرزند حضرت عمر کا بیان ہے کہ جب لوگوں کے مقدمات بہت ہو جاتے تھے آپ حضرت زید کے پاس مقدمات بھیج دیا کرتے تھے۔ اتفاق سے آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کو آپ نے حضرت زید کے پاس بھیجا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا تمہارے مقدمہ کا کیا ہوا۔ اس نے کہا۔ یا امیر المومنین میرے خلاف فیصلہ ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میں فیصلہ کرتا تمہارے حق میں کرتا۔ اس نے کہا آپ کو کیا بات روکتی ہے کہ فیصلہ کریں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر اس سلسلہ میں میرے پاس کتاب اللہ کی آیت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہوتی تو ان کی طرف رجوع کرتا۔ اب تو میرے پاس میری اپنی رائے

ہے اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ میں اپنی رائے کی وجہ سے قاضی کی رائے کو زدکروں رائے تو مشیر ہے۔

سبحان اللہ کیا حق و انصاف کی بات فرمائی ہے۔ وہ افراد جو دو چار کتابیں پڑھ کر حضرات ائمہ مجتہدین پر رد و قدح کرتے ہیں حضرت عمر کے اس ارشاد پر عمل کریں حضرات ائمہ مجتہدین نے جان سے تن سے مال سے زبان سے دین مبین کی خدمت کی ہے۔ ایک کو شہادت نصیب ہوئی اور دوسرے کو سخت تکالیف برداشت کیں لیکن مسلک حق نہیں چھوڑا۔ حضرت امام عادل نے دوسرے کی رائے کا احترام کرکے یہ سبق دیا ہے کہ اصحاب رائے کا استخفاف نہ کیا کرو۔ اللہ کا ارشاد ہے۔ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا۔ تو کہہ، ہر کوئی کام کرتا ہے اپنے ڈول پر سو تیرا رب بہتر جانتا ہے کون سوجھتا ہے راہ۔

حضرات ائمہ کا اختلاف کمروبات و مستحبات ہی میں دائر نہیں بلکہ حرام و حلال میں بھی ہے۔ اور تیرہ سو سال سے ہر امام کا مقلد اپنے امام کے قول پر عمل کر رہا ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے ہر ایک صواب پر ہے اور یہ ہے اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ کا بیان۔

اس مبارک حدیث کو امام سیوطی نے "جامع الصغیر" میں نقل کیا ہے۔ آپ نے نہ راوی کا نام لکھا ہے اور نہ کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے بلکہ آپ نے لکھا ہے کہ نصر مقدسی نے "کتاب الحجہ" میں اور بیہقی نے رسالہ الاشعریہ میں بلا سند لکھا ہے اور سیوطی نے لکھا ہے۔ وَلَهٗ مَخْرَجٌ فِیْ بَعْضِ الْكُتُبِ بِاللَّفْظِ الَّذِیْ لَمْ نُصِلْ بَعْدُ۔ اور ہو سکتا ہے کہ حلیمی، قاضی حسین اور امام الحرمین وغیرہم جنہوں نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے کسی مستند حافظ کی کتاب میں اس حدیث کو دیکھا ہو اور وہ کتاب ہم تک نہیں پہنچی ہے۔ علماء اعلام نے جلیل القدر علماء کو جھوٹا کہنے کی کوشش نہیں کی ہے بلکہ ایک عمدہ تالیف توجیہ بیان کی ہے۔

اکابر امت کی یہ مبارک روش اور حضرت امام اعظم مقام کے مخالف مثل اشتر بے جہاد کے ہر طرف مارتے ہیں اور حضرت امام کو برا کہنے میں کسی قسم کا تردد نہیں کرتے۔ حضرات ائمہ مجتہدین کو شریعت مطہرہ کا علم پوری طرح تھا۔ قطب شام علامہ عبد الغنی نابلسی نے رسالہ ایضاح الدلالات فی سماع الآلات میں سیاست شرعیہ کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے ایک بلند پایہ حنفی عالم نے اس فن میں ایک عمدہ کتاب لکھی ہے۔ آپ نے نہ کتاب کا نام لکھا ہے اور نہ مصنف کا نام لکھا ہے۔ اس سلسلہ میں ابن تیمیہ کے شاگرد علامہ ابن قیم الجوزیہ متولد ۶۹۱ھ متوفی ۷۵۱ھ نے ایک عمدہ کتاب لکھی ہے جو پہلی مرتبہ مطبع محمد عبدہ کے زمانہ میں الفراسۃ المرضیۃ فی احکام السیاسۃ الشرعیۃ کے نام سے چھپی اور پھر ۱۳۷۲ھ میں الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ کے نام سے چھپی ہے۔ ماجز اس کتاب کے بعض فوائد کا بیان کرتا ہے

سیاست شرعیہ کی اساس بخاری و مسلم کی روایت کردہ یہ حدیث شریف ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں اور پھر نماز کے واسطے اذان دلواؤں اور کسی شخص کو حکم دوں کہ نماز پڑھائے اور میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز پڑھنے کے واسطے نہیں آئے ہیں میں ان کو اچانک پکڑوں اور ان پر ان کے گھروں کو جلا دوں۔ قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ان لوگوں کو معلوم ہو کہ ایک فربہ ہڈی یا گائے یا بکری کے دو سم ملیں گے عشاء کی نماز پڑھنے ضرور آئیں گے۔

اس حدیث شریف کی روشنی میں ائمہ دین کا مسلک اس طرح رہا ہے۔

(۱) حضرت خالد بن ولید نے حضرت ابو بکر صدیق کو لکھا یہاں کچھ لوگ مرتد ہوئے ہیں حضرت ابو بکر نے حضرات صحابہ کو جمع کیا اور اس مسئلہ میں ان کی رائے پوچھی۔ حضرت علی نے کہا۔ ہمارے اختیار میں ایک امت اس فعل شنیع کی مرتکب ہوئی جس کا ذکر اللہ نے کیا ہے۔ اس امت کے انجام کا سب کو علم ہے میری رائے ہے کہ ان کو جلا دیا جائے۔ چنانچہ مرتد ہونے والوں کو یہی سزا دی گئی۔

(۲) حضرت عمر نے شراب خانہ کو اور اس گاؤں کو جس میں شراب خانہ تھا جلوایا۔

(۳) حضرت عمر نے سعد بن وقاص کے محل کو جو کوفہ میں تھا اور جس میں حضرت سعد الصاف کے علیہ گاروں سے روپوش ہوا کرتے تھے۔ نذر آتش کرایا۔

(۴) حضرت عثمان نے قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع کیا تاکہ امت محمدیہ میں اختلاف پیدا نہ ہو۔ اس سلسلہ میں آپ نے جو کچھ کیا، احکام سیاست پر عمل تھا۔

حضرات ائمہ اربعہ نے جو کچھ کیا ہے شریعت اسلامیہ اور امت اسلامیہ کی بھلائی کے لئے کیا اور وہ افراد جن کو سیاست شرعیہ کی درک نہیں ہے وہ حضرات ائمہ پر کیچڑ اچھالتے ہیں جو الٹ کر خود ان کے منہ پر گرتی ہے۔ تاریخ اور طبقات کی کتابوں کو دیکھا جائے کہ بارہ سو سال کی مدت میں کیسے کیسے ائمہ اعلام نے ان حضرات کو اپنا امام تسلیم کیا ہے مشہور امام اعمش حضرت امام اعظم اور امام ابو یوسف سے فرماتے ہیں۔ اَنْتُمُ الْاَطِبَّاءُ وَنَحْنُ الصَّیَادِلَةُ۔ آپ حضرات طبیب ہیں اور ہم اجزا فروش ہیں۔ حضرات ائمہ مجتہدین کو اللہ نے اس امت کا امام بنایا ہے۔ ان پر اعتراض سراسر نادانی کی دلیل ہے۔ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔

اے اللہ تو اپنی خاص رحمت اور برکت اور سلام نازل فرما اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ پر اور آپ کے آل اور اصحاب پر جو کہ آپ کے بھیدوں کے خزانے اور آپ کے دین کے چشمے اور حقائق کے گنجینے ہیں جب تک کہ یاد کرنے والے تجھ کو یاد کریں۔

بتاریخ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ ۱۹ جولائی ۱۹۷۱ء

مراجع کتاب

"سوانح بے بہائے امام اعظم ابوحنیفہ"

۱۰ ھ ۱۴ ۱

نمبر شمار	کتاب کا نام	مؤلف کا نام
۱	ابوحنیفہ، آراؤہ و فقہہ	استاذ محمد ابوزہرہ مصری
۲	امام ابوحنیفہ کی تدوین قانون اسلامی	ڈاکٹر محمد حمید اللہ
۳	امام اعظم ابوحنیفہ	مفتی عزیز الرحمن
۴	امام اعظم اور علم حدیث	مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی
۵	اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ	قاضی حسین بن علی صیمری متوفی ۴۳۶ھ
۶	الانتقاء	امام ابوعمر یوسف ابن عبدالبر نمری
۷	الاستیعاب	" " " "
۸	الاستغناء	" " " "
۹	الاصابہ فی تمییز الصحابہ	علامہ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی
۱۰	اعلام الموقعین	علامہ شمس الدین محمد ابوبکر معروف بابن قیم الجوزیہ
۱۱	الاکمال فی اسماء الرجال	علامہ ولی الدین محمد الخطیب التبریزی شافعی
۱۲	انوار الباری	مولانا سید احمد رضا بجنوری
۱۳	ارشاد الساری	علامہ احمد بن محمد قسطلانی
۱۴	امجدی منجد	آباء یسوعیین، بیروت
۱۵	احکام القرآن	امام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص
۱۶	اشعۃ اللمعات	محدث شہیر عبدالحق بن سیف الدین دہلوی
۱۷	الآثار	امام ابویوسف
۱۸	الآثار	امام محمد بن الحسن
۱۹	بیان خطأ محمد بن اسماعیل بخاری فی تاریخہ	امام حافظ ابومحمد عبدالرحمن رازی متوفی ۳۲۷ھ
۲۰	البعلبکی الحویۃ والتاسع فی الاسلام	استاذ عبدالحکیم ابندی

نمبر شمار	کتاب کا نام	مؤلف کا نام
۲۱	البدایۃ والنہایہ	حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر
۲۲	تاریخ الامم والملوک	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری
۲۳	تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفۃ	امام سیوطی
۲۴	تاریخ بغداد	ابوبکر احمد بن علی الخطیب
۲۵	تاریخ التشریع الاسلامی	محمد بک الخضری
۲۶	تاریخ مدینہ	ابن شبہ نمیری بصری
۲۷	التعلیق الممجد علی موطا محمد	آفتاب دین ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی
۲۸	تنسیق النظام فی مسند الامام	آفتاب دین محمد حسن سنبھلی
۲۹	تذکرۃ الاعظم	علامہ مفتی عبدالطیف رحمانی
۳۰	تانیب الخطیب	علامہ محمد زاہد کوثری
۳۱	التنکیل مع التعلیقات	عبدالرحمن المعلمی، ناصر الدین زبیر، عبدالرزاق
۳۲	تاریخ الخمیس	علامہ حسین بن محمد الدیار بکری
۳۳	تحفہ اثنا عشری	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
۳۴	تبصرہ بر تاریخ خطیب بغدادی	نواب صدر یار جنگ حبیب الرحمن خیروانی
۳۵	الجواہر المضیئۃ فی تراجم الحنفیہ	علامہ عبدالقادر مصری متوفی ۷۷۵ھ
۳۶	جامع بیان العلم وفضلہ	امام ابوعمر یوسف ابن عبدالبر متوفی ۴۶۳ھ
۳۷	جامع مسانید الامام الاعظم	علامہ ابوالمؤید محمد خوارزمی متوفی ۶۵۵ھ
۳۸	جائزے ترجمہ کتاب الخراج	پروفیسر خورشید احمد فارق
۳۹	حضرت امام کی شاگردوں کو نصیحت	امام ذہبی نے کتاب المناقب میں لکھا ہے
۴۰	حضرت عبداللہ بن مسعود رض کی فقہ	ڈاکٹر حنیفہ رضی
۴۱	حضرت امام کے پانچ وصایا	مرتبہ موسوی عاشق الٰہی
۴۲	حفظ القرآن لمذہب النعمان	مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
۴۳	الخیرات الحسان	علامہ احمد بن حجر مکی ہیتمی
۴۴	خطورۃ التشریع فی الاختلاف (مقالات ۱۳۱)	استاذ محمد زاہد الکوثری

نمبر شمار	کتاب کا نام	مؤلف کا نام
۴۵	ذیل الجواہر المضیئۃ	علامہ علی القاری
۴۶	الرد علی سیر الاوزاعی	امام ابی الحسنات ابو یوسف
۴۷	رفع یدین	مولانا سید مشہود حسن
۴۸	روائع البیان	محمد علی الصابونی ، مکہ مکرمہ سنہ ۱۳۹۱ھ
۴۹	الرد علی ابی بکر الخطیب	علمائے ازہر کی تالیف ہے
۵۰	زجاجۃ المصابیح	علامہ سید ابو الحسنات عبد اللہ حیدر آبادی
۵۱	سیرۃ النعمان	علامہ شبلی نعمانی
۵۲	شرح شرح معانی الآثار	علامہ ابو محمد محمود عینی
۵۳	شذرات الذہب	علامہ ابو الفلاح عبد الحی بن العماد حنبلی
۵۴	صحیح مسلم	مطبعۃ العامرہ و زار الطباعۃ
۵۵	صحیح بخاری	مطبوعہ مولانا احمد علی سہارنپوری
۵۶	الطبقات الکبری	ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری
۵۷	طبقات الفقہاء الکبری	ابو النصر عبد الوہاب تاج الدین سبکی
۵۸	الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ	ابن قیم الجوزیہ
۵۹	عقود الجمان	علامہ حافظ شمس الدین محمد الصالحی دمشقی
۶۰	عقود الجواہر المنیفۃ	علامہ محمد بن شہیر بہ مرتضی حسینی زبیدی
۶۱	عمدۃ القاری	علامہ بدر الدین ابی محمد محمود عینی
۶۲	الغرۃ المنیفۃ فی تحقیق بعض مسائل ابی حنیفہ	امام سراج الدین ابو حفص عمر بلقینی متوفی سنہ ۸۰۵ھ
۶۳	فتح القدیر	محقق علی الاطلاق علامہ کمال بن الہمام
۶۴	فتاوی التاتارخانیہ	علامہ عالم بن العلاء انصاری دہلوی متوفی سنہ ۷۸۶ھ
۶۵	فتح الباری	شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی
۶۶	القول الجلی	شیخ محمد عاشق پھلتی در احوال شاہ ولی اللہ
۶۷	القاموس المحیط	امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی متوفی سنہ ۸۱۷ھ
۶۸	کتاب الفقہ علی المذاہب الأربعۃ	علماء مذاہب اربعہ کی تالیف

نمبر شمار	کتاب کا نام	مؤلف کا نام
۶۹	کشف الظنون	مذکور کتب خانہ
۷۰	المقدمۃ السنیۃ	شاہ ولی اللہ المجمعۃ السنیہ میں یہ رسالہ چھپا ہے
۷۱	مناقب الامام الأعظم	ملا علی قاری
۷۲	المناقب	ابو المؤید موفق کی متوفی سنہ ۵۶۸ھ
۷۳	المناقب	حافظ الدین محمد معروف بہ ابن البزاز الکردری متوفی سنہ ۸۲۷ھ
۷۴	مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبیہ	حافظ ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی
۷۵	مرآۃ الجنان	امام عبد اللہ بن اسعد یافعی متوفی سنہ ۷۶۸ھ
۷۶	المبسوط	شمس الدین ابو بکر محمد بن ابی سہل سرخسی متوفی سنہ ۴۹۳ھ
۷۷	المیزان	المحقق الفرد علامہ عبد الوہاب شعرانی
۷۸	معانی الآثار	امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی سنہ ۳۲۱ھ
۷۹	المقدمہ	قاضی القضاۃ عبد الرحمن ابن خلدون مالکی
۸۰	مکتوبات حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی	پیر محمد نقشبندی ، عبد الحی حبلی ، ہاشم کشمی
۸۱	مکتوب امام لیث بن سعد مصری	شمس الدین محمد معروف بہ ابن قیم الجوزیہ
۸۲	موطا امام محمد	امام محمد بن الحسن
۸۳	مصفی شرح موطا	شاہ ولی اللہ
۸۴	مرقات المفاتیح	ملا علی قاری
۸۵	ملفوظات محدث کشمیری	مولانا سید احمد رضا بجنوری
۸۶	المصنف	حافظ ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام متوفی سنہ
۸۷	مقام ابی حنیفہ	مولانا محمد سرفراز خان صفدر
۸۸	منہاج السنۃ النبویہ	علامہ احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ
۸۹	المصنف	حافظ ابو بکر عبد اللہ ابن ابی شیبہ متوفی سنہ ۲۳۵ھ
۹۰	مفتاح السعادہ	طاش کبری زادہ
۹۱	مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین محمد الخطیب التبریزی شافعی
۹۲	المنتظم فی تاریخ الملوک والأمم	ابو الفرج عبد الرحمن بن علی ابن الجوزی متوفی سنہ ۵۹۷ھ

نمبر شمار	کتاب کا نام	مؤلف کا نام
۹۳	موضح قرآن	ترجمہ شاہ عبدالقادر
۹۴	منتہی الارب	سنہ ۱۸۷۸ء میں لاہور میں طبع ہوئی
۹۵	النشر فی قرأت العشر	حافظ ابوالخیر محمد معروف بہ ابن جزری
۹۶	النہایہ فی غریب الحدیث	حافظ مجدالدین ابوالسعادات ابن الاثیر
۹۷	نزہتہ الخواطر	مولانا سید عبدالحی ندوی
۹۸	النکتہ الطریفہ	محمد زاہد الکوثری
۹۹	النجوم الزاہرہ	جمال الدین یوسف اتابکی
۱۰۰	ھدی الساری	شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی
۱۰۱	وفیات الاعیان	شمس الدین احمد اتابکی

مناجات

لَکَ الْحَمْدُ یَا مَنْ فَضْلُہٗ مُتَوَاتِرٌ وَیَا مَنْ لَہٗ جُوْدٌ عَمِیْمٌ وَّغَامِرٌ

تیرے لئے ہی حمد ہے اے وہ ذات جس کا فضل پیوستہ ہے۔ اے وہ ذات جس کا کرم عام ہے اور ڈھانپنے والا ہے۔

لَکَ الْحَمْدُ مِنِّیْ وَاقْبَلِ الْحَمْدَ اِنَّنِیْ بِجُوْدِکَ وَالْاِحْسَانِ وَالْفَضْلِ شَاکِرٌ

میری جانب سے تیرے لئے تعریف ہے تو تعریف قبول فرما اس لئے کہ میں تیری سخا اور احسان اور فضل کا شکر گزار ہوں۔

مسلک اہلسنت والجماعت کا نقیب

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا ترجمان

روحانی و اخلاقی اقدار کا حامل

مدیر اعلیٰ
حضرت صاحبزادہ
میاں جمیل احمد
شرقپوری

ماہنامہ
نورِ اسلام
شرقپور شریف

- خود پڑھیے، اپنے بچوں کو پڑھائیے اور دوستوں کو پڑھنے کی ترغیب دیں،
- تبلیغی مشن کو آگے بڑھانے کے لیے ادارے کے ساتھ اپنا اخلاقی اور مالی تعاون کیجئے،
- اپنے کاروبار کے فروغ کیلئے اپنے ادارے کے اشتہارات ارسال کریں اس طرح آپ کے کاروبار کا تعارف بھی بڑھے گا اور دینی تبلیغ میں آپ کی معاونت بھی ہوگی،

سالانہ خریدار بننے کے لیے دفتر سے رابطہ کریں

فی شمارہ	۶ روپے
زرِ سالانہ	۷۲ روپے

ماہنامہ نورِ اسلام شرقپور شریف

منہاج بن فاروق شیرازی ۲۱۔ ایکڑ سکیم۔ سمن آباد لاہور

مکتبہ نورِ اسلام و دار المبلغین حضرت میاں صاحب شرقپور شریف کی

مطبوعات

ماہنامہ نورِ اسلام شرقپور شریف کا

۱۔ شیر ربانی نمبر مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد شرقپوری

۲۔ امام اعظم نمبر " " "

۳۔ اولیائے نقشبند نمبر " " "

۴۔ مجدد الف ثانی نمبر " " "

۵۔ فضائل حضرت صدیق اکبرؓ " " "

۶۔ مختصر حالات امام ربانی مجدد الف ثانی " " "

۷۔ ارشادات مجددؒ " " "

۸۔ مسلک مجددؒ (اردو۔ پشتو) " " "

۹۔ مقالات یوم مجددؒ " " "

۱۰۔ الجذبۃ الشوقیہ الی الحضرۃ المجددیہ " " "

۱۱۔ مدنی تاجدار کا تحفہ نماز " " "

۱۲۔ مناسک حج " " "

۱۳۔ فضائے حق " " "

۱۴۔ تنویر حرم " " "

۱۵۔ آسان اردو عربی گرائمر " " "

۱۶۔ لحۃ فکریہ " " "

۱۷۔ شجرہ شریف " " "

۱۸۔ خزینہ معرفت مولوی محمد ابراہیم قصوری

۱۹۔ حضرت مجدد اور انکے ناقدین حضرت الحاج مفتی محمد امین صاحب بدخشانی

۲۰۔ المنتخبات من المکتوبات (عربی) مرتبہ حضرت علی الاطلاق میاں بشیر احمد صاحب شرقپوری

۲۱۔ سہ ہفتہ شریف (تلخیص از کلید)

۲۲۔ تتمہ معارج النبوۃ (فارسی) حضرت مولانا معین الدین لکھوی

۲۳۔ دی نقشبندیہ (زیر طبع انگریزی) مرتبہ سردار علی احمد خان

۲۴۔ مرآۃ الحقیقۃ (زیر طبع) حضرت سید امیر علی شاہ کاظمی شرقپوری

۲۵۔ نعتیہ قصیدہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

۲۶۔ تائید اہل سنت (رسالہ در رد وہابیہ) (زیر طبع) مولوی محمد اسحاق (اصل متن) ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں

۲۷۔ مختصر حالات حضرت شیر ربانیؒ و حضرت ثانی میاں صاحب غلام اللہ شرقپوری میاں خلیل احمد شرقپوری

۲۸۔ فضائل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت صاحبزادہ میاں منصور احمد شرقپوری

۲۹۔ منیۃ المصلی

۳۰۔ تعلیمات اسلام حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد شرقپوری

۳۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری

۳۲۔ سوانح عمری حضرت امام اعظم ابو حنیفہ حضرت مولانا ابو الحسن زید فاروقی نقشبندی مجددی دہلوی

۳۳۔ مناسک الیسر والحج (زیر طبع انگریزی ترجمہ) زیر عنایت سردار علی احمد خان

۳۴۔ تذکرہ شیر ربانیؒ (زیر طبع) حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری

۳۵۔ منبع انوار صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری

۳۶۔ دی نقشبندیہ (زیر طبع پشتو) زیر عنایت سردار علی احمد خان

۳۷۔ احکام الملۃ الحقہ حضرت علامہ مولانا محمد تفسیر قاطع اللجہ علامہ مولانا محمد

دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ شرقپور شریف

مادیت کے اس دور میں جبکہ کفر و الحاد کی ظلمتیں ہر سو پھیلتی جا رہی ہیں دینی اور تبلیغی اداروں کا قیام وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ ۱۹۶۰ء میں حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ برادر حقیقی و خلیفہ مجاز شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں اس علمی و دینی درس گاہ کی بنیاد رکھی جس میں علوم اسلامیہ مثلاً تفسیر، حدیث و فقہ کے ساتھ فنی علوم مثلاً صرف، نحو، منطق، فلسفہ، کلام اور دیگر فنون کی تعلیم دی جاتی ہے اور مدرسین و مبلغین تیار کیے جاتے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ اس دینی اور روحانی تربیت سے مستفیض ہو کر بکثرت علماء پاکستان کے طول و عرض میں دین حق کی اشاعت و ترویج اور تبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

طلبا کے مصارف خوراک، رہائش، صفائی، روشنی، مصارف ادویہ نیز نصابی کتب و کتب برائے مطالعہ کے اخراجات، نادار اور غریب طلبا کو کپڑے اور دوسری روزمرہ زندگی کی ضروریات کی ایشاء دارالمبلغین کی طرف سے فراہم کی جاتی ہیں تبلیغ کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے دارالمبلغین اس فریضہ کو حسن و خوبی سے انجام دے رہا ہے۔ امید ہے کہ عالم اسلام بالعموم اور پاکستان کے بالخصوص مخیر حضرات اس کار خیر میں شریک ہو کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

(ادارہ)